تاریخ فرخ آباد

نوابانِ بنگش

من ابتدای ۱۷۱۳ء لغایت ۱۸۵۷ء

مؤلفہ

جناب فیضمآب معلی القاب مسٹر ولیم آروِن صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ بہادر

واسطے افادہ خاص و عام کے اُردو مین

ترجمہ کیا گیا

بماہ نومبر ۱۸۸۰ء

مطبع حسنی فتحگڑہ مین خاکسار حسین بخش کے اہتمام سے

چھپی

تاریخ فرخ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتدائے سنہ ۱۷۱۳ء لغایت سنہ ۱۸۵۷ء مؤلفہ ولیم آروین

سی ایس فتحگڈہ ممالک مغربی و شمالی

حصہ اول

سنہ ۱۷۱۳ء مین فرخ سیر کے تخت نشینی کے زمانے سے سلطنت مغلیہ کی عالیشان عمارت گرچلی ضعیف العقل اور آوارہ مزاج بادشاہون کے ہاتھہ مین جو خود غرض اور نالایق مصاحبون سے گھرے رہتے تھے سلطنت کو بہت جلد زوال آگیا۔ جون جون دباو کم ہوتا گیا صوبہ دارون نے حقوق شاہی پر درحقیقت اپنا تصرف کرلیا اور اسکے عہدہ و اختیارات انہین کے ورثا کو برابر ملتے چلے آئے اور اِس امر مین بادشاہ کیطرف کے جانشینون کی منظوری براے نام ہوتی تھی۔ جسوقت انگریزون نے معاملات ملکی

ہندوستان مین دست اندازی کی اُسوقت جسقدر ریاستہاے اسلامیہ موجود تھین اون
سب کی اُسی زمانہ سے بنیاد پڑی تھی۔ بنگال کے نواب ناظم۔ صوبہ دار علی وردی خان کے
خاندان مین ہین جسنے کہ سنہ ۱۷۵۶ء مین وفات پائی۔ نظام حیدر آباد۔ نظام الملک آصف جاہ
کے جو سنہ ۱۷۱۳ء سے لغایت سنہ ۱۷۴۸ء صوبہ دار دکھن رہا جانشین ہین۔ شاہان اودہ
سعادت خان برہان الملک کی نسل مین ہین جو کہ سنہ ۱۷۳۲ء مین صوبہ دار اودہ مقرر ہوا تھا۔
روہیلہ محمد شاہ کے عہد حکومت مین خود مختار بن بیٹھے تھے۔ اور بھرتپور کے جاٹون کی
اُس زمانہ مین ترقی ہوئی جبکہ چوڑامن محمد شاہ کے باغی وزیر عبد اللہ خان قطب الملک
نامی کا شریک تھا۔ خاندان بنگش نے بھی جس نے کہ شہر فرخ آباد کی بنا ڈالی اور جسکی
تحت تصرف مین اراضی وسیع وسط دواب مین تھی اسی زمانہ مین ہمچو دیگران عروج حاصل کیا
اور اگرچہ آخر مین اِس خاندان کا زمانہ بہت بگڑ گیا مگر ایک وقت ایسا تھا کہ اِس خاندان
کی صورت حال سے امید ہوتی تھی کہ اِسکی ترقی آیندہ اور ریاستون سے کسیطرح کم نہوگی
جب محمد خان نے سنہ ۱۷۴۳ء مین وفات پائی تو اُسوقت یہہ کوئی نہین سمجھتا تھا کہ محمد خان کے
جانشین ایسے جلد کمزور ہوجاوینگے کوئی اُوسکا جانشین بدتدبیر و ناعاقبت اندیش اور
کوئی بیعقل و پست حوصلہ ہوا علاوہ ازین اُنکا ملک بالکل غیر محفوظ تھا اور افواج غنیم کے
آنے کے واسطے شمال و جنوب و مغرب سے برابر راہین کشادہ تھین ان سب وجوہات
سے ریاست فرخ آباد بالکل ناچیز و بیقدر ہوگئی۔ لیکن اِس امر سے انکار نہین ہوسکتا کہ
مورخون نے نوابان بنگش کی واجبی داد نہین دی ہے کسی جگہہ اونکی تاریخ میں سلسلہ وار

حالات بیان نہین ہوئے ہین اور اکثر واقعات جنمین بنگشون نے بڑے بڑے کار نمایان کئے ہین قلم انداز ہوگئے ہین یا اُون کامون کے غلط طور پر روایت کی گئی ہی - اِس کتاب کی تالیف سے اصلی مدعا یہہ ہی کہ اِس نقص کی اصلاح ہو - اور مجھے یقین ہی کہ بلحاظ مقام یہہ اول مرتبہ ہی کہ نوابان بنگش کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی گئی ہی -

بیان اون کتابون کا جن سے کہ تاریخ ہذا تالیف کی گئی

چونکہ اکثر کتابین جنکا مین نے استعمال کیا ہی قلمی ہین اور اس ضلع کے حدود کے باہر کوئی اُنسے واقف نہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اون کتابون اور اونکے مصنفون کے حال سے ابتدا کیجاوے - انمین سے سب سے قدیم اور معتبر ایک مجموعہ خطوط ہی جس مین خطوط منجانب محمد خان ونیز بنام محمد خان ہین - یہہ مکتوب منشی صاحب رائے نے سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین (مطابق جنوری سنہ ۱۷۴۶ع لغایت جنوری سنہ ۱۷۴۷ع) جمع کیا تھا اور اُوسکا نام تاریخی خجستہ کلام ہی - اسمین ۲۰۶ خط منجانب محمد خان اور ۹۰ بنام محمد خان ہین - اور ہرچند کہ اِس مکتوب مین اُس زمانے کے سب بڑے بڑے آدمیون کے خط ہین مگر بالخصوص - بادشاہ - وزیر قمرالدین خان نظام الملک - خان دوران خان امیر الامرا - اور روشن الدولہ کے نام کے خطوط بکثرت ہین - اور یہہ خطوط بہت اکثر سنہ ۱۱۳۲ ہجری سے لغایت سنہ ۱۱۵۶ ہجری کے لکھے گئے ہین - یہہ مکتوب طول مین ۱۰ انچہہ اور عرض مین ۶ انچہہ ہی اس مین ۲۵۱ ورق اور ہر صفحہ مین ۱۵ سطرین ہین لیکن آخر مین دو تین ورق کم ہین - یہہ کتاب صاحب رائے کے پرپوتے مسمی بھوانی پرشاد کے وارث سے حاصل ہوئی تھی ردی کاغذ کے انبار

مین پڑی تھی اور عرصہ سے ایک بند درجہ مین بوجہہ نمی اور کیڑوں کے بالکل مٹی
ہوگئی تھی۔ اس کی کوئی اور نقل موجود نہین معلوم ہوتی۔ خاندانی حال صاحب رائے
کا جہانتک کہ پرچون سے جو اوس کی کتاب کے آخر مین بچ رہے تھے دریافت ہوسکا
یون ہی۔ کہ اوسکا دادا منوہرداس سرکار گوالیار کے ضلاع بھنڈ۔ ساہنہ۔ اتری
اور دیگر مقامات مین پیشکار رہا وہ گوالیار مین رہتا تھا اور وہان اُس کا ایک پختہ مکان
تھا۔ بعد وفات منوہرداس اُسکا بیٹا دوارکاداس بتلاش روزگار شاہجہان آباد گیا
اور وہان پہاڑ گنج خرد مین سکونت گزین ہوا۔ وہان اوسکو بذریعہ لالہ گاج سنگہ پیشکار
خالصہ شریفہ کے جو اُوسکا دوست تھا کوئی جگہہ مل گئی۔ دوارکاداس دو بیٹے چھوڑکر
مرا ایک ڈالچند دوسرا صاحب رائے۔ ڈالچند نواب سعادت خان کے پاس تھا
اور خطوط کی نقل کیا کرتا تھا اور نیز نواب مذکور کے گنج کا حساب اوس کے پاس رہتا تھا
صاحب رائے کو اوس کے بھائی نے تعلیم دلوائی اور فرخ سیر کے عہد حکومت مین سنہ ۱۷۱۲ع
سے لغایت سنہ ۱۷۱۸ع صاحب رائے نواب محمد خان کی سرکار مین بعہدہ سکرٹری یعنی منشی گری
ممتاز رہا۔ یہہ معلوم نہین کہ صاحب رائے نے کب وفات پائی صاحب رائے کے بعد اوسکے
پوتے دلیپ رائے کو یہہ جگہہ ملی اور وہ نواب مظفر جنگ کے زمانے مین سنہ ۱۷۸۱ع سے لغایت
سنہ ۱۷۹۶ع اور نواب ناصر جنگ کے عہد میں سنہ ۱۷۹۶ع سے سنہ ۱۸۱۳ع تک بڑا مشہور و معروف رہا۔
سید حسام الدین شاہ گوالیاری کی تاریخ بخیال قدامت و عمدگی دوم درجہ کی ہی۔ حسام الدین شاہ
کا دادا ابوالحسن ولی محمد غوث گوالیاری کا بھانجہ اور نیز داماد تھا۔ حسام الدین قبل از سنہ ۱۸۲۳ع

محمد خان کے عہد مین فرخ آباد مین آیا اور بنگون مین مقرر ہو گیا - وہ محاصرہ الہ آباد (اکتوبر سنہ ۱۷۵۰ع لغایت اپریل سنہ ۱۷۵۱ع) اور محاصرہ فتحگڑہ (بماہ اپریل و مئی سنہ ۱۷۵۱ع) اور جنگ روہیلکھنڈ (بماہ اکتوبر سنہ ۱۷۵۱ع سے اپریل سنہ ۱۷۵۲ع تک) کے موقعون پر موجود تھا - آخر مین وہ فقیر ہو گیا اور سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین (مطابق جولائی سنہ ۱۷۹۵ع لغایت جولائی سنہ ۱۷۹۶ع) وفات پائی -

یہہ کتاب نومبر سنہ ۱۷۴۹ع کی لڑائی کے بیان تک جسمین کہ قایم خان مقتول ہوا کچھہ عمدہ نہین ہے مگر پھر اِس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان سنہ ۱۷۷۱ع مین حالات بہت مفصل اور دلچسپ ہین - عبارت بہت سلیس اور مع تصاویر ہے اور بہت عبارت آرائی نہین کی گئی ہے - میری رائے مین مصنف اِس کتاب کا اوس تعریف کے لایق ہے جو کہ مفتی ولی اللہ نے اُسکی معتبری کی ہے - یہہ تاریخ قلمی مجھے میر فضل علی نے مفتی ولی اللہ کے مدرسہ کے کتب خانہ مین سے مستعار دی تھی - اِسکا طول ۷۰ انچھہ اور عرض ۰۵ انچھہ ہے اور ۲۹۳ صفحہ اور ہر صفحہ مین ۱۱ سطرین ہین - حالات کی حسب ذیل پیشانیان ہین - محمد خان اور قایم جنگ کا حال صفحہ ۴ سے ۴۵ تک - امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان ملجانا پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۴۵ سے لغایت ۸۹ - احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ الہ آباد کا بیان صفحہ ۸۹ سے ۱۵۰ تک - وزیر کا باردگر آنا اور احمد خان کا روہیلکھنڈ کو جانا صفحہ ۱۵۰ سے ۲۲۶ تک - احمد خان کا پہاڑون پر بھاگ کر جانا اور المورہ کے راجہ سے مدد حاصل کرنا صفحہ ۲۲۶ سے لغایت ۲۴۹ - وزیر کا مرہٹون کے ساتھہ آنا اور احمد خان کو محاصرہ

مین کر لینا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۴ تک - احمد خان اور راجہ مین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح
کر لینا اور نواب کے لڑکے کو اپنے ساتھہ لکھنؤ کی طرف لیجانا صفحہ ۲۶۴ سے ۳۱۳ تک -
احمد خان کا معہ سرداران روہیلیون کے ہمراہ مورچون پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا
فرخ آباد آنا صفحہ ۳۱۳ سے نغایت ۳۴۰ - مظفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۳۴۰ سے نغایت
۳۵۳ - وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھا لانا صفحہ ۳۵۳ سے انغایت صفحہ ۳۹۲ -
تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی ولی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہے جو ۱۲۴۵ ہجری (مطابق جولائی ۱۸۲۹ء
نغایت جون ۱۸۳۰ء) کے قریب لکھی گئی ہے - سید ولی اللہ ولد سید احمد علی مقام سانڈی سرکار
خیر آباد مین ۱۱ شوال ۱۱۶۸ ہجری کو مطابق ۲۶ اگست ۱۷۵۵ء پیدا ہوئے تھے (اونکے باپ
سید احمد علی ۱۱۸۶ ہجری مین مطابق ۱۷۷۲ء کے اکیاون برس کی عمر مین مرے تھے - اس
خاندان کی دس پشت سے سانڈی مین بود و باش تھی مقام سانڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل
کے فاصلہ پر گنگا پار دکھن پورب کے کونے مین واقع ہے - اور اس سے پیشتر اس خاندان کے
لوگ دس پشت تک دائی پور مین رہے تھے جو کہ قنوج کی پورب مین گنگا کی متصل ہے لوگ
کہتے ہین کہ یہان آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا - ولی اللہ نو برس کی عمر مین
اپنے والد کے ساتھہ فرخ آباد مین آیا - اوسنے فرخ آباد قنوج اور بریلی مین تحصیل علم کی اور
عبد الواسط قنوجی سے تکمیل حاصل کی - ۱۱۸۹ ہجری مین (مطابق مارچ ۱۷۷۵ء نغایت
فروری ۱۷۷۶ء) وہ مکہ کی راہ مین شہر رحمت آباد دیکھنے کو گیا وہان خواجہ رحمت اللہ
سے اوسنے مسایل نقشبندیہ اور مسایل قادریہ مین تعلیم پائی ۱۱۹۰ ہجری مین مطابق

محمد خان کے عہد مین فرخ آباد مین آیا اور بنگون مین مقرر ہوگیا - وہ محاصرہ الہ آباد (اکتوبر سنہ ۱۷۵۰ء لغایت اپریل سنہ ۱۷۵۱ء) اور محاصرہ فتحگڑہ (بماہ اپریل و مئی سنہ ۱۷۵۱ء) اور جنگ روہیلکھنڈ (بماہ اکتوبر سنہ ۱۷۵۱ء سے اپریل سنہ ۱۷۵۲ء تک) کے موقعون پر موجود تھا - آخر مین وہ نقبر ہوگیا اور سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین (مطابق جولائی سنہ ۱۷۹۵ء لغایت جولائی سنہ ۱۷۹۶ء) وفات پائی -

یہہ کتاب نومبر سنہ ۱۷۴۹ء کی لڑائی کے بیان تک جسمین کہ قایم خان مقتول ہوا کچھہ عمدہ نہین ہی مگر پھر اس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان سنہ ۱۷۷۱ء مین حالات بہت مفصل اور دلچسپ ہین - عبارت بہت سلیس اور معہ تصاویر ہی اور بہت عبارت آرائی نہین کی گئی ہی - میری رائے مین مصنف اس کتاب کا اوس تعریف کے لایق ہی جو کہ مفتی ولی اللہ نے اسکی معتبری کی ہی - یہہ تاریخ قلمی مجھے میر مفضل علی نے مفتی ولی اللہ کے مدرسہ کے کتب خانہ مین سے مستعار دی تھی - اسکا طول ۷۰ انچہ اور عرض ۵۰ انچہ ہی اور ۲۹۳ صفحہ اور ہر صفحہ مین ۱۱ سطرین ہین - حالات کی حسب ذیل پیشانیان ہین - محمد خان اور قایم جنگ کا حال صفحہ ۴ سے ۴۵ تک - امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان ملجانا پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۴۵ سے لغایت ۸۹ - احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ الہ آباد کا بیان صفحہ ۸۹ سے ۱۵۰ تک - وزیر کا باردگر آنا اور احمد خان کا روہیلکھنڈ کو جانا صفحہ ۱۵۰ سے ۲۲۶ تک - احمد خان کا پہاڑون پر بھاگ کر جانا اور الموڑہ کے راجہ سے مدد حاصل کرنا صفحہ ۲۲۶ سے لغایت ۲۴۹ - وزیر کا مرہٹون کے ساتھہ آنا اور احمد خان کو محاصرہ

مین کر لینا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۴ تک - احمد خان اور راجہ مین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح کر لینا اور نواب کے لڑکے کو اپنے ساتھہ لکھنؤ کی طرف لیجانا صفحہ ۲۶۴ سے ۳۱۳ تک - احمد خان کا معہ سرداران روہیلیون کے ہمراہ مورچون پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا فرخ آباد آنا صفحہ ۳۱۳ سے لغایت ۳۴۰ - مظفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۳۴۰ سے لغایت ۳۵۳ - وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھا لانا صفحہ ۳۵۳ سے لغایت صفحہ ۳۹۲ -

تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی ولی اللہ کی تاریخ فرخ آبادی جو ۱۲۴۵ہجری (مطابق جولائی ۱۸۲۹ء لغایت جون ۱۸۳۰ء) کے قریب لکھی گئی ہے - سید ولی اللہ ولد سید احمد علی مقام سانڈی سرکار خیر آباد مین ۱۱؍ شوال ۱۱۶۶ہجری کو مطابق ۲۶؍ اگست ۱۷۵۳ء پیدا ہوئے تھے (اونکے باپ سید احمد علی ۱۱۸۰ہجری مین مطابق ۱۷۶۷ء کے اکیاون برس کی عمر مین مرے تھے - اس خاندان کی دس پشت سے سانڈی مین بود و باش تھی مقام سانڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر گنگا پار دکھن پورب کے کونے مین واقع ہے - اور اس سے پیشتر اس خاندان کے لوگ دس پشت تک وائی پور مین رہے تھے جو کہ قنوج کی پورب ہیں گنگا کی متصل ہے لوگ کہتے ہین کہ یہان آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا - ولی اللہ نو برس کی عمر مین اپنے والد کے ساتھہ فرخ آباد مین آیا - اوسنے فرخ آباد قنوج اور بریلی مین تحصیل علم کی اور عبدالواسط قنوجی سے تکمیل حاصل کی - ۱۱۹۰ہجری مین (مطابق مارچ ۱۷۷۶ء لغایت فروری ۱۷۷۷ء) وہ مکہ کی راہ مین شہر رحمت آباد دیکھنے کو گیا وہان خواجہ رحمت اللہ سے اوسنے مسایل نقشبندیہ اور مسایل قادریہ مین تعلیم پائی ۱۱۹۰ہجری مین مطابق

فروری سنہ ۱۷۸۶ء لغایت فروری سنہ ۱۷۸۷ء) اُسنے چھہ ماہ مقامات متبرکہ کی زیارت مین صرف
کئے - اور آخر کار سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین (مطابق دسمبر سنہ ۱۷۸۱ء لغایت دسمبر سنہ ۱۷۸۲ء) ہندوستان کو
واپس آیا اور شہر فرخ آباد مین سکونت اختیار کی - جو کچھہ صرف سے پس انداز ہوا اوس کو
ولی اللہ نے جمع کرکے چند قطعہ مکانات خریدے اور اون سب کو ملا کر ایک مدرسہ تعمیر کرایا
اور اُسکا نام مخزالمرابع وربیع المفاخر رکھا - اِس نام سے سنہ ۱۲۲۴ ہجری (مطابق فروری سنہ ۱۸۰۹ء
لغایت سنہ ۱۸۱۰ء) برآمد ہوتے ہین - ولی اللہ کا کتب خانہ ابھی مدرسہ مین موجود ہی لیکن اب نکوئی
طالب علم ہی نہ وہان کچھہ تعلیم ہوتی ہی ۲۹ - اگست سنہ ۱۸۰۵ء کو ولی اللہ مفتی شہر مقرر ہوئے اور
یہہ عہدہ اُن کے نام ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۲۸ء تک اونکے نام رہا - بعد اونکے اونکے رشتہ دار
ولایت علی مفتی ہوئے - مفتی ولی اللہ نے ۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۹ ہجری کو مطابق ۱۸
نومبر سنہ ۱۸۳۳ء کو وفات پائی - ذیل کی تاریخون سے اونکا سال وفات برآمد ہوتا ہی -

گنج معنی برفت زیر زمین ؎ دفن کردند گنج علم بخاک

تاریخ اول سید بہادر علی کی کہی ہوئی ہی - اِس تاریخ کی ایک جلد جو مجھے میر فضل علی نے
مستعار دی تھی طول مین دس انچھہ اور عرض مین ساڑھے چھہ انچھہ ہی اِسمین ۲۳۰ صفحہ مین
فی صفحہ سطرون کا شمار مختلف ہی - اِس کتاب کے دو حصہ ہین حصہ اول مین تاریخ فرخ آباد
اور خاندان بنگش کا حال ہی اور ۱۶۰ صفحہ مین جنمین ایک دیباچہ اور ۷ فصلین ہین حصہ اول
مین ۵ باب ہین - حصہ دوم مین پانچ فصلین ہین - فصل اول مین مشہور و معروف اشخاص
کا حال ہی - فصل دوم مین شیخوں سیدون اور فقرا کا بیان ہی فصل سوم مین علما کا - اور فصل

چہارم مین شعرا کا تذکرہ ہی۔ فصل پنجم مین مصنف نے اپنا حال تحریر کیا ہی۔ تواریخی حصہ مین کچھہ تفصیل وار حالات نہیں ہین اور بہت کچھہ کتاب سیر المتاخرین وغیرہ سے نقل کیا گیا ہی لیکن بعض بعض حالات ذاتی علم یا دریافت سے بڑہائے گئے ہیں۔ سب سے عمدہ وہ حصہ کتاب ہی جسمین بنگش پٹھانون کی بنیاد کی روایت ہی۔ قریب دو حصہ کے اِس کتاب مین اون غیر مشہور مسلمانون کے سوانح عمری کا انتخاب ہی جو کہ فرخ آباد مین رہتے تھے یا یہان بطور سیر آئے تھے لوح تاریخ ایک اُردو کی کتاب ہی جو کہ اپنی شکل موجودہ مین سنہ ۱۲۵۵ ہجری مطابق مارچ ۱۸۳۹ء لغایت مارچ ۱۸۴۰ء کے قریب لکھی گئی تھی۔ میر بہادر علی کی کاپی جو کہ اُوسکے بھتیجے سلامت علی نے مجھے مستعار دی تھی ۹۰ انچھہ طول میں اور ۶ انچھہ عرض مین ہی۔ اسمیں ۵۵۴ صفحہ ہین اور فی صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک سطرین ہیں۔ عبارت روزمرہ سلیس ہی اور اگرچہ حالات تاریخی اِس مین کم ہین اور سلسلہ بھی اچھا نہین ہی تاہم اِسمین ایسے بہت سی دلچسپ روایات ہین کہ اگر اِس کتاب مین وہ درج نہوتین تو ضائع ہوجاتین۔ اِس تاریخ کی بنیاد کا یہہ حال ہی کہ سنہ ۱۲۴۸ ہجری مین مطابق مئی ۱۸۳۲ء لغایت مئی ۱۸۳۳ء بخشی منور علیخان نے جو کہ محمد خان کے لڑکے دولت خاتون کا پرپوتا تھا ایک تاریخ شہر فرخ آباد اور یہان کے نوابون کی تیار کرنا شروع کی۔ یہہ کتاب اُسنے مفتی ولی اللہ کی تاریخ اور دیگر کتب مثل خلاصہ بنگش وغیرہ کی مدد سے تالیف کی لیکن اِسمین منور علیخان نے ایک بزرگ آدمی الہ داد خان نامی ولد مقیم خان چیلہ سے بہت سے حالات زبانی دریافت کرکے لکھے ہین۔ ایک جلد اِس کتاب کی نواب دلاور جنگ ولد نواب حسین علیخان کو اور

چہارم مین شعراکا تذکرہ ہی۔ فصل پنجم مین مصنف نے اپنا حال تحریر کیا ہی۔ تواریخی حصہ مین کچھہ تفصیل وار حالات نہیں ہین اور بہت کچھہ کتاب سیر المتاخرین وغیرہ سے نقل کیا گیا ہی لیکن بعض بعض حالات ذاتی علم یا دریافت سے بڑہاے گئے ہیں۔ سب سے عمدہ وہ حصہ کتاب ہی جس مین بنگش پٹھانون کی بنیاد کی روایت ہی۔ قریب دو حصہ کے اس کتاب مین اون غیر مشہور مسلمانون کے سوانح عمری کا انتخاب ہی جو کہ فرخ آباد مین رہتے تھے یا یہان بطور سیر آئے تھے لوح تاریخ ایک اُردو کی کتاب ہی جو کہ اپنی شکل موجودہ مین ۱۲۵۵ہجری مطابق مارچ ۱۸۳۹ء لغایت مارچ ۱۸۴۰ء کے قریب لکھی گئی تھی۔ میر بہادر علی کی کاپی جو کہ اُوسکے بھتیجے سلامت علی نے مجھے مستعار دی تھی ۹۰ انچھہ طول میں اور ۶ انچھہ عرض مین ہی اسمیں ۴۸۵ صفحہ ہین اور فی صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک سطرین ہیں۔ عبارت روزمرہ سلیس ہی اور اگرچہ حالات تاریخی اِس مین کم ہین اور سلسلہ بھی اچھا نہین ہی تاہم اِسمین ایسے بہت سی دلچسپ روایات ہین کہ اگر اِس کتاب مین وہ درج نہوتین تو ضائع ہوجاتین۔ اِس تاریخ کی بنیاد کا یہہ حال ہی کہ ۱۲۴۸ہجری مین مطابق مئی ۱۸۳۲ء لغایت مئی ۱۸۳۳ء بخشی منور علیخان نے جو کہ محمد خان کے لڑکے دولت خاتون کا پرپوتا تھا ایک تاریخ شہر فرخ آباد اور یہان کے نوابون کی تیار کرنا شروع کی۔ یہہ کتاب اُسنے مفتی ولی اللہ کی تاریخ اور دیگر کتب مثل خلاصہ بنگش وغیرہ کی مدد سے تالیف کی لیکن اِسمین منور علیخان نے ایک بزرگ آدمی الہ داد خان نامی ولد مقیم خان چیلہ سے بہت سے حالات زبانی دریافت کرکے لکھے ہین۔ ایک جلد اس کتاب کی نواب دلاور جنگ ولد نواب حسین علیخان کو اور

دوسری دھرم واس کا بیتھہ کھرواکو دی گئی تھی لیکن ان دونون جلدون مین سے باوجود

تلاش کوئی دستیاب نہیں ہوئی منور علی لکھتا ہو کہ چونکہ مجھہ کو زبان اردو مین بہت مہارت

نہ تھی اور نہ انشا پردازی کا ربط تھا لہذا مین نے اپنی تاریخ میر بہادر علی کو دیدی تاکہ وہ اوسکی

ایک صورت قایم کردیں ۱۲۵۵ ہجری مین مطابق مارچ ۱۸۴۲ لغایت مارچ ۱۸۴۳ عیسوی

بہادر علی نے کتاب مذکور درست کرکے واپس کردی اور کچھہ حالات جو انہیں معلوم تھے

وہ اُس مین اضافہ کردیے۔ اور اُوسکا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ رکھا گیا۔ تاریخ

ذیل سے ۱۲۵۸ ہجری برآمد ہوتے ہیں ؛

کیا بنی ہی میان یہہ خوب کتاب

اِس کتاب کے علاوہ دیباچہ کے آٹھہ حصہ ہین۔ حصہ اول مین نواب محمد خان غضنفر جنگ

اور حصہ دوم مین نواب قایم خان۔ اور حصہ سوم مین نواب احمد خان غالب جنگ۔ اور حصہ

چہارم مین نواب دلیر ہمت خان مظفر جنگ۔ اور حصہ پنجم مین نواب امداد حسین خان ناصر جنگ

اور حصہ ششم مین نواب خادم حسین خان شوکت جنگ۔ اور حصہ ہفتم مین نواب تجمل حسینخان

ظفر جنگ کے حالات ہین حصہ ہشتم کے دو باب ہین۔ باب اول مین منور علی خان نے اور

باب دوم مین میر بہادر علی سنے اپنی سوانح عمری تحریر کی ہین منور علیخان والد سرفراز علیخان قوم

اشتر زی کارلانی پٹھان ۱۷۹۹ء مین پیدا ہوا تھا۔ منور علی کے پردادا مسمی خداداد خان کی

دولت خاتون سے شادی ہوئی تھی۔ یہہ دولت خاتون نواب محمد خان غضنفر جنگ کی نویسی

بیٹی تھی۔ جب ۱۸۰۶ء مین منور علی خان کے دادے نے وفات پائی تو سرفراز علی خان نے

تمام اپنی ریاست وجاگیر وغیرہ سرفراز محل بیوہ ناصر جنگ کے نام کردی لیکن سرفراز محل
منور علیخان کو دو سو روپیہ سالانہ دیتی رہین۔ منور علیخان نے سیزدہم شعبان ۱۲۸۰ ہجری
مین مطابق ۲۴ اگست ۱۸۶۳ء وفات پائی میر بہادر علی چھبرامؤ کے سید تھے چھبرامؤ ایک
چھوٹا سا قصبہ ہے اور شہر فرخ آباد سے بفاصلہ ۱۰ میل لب سڑک واقع ہے۔ میر بہادر علی اپنے
تئین زین العابدین خان کے فرزند اکبر کی نسل مین سے بتلاتا ہے۔ زین العابدین مدینہ سے
آکر تُرمز مین بسا تھا اور کچھ لوگ اُسکی اولاد مین سے عرصہ دراز تک لاہور کے قریب باقی
مگر بعد اِسکے رفتہ رفتہ پورب کی طرف بڑھتے آئے اور قصبہ چھبرامؤ سرکار قنوج صوبہ اکبر آباد
مین آکر بسے اِسبات کو قریب پانسو برس کے عرصہ گذرا۔ لکھا ہے کہ ایک زمانہ مین ستر سے اسی
تک سیدون کے گھر چھبرامؤ مین موجود تھے اور تین محلوں میں آباد تھے لیکن دو یا تین سو
برس سے کوئی نہین رہا اب صرف ایک محلہ مین پانچ سات گھر سادات کے ہین مغلون کے
عہد حکومت مین اِن گھرانون کے مرد دہلی مین تلاش روزگار کرنے تھے اور اکثر عہدون پر
مثل قاضی۔ مفتی۔ دیوان۔ محرر۔ تحصیلدار وغیرہ کے ممتاز تھے۔ اپنی تاریخ مین شجرہ
خاندانی لگانے سے بہادر علی معذور رہا ہے۔ کیونکہ اُس بدانتظامی کے زمانہ مین یعنی گنوار گردی
مین جبکہ مرہٹے سگاؤن وغیرہ کو تاخت تاراج کرتے رہتے تھے سب کاغذ جنمیں بہادر علی کے
بزرگون کے حالات تھے ضائع ہوگئے۔ بالفعل جو کتابین اوسکے پاس موجود ہیں اونسے
دستخطون کے ذریعہ سے خاندان کا چھ پشت تک پتا چلتا ہے۔ بہادر علی کا باپ اور دادا کہا
کرتا تھا کہ چھبرامؤ کے سادات سید کمال کی اولاد مین ہیں۔ سید کمال لاہور سے آیا تھا اور

اُس کی ایک لڑکی نے جسکا نام علی امجد تھا قصبہ چھبرامؤ مین سکونت اختیار کی تھی اور لڑکے مقامات سمدھن پرگنہ تالگرام متصل قنوج اور خاص تالگرام اور ساندی اور مارہرہ اور سکت پور مین بود و باش کرتے تھے —— بہادر علی کے سب بزرگ بعض علانیہ اور بعض مخفی طور پر شیعہ مذہب کے پیرو تھے۔ بہادر علی کا دادا غلام حسین ۱۱۰۱ ہجری مین مطابق اکتوبر ۱۶۸۹ع لغایت ستمبر ۱۶۹۰ع پیدا ہوا تھا اور ۱۲۲۶ ہجری مین مطابق جنوری ۱۸۱۱ع لغایت جنوری ۱۸۱۲ع فوت ہوا۔ غلام حسین کے حشمت علی اور چراغ علی دو بیٹے تھے غلام حسین ایک زمانہ مین نجیب خان اور شجاع الدولہ کی سرکارون مین رہا پہلی جگہہ سے مادہ؁ اور دوسری جگہہ سے سو روپیہ ماہواری پاتا تھا۔ پھر چالیس برس تک اُس نے نواب دایم خان چیلہ نواب احمد خان کی ملازمت کی اول مشاہرہ اسی؁ روپیہ ماہوار فوجدار اور پھر مشاہرہ پچاس؁ روپیہ ماہوار حکیم رہا اور پھر بیس؁ روپیہ ماہوار پنشن پاتا تھا اور آخر کو مشاہرہ دس؁ روپیہ ماہوار نواب کے بیٹون اور بیوی کے پڑھانے پر مقرر ہوا۔ اپنی وفات کے قریب تک وہ شہر فرخ آباد مین دایم خان کے مکان کے پھاٹک مین رہا۔ مرنے سے پانچ چھہ سال پیشتر جبکہ وہ بہت ضعیف ہو گیا تھا اوسکے بیٹے اور پوتے سمجھا کر اوسے چھبرامؤ لیگئے وہان اوسنے ۲۷ رمضان ۱۲۲۶ ہجری کو دوالی کے دن انتقال کیا۔ بہادر علی کو اپنے دادا کی نسبت یقین تھا کہ اُسنے معجزہ کرنیکی قدرت تھی اور روایت کرتا ہی کہ اُسکا دادا ایک شخص کو جو بہت بیمار تھا خواب مین دکھلائی دیا اور اُس سے کہا کہ میری قبر پر سے گھاس اوکھیڑ کر اور پیسکر اپنے سینہ پر ضماد کر۔ اُس بیمار نے ایسا ہی کیا اور فی الفور چنگا ہو گیا۔ بہادر علی کا والد

چراغ علی ۱۱۵۸ہجری مین مطابق فروری ۱۷۴۵ء لغایت جنوری ۱۷۴۶ء پیدا ہوا تھا چھپن
برس کی عمر مین اوسکی آنکھین جاتی رہین لیکن اسکی جسمانی قوت بدستور تھی اور سمجھ نہایت تیز
تھی اور بہت حاضر جواب تھا اور اوسکی قوت لامسہ ایسی تیز تھی کہ وہ روپیہ سیدھا اولٹا
بتلا دیتا تھا اوسکو نقشۂ عمارت بنانے کی بہت عمدہ لیاقت تھی اور حکمت بھی کیا کرتا تھا
اور یہہ فن حکمت اوسنے اپنے والد غلام حسین سے سیکھا تھا۔ اوسکا حافظہ نہایت عمدہ تھا
اور ہر شخص کے خاندانی حالات جو چھپرامو کے گرد نواح مین رہے اوسے مفصل یاد تھے
چراغ علی نے ۴ رمضان ۱۲۴۷ہجری کو مطابق ششم فروری ۱۸۳۲ء وفات پائی۔
بہادر علی کا ننہال بھونگام مین تھا یہہ ایک قصبہ لب سڑک ضلع مین پوری مین چھپرامو
سے پچھان کی طرف بفاصلہ ۲۲ میل واقع ہے۔ بہادر علی کی والدہ شیخ خلیل الرحمان خاطب
ولد شیخ خیر اللہ خان خاطب کی دوسری بیٹی تھی۔ بہادر علی ۲۰ شوال ۱۱۹۵ہجری کو
مطابق ۹ اکتوبر ۱۷۸۱ء پیدا ہوا ۱۲۰۰ہجری مین مطابق ۱۷۸۶ء بہادر علی کا دادا اسکو
شہر فرخ آباد مین لایا اور نواب دایم خان چیلہ کے پھاٹک مین سکونت اختیار کی یہان بہادر علی
نے چھہ سال تعلیم پائی وہ معمولی درسی کتابین فارسی کی پڑھتا تھا اور روزمرہ ایک مسودہ
لکھکر اسپر اپنے استاد سے اصلاح لیتا تھا میر مکھو فقیر اوسے خوشنویسی سکھانے پر مقرر تھا
بہادر علی نے کچھہ علم ہندسہ اور چند کتابین صرف و نحو اور علم طب کی بھی پڑھی تھین اور
کل کلام مجید پڑھا تھا اوسکی عادت تھی کہ اوسوقت کے جو متقی اور دیندار آدمی تھے جنکا اوسنے
نام بھی لکھا ہے اونکی خدمتمین اکثر جایا کرتا تھا اور ایک مرتبہ حافظ غلام محمد نے ایک بار جب

قران کا اوسے پڑھایا تھا جب بہادر علی بارہ برس کا ہوا تو اوسکا چچا حشمت علی لکھنو سی اپنے
گھر آیا حشمت علی پندرہ برس تک لکھنؤ مین رہا تھا اور وہان لالہ لچھمن سنگہ اور لالہ بدھ سنگہ
کے یہان لڑکون کو پڑھانے پر مقرر تھا یہہ دونون صاحب سارست برہمن تھے اور راجہ
ٹکیت راے نایب کے ملازم تھے سنہ ۱۲ ہجری مین حشمت علی لکھنو کو واپس گیا اور بہادر علی
کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا وہان حشمت علی نے بہادر علی کو تعلیم کیواسطے میر ساجد علی کے سپرد کیا
ساجد علی حشمت علی کا بڑا دوست تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا بعد ایک سال کے بہادر علی مولوی
کمال الدین شاہجہانپوری کے پاس صرف ونحو پڑھنے کیواسطے بھیجا گیا شعرا سے راہ ورسم
اور واقفیت پیدا کرنے کی غرض سے وہ اکثر مولوی بسیر علی رسولپوری کے مکان پر جایا کرتا
تھا اول کچھہ قلیل عرصہ تک بہادر علی مولوی غلام محمد فایق کا شاگرد رہا اور نور تخلص
کرتا تھا لیکن جب شعرگوئی کا اوسکو بہت شوق بڑھا تب اوسنے اپنے چچا سے درخواست کی
کہ میان غلام ہمدانی مصحفی سے میری ملاقات کرا دو پھر چند سال تک اوس نے مصحفی کی
شاگردی کی اور گردش اور وامق تخلص کرتا رہا اوسی زمانہ مین اوسنے ایک دیوان فارسی
جوالہ عشق تصنیف کیا وہ سب شاعرون مین جو میان جرأت انشا اللہ خان میر تقی
میان مصحفی شہزادہ سلیمان شکوہ میان منتظر اور اور لوگون کے مکان پر پندرھوین دن ہوا
کرتے تھے برابر شریک ہوتا تھا اور فارسی اور اردو مین غزلین گردش اور وامق کے تخلص
سے پڑھا کرتا تھا جب تک کہ بہادر علی لکھنو مین رہا یعنے گیارہ برس سنہ ۱۲۱۷ ہجری تک وہ
وہان چند جگہہ معلم رہا اور یہی اوسکی معاش تھی کچھہ عرصہ تک وہ نواب وزیر کے یہان آصف الدولہ

اور سعادت علیخان کے عہد مین فوج مین ملازم رہا جب سرکار انگریزی نے شہر فرخ آباد لے لیا
تب بہادر علی ۱۲۱۸ ہجری کے آخر مین اپنے گھر آیا اور بہت عرصہ تک معلمی کے ذریعہ سے
اپنی بسر اوقات کی آخر کو وہ راجہ جسونت سنگہ بگھیلہ ٹھاکر ترواکا معلم مقرر ہوا ترو ضلع فرخ آباد
مین جنوب اور مشرق کے کونے مین ہی یہان اوسکے آٹھہ روپیہ ماہوار اور روپیٹی علاوہ نذر کے
مقرر ہوگئے پھر راجہ کی سفارش سے اوسکو چھبرامئو کی تھانہ داری ملگئی اور دو برس تک
تھانہ دار رہا بعد ازین حسب درخواست راجہ مذکور کے بہادر علی اضلاع مین پوری بریلی اور
فتحگڑہ مین عدالتہاے کلکٹری اور مال اور دیوانی اور نیز عدالت اپیل مین راجہ تروا اور
اوسکے بھائی کنور پیتم سنگہ کی طرف سے وکیل رہا جب راجہ کے انتقال پر بہادر علی کی
نوکری جاتی رہی تو وہ فرخ آباد آیا یہان کئی برس وہ لالہ دلیر سنگہ کایستہ سری باستب
جھاؤنی والہ کے لڑکون کو پڑہاتا رہا اور آخر میں چند سال رای چندی پرشاد کایتہ سکسینہ
ساکن محلہ سدھواڑہ کے یہان ملازم رہا دو برس تک وہ مسٹر مارٹن تاجر نیل کے پاس
شمس آباد کی کوٹھی مین پندرہ روپیہ ماہواری کا پروانہ نویس اور پھر ڈیڑہ سال تک
جائنٹ مجسٹریٹ سدہ پورہ ضلع ایٹہ کے کچہری مین منشی ظہور علی عباسی شیخپوری کی سفارش
سے بیس روپیہ ماہوار کا ملازم رہا جب یہہ محکمہ شکست ہوگیا تو بہادر علی تین برس لکھنؤ میں
جاکر رہا وہان وہ تھوڑے دن دریاباد کے تھانہ میں جو لکھنؤ سے ۴۳ میل کے فاصلہ پر
مشرق مین واقع ہی محرر را اور پھر کچھہ عرصہ تک ایک سوداگر کے پاس حساب نویسی پر ملازم رہا
اور بعد ازان معلمی کے ذریعہ سے بسر اوقات کرتا رہا جب لکھنؤ سے فرخ آباد کو واپس آیا

اور تعلیم دہی اور اشعار کے پڑھنے اور کتابین تصنیف کرنے مین صرف کیا کرتا تھا اور
ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہرچہ ساقی ما ریخت
عین الطاف است * اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصّون کے تیرہ کتابین تصنیف کی
ہین تیرہوین کتاب تاریخ فرخ آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ ہی سنہ ۱۸۱۱ع
یا سنہ ۱۸۱۹ع کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاکھا مین بھی کچھہ
لکھا ہی اور اُسی مین نام (یعنے تخلص) منہی رکھا ہی۔ بہادر علی نے لکھا ہی کہ مینے کتابین
اِس غرض سے تصنیف کی ہین کہ بجائے اولاد کے بعد مرگ میری یادگار رہین اِن کتابون
کے لکھنے مین اُسکا وقت بہت خوشی سے کٹتا تھا وہ دعوی کرتا ہی کہ جس دن سے مین نے
کتابون کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف مین کچھہ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا
خواستگار ہوا جب کبھی کوئی صاحبزادون مین سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے
اِنکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا مین دو باتین ہین قاعدہ یا فائدہ اور جس شخص کو دونون
مین سے کسیکی خواہش نہین ہی وہ کیون بڑے آدمیون کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا
کہ خدا مجھے باقی زندگی مین بھی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سنہ ۱۲۲۵ ہجری سے
(مطابق فروری سنہ ۱۸۱۰ع لغایت جنوری سنہ ۱۸۱۱ع) بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے
تعزیہ داری سالانا کیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان مین گنجائش حسب
دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو بیگہ کے زمین باین ارادہ خریدی
کہ اُس مین ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنوائے اُسنے ایک چھوٹا مکان

اور تعلیم دینی اور اشعار کے پڑھنے اور کتابین تصنیف کرنے مین صرف کیا کرتا تھا اور
ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہرچہ ساقئ ما ریخت
عین الطاف ست * اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصون کے تیرہ کتابین تصنیف کی
ہین تیرہوین کتاب تاریخ فرخ آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ ہی سنہ ۱۸۴۱ع
یا سنہ ۱۸۱۹ع کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاکھا مین بھی کچھہ
لکھا ہی اور اُسی مین نام (یعنے تخلص) منہی رکھا ہی - بہادر علی نے لکھا ہی کہ مینے کتابین
اِس غرض سے تصنیف کی ہین کہ بجاے اولاد کے بعد مرگ میری یادگار رہین اِن کتابون
کے لکھنے مین اُسکا وقت بہت خوشی سے کٹتا تھا وہ دعوی کرتا ہی کہ جسدن سے مین نے
کتابون کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف مین کچھہ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا
خواستگار ہوا جب کبھی کوئی صاحبزادون مین سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے
انکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا مین دو باتین ہین قاعدہ یا فائدہ اور جس شخص کو دونون
مین سے کسیکی خواہش نہین ہی وہ کیون بڑے آدمیون کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا
کہ خدا مجھے باقی زندگی مین بھی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سنہ ۱۲۲۳ ہجری سے
(مطابق فروری سنہ ۱۸۰۸ع لغایت جنوری سنہ ۱۸۱۱ع) بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے
تعزیہ داری سالانا کیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان مین گنجائش حسب
دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو بیگہ کے زمین باین ارادہ خریدی
کہ اُس مین ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنواے اُسنے ایک چھوٹا مکان

تیار کرایا اور بتاریخ ۱۳ محرم سنہ ۱۲۴۱ ہجری مطابق ۳۰ اگست سنہ ۱۸۲۵ء امام باڑہ کی پختہ نیو پڑی مگر بوجہہ افلاس کے وہ اُسکو اختتام کو نہ پہنچا سکا بہادر علی لکھتا ہی کہ مجھے امید ہی کہ امام باڑہ قبل میری وفات کے تیار ہو جاویگا تاکہ میری روح اُس قبر مین آرام سے رہے بہادر علی کا باپ مطابق اپنی درخواست کے ایک کچی قبر مین امام باڑہ کے اندر دفن کیا گیا تھا بہادر علی نے ۲۳ شعبان سنہ ۱۲۷۰ ہجری مین (مطابق مئی سنہ ۱۸۵۴ء) انتقال کیا ایک کتاب ہی موسوم بہ محاربات مغلیہ بہ افاغنہ جس کی ایک جلد مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے مجھے تلاش کر دی تھی اُنہین صاحب کا مین مشکور ہون کہ اُنہون نے مجھے لوح تاریخ پیشتر منگوا دی تھی اس کتاب مین اکثر جگہہ تو نظم ہی اور باقی بھی اسقدر رنگین اور مبالغہ کی عبارت مین درج ہی کہ تتمہ واقعات بہت کم رہگیا ہی تاریخ اس نسخہ کی جنوری سنہ ۱۸۳۲ء ہی مگر نام مصنف اور نیز مالک کتاب کا بالکل مشکوک ہی میری رائے مین یہہ کتاب تاریخ متذکرہ بالا سے بہت قبل تصنیف کی گئی ہی یا دیگر کتب سے اسمین مدد لیگئی ہی کیونکہ اس کتاب مین اکثر ایسے واقعات مین جو اور کسی کتاب مین نہین پائے جاتے ہین یہہ کتاب قلمی سوا نو انچہہ طول مین اور سوا چھہ انچہہ عرض مین ہی اور کل (۱۰۱) اوراق ہین اور فی صفحہ ۱۴ سطور ہین مینے ۲۶ اوراق ایک مجموعہ رپورٹ کے جسے ایک لکھنؤ کے عامل نے شروع سنہ ۱۱۶۲ ہجری سے بنہایت سنہ ۱۱۶۳ ہجری تک لکھے ہین انتخاب کئے ہین اُنکو دیکھکر مین سمجھتا ہون کہ اُس کا راقم نواب بقا اللہ خان خانعالم فوجدار کوڑہ ہی اُن خطوط کے دیکھنے سے کچھہ حالات بابت وفات نول رائے اور کچھہ واقعات جو بعد وفات نول رائے کے ہوئے دریافت ہوسکے

ہین شروع کے نو اوراق اور کچھہ اوراق آخر مین کم ہین خلاصہ بنگش کا حوالہ جو محمد خان کے
عہد مین لکھے گئے (جو عہد شروع ۱۷۱۳ء سے نہایت ۱۷۴۳ء تک رہا) لوح تاریخ مین
دیا ہوا ہی نہ خلاصہ بنگش سے اور نہ مجموعہ خطوط سے جنہین منشی صاحب راے کے پوتے
منشی دلپت رای نے (بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۸۲۲ء مین) لکھا ہی مجھے کچھہ پتا ملتا ہی دیگر
کتب سے جو مدد لیگئی وہ اظہر من الشمس ہی علی الخصوص سیر المتاخرین تاریخ مظفری
خزانہ عامرہ عماد السعادت سوانح عمری حافظ رحمت خان فتحگڑہ نامہ کرون کا ترجمہ
بلونت نامہ مفتاح التواریخ (مطبوعہ ۱۸۴۹ء) سے مدد لی گئی ہی کتاب ماثر الامرا مین (باب
موسوم بہ عبد المنصور خان مین) جب قایم خان کے وفات کا ذکر ہی لکھا ہی کہ شرح احوال
اُسکے وفات کا اُسکے والد محمد خان بنگش کے احوال کے شمول مین دیکھنا چاہیئے مگر مین نے
اس کتاب مین محمد خان کی سوانح عمری نپائے حدیقۃ الاقالیم مصنفہ مرتضی حسین سے بھی
مین نے کچھہ انتخاب کیا ہی ٭

احوال نواب محمد خان بنگش غضنفر جنگ

بنیاد خاندان محمد خان کرلانی کا غزنی فرقہ کا بنگش تھا ملک قیس عبد الرشید کی جو سب پٹھانون
کا جد امجد تھا تین لڑکے تھے سربن بٹن گھر گھشت دوسرے لڑکے نے جسکا نام شیخ حیات
تھا یہ لقب بوجہہ صلح کاری اور پرہیزگاری کے حاصل کیا تھا کیونکہ اُن کی زبان مین لفظ بٹن
کے معنی ہین پاک بٹن کے تین لڑکے تھے اسمٰعیل شعیون کا جیبن اور ایک لڑکی بھی تھی
جسکا نام متو تھا بٹن کی بیٹیون کے جانشین بیشتر بٹن کہلاتے ہین اولاد متو کے اُس کے

خاوند شاہ حسین ولد معزالدین سے خلزئی لودی اور سروانی کہلاتی ہیں قیس کے بڑے
بیٹے سربن کے ۲ لڑکے تھے اور اُن میں سے بڑے بیٹے شرف الدین نامے کے پانچ بیٹے
تھے جن میں سے سب سے چھوٹا امیرالدین تھا ایکروز جب امیرالدین شکار کھیلنے گیا تھا
ایک پڑاؤ پر اسنے ایک سید کے لڑکے کو پسند کیا اور اُس کا کرلانی نام رکھا جب وہ لڑکا
جوان ہوا اُس کی شادی اُسی فرقہ کی ایک عورت کے ساتھہ ہوئی اور اُسکی نسل کرلانی کہلائی
کرلانیون کے درمیان بھی چار فرقہ ہین ورکزئی اک آفریدی خٹک ملک میری باعتبار صداقت
روایت مذکور کے قوم کرلانی اپنے تئین سید خیال کرتی ہی چونکہ کرلانی سنے اور میر ولد امیرالدین
کے یہان پرورش پائی اُسکے جانشین فرقہ سربند مین شمار کئے جاتے ہین وجہہ تسمیہ کاغذائی
کی تشریح ذیل ہی ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ شیخ حیات عرف بٹن نے اپنی لڑکی مٹو کی شادی
شاہ حسین ولد معزالدین محمود کے ساتھہ کرنا چاہی - معزالدین جمال الدین حسین کا لڑکا تھا
اور جمال الدین سلطان بہرام کا جس نے اپنے ملک گور کو بوجہہ تباہی کے جو حملہ اول اہل
اسلام ہوئے تھے چھوڑ دیا تھا - بنابران ایک شخص از قوم کاغ یعنے مطرب گور میں جو وطن
شاہ حسین کا تھا بھیجا گیا تا کہ شاہ حسین کا حسب نسب دریافت کرنے واپس آنے پر مطرب
نے شاہ حسین کو دھمکایا اور کہا کہ تم میری لڑکی سے شادی کرلو ورنہ مین مشہور کر دونگا کہ
مجھے شاہ حسین کے عالی خاندان ہونے مین شک ہی تب شاہ حسین سنے اُس کی بیٹی مسماۃ
مہی سے جو نیر سرو کہلاتی تھی نکاح کرلیا چونکہ اس لڑکے کی کوئی اولاد نہوئی اُس سنے
اپنی سوت مٹو کے ایک بیٹے کو متبنی کیا اور اُسکا نام سروانی رکھا بوجہہ اس تبنیت کے

وہ لڑکا کاغ زی کہلانے لگا لفظ بنگش کے لغوی معنے ہین پہاڑی ملک کچھ عرصہ کے
بعد اسکے معنی ہوے باشندے پہاڑی ملک کے جو لوگ بلند پہاڑیون پر رہتے تھے بالا بنگش
کہلاتے تھے اور جو پہاڑونکے نیچے کے ملک مین سکونت گزین تھے یعنے کوہاٹ مین پائین بنگش
مشہور تھے اب قوم بنگش کوہاٹ مین بہت کثرت سے ہی اور باقی لوگ اُسکے جانب مغرب کرم
اور شنوزام مین بود و باش رکھتے ہین بنگش کی وادی پہاڑیوں سے محیط ہی سب سے زیادہ لنبائی
مشرق سے جانب مغرب ہی اور مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق مین قوم خٹک خٹکانکی
پہاڑیونمین پائی جاتی ہی شمال مین عرق زئی ہین اور گوشہ جنوب و مغرب مین وزیرس کی
سرحد ہی اور جانب مغرب ملک کرم واقع ہی وہ بنگش جو کرم اور پیوار مین رہتی ہین توری کی
زیر حکومت مین اور جو سوزام مین بود و باش رکھتے ہین خود مختار ہین اور باشندگان
کوہاٹ رعایای سرکار انگلشیہ مین ان سب مقامون مین بنگش قریب اٹھارہ ہزار گھر کے ہین
کئی سال بعد پہلے بود و باش کے بہت سروانیون نے بالا بنگش کی سکونت ترک کردی اور اُسوقت
سے کاغزائی کہلانے لگے اور جو لوگ اپنے جاے قدیم مقیم رہے سروانی ہی کہلاتے رہے
بعد ازان ایک جماعت کرلانیون کی کہ جس نے سروانی کاغزائی کے قرب مین بالا بنگش
مین مسکن مقرر کیا تھا کاغذی کہلانے لگے ہرچند کہ وہ لوگ درحقیقت نہ سروانی ہی تھے
اور نہ کاغ کی نسل سے تھے القصہ کاغذئی کے دو اقسام ہین (۱) کرلانی کاغذئی (۲)
سروانی کاغذائی عہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر مین (من ابتداے ۱۶۵۸ء لغایت
۱۷۰۷ء) ملک عین خان کرلانی کاغذائی اپنے وطن کو بارادۂ ہندوستان ہنورشید آباد مین آیا

اور عین ہمان سروانی کی سوارون مین جو اسوقت خان زادہ خاندان کی خدمت مین ممتاز تھا
نوکر ہوا ملک عین خان ولد گوہر خان ولد سبزہ خان ولد جہان خان ولد سارنگ خان ہریا خیل
کے فرقہ شامل زئی و شامل زئی کے فرقہ دولت خیل سے تعلق رکھتا تھا جو دولت خان عرف
حاجی بہادر کے جانشین ہین اس حاجی بہادر کو وہ حاجی بہادر کوہاٹی نہ سمجھنا چاہیے جو
شیخ آدم بنوری کے خاندان سے تھا قصبہ خورشید آباد اب برای نام رہگیا ہی اس موقع پر ایک
بہت بڑا تنباکو کا کہیت ہوتا ہی یہہ قصبہ قریب بلند کنارہ دریاے گنگ کے واقع ہی جہانسے
گنگا کی پرانی دہار اور نیز زمین نشیب کی جو درمیان پرانی اور نئی دہار گنگا کے ہی نظر پڑتی
ہی یہہ قصبہ فرخ آباد سے ۱۲ میل جانب مغرب اور قصبہ قدیم شمس آباد خورسی پانچ میل جانب
مغرب اور جدید اور سرسبز قصبہ قایمگنج سے ایک میل جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع
ہی ہرچند کہ مئو مین اب تھوڑے باشندہ ہین مگر اسکے گرد و نواح کے قصبہ جات مین مثل راہی پور
پتھورا او عطائی پور کے بہت پٹھان دیگر مقامات سے آکر بسے ہین جن سے وہان بڑی رونق
ہی ان سب مقامات مذکورہ بالا کے باشندہ ضلع کے باہر مئو پٹھان کہلاتے ہین یہہ لوگ
ہمارے ہندوستانی سوارونمین بہت ہین اور انہون نے مثل سپاہیون کے بڑے بڑے کام
نمایان کئے ہین بنیاد خورشید آباد کے جسکو پیشتر مئو شہوریا کہتے تھے عہد سلطنت جہانگیر مین
سنہ ۱۰۱۶ھ مطابق سنہ ۱۶۰۸ء نواب رشید خان جاگیردار شمس آباد نے از سر نو ڈالی ہی چند
اشخاص اسکے جانشینون مین سے جو خانزادہ مشہور ہین ابہی زندہ ہین مگر مصیبت زدہ اور
مفلس ہین بوجہہ نواب کے جاے مذکور پسند کرنیکی پورب مین اسطور پر مشہور ہی کہ ایکبار ایسا

ہوا کہ نواب کے کتون کو گیدڑون نے بھگا دیا تھا تب نواب نے عالم تحیر مین یہہ نتیجہ نکالا کہ یہان کی زمین مین ایسے بہادر اور مضبوط آدمی پیدا ہونگے کہ ایسے کہین نہونگے :۔

بیان محمد خان کے ایام خوردسالی کا

یٰسین خان کی شادی مؤ مین ہوئی بعد مرگ اُسکے دو بیٹے رہے ہمت خان سیزدہ سالہ اور محمد خان یازدہ سالہ چونکہ محمد خان نے ماہ دسمبر ۱۷۴۳ء مین بعمر ہشتاد سالگی بحساب سالہای قمری وفات پائی اسوجہہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ۱۶۶۵ء مین تولد ہوا تھا روایت ہی کہ ایکدن محمد خان اپنے بڑے بھائی کے گھوڑے پر سوار ہو کر کنارے دریا کے گیا تھا اور واپس آنے پر گھوڑا بالکل پسینہ مین غرق تھا ہمت خان نے اس خوف سے کہ مبادا اِس گھوڑے کو کسیدن ڈالدے کہ خود بھی مضروب ہو کچھہ اُسکو سخت سُست کہا محمد خان ناخوش ہو کر ایک فقیر کی جھونپڑی مین بھاگ گیا اُس فقیر نے اُس کی دلجوئی کے لئے پیشگوئی کی کہ تو ایکدن باون ہزاری ہوگا جس کے معنی ہین سپہ سالار باون ہزار پر اِس عرصہ مین اُسکے بڑے بھائی ہمت خان نے دکن مین نوکری کی اور وہین وہ فوت ہوگیا اُسکی لاش مؤ مین شیر محمد خان کے باغ مین دفن کی گئی جو عہد نواب رشید خان مین لگایا گیا تھا ہمت خان ایک لڑکی مسماۃ بی بی فاطمہ چھوڑ گیا تھا جو عنایت علی خان بنگش کا مغزئی سے منسوب ہوئی جب محمد خان کا سن بیس برس کا ہوا (یعنے قریب ۱۶۸۵ء کے) اُس نے یٰسین خان بنگش کی جو اُسوقت مین مؤ کے پٹھانون مین نامور سردار تھا نوکری کی ماہ اکتوبر مین ہر سال یٰسین خان چار پانچ ہزار سوار پیادہ لیکر مؤ سے جمنا پار جایا کرتا تھا اُن دنون مین راجگان بندیل کھنڈ مین باہم متواتر جنگ و جدال رہا

کرتے تھے اور سپاہی آدمی کا روزگار چمکا ہوا تھا جب کوئی راجہ جسکو اپنے کسی ماتحت باغی
سے مقابلہ کرنا ہوتا تھا یسین خان کی آمد سنتا تھا تو اپنا وکیل بدین غرض اُس کے پاس
بھیجتا تھا کہ اُس باغی کو سزای اعمال دے شرط یہہ تھی کہ جو کچھہ لوٹ مین مال و اسباب
آوے چہارم اُسکا یسین خان کو دیا جاوے جب اِس شرط کے لکھنے کی نوبت پہونچے
تو نصف روپیہ بطور اُجوری یعنے پیشگی کے یسین خان نے طلب کیا یہہ روپیہ کل فوج
مین کیا سوار اور کیا پیادہ برابر تقسیم ہوگیا بعد ازان کوچ کیا گیا ایک جگہ نامزد کی گئی اور
پھر اُسیجگہ کا محاصرہ کیا گیا اگر باشندہ وہان کے لڑائی پر آمادہ ہوئے تو افواج کا خوب
مقابلہ ہوا اگر عہد و پیمان کی خواستگاری ہوئی تو صلح ہوگئی جو کچھہ روپیہ دستیاب ہوا بعد
وضع کرنے مقدار مناسب کے راجہ کے پیش کیا گیا جو کچھہ فوج کو ملا باہم منقسم ہوگیا اور حصہ
سپاہی مقتول کا علیحدہ کرکے مئو مین اُسکی بیوی کے پاس بھیجدیا گیا ایکہفتہ تک یہہ غارتگری
ہوتی رہی اور ماہ جون مین سب لوگ مئو کو لوٹے بوجہہ مرتبہ خاندان عین خان اور نیز بسبب رشتہ کے
جو اس خاندان سے تھا یسین خان محمد خان سے بہت محبت رکھتا تھا یسین خان متوطن مئو
اشتر زائی بنگش تھا اور محمد خان کی والدہ کا رشتہ دار تھا ایک روز یسین خان اِرچھا کا
محاصرہ کئے پڑا تھا جو سرحد دتیا پر واقع ہے ایک گنوار نے بندوق چلا کر اُسکو مار ڈالا تب
پٹھانون نے محمد خان کے ماموں شادی خان بنگش ساکن مئو کو اپنا سردار بنایا کچھہ
عرصہ کے بعد محمد خان اور شادیخان مین باہم تکرار ہوئی اور محمد خان نے معہ سترہ ساتھیون
کے شادی خان کو چھوڑ کر اپنی لئے اور نوکری تلاش کرلی رفتہ رفتہ سب مئو کے

پٹھان محمد خان کی فوج مین شامل ہوگئے اُن دنون مین مئو کے پٹھان کبھی ایک راجہ کی نوکری چھوڑکر دوسرے راجہ کی خدمت اختیار کرتے تھے اور اسی طرح سے کئی سال دکن اور بندیل کھنڈ میں رہتے رہتے گذر گئے بندیل کھنڈ کے معاملات ملکی ۱۷۰۵ء کے بعد سے غایت درجہ ابتر تھے مین اسباب کو اور کتابون سے پایہ ثبوت کو نہین پہونچا سکتا ہون صرف ایک یا دو روایات لکھنا کافی ہی جنسے محمد خان کی اوایل عمر کا حال جو تواریخی سرگذشت کے طور پر ہی ظاہر ہوتا ہی ایک روایت یہہ ہی کہ جب راجہ دتیا نے وفات پائی اُسکا بڑا بیٹا پرتھی سنگہ اُس کا جانشین ہوا اُس شخص نے تخت پر بیٹھتے ہی فوراً اپنے بھائی رامچند کو نکال دینے کا ارادہ کیا رامچند نے محمد خان کو باقرار ادا ے نقد کثیر اپنے ملک پر بلایا اور محمد خان کی معاونت سے پرتھی سنگہ شکست کھا کر خاص محمد خان کے ہاتھہ سے قتل ہوا پٹھان لوگ مئو مین ہنوز پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ ایک سرگرم پیغام مددرسانی کا مدار شاہ والی سیری اور جالون کی طرف سے پہونچا اُسنے یہہ خبر دی کہ محمد امین خان پچاس ہزار سے زیادہ فوج شاہی ہمراہ لیکر مجھے دبانے آیا ہی تب محمد خان نے سب فوج جمع کر کے بہت جلد راجہ کی امداد کو کوچ کیا مگر اُسکے پہونچنے سے کچھہ پیشتر راجہ کو بھاگ جانے ہی مین امن معلوم ہوئی تاہم محمد خان اور محمد امین خان کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین آخر کار صلح ہوگئی معمولی قاعدہ اِس لوٹ مار کا یہہ تھا کہ افسر پانچ سو آدمیون سے لیکر ہزار آدمیون تک اپنے اور دوسرے فرقہ کے رکھتا تھا محمد خان نے اپنی دلیری سے ایسی شہرت

حاصل کی تھی کہ اُس ملک کے تمام راجہ اُسکے نام سے کانپتے تھے جب محمد خان کسی شہر یا قصبہ کو کافی طور سے محفوظ نہیں پاتا تھا اُسکا فوراً محاصرہ کرکے وہاں کے افسر سے نذرانہ منگواتا تھا اگر ایک یا دو ہزار روپیہ پیش کئے گئے تو خیر ورنہ اسجگہ پر حملہ کرکے اُسکو لوٹ لیتا تھا بعض مرتبہ ایسے مواقع پر سخت لڑائی ہوتی تھی اور روایت ہے کہ ایکبار ۲۱۳ آدمی خاص محمد خان کے ہاتھ سے ایک قلعہ پر حملہ کرتے وقت قتل ہوئے کبھی چار پانچ لاکھ روپیہ کا مال لوٹ مین اُسکو ملجاتا تھا اسعرصہ مین ایکبار محمد خان نے تین سو سواروں سے ایک راجہ کے کہنے سے کسی قلعہ پر یورش کیا پہلے بار حملہ مین قاصر رہکر اُسکا محاصرہ کرلیا مگر پھر بھی کچھہ نتیجہ نہ نکلا محصوران قلعہ نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا قلعہ کے ایک طرف خوب عمیق پانی بھرا تھا جسجگہ کو راجہ نے بدین خیال غیر محفوظ چھوڑ دیا تھا کہ اُدھر سے کوئی حملہ نہیں کرسکتا ہی ایک شب کو محمد خان نے آدھی رات کو اپنے ساتھہ چند آدمی مسلح اور چست وچالاک لیکر اُس چشمہ کے اندر گیا اور اُسکو عبور کرکے فصیل قلعہ کے نیچے پہونچکر ایکدرخت کے سہارے سے اُوپر چڑھکر قلعہ کے اندر کودپڑا راجہ وہین پر سو رہا تھا اِن لوگوں کے پہنچتے ہی بیدار ہوکر بھاگا اور اپنے ساتھیون کو اپنی امداد کے لئے پکارا راجہ اپنی جان بچاکر ایک کوٹھری میں بھاگا مگر محمد خان نے اُسکا تعاقب کرکے اُس کوٹھری ہی میں اُسکو تمام کیا اتنے ہی مین اس کثرت سے زمیندار جمع ہوگئے کہ محمد خان کے سب ہمراہی مقتول ہوئے اور دروازہ اُس کمرہ کا بند کردیا گیا تب محمد خان نے اپنے تئیں خدا کے سپرد کرکے اپنی سپر کو تختہ مین جماکر ایک شہتیر اپنا سر لگاکر اُکھاڑ لیا اب اُسکو کچھہ ہوا لگی مگر اُسکے

کانون سے بہت خون جاری تھا جب اُس نے آدھا دھڑ چھت سے باہر نکال لیا تو
راجہ کی مستورات نے جو بہت قریب اپنے اپنے کمرون مین تھین موسل اور پتیل کے برتن
اُسپر کھینچکر مارے اِس ضرب سے محمد خان اور بھی بے دم ہوگیا مگر عورتون کو علیحدہ کرکے
چھت پر سے درخت کی مدد سے دیوار کے نیچے کود پڑا اور پھر اُس جھیل کو تیر کے اپنے
لشکر مین پہونچا دوسرے دن صبحکو زمینداروں نے قلعہ کو خالی کر دیا اور روپیہ
ادا کر دیا بلکہ نذر گذرانی اور محمد خان کے قدم چھوکر یہ بات کہی کہ خان جیو تم تو منہی نہین
دیوتا ہو تمہارے سنگھہ یعنے مقابلہ کے ہم نہین ہین نواب محمد خان پیرانہ سالی مین یہہ
احوال لوگون سے کہا کرتا تھا کہ اگرچہ مین بارہا زخمی ہوا مگر کبھی مجھکو ایسی تکلیف نہین
ہوئی جیسی کہ اُس چھت کے تختے کے اُکھاڑنے سے ہوئی یہانتک کہ جب بُرد اچلتی ہے
تو اب تک درد ستاتا ہے اسوقت تک یعنے پیتالیس[۴۵] برس کے سن تک محمد خان
قزاقی کرتا رہا اور بہر صورت معلوم ہوتا تھا کہ اغلباً باقی عمر بھی وہ اسی پر بسر کریگا مگر قسمت سے
اُسکو اعلیٰ درجہ کی عزت ملی جسکا احوال ہم آگے لکھتے ہین +

محمد خان کا خدمت سلطانی مین ممتاز ہونا

ماہ فروری ۱۷۱۲ء مین (مطابق ماہ محرم ۱۱۲۴ھ) بہادر شاہ جانشین عالمگیر اورنگ زیب
بعد تحمل پنج سالہ کے جان بحق تسلیم ہوا اُسکے لڑکون کے درمیان نسبت مسند نشینی کے
لڑائی ہوئی مگر اُن مین سے معز الدین فتحیاب ہوکر جون ۱۷۱۲ء مین بہ لقب جہاندار شاہ
ملقب ہوکر تخت پر بیٹھا ایک بھائی عظیم الشان تخت کے لئے جہاندار شاہ سے لڑکر اور

اور شکست کھا کر بھاگا اور دریاے راوی میں غرق ہوا عظیم الشان جب اپنے گورنمنٹ
بنگال سے روانہ ہوا تھا ایک لڑکا اسمی مرزا جلال الدین فرخ سیر راج محل میں چھوڑ
آیا تھا اس لڑکے نے اپنے باپ کا عوض لینا چاہا تو پہلے اسنے حسین علیخان صوبہ دار بہار
کو معاونت پر اپنے راضی کر لیا بعد ازان عبد اللہ خان بڑا بھائی حسین علی خان کا جو
صوبہ الہ آباد پر قابض تھا اسکا شریک ہو گیا حسین علی خان اور فرخ سیر ہنوز پٹنہ
عظیم آباد سے کوچ کر کے الہ آباد پہونچنے نہیں پائے تھے کہ سید عبد الغفار خان گردیزی
نے جو جہاندار شاہ کی طرف سے بافسری دس بارہ ہزار سپاہی کے بھیجا گیا تھا عبد اللہ
خان پر الہ آباد کے نزدیک حملہ کیا عبد اللہ خان قلعہ گیر ہوا اور اپنے ایک چھوٹے
بھائی کو بمقابلہ دشمنان جنگ میں بھیجا ناگاہ غل مچا کہ عبد الغفار خان مارا گیا یہہ سنتے
ہی اسکی فوج بھاگ اٹھی اس خبر کے مسموع ہونے پر جہاندار شاہ نے اپنے
بیٹے عزیز الدین کو ہمراہی پچاس ہزار فوج بسرکردگی خواجہ احسان خان روانہ کیا عزیز الدین
مقام آگرہ سے کوچ کر کے کھجوا تک پہنچ گیا تھا مگر یہہ سنکر کہ حسین علیخان اور فرخ سیر
عبد اللہ خان سے متفق ہو گئے ہیں ٹھہر گیا اور مورچہ بندی کی فرخ سیر معہ عبد اللہ خان
کے آگے بڑھا اور صفیں آراستہ ہوئیں اور وقت غروب آفتاب سے رات کے تین
بجے تک توپ چلتی رہی طلوع آفتاب سے کچھہ قبل عزیز الدین اور اسکا کمانڈر انچیف
یعنی سپہ سالار بیدل ہو کر بھاگے اور فوج بھی سرداروں کی علحدگی سے پریشان
ہو گئی سب سامگریں اور اسباب وغیرہ فرخ سیر کے ہاتھہ لگا ؞

مقام کھجوہ سے خطوط اطراف و جوانب مین متعر طالب کمک مشہور اور عظیم الشان سردارون کو بھیجے گئے منجملہ اُن کے ایک شاہی شقہ اور ایک خط سید بھائیون کیطرف سے بنام محمد خان بھی جو اُن دنون مین گوہد کے علاقہ مین آٹھ یا نو ہزار آدمی لیے پڑا تھا بھیجا گیا صاحب رای کایست جو سنہ ۱۱۰۵ھ سے (مطابق ماہ اگست ۱۶۹۳ء لغایت اگست ۱۶۹۴ء) محمد خان کا میر منشی تھا بدین غرض محمد خان کیطرف سے بھیجا گیا کہ معلوم کرے کہ کونسا فریق غالباً فتحیاب ہوگا بمجرد پانے خبر مرسلہ صاحب رای کے محمد خان نے کوچ کیا اور بارہ ہزار فوج سے کھجوہ مین فرخ سیر سے جا ملا آخر کار سموگر کے میدان مین جو پرگنہ فتح آباد مین نو میل مشرق طرف آگرہ کے واقع ہے ان بادشاہون کا باہم مقابلہ ہوا اسمقام پر آخرانی چہاردہم ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ (مطابق یکم جنوری ۱۷۱۳ء ہوئی اگرچہ ذکر محمد خان کا کسی معتبر تواریخ مثل سیر المتاخرین وغیرہ کے نہیں پایا جاتا ہے مگر اسمین کوئی شک نہین ہے کہ محمد خان میدان جنگ مین بہادرانہ سب سے پیش قدم تھا اور یہہ بات سید عبد اللہ خان نے بچشم خود دیکھی ایک لفٹنٹ شیر محمد خان نامی محمد خان کا جان بحق تسلیم ہوا جہاندار شاہ نے قریب غروب آفتاب میدان چھوڑ دیا اور کچھ دیر کے بعد اسکا خاص معاون ذو الفقار خان بھی پسپا ہو گیا فتح و ظفر فرخ سیر کے حصہ مین آئی بتاریخ پانزدہم ذی الحجہ یعنی جنگ کے دوسرے روز سید عبد اللہ خان نے عبد الصمد خان چین قلیچ خان اور محمد امین خان ان سبکو فرخ سیر کے روبرو لاکر حاضر کیا و سبھون نے اطاعت قبول کی عبد اللہ خان اور لطف اللہ خان مع دیگر ارکان دولت کے دہلی کو راہ درست کرنے کے لیے روانہ کئے گئے بعد ایک ہفتہ کے فرخ سیر بھی اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا بتاریخ

چہار دہم محرم ۱۱۲۵ھ (مطابق ۳۰ جنوری ۱۷۱۳ء) بادشاہ بارہ پل کے نزدیک قریب شہر دہلی کے
قیام پذیر ہوا انعام و اکرام تقسیم ہوئی منجملہ اوروں کے محمد خان کو خلعت عنایت ہوا اور ایک
ہاتھی ایک گھوڑا ایک پالکی ایک سپر ایک تلوار مرصع قبضہ کی ایک مرصع بگلہ ایک جھنڈا جسپر
شکل مچھلی کی نمودار تھی نقارے اور نشان علاوہ نقد روپیہ کے مرحمت ہوئے اور اُسوقت
چار ہزار فوج کا افسر کیا گیا اور نواب بھی اوسی دنسے کہلایا پرگنہ جات مفصلہ ذیل جو بوند
بندیل کھنڈ میں ہیں محمد خان کو اپنی افواج کی پرورش کیواسطے بطور جاگیر دی گئی ارچ
بھاندیر کالپی کونچ سیاندھا موندھا سیری جالون اشخاص ذیل برای انتظام محال
مذکورہ صدر مقرر ہوئے۔ دلیر خان چیلہ کونچ اور موندھا اور سیاندھا کو بھیجے گئے احمد خان
دارک زئی کی ارچ اور بھاندیر سپرد ہوی۔ پیر خان چچا بی بی صاحبہ زوجہ خاص نواب
محمد خان کا کالپی کی طرف اور شجاعت خان علزئی سیری اور جالون کو روانہ کیا گیا +

نواب محمد خان کا قائمگنج محمد آباد فرخ آباد کی بنیاد ڈالنا

پہلی سال میں عہد فرخ سیر کے محمد خان دو مہمات پر مقابلہ راجہ انوپ شہر اور راجہ سیدا کے
بھیجا گیا تھا راجہ انوپ شہر تو فوراً تابع فرمان ہوا مگر راجہ سیدا مقید ہو کر بدست داؤد خان
چیلہ بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ بعد ازان محمد خان نے اپنے وطن جانے کے لئے رخصت
حاصل کی اور گھر پہنچکر ایک قصبہ کی بنیاد مؤ سے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اندر حدود
چلولی مورشید آباد خیر پور اور سبحان پور کی ڈالی اور اُس قصبہ کا نام اپنے فرزند اکبر قائم خان
کے نام پر قائمگنج رکھا یہہ قصبہ اب بڑی تجارت کا مقام ہی باشندے یہہان کے ۱۸۷۲ء

نین تعداد مین دس ہزار تین سو تئیس تھی اور نیز یہان تحصیلی کا صدر مقام ہے اور فرخ آباد سے
اکیس میل جانب شمال و مغرب کے واقع ہے اُسی سال قلعہ و قصبہ محمد آباد کی بنیاد فرخ آباد
سے ۱۴ میل جانب گوشۂ جنوب و مغرب حصص پانچ دیہات یعنی کلما پور کبیر پور
روہیلہ محمد پور نقی پور کی لیکر ڈالی گئی روایات سے وجہہ پسند کرنے اسجگہ کی بشرح ذیل
ہی پیشتر حملہ اول اہل اسلام کی ستائیس گانون راجہ کھور فی دکھور کو ابتدا مین آباد کہتے ہین
کہرواکا یستون کو جو اُس کے نوکر تھے دیدیئے تھے محمد خان نے پیشتر اپنے زمانہ ترقی کے
جبکہ وہ صرف سوارون مین نوکر تھا ہر پرشاد قانون گو کو بہت ترغیب دی کہ مجھے بطور جاگیر دار
ایک گانون سے جو کالی ندی پر پٹنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین واقع ہے درج کاغذات
کردی مگر اُس قانون گو نے بحکم اپنے افسر اعلی کے اسباب سے قطعی انکار کیا جب
محمد خان ذی اقتدار ہوا اُسکو یہہ بات یاد آئی اور اُسی کایست کی زمین مین ایک پشتہ
بلند پر جو موسوم بہ کل کا کھیڑا ہے قلعہ محمد آباد کا تعمیر کرایا ایک برج میں جو ہنوز رای صاحب
کا برج کہلاتا ہے ہر پرشاد قانون گو زندہ چن دیا گیا وہ قلعہ قدیم چھوڑا ہوا اور نیز وہ تحصیل
جو زیر قلعہ ہے ۱۸۵۸ء تک نواب رئیس کے قبضہ میں رہی محمد آباد قائمگنج سے چھوٹا ہے مگر
تھانہ پولیس کا صدر مقام ہے اور فرخ آباد سے مین پوری جاتے ہوئے پہلا پڑاو ہے پرم نگر
صدر مقام پرگنہ پرم نگر کو جو ضلع فرخ آباد مین جانب چپ دریای گنگ کے واقع ہے
بعض مرتبہ محمد گنج نام پر نواب محمد خان کے کہتے ہین لیکن اسکی تاریخ بنیاد معلوم نہین ہے

شہر فرخ آباد

نواب محمد خان کا اب قصد جداگانہ طریق پر تھا اُسنے ایک شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی جواپنی
موجودہ تباہ حالت مین بھی شمالی ہندوستان کے صدر مقامات سے شمار کیا جاتا ہو معلوم
ہوتا ہو کہ نواب کے پسند خاطر سکونت مؤ کی نہ تھی پٹھان لوگ اسکو اندر گلی کوچون کی ہاتھی پر
سوار نہین ہونے دیتے تھے اِسلئے کہ اُنکی مستورات کی بی پردگی ہوتی تھی اقوام آفریدی
طویا اور خانزادے کثیر الجماعت تھے مگر بنگش لوگ قلیل المقدار تھے جب نواب گھر سے
باہر نکلتا تھا تو آفریدی لڑکے اُسپر مٹی کے غلیلے پھینکا کرتے تھے اسوجہہ سے محمد خان
قصبہ کے باہر جاکر رحمت خان شہید کی قبر کے نزدیک ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اکثر اوقات
نواب بی بی صاحبہ سے پٹھانوں کی بدسلوکی کی شکایت کیا کرتا تھا ٭

اب موقع حصول زمین کا واسطے ایک مقام کے باجازت بادشاہ محمد خان کے ہاتھہ لگا
قاسم خان بنگش والد بی بی صاحبہ کا جو محمد خان کی خاص زوجہ تھی ایک خوش تقدیر
سپاہی آدمی تھا جو دکن کے کسی راجہ کی خدمت میں تین سو آدمیوں پر افسر ہوگیا تھا
سنہ ۱۱۲۶ ھ میں (مطابق ۶ جنوری سنہ ۱۷۱۴ ع لغایت ۲۷ دسمبر سنہ ۱۷۱۴ ع) قاسم خان معہ اپنے
کل مال ومتاع کے اپنے وطن یعنے مؤ کو جاتا تھا کہ اُسمقام پر جہان کہ اب ہندوستانی
پیادوں کی لین اور گورا بارگ بنی ہوئی ہیں اور جسجگہہ پر اُسوقت مین جنگل تھا ایک ٹھاکر
راجہ توم بم ٹیلہ نے جسکے گانون محمد آباد کے راستہ مین تھے اُسکو آکر گھیر لیا سیکڑون آدمی
طریق غارتگری میں کنارہ لگا اور مؤ تک اِس راجہ کے ہمراہ تھے قاسم خان اور اُسکے

ہمراہیوں نے بڑی بہادری سے اپنی حفاظت کی مگر آخر کار مغلوب ہوکر مقتول ہوے قاسم خان جہان مارا گیا وہین مدفون ہوا اُس کی قبر کا ایک محراب وسط میں ایک حاطہ کے جو تاڑ کے درختون سے محیط ہی اب تک قایم ہی ایک باغ آم کا اُس قبر کی مغرب طرف ڈالا گیا اور نام اُس گانون کا جمال پور سے مبدل بہ اسم قاسم باغ ہوا اور یہی نام کاغذات مالگذاری مین درج رہا جب تک وہ فتحگڑہ کی چھاؤنی کی حدود کی اندر لیلیا گیا جو قاسم خان کے ساتھیوں میں سے زندہ بچے دوسرے دن مٔوین داخل ہوئے محمد خان اپنی بی بی کی دلجوئی کے لئے دہلی کو روانہ ہوا دہان شہنشاہ فرخ سیر نے اُسکی بڑی خاطر و تواضع کی اور بی بی صاحبہ کو بطور اُس کے باپ کے خونبہا کے تمام و کمال باون گانون بمٹیلوں کی دیدئے محمد خان کو خلعت ہوا بلکہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ وہ ناظم گوالیار مقرر کیا گیا مگر اِس بیان کی صداقت مین نہایت شک ہی بادشاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ ایک شہر میرے نام سے آباد ہونا چاہئے اُس موقع پر جہان پر کہ قاسم خان مارا گیا اور کل باون گاؤن بمٹیلون کے اُسکے حدود کے اندر شامل رہیں۔ اِسجگہ سے جو محمد خان نے پسند کی کوئی دوسری بہتر جگہ اس شہر کے لئے نہین ملسکتے تھے یہہ قطعہ زمین دست راست کنارہ گنگا کے کمپل سے قنوج تک نہایت درجہ آباد اور زرخیز کل شمالی ہندوستان میں ہی یہان پانی کی بہت کثرت ہی اور چونکہ نیچے زمین سخت تھی اسوجہہ سے کنوئین مطابق مرضی کے ہر جگہہ کھدسکتے ہین اور ہندوستانی کہاوت راست اور بلا مبالغہ ہی کہ فرخ آباد مین گھر گھر کنوان ہی روایت ہی کہ بیشتر اس شہر کی بنیاد پڑنے کی نواب حسب اتفاق اُس بلند پشتہ پر جو جگہہ چھوڑی ہوئی گانون کی ہی اور جس مقام پر

اب شہر کا قلعہ بنا ہوا ہی چڑھا اُس زمانہ مین گنگا اب کی نسبت بہت قریب بہتی تھی اور ہر طرف
بفاصلہ چند میل بڑی بہار معلوم ہوتی تھی نواب نے یہہ جگہہ پسند کی اور کہا کہ اگر یہان
رہنے کا مکان بنے تو بہت پُر فضا ہوگا نزائی مین پٹھان لوگ مگر اور گوہ کا شکار کھیلا کرتے
تھے یہان قاز اور شکار بہت سے لوگ یہہ بھی کہتے مین کہ یہانکی بنی کھانس و سینٹھون مین
جیتے اکثر چھپ رہتے ہیں اور کبھی کبھی آدمیونکو ہلاک کرتے ہین فی الحقیقت تمام ممالک
مغربی کے کسی میدان مین ایسی کیفیت اور بہار نہین مشاہدہ ہوتی ہی جیسے کہ قلعہ فرخ آباد
سے ہر موسم مین نظر پڑتی ہی منصف کی کچہری کے بنگلہ اور عمارت تحصیل کی پشتہ سے آگے
بڑھکر باغ مین جو بالای قلعہ ہی لوگ جاتے ہیں اور کچھہ توقف کرتے ہین اور مسٹر سی آر
لنڈسے کی کمیٹی گھر کی تعریف کرتے ہین جانب شمال نظر کرنے سے سب سے پیشتر پائین باغ
مین نواب کے عالیشان محل کے خرابہ پر نظر جاتی ہی اُس سے آگے کربلا کے بلند میناروں
پر نگاہ کو تازگی حاصل ہوتی ہی اُس کے بعد نواب کا رمنا چلا گیا ہی جس مین ہنوز کچھہ درخت
کہین کہین موجود ہین سب کے بعد گنگا کی دھار مثل چاندی کے کنارہ آسمان سے ملی ہوئی
معلوم ہوتی ہی دست راست پر کچھہ پھیرنے سے شہر پر نگاہ جاتی ہی جو سایہ دار نیم کے درختون کا
جنگل معلوم ہوتا ہی اور اون درختون کے درمیان سے یہان وہان بعض صاحبزادون اور
دولتمند رئیسوں کی دو منزلی حویلیان دکھائی دیتی ہیں پیچھے پھر کر یعنے جانب مغرب
رُخ کرنے سے مقبرے نوابان سلف کے یعنے احمد خان کی قبر اندر چار دیواری بہشت
باغ کے اور محمد خان اور نیز قایم خان کی قبر آگے بڑھکر مئو دروازہ کے باہر مشاہدہ ہوتی ہین،

سنہ ۱۱۲۶ھ مین (مطابق ۶ جنوری ۱۷۱۴ء لغایت ۲۷ دسمبر ۱۷۱۴ء) بنیاد شہر فرخ آباد
کی بنگرانی نیکنام خان ڈالی گئی اللہ غنی اسکی تاریخ ہی یہہ الفاظ اُس خاندان مین
عموماً شروع مین نوشت وخواند کے استعمال ہوتے تھے کل عمارات فرخ آباد یا محمد آباد کی
آدم نلمے ایک معمار کی حسن تدبیر اور نگرانی سے طیار ہوئیں جسکا نام قلعہ کی ایک دہلیز
کے جواب منہدم ہوگئی ہی کتابہ کے اوپر لکھا ہوا ہی ہمکو ایک خط بنام یعقوب خانسے جسمین
احوال سستی اور بی ایمانی ایک شخص محمد دانش کا لکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ اُن دنون
مزدورون کے دو فلوس اور کاریگر معمارون کے پانچ فلوس اور کم ہوشیار معمارون کے
چار فلوس روزآنہ مقرر تھے اور ہر شخص کو ہر شب اُسکی محنت دیدیجاتی تھی +

بم ٹیلون نے اپنی ملکیت سابقہ کو بی جنگ وجدل نچھوڑا تعمیر شہر پناہ کی دن مین ہوا کرتی
تھی مگر بم ٹیلے جو گرد نواح مین رہتے تھے ہر شب کو کثیر الجماعت ہوکر آتے تھے او
دیوار گرا جاتے تھے اُن لوگون نے قلعہ کے اندر بھی کچھہ عمارت گرا دی اِس خلش کے
اندفاع کے واسطے جو ٹھاکرون کی طرفسے تھی محمد خان نے فوج شاہی کو جو شہر کے
اطراف میں کچھہ فاصلہ سے مقیم تھی طلب کیا تب بم ٹیلے قریب کے دیہات میں سے
نکالدیئے گئے اور گانون کے جس باشندے نے اُنکو مدد دی سزای اعمال کو پہنچیا
فوج شاہی تاوقتیکہ شہر بالکل طیار ہوگیا دہیں رہی پھر نواب کے نوکر اُس فوج کی جگہ
متعلق ہوئے +

کمک نیز خیر خواہ راجاؤن سے لیگئی لوگ کہتے ہیں کہ مالک سنگہ گور راجہ سردلی پرگنہ

شمش آباد کا جو بفاصلہ دس یا گیارہ میل فرخ آباد سے گوشہ جنوب و مغرب مین واقع
ہے جب خود بوجہہ پیرانہ سالی کی نہ آسکا تو اُسنے اپنے بیٹے اکبر شاہ کو (جو آخر مین چیلہ
ہوکر بہادل خان کہلایا) جس کا سن پندرہ یا سولہ برس کا تھا بسرکردگی سات سو چیوٹ
اپنے ہی فرقہ کے روانہ کیا یہہ لوگ مئو دروازہ کے باہر جہانسے کہ بم ٹیلون کی بہت
آمد و رفت رہا کرتی تھی بھیجے گئے یہہ لوگ ایکہفتہ یا عشرہ وہان مقیم رہے تھے کہ
بم ٹیلے حسب دستور دیوار کے نقصان رسانی کے لئے آپہنچے اسمرتبہ بم ٹیلے قطب
دروازہ سے جو شہر کے شمالی رخ پر ہی گھوم کر آئے اور اندر داخل ہوئے اکبر شاہ گور
نے بھی صف بندی کری اور خوب میدان کارزار گرم رہا بم ٹیلون کی طرف تین سو
سپاہی اور اکبر شاہ کے پانچ سو آدمی کام آئے لعل شاہ افسر بم ٹیلون کا مجروح ہوکر
مقید ہوا +

باوجود اس خلش کے نیکنام خان چیلہ نے قلعہ طیار کرلیا اور اُس مین تین دروازے
شمالی رخ پر قایم کیئے تھے اُسنے نیز ایک خندق قدآدم عمیق کھدوائی اور بیس برج
مٹی کے اُٹھائے تھے اُن بروج کا نشان ۱۸۳۹ء تک کچھ معلوم ہوتا تھا اگرچہ
اُسوقت مین بھی وہ بے مرمت پڑے ہوئے تھے اب ذرا بھی نشان اُنکا باقی نہین
ہے اسی چیلہ نے ایک محل اور ایک مسجد اور ایک دیوان بنوایا تھا وہ محل بڑا محل کہاتا تھا
۱۸۳۰ء مین اُس محل کی بارہ دری چھوڑکر باقی جگہہ مین مختار محل بیوہ نواب شوکت جنگ
مرحوم نے خانہ باغ ڈالا وہ مسجد بڑی مسجد کے نام سے مشہور تھی اور دیوان عام مذکورہ

صدر بڑا دیوانخانہ کہلاتا تھا بڑا دیوانخانہ نواب مظفر جنگ نے جو ۱۷۷۱ء سے لغایتہ ۱۷۹۶ء
نواب رہا مسمار کرا دیا اور نواب ناصر جنگ نے جو ۱۷۹۶ء لغایت ۱۸۱۳ء نواب رہا
ایک کوٹھی اُسی جگہہ پر بنوائی قلعہ کے اندر بہت دوکانین چھوٹے چھوٹے سوداگرون
کی تھیں مگر اوایل مین کوئی دوسری عمارت سوای عمارت متذکرہ بالا کی نہ تھی بعد غدر نواب کا محل
بالکل منہدم ہوگیا اور بجز ایک مسجد کے جو شاید وہی ہی جسکا اوپر بیان ہوچکا ہی کسی اور عمارت
کا نشان بھی غدر کے ایام مین نہ تھا +

شہر کے بارہ دروازے تھے قطب[۱] دروازہ پائین[۲] دروازہ جسکو حسینی دروازہ بھی کہتے
ہین گنگا[۳] دروازہ امیٹھی[۴] دروازہ قادری[۵] دروازہ لال[۶] دروازہ مدار[۷] دروازہ ڈھلاول[۸]
دروازہ کھنڈیا[۹] دروازہ جسمئی[۱۰] دروازہ ترائین[۱۱] دروازہ مئو[۱۲] دروازہ پہلا اور آٹھوان اور
گیارہوان تینو دروازے اب بند ہوگئے ہین امیٹھی اور ڈھلاول اور جسمئی یہہ نام اُن
دیہات کے ہین جو ایک دوسرے کے متصل ہین دیگر اسماء اپنی تشریح خود کرتے ہین
سات دروازون پر سرائین بنوائی گئی تھین تاکہ جسطرف سے مسافر آوے عمدہ آرام
کی جگہ پاوے مئو سرائے مئو دروازے کے قریب بی بی صاحبہ زوجہ نواب نے طیار
کروائی تھی ایک سرائی جسمئی دروازے کی نزدیک نصف طیار ہوکر گرا دی گئی تب یہہ
زمین نواب عظیم خان کے بیٹون کے تصرف میں رہے مدار دروازہ ایک پختہ سرائی تھی
جہان کہ اب مدار باڑی کھڑی ہی جسکو نواب مظفر جنگ نے بنوایا اور جسمیں ۱۸۳۹ء میں
دخل پسر محمد علیخان عرف بلاقی ولد دلدار خان اور برادر زادہ نواب مظفر جنگ کا تھا

ایک سرای پختہ امیٹھی دروازہ انگوری باغ کے مقابل تھی جسے نواب کے جانشینوں نے
کھدواکر ملوہ اُسکا فروخت کرڈالا اور اب اُسیجگہ پر لکڑی اور پولا وغیرہ بکا کرتا ہی ایک بہت
مضبوط سرای لعل دروازہ بنی ہوئی تھی جسکو انگریزون نے گرواکر از سرنو انگریزی وضع پر
تعمیر کرادیا ہر دروازے پر پانچ سو جوان مسلح متعین تھے اور دو توپین دونون طرف
رہتی تھین نواب کے لڑکے اور غلام یعنے خانہ زاد جن کے پاس فوجین تھین اُنکو باہر
شہر کے گرد رہنے کے لئے مکان دیدیئے گئے تھے نواب کا ارادہ تھا کہ صراف
اور تجار اور دستکار آدمی درمیان مین رہین یہ کل جگہہ کچی چار دیواری سے محیط تھی
محمد خان نے اپنے بائیس لڑکون مین سے ہر ایک کے لئے ایک پختہ قلعہ اور مستورات کے
رہنے کے لئے مکان بنوادیئے تھے اور ہر گھر مین ایک خانہ باغ لگا دیا تھا۔

شہر پناہ کے گرد ایک کھائی تھی جسکے کنارے ڈھالو اور ہموار تھے اور پندرہ گز وسیع
اور ستیس فیٹ عمیق تھی حین حیات محمد خان کے وہ کھائی ہر روز صاف کیجاتی تھی اور
دروازون پر بڑی محافظت رہتی تھی قلعہ کے گرد چیلون کی مکانات تھے جو اپنے کام پر شب و روز
مستعد رہتے تھے باغات بکثرت ڈالی گئی تھی اور مین نولکھہ اور بہار باغ قابل دید تھی
جن مین انبہ کا درخت ایک بھی نہ تھا صرف امرود بیر شریفہ اور نارنگی کے درخت
تھے نواب کے بیٹون اور چیلونکو اجازت تھی کہ شہر کے باہر جہان مرضی ہو باغ لگائین یہان
کی زمین آم کے حق مین بہت اچھی تھی اور آم یہان بہت بڑا ہوتا ہی تربوز بھی یہان
بہت بڑا شیرین اور کثرت سے ہوتا ہی۔ تمام وکمال دو گانون یعنے بھیکم پورہ اور ڈیوٹھیا

ماسوا اسکے خصوص متفرق دیہات کی شہر پناہ کے اندر تھے اور ارادہ یہہ تھا کہ ہر قسم کی تجارت کا ایک جداگانہ بازار ہونا چاہیئے بنابران قطعات شہر تجارت کے نام سے موسوم ہوئے ۔ کسیرہٹا کسیرون کے لئے + پسرہٹا پساریون کے لئے + صرافہ صرافون کے لئے + لوہائی آہن فروشون کے لئے + نونہائی نمک فروشون کے لئے + کھنڈیائی شکر فروشون کے لئے علی ہذالقیاس ہر محلہ علیحدہ قسم کی تجارت کیواسطے مقرر ہوا اور دیگر محلہ جات خاص خاص ذات کے لوگون کیواسطے مخصوص کئے گئے ۔ کھترانہ کھتریون کیواسطے موچیانہ موچیون کے واسطے کولیانہ کولیون کے واسطے سدھواڑہ سادھون کیواسطے بھمن پوری برہمنونکے واسطے جولاہ پوری جولاہون کے واسطے مہاجن پورہ بنگش پورہ خٹک پورہ سید پورہ اور علی ہذالقیاس یہہ ترتیب زمانہ حال مین ابتر ہوگئی ہے اور اقوام باہم کم و بیش ملگئے ہین ہنوز کہین کہین وہ انتظام دیکھنے میں آتا ہے کیونکہ اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ کوئی سادھ باہر سدھواڑہ اور صاحبگنج محلہ کے جو ایک شاخ سدھواڑہ کی ہے نہین رہتا ہو +

واقعات ۱۷۱۹ع سے لغایت ۱۷۲۳ع فرخ سیر کے وقت مین نواب محمد خان دربار مین بہت کم حاضر ہوا کرتا تھا کیونکہ اسکو فرخ آباد کی بنیاد ڈالنے کے سبب فرصت نہین ہوتی تھی اسعرصہ مین دہلی مین بڑے بڑے واقعات نظر آئے تاریخ نہم ربیع الثانی ۱۱۳۱ ہجری کو مطابق ۱۸ فروری ۱۷۱۹ع سید بھائیون نے یعنے عبداللہ خان اور حسین علیخان نے بادشاہ فرخ سیر کو تخت سے اُتار کر قید کر دیا بعد حکومت دو لڑکون کے جو یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے ابوالفتح ناصرالدین بہ لقب محمد شاہ ملقب ہوکر بتاریخ پانزدہم ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری

مطابق ۸ استمبر سنہ ۱۷۱۹ء تخت جلوس پر جلوہ گر ہوا اِسکی تاریخ سلطنت اُسی دن سے شمار
کیجاتی ہے جسدن سے فرخ سیر تخت سے اُتارا گیا بعد جد وجہد اور تدابیر کے جو واسطے گھٹانے
طاقت سیدون کے عمل مین آئین یہہ قرار پایا کہ حسینعلیخان ہمراہ بادشاہ کے دکن کے منحرف
صوبون کو زیر کرنے کے لئے جاوے کوچ سید حسینعلیخان کا آخر شوال مین (مطابق آخر اگست
سنہ ۱۷۲۰ء) شروع ہوا نہم ذیقعد سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو (مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) بادشاہ کا پہلا کوچ
آگرہ سے تین کوس پر بہمراہی عبداللہ خان ہوا بادشاہ نے چاہا کہ ۱۵ تاریخ تک جو روز
سالگرہ تخت جلوس کا تھا وہین قیام کرے مگر حسین علیخان نے آگے بڑھنے کی ترغیب دی
۱۴ تاریخ کو (مطابق ۸ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) فوج نے فتحپور سیکری سے کچھہ آگے کوچ کیا چار پانچ روز
کے بعد یہہ لوگ جانب جنوب بڑھے عبداللہ خان پیچھے رہکر ۱۹ ذیقعد کو (مطابق ۱۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء)
دہلی کی جانب روانہ ہوا حال مفصلہ ذیل کتاب سیر المتاخرین مین پایا جاتا ہے جو محمد خان
کی نیکنامی مین دھبہ لگاتا ہے وہ یہہ ہے کہ دہلی جاتے ہوئے محمد خان بنگش عبداللہ خان کی ملاقات
کو آیا اور ظاہر کیا کہ مین حملہ دکن مین حسینعلیخان کا شریک ہونگا اگر کوئی وجہہ مانع نہ ہوئی عبداللہ
خان نے اُسکو پچاس ہزار روپیہ دیا اور کئی لاکھہ روپیہ حسینعلیخان نے محمد خان کو پہلے دیا تھا
اِس غرض سے کہ محمد خان مدد دینے پر آمادہ ہو تب محمد خان جھوٹ بولا جو بظاہر سچ معلوم ہوا
کہ مین بادشاہ کے لشکر مین جاتا ہون یہہ کہکر رخصت ہوا اور عبداللہ خان دہلی کی طرف چلا
تاریخ ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ کو (مطابق ۳۰ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء جب فتحپور سیکری سے پینتیس کوس
آگے پہونچے وہان حسین علی خان بادشاہ کی رضا و رغبت سے مقتول ہوا اب تمام لشکر کا آگرہ کو

لوٹنا شروع ہوا بعفور استماع خبر وفات برادر کے عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر ولد بہادر شاہ کو مسند شاہی پر بٹھایا یہہ واقعہ پانزدہم ذالحجہ ١١٣٢ ہجری کو مطابق ۵ اکتوبر ١٧٢٠ع ظہور میں آیا جو کچھہ لشکر اُسوقت جمع ہوسکا لیکر ۱۱ ذی الحجہ ١١٣٢ھ کو مطابق ۱۱ اکتوبر ١٧٢٠ع عبداللہ خان دہلی سے روانہ ہوا اِس موقعہ پر محمد خان بعد بڑے غور اور تامل اور مشورہ دوستان یعنے شجاعت خان غلزئی اور دیگر احباب کے بادشاہ کا شریک حال ہوا اور تین ہزار سپاہ سے جاکر ملا لوگ کہتے ہین کہ عبداللہ خان نے محمد خان کو لکھا تھا کہ مین نے تمہارے ساتھہ بڑے سلوک کئے ہین مجھے ایسے وقت نازک مین مدد دو اگر تمہارے ذریعہ سے ہم لوگ فتحیاب ہوئے تو مین تمکو کل اپنے قلمرو مین اعلیٰ ترین افسر بناؤنگا مگر ایک فرمان محمد شاہ کیطرف سے اور دوسرا اُسکی ما قدسیہ بیگم کی جانب سے اور خطوط دیگر امرا اور ارکین کے اُسیوقت وصول ہوئے چونکہ کچھہ اپنا فایدہ اور کچھہ عزت بھی خاندان سلطانی کی مدنظر تھی اسوجہہ سے محمد خان بادشاہ کا طرفدار ہوا ٭

جسوقت قطب الملک عبداللہ خان بفاصلہ تین کوس بادشاہ کے لشکر سے حسین پور پہنچا تو وہان ٹھہر گیا اور بتاریخ دوازدہم محرم ١١٣٣ھ مطابق ۲ نومبر ١٧٢٠ع اپنی فوج کی صف بندی کی ۴ نومبر کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن اور تمام رات ہوتی رہی پانچوین کو عبداللہ خان ہاتھی پر سے پیادہ پا لڑنے کے واسطے نیچے اُترا اور پیشانی پر ایک تیر کھاکر زخمی ہوا حیدر قلی خان نے پہچانکر اُسکو معہ اُس کے بھائی نجم الدین علیخان کے مقید کرلیا اور پھر ہاتھی پر سوار کراکے بادشاہ کے پاس لیگیا شادیانے فتح و نصرت کے بجنے لگے

محمد خان اِس لڑائی میں قلب سپاہ میں لڑ رہا تھا صاحب راے کے کاغذات میں ایک خط از طرف
محمد خان بنام راجہ جی سنگہ سوائی ہی جسمین احوال اِس جنگ کا مندرج ہی مگر اُس میں اُس کا
ذاتی حال کوئی نہیں پایا جاتا ہی محمد خان کو بعلدوی اِن خدمات کے چھہ لاکھہ روپیہ بنگالہ سے
خزانہ آجانے پر دینے کا وعدہ کیا گیا مگر روپیہ پھر دیا نہیں گیا +

اگر اُسجگہ کی روایت پر یقین کیا جاوے تو محمد خان نے نسبت اُسکے جو تواریخ مین درج ہی
بہت زیادہ بہادرانہ طریق پر کارنمایاں کئے ہیں نقل ہی کہ محمد خان نے اپنے کُل سپاہ سے
عبداللہ خان پر حملہ کیا نواب کے ہاتھی پر پیچھے مقیم خان اور داؤد خان چیلے بیٹھے ہوئی تھے
جب نواب کا ہاتھی سید عبداللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہونچا تو محمد خان نے کہا سلام علیکم
سید نے جوابدیا وعلیکم اور اپنا ہاتھہ ہودے سے باہر نکالکر بڑھایا کہ محمد خان اُسے چومے
محمد خان نے اپنا ریشمی پٹکا ہاتھہ پر ڈالدیا اور سید کو ہودے کے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے
مین عبداللہ خان کی پگڑی گر پڑی تب محمد خان نے ایک کشمیری شال اُس کے پاس
پھینک دیا کہ اپنے سر سے باندھے سید نے اُسکے لینے سے انکار کرکے محمد خان کی طرف
دیکھکر تھوکا اتنے مین مقیم خان اور داؤد خان کود پڑے اور سید عبداللہ خان کو پکڑکر مقیم خان
نے اُس کی سپر اور داؤد خان نے اُس کی تلوار چھین لی اُس کی رہائی کیواسطے کوشش
اُسکے فوج کی بیفایدہ ظہور مین آئی قریب دوپہر نواب محمد خان اپنے لشکر معہ اپنے قیدی
عبداللہ خان کے پہونچا حسب الطلب بادشاہ کے سید کو بادشاہ کے حوالہ کردیا وہ سپر الہ داد خان
ولد نواب مقیم خان تا زمانہ نواب شوکت جنگ (جو ۱۸۱۳ع لغایت ۱۸۲۳ع نواب تھا) رہے اور

نواب امین الدولہ اُسکو اکثر سنگوا تا تھا اور عنایت و رحجہ امرلاوری دیتا تھا جس دلاوری سے وہ لیگئے تھے +

۱۶ محرم سنہ ۱۱۳۳ھ (مطابق ۶ نومبر سنہ ۱۷۲۰ء) بادشاہ محمد شاہ نے دہلی کی طرف عنان عزیمت پھیری اور بسرعت چلا ۱۹ کو (مطابق ۹ نومبر سنہ ۱۷۲۰ء) دہاں پہونچا دو روز تک وہان نزدیک مینار خواجہ نظام الدین کے خیمہ زن رہا جن لوگون نے کار نمایان کیے تھے وہ حاضر ہوئے اُسوقت محمد خان جو محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت چھہ ہزار فوج کا سردار کیا گیا تھا بدرجہ ہفت ہزاری یعنے بافسری سات ہزار سوار ممتاز ہوا ایک خلعت بھی معہ سات لاکھہ روپیہ نقد کے اُسکو عنایت ہوا اور خطاب غضنفر جنگ کا جسکے معنی ہیں شیر لڑائی کا محمد خان کو عطا کیا اور پرگنہ جات بھوجپور اور شمس آباد جو اب ضلع فرخ آباد مین شامل ہین بطور جاگیر اُسکو دی گئی تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان درمیان ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۷۲۰ء اور ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۷۲۱ء کے صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اُسوقت مین اُسکے عامل یا ماتحت حاکم اسطور پر تھے - الہ آباد کا حاکم بھوریخان چیلہ آرچ بھاندیرا اور کالپی کا حاکم دلیرخان چیلہ سہری اور جالون کا کمال خان بھوجپور کا نیکنام خان چیلہ شمس آباد کا داؤد خان چیلہ بدآیوں اور سہسوان (یہہ دونون مقام اب ضلع بدایون مین ہین) اور مہمدآباد کا (جو اب شاہجہانپور کے ضلع میں ہی) حاکم شمشیر خان چیلہ تھا +

سنہ ۱۱۳۵ھ میں (مطابق یکم اکتوبر سنہ ۱۷۲۲ء لغایت ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۲۳ء) صمصام الدولہ

نے صوبہ آگرہ راجہ جیسنگہ سوائی کو دلوادیا جی سنگہ کچھہ دنون بعد برائی سرکوبی
چوڑامن جاٹ روانہ ہوا اِس قصور پر کہ اُس نے وزیر عبداللہ خان کی طرفداری
کی تھی محکم سنگہ ولد چوڑامن سر دربار اپنی باپ کو بہت سرزنش کی جب چوڑامن سے یہہ
خفت وبیحرمتی برداشت نہ کی گئی تو اُسنے خودکشی کی بدن سنگہ برادرزادہ چوڑامن راجہ
جی سنگہ کا مددگار ہوگیا قلعہ تہون کا نہم سفر ۱۱۳۵ھ کو (مطابق ۸ نومبر ۱۷۲۲ء) قبضہ میں
آگیا اور بدن سنگہ باپ سورجمل کا اُسی ملک کا مالک ہوا اس مہم میں بھی محمد خان شریک
تھا پانچویں برس (جنوری ۱۷۲۲ء سے لغایت دسمبر ۱۷۲۳ء) محمد خان ہمراہ فوج کی جو زیر
حکم شرف الدولہ ارادتمند خان اور راجہ جی سنگہ کے جو اجیت سنگہ راٹھور راجہ مارٹواڑ کی
تنبیہہ کیواسطے بھیجے گئے تھے گیا تھا قبل اِس کے کہ سپاہ اُسکے ملک میں پہونچے اجیت سنگہ اپنے
بیٹے بخت سنگہ کے ہاتھ سے مارا گیا دھونکل سنگہ نے دیہ لقب بھائی سنگہ ولد اجیت سنگہ
کا تھا بوساطت محمد خان غاشیہ اطاعت بادشاہ دوش دلپر رکھا محمد خان معہ ابھائی سنگہ
عرف دھونکل سنگہ کے میرتھا نہیں پہونچنے پایا تھا کہ اتنے ہی مین محمد خان واپس بلایا گیا کہ
بندیل کھنڈ کو قبضہ میں چتر سال سے باہر نکلے چھہ مہینے اِس مہم پر بھی گذرنے تھے کہ بمجرد استماع
اِس خبر کے کہ مبارز خان فوجدار برہانپور مار ڈالا گیا اُسکو حکم ہوا کہ بندیل کھنڈ سے واپس
آگرہ و آب کو جاوے اور پھر وہاں سے اکبر آباد کے رستہ سے بغرض مقابلہ مرہٹوں کے
گوالیار کو روانہ ہووے +

باجی راؤ نے بندیلکے شمال میں سر اُٹھایا تھا اور گردھر بہادر بادشاہی حاکم مالوہ پر چڑھائی

کی تھی اور دو موسم تک دشنہ ۱۷۲۳ع سے لغایت ۱۷۲۶ع غارتگری کرکے خراج لیا تھا محمد خان پانچ ہزار سپاہ کا افسر ہوکر بھیجا گیا اور دو لاکھہ روپیہ ماہواری بابت تنخواہ سپاہ کے معین ہوئے محمد خان نے اکبرآباد مین روپیہ کے آنے کا انتظار کیا اور پھر اُسکو حکم ہوا کہ گوالیار کو جاوے وہاں محمد خان نے جاکر دس ہزار سوار رکھے اور سات مہینے تک بیکار پڑا رہا مہم مسطورہ صدر سے واپسی کیوقت خان دوران خان نے جس کی جاگیر مین پرگنہ جات بھونگام اور تالگرام تھے محمد خان سے درخوست کی کہ دو ہزار آدمیوں کو مہتیا سدانند کی کمک پر واسطے سرکوبی جسونت سنگہ زمیندار مین پوری کی بھیجدو روایت مسطور ہی کہ چوہان راجہ دلیپ سنگہ نے نواب کی تعظیم کرنے مین غفلت کی تھی بنابران بھوریخان پانچ سو سوارون سے اُسکو حاضر کرنے کے واسطے بھیجا گیا تھا جب وہ راجہ نواب کے روبرو آیا تو اُس نے سلام کرنے مین درنگ کی تب بھوریخان نے اپنے ہاتھہ سے اُس کی گردن پکڑکر جھکائی راجہنے فوراً اپنے تئیں چھوڑاکر تلوار کھینچی وہین نواب محمد خان نے ایک ایسا تیر اُسکے سر مین مارا کہ راجہ اُسی جگہ پر نشانہ تیر قضا ہوا تب اُسکا لڑکا جسونت سنگہ جانشین ہوا اور نواب نے فرخ آباد کی راہ لی +

معاملات بندیل کھنڈ

یہ بات ظاہر ہو چکی ہی کہ جو جاگیرین محمد خان کو زمانہ فرخ سیر اور شروع حکومت محمد شاہ مین ملین اُنکا بڑا حصہ بندیل کھنڈ میں تھا فرخ سیر نے در زمانہ سلطنت ۱۷۱۳ع سے لغایت ۱۷۱۹ع پرگنہ جات سیہنڈ اور مودھا جاگیر مین دیدیئے تھے یہہ دونون پرگنہ دلیر خان چیلہ کے

سپرد ہوئے محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلی برس (فروری ۱۷۱۹ء سے لغایت فروری ۱۷۲۰ء)
کالپی ایرچ اور دیگر مقامات واقعہ بندیل کھنڈ تنخواہ مین محمد خان کو مرحمت ہوئے اُسی سال
(یعنے ۱۷۱۹ء سے لغایت ۱۷۲۰ء) یہہ خبر آئی کہ بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا اور
پیر علیخان عامل محمد خان کو معہ اُسکے بیٹے کے قتل کیا اِن لوگون نے معزز مسلمانون کی
عورات اور بال بچون کو گرفتار کر لیا اور اُن کے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب
مسمار کر دیئے نواب برہان الملک نے چاہا کہ معلون کو بمقابلہ حملہ اوران بھیجنا چاہئے
مگر بادشاہ نے محمد خان کو اُن کی تنبیہہ کے لئے بھیجنا کافی سمجھا دلیر خان چیلہ ساتھہ
سپاہ مناسب کے بھیجا گیا اور اُسنے بزودی روانہ ہوکر غنیم کے تہانون کو پرگنہ کالپی اور
جلال پور سے اُٹھا دیا تب باشندگان غارت شدہ قصبون مین لوٹے اسعرصہ مین نواب
امین الدین اعتماد الدولہ اِس ملکِ فنا سے راہی ملکِ بقا ہوا بعضے دشمنوں کا خیال ہے
کہ محمد خان پر وزیر مرحوم کی نظر عنایت تھی اُنہین دشمنون نے خطوط راجگان چندیری اور
اُرچھا اور دیگر زمینداروں کو لکھوائے تھے جن مین اشارہ تھا کہ تم لوگ مقابلہ کرو ہندون
کی جماعت کثیر قریب بیس ہزار سوار کے جمع ہو گئے اور پیادے تو بیشمار تھے +

قایم خان ولد نواب محمد خان جو اُن دنون مین سرکار کوڑے کا فوجدار تھا سال بھر سے
قصبہ ترہنوان مسکن پہار سنگہ کو محاصرہ کئے پڑا تھا اس جگہ مین دیا قلعے بہت مضبوط تھے
جنگل [illegible] جنگل اور ہمین گھاٹیان تھین اور بڑے دشوار گذار راستے درمیان پہاڑیون کے تھے
قایم خان کے پاس دس ہزار سوار تھے مگر اُسنے جہد بلیغ کر کے اُسمقام کو لے لیا بعدہ

بعدہ دلیر خان کی امداد کو طیار ہوا +

محمد خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سزای باغیان بدل منظور نہین ہی تو فوج کا لوٹنا بہتر ہی
بادشاہ نے محمد خان کو تقویت وجرات دلائی اور لکھا کہ تم مستقل رہو مگر بسبب اُن خطوط کے
جو اُسکے دشمنون نے ہندو راجگان کو بھیجے تھے محمد خان کا دل ٹوٹ گیا اور اُسنے دلیر خان کو
متواتر لکھا کہ دشمنون کے قلعے اور گانون وغیرہ جو کچھہ کہ لیا ہی واپس کردو کیونکہ زمانہ اب
نااتفاقی پر ہی اور ضرور ہی کہ میدان چھوڑ دیا جاوے برخلاف ان احکام کے دلیر خان اپنی
بہادری کے غرور مین آکر فوج عدو کی قوت کو غور نکرکے حملہ وغیرہ کرنے سے باز نرہا ۲۹ رجب
۱۱۴۳ھ (مطابق ۱۳ می ۱۷۳۱ء) چتر سال تیس ہزار سوار اور بیشمار توپ خانہ لیکر آگے بڑھا
دلیر خان چار ہزار سوار وپیادہ جو کچھہ کہ اُس کے پاس تھے لیکر حملہ کیواسطے طیار ہوا دلیر خان
نے معہ پانچ سو آدمیوں کے دشمن کی طرف باگ اُٹھائی اور سپاہ غنیم کو گھبرادیا چونکہ تقدیر
موافق نہ تھی سوای زخم شمشیر ونیزہ کے دو گولیان کھائین ایک پیشانی پر دوسری سینہ پر
اور اُسی جگہ جان بحق تسلیم ہوا اُسکے پانچ سو سوار بعد ظہور عجیب وغریب مردانگی کے مارے گئے
بادشاہ نے دلیر خان کی موت کا حال سنکر محمد خان کو ازراہ دلجوئی ایک مرصع نگلہ اور ایک
خلعت عطا کیا +

دلیر خان چیلہ ذات کا بندیلہ ٹھاکر تھا یہہ شخص جوانمردی میں شہرۂ آفاق تھا معلوم ہوتا ہی
کہ یہہ بہت عیاش اور فضول خرچ تھا اُسنے اپنے مالک کا محاصل ایک سال کا سترہ ہزار سوار
طیار کرنے مین صرف کردیا تھا اور اُنکو عمدہ وردیان اور ہتھیار دیئے تھے ایک ترببہ کا

کا ذکر ہی کہ محمد خان نے سخت احکام دلیر خان کو واسطے اداے مالگذاری کے بھیجے تب
دلیر خان اپنی کل جمعیتون کو لیکر آیا اور جہان پر اب پائین باغ زیر قلعہ ہی وہان ٹھہرا اور
دربار مین حاضر ہوکر اپنے ہر ایک آدمی سے ایک اشرفی نذر دلوائی اور پھر نواب
کی پاپوش اُٹھا کر پیچھے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین صرف آپ کی پاپوش برداری کے
لایق ہون آپ یہہ صوبہ کسی ایسے شخص کو جو آپکو روپیہ کا اختیار دیا کرے دیدیوین میری مالگذاری
یہہ سترہ ہزار آدمی ہین جو آپ مجھہ سے لے سکتے ہین اسبات پر نواب کو تبسم ہوا دلیر خان کو
چھاتی سے لگایا اور اُسی کے ضلع مین اُسے واپس بھیجدیا دلیر خان عنقریب کل لڑائیون مین
جو محمد خان لڑا شریک تھا پٹھان اور بندیلے بسبب جوانمردی کے دلیر خان کو سورمان کہتے
تھے جس کی علامت یہہ ہو کہ آدمی کے ہاتھہ اسقدر لمبے ہون کہ جب سیدھا کھڑا ہو تو زانو تک
پہنچین یہہ بات دلیر خان مین پائی جاتی تھی ✤

روایت دلیر خان کی موت کی بشرح ذیل ہی ۔ ایکدن دلیر خان ہمراہ تین سو سوارون کے
شکار کھیلنے گیا تھا باقی فوج لشکر گاہ مین تھی ایک جاسوس نے اسبات کی خبر راجہ چھترسال
کو دی اور راجہ بہت سا لشکر لیکر نکلا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی نواب دلیر خان
کے ہمراہیون نے کہا کہ لوٹ چلنا مناسب ہی مگر دلیر خان نے یہہ بات نہ مانی اور کہا
کہ ہر شخص کی موت لابدی ہی خواہ آج آوے یا کل یہہ کہکر دعاے آخر یعنے (فاتحہ) پڑھکر
گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور سیدھا راجہ کی فوج میں گھسکر راہ مین آدمیون کو کاٹتا
چھانٹتا دوسری طرف پاک صاف نکل گیا بندیلوں کی جماعت کثیر کام آئی پھر راجہ کے

ہودی کیطرف چلا مگر سینہ مین ایک زخم گولی کا کھا کر راہی ملک بقا ہوا تمام و کمال تین سو
سواروں کا بھی اُسکے یہی حال ہوا دلیرخان کی فوج بمجرد استماع اِس خبر کے راجہ چھتر سال
کے مقابلہ کیواسطے نکلے اور راجہ کو پس پا کر دیا دلیرخان موضع مودہا مین دفن کیا گیا اور
تمام باشندگان بندیل کھنڈ نے اُسکے وفات پر کف افسوس ملی ہر پنجشنبہ کو شیرینی اُس کی
قبر پر چڑھائی جاتی ہی ہر بندیلہ کا لڑکا جب بارہ برس کے سن کو پہنچتا ہی تو اُس کے والدین
اُسکو مودہا لیجاتے ہین تلوار و سپر کو دلیرخان کی قبر پر رکھتے ہین اور نذر گذرانتے ہین پھر لڑکا
تلوار کمر سے باندھتا ہی اور سپر ہاتھ مین لیتا ہی اُسوقت والدین خدا سے دعا مانگتے ہین کہ یہ
لڑکا دلیرخان کے مثل بہادر ہووے +

نقارے برابر اُسکے مدفن پر بجا کرتے ہین دلیرخان کی وفات پر یعنے سنہ ۱۱۳۳ھ (مطابق اکتوبر
سنہ ۱۷۲۰ء سے لغایت اکتوبر سنہ ۱۷۲۱ء) محمد خان الہ باد کا گورنر مقرر ہوا مصنفان لوح کا یہہ قول ہی
کہ سند الہ آباد کی امین الدولہ نبیرہ نواب محمد خان کے پاس جو سنہ ۱۷۸۶ء سے لغایت سنہ ۱۸۰۱ء
نایب ریاست رہا کرتے تھے اور اسلام خان بخشی کے پاس اُس کی نقل رہتی تھی اب نہین معلوم
کہ وہ سند اور نقل کیا ہوئی مالگذاری سے لوگ کہتے ہین کہ بیاسی (۸۲) لاکھ روپیہ کی تھی سنہ ۱۷۲۲ء کے
آخر مین جب محمد خان معہ ابھائی سنگہ ولد اجیت سنگہ والی مارواڑ کے دربار جات نے ہوسے
میرٹھا پہنچا تو ایک فرمان معہ ایک حکم مُہری امیر الامرا (خاندوران خان) کے وصول ہوا جسمین
تحریر تھا کہ چھتر سال نے علاقہ کثیر بادشاہی مین اپنا تصرف کر لیا ہی اور یہہ کہ برہان الملک
اُسکے مقابلہ کیواسطے بسرعت تمام بھیجا گیا ہی تم بھی بزودی ہر چہ تمامتر وہین جاؤ +

بنظر تعمیل اس حکم کے محمد خان ساتوین سال دماہ دسمبر ۱۷۲۴ء سے نہایت دسمبر ۱۷۲۵ء صوبہ
الہ آباد کو معہ اپنے کل سرکارون کے حال مین اُسکو عطا ہوا تھا روانہ ہوا بسبب مقابلہ زمینداران کے
محمد خان کے نایب بندیلکھنڈ میں کامل طور سے قبضہ نکرسکے بعد قیام دو ماہ کے محمد خان الہ آباد
مین چند صرہ ہزار سوار جمعکرکے معہ اُنکے جمنا کے کنارون سے بھاگنی پور کی طرف آگے
بڑھا قبل ازین برہان الملک لوٹ آیا تھا اور اپنے صوبہ اودھ کو واپس گیا تھا +

متواتر احکام اس مضمون کے پہونچے کہ آگے بڑھنا چاہیے بنابران چند سردار جمنا پار
بھیجے گئے تب محمد خان نے بھی دریاے جمن کو عبور کیا چھ مہینے لڑکر محمد خان نے پرگنہ
سیہنڈا تک جو باندے کے جنوب میں واقع ہے عمل دخل کرلیا اُسوقت فرمان اور احکام
مرسلہ خان دوران خان بذریعہ آیا محل بدمضمون صادر ہوئی کہ چونکہ مبارز خان مقتول ہوا ہے
لہذا چڑھائی ہندوؤن پر ملتوی کی گئی اگرچہ دشمن مغلوب ہوتے آتے تھے مگر نواب محمد خان کو
مجبورانہ اس عمدہ موقعہ کو چھوڑ دینا پڑا دشمنون نے بہت بہت قسمین کھائین کہ ہم کبھی محمد خان
کی جاگیر کے اندر قدم نرکھین گے اور فوج اسلامیہ سے بفاصلہ تین کوچ گزر کر گئے محمد خان
اُس ملک مین اپنے تھانے بٹھا کر لوٹ آیا چونکہ گوالیار پر مرہٹون کے حملے کا خدغہ
تھا جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اسلیے محمد خان اُنکو روکنے کے لئے وہان بھیجا گیا اس کی
عدم موجودگی کو بندیلون نے غنیمت سمجھکر قسم وعہد وپیمان کو شکست کرکے بے ایمانی
پر کمر باندھی اور وصول مالگزاری مین سد راہ ہوے +

اس عرصہ مین ہردی نراین اور دیگر پسران چتر سال نے تمام وکمال بھاگھل کھنڈ کو سرحد

صوبہ عظیم آباد تک تخت و تاراج کر دیا تھا اور الہ آباد مین آکر آتش فتنہ و فساد مشتعل کی
تھی نوین سال جلوس سے (یعنے ۱۱۳۹ھ سے لغایت ۱۱۴۰ھ) محمد خان کے پاس ایک
فرمان پہنچا جسمین حکم تھا کہ اپنے صوبہ الہ آباد کا انتظام جاکر درست کرو اُن دنوں میں بندیل
کھنڈ صوبہ الہ آباد کا ایک ماتحت حصہ تھا پہلے دو لاکھ روپیہ ماہواری محمد خان کا مقرر ہوا
بعدہ روپیہ کے عوض میں کوڑے کا چکلہ دیدیا گیا تھا۔

محمد خان نے الہ آباد پہنچکر فوج جمع کی سوار کی تنخواہ سترہ روپیہ اور جمعدار کے بیس روپیہ مقرر
کیئے ۲۱ جمادی الثانی ۱۱۴۰ھ کو (مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۲۸ء) اکبر خان نواب کے تیسرے
لڑکے نے فوج ہراول کا سردار مقرر ہوکر جمنا کو عبور کیا محمد خان اپنی کوچ کے خیمے جمنا پار بھیجکر
خود بھی بہت جلد پندرہ یا سولہ ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے لیکر پیچھے سے روانہ ہوا اُسوقت
بندیلون نے بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادون سے کل بھاگھل کھنڈ مین پٹنہ تک
اور ملک سنگرات اور نیز ماندو مین (جسے مادھوں بھی کہتے ہیں) ہلدی تک دخل کر لیا
صرف قلعہ بوندہ (جسکو شاید بندیا پوند کہتے ہیں) جسکا محاصرہ ہردی شاہ اور جگت راے
نے بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادون سے کیا تھا بچا ہوا رہا بمقابلہ اس زبردست سپاہ
کے محمد خان نے وزیر سے درخواست کی کہ فوج امدادی اودیت سنگہ راجہ ارچھا و راجچند
والی دتیا دیرتھی سنگہ زمیندار سینڈا اور جین سنگہ زمیندار چندیری) و راجہ جی سنگہ والی
مودھا و کھانڈی مرام نرواری و راجہ گوپال سنگہ بھدوڑیا سے لینا چاہیئے نیز بعضے
فوجدارون سے یعنی سید نجم الدین علیخان و ثابت خان و جان نثار خان و تہور علیخان

و نایب فوجدار جو ہوپور سے محمد خان نے کمک چاہی مگر کسی شخص نے اُن میں سے بجز جی سنگہ
والی موودہا کے احکام دہلی کی تعمیل نہ کی +
پہلے بندیل کھنڈ کا شرقی حصہ دشمنون سے پاک کرنیکے لئے کارروائی کی گئی قلعجات لوگ
و چوکھنڈے و گڈھہ ٹکریلے و مُو واقعہ ملک سنکراٹ پرگنہ پور کے لے لئے گئے
رام نگر و قلعجات کھتولی و صحرا و کلیان پور معہ سو کوس تک ملک متعلقہ ماندھو و باندہ
کے قبضہ مین آگئے کچھہ عرصہ تک افواج غنیم پہاڑیون پر نزدیک ترہوان کے سرگردان
رہین مابعد قلعہ گھیر دہلین خود چہتر سال نے بھاگنے میں سلامتی دیکھی محمد خان قایم خان کو محاصرہ
ترہوان کے لئے چھوڑکر خود سینڈا سے بفاصلہ چار کوس چلا گیا مگر دشمن پھر فرار کر گئی پرگنہ جات
بھنڈ و موودہا و پیلانی و اگواسی و موتی و گہاٹ پار اترنے کے خس و خاشاک دشمنون سے
پاک ہوگئے اِس جنگ مین اول قبضہ ترہوان تک دس مہینے یا ایک سال لگا قایم خان
فرزند اکبر نواب محمد خان معہ اپنے دوسرے بھائی ہادی داد خان کے بارہ ہزار سوار و بارہ ہزار
پیادوں سے محاصرہ ترہوان کے لئے پیچھے چھوڑا گیا اور راجہ چہتر سنگہ ولد راجہ جی سنگہ والی
موودہا معہ خانجہاں و حلیم خان و محمد ذوالفقار خان و رای ہر پرشاد اور دو زمینداروں
سادو و ہرنبس کے قایم خان کے زیر حکم تھا سنگرام راؤ و انندی داس نے بھی اپنی فوج
سے شریک ہونے کا قایم خان سے اقرار کیا تھا قایم خان کی صلاح یہہ تھی کہ مقام مذکور جسقدر
جلد ممکن ہوسکے لیویں اور پھر محمد خان سے معہ توپخانہ و سیسہ و باروت وغیرہ کی جو اشیا
ترہوان و کلیان پور و کلکوری میں ہاتھہ لگے تھے جا ملیں زمیندار لوگ خوش ہوئے کیونکہ

ترہوان سے چودہ لاکھ روپیہ نقد آئے - قلعہ ترہوان مین جو صدر مقام بہار سنگہ کا تھا
تین کچے قلعے اور تین پختہ گڑھیاں تھین جنکے گرد ایک وسیع جنگل تھا برسون تک کسی مسلمان
حاکم نے اُس پر حملہ نہیں کیا تھا کئی مہینوں تک اُنہوں نے قلعہ کو خوب بچایا اہل قلعہ
سبھا سنگہ پسر ہردی نراین و نبیرہ چترسال کے زیر حکم تھے اور نیز ہر منس زمیندار برگدہ نے
معہ کچھہ مرہٹون یعنے برکی وغیرہ کی اُنکی امداد کی تھی تاریخ ۹ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۴ھ کو
(مطابق ۱۲ دسمبر ۱۷۳۱ع) بعد سخت لڑائی کے قایم خان نے ہاتھی سے پھاٹک توڑوا کر باہر کے
قلعہ میں دخل کر لیا ہندو لوگ کچھہ جد و جہد کے بعد دوسرے قلعہ سے بھی نکالدئے گئے
اور اُنکو مجبورانہ تیسرے قلعہ مین پناہ لینا پڑی قریب دو ہزار کے محصوران قلعہ تلف ہوئے
چوتھے قلعہ کی فصیلون پر سے محصورین نے جلتی ہوئی اشیاء ڈالنا شروع کئے اور قریب بیندرہ
گھنٹہ تک لڑائی برابر ہوتی رہی تین گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب باقی ماندہ لوگوں نے بارادہ
گریز قلعہ سے خروج کیا اُسوقت تین سو آدمی اُن مین کام آئے اور اسیقدر دریا مین غرق ہوئے
تب قلعہ مین کامل طور سے دخل ہوگیا اِس محاصرہ مین عرصہ پانچ یا چھہ مہینے کا لگا بعد فتح
ظفر کے قایم خان نے واسطے قلعہ کلیان سنگہ (جو آٹھہ کوس ترہوان سے ہے) اور محکم گڑہ
کے جو اُسی نواح مین ہے کوچ کیا +

جس عرصہ مین قایم خان ترہوان اور اُس کے ملک شرقی پر رجوع تھا اُس زمانے مین
محمد خان سیندھا سے چلا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ایک مہینے اور اکیس دن برابر ہوتی رہیں
غنیم نے اپنے مورچون کی خوب مضبوطی کی تھی جن پر سے دریا کی دھار اور گانون کا قلعہ

دونون معلوم ہوتے تھے روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جگہ اچولی ہے جہان پر یہہ جنگ عظیم
واقع ہوئی شاید اُسی اچونی سے غرض ہے جو باندہ سے گیارہ میل پر دریاے سبانی پر واقع
ہے اگرچہ یہہ جگہ مقام جنگ سے قریب ہے مگر باقی حالات کی تصدیق یہان نہین ہوتی اور
نہ اس ضلع مین کچھہ مسلمانون کی لڑائی کا ذکر ہے +

حدیقۃ الاقالیم میں اس نام کو (یعنی اچولی کو) اچونی یا اچولی لکھا ہے اور یہہ بھی
تحریر ہے کہ یہہ مقام پرگنہ مہوبا میں ہے تاریخ جنگ مسطورہ بالا کی ۲ شوال سنہ ۱۱۲۹ھ (دیکھئے
۱۲ مئی سنہ ۱۷۲۰ع) ہے +

دو گھنٹہ بعد طلوع آفتاب کے پہلا مورچہ جہان پر ہردی نراین اور ہندو سنگھ چندیلہ بیس ہزار
سوار اور چالیس ہزار پیادون سے موجود تھے مسلمانون نے جو انتظام اور آہستگی سے
آگے بڑھتے تھے فتح کرلیا اس موقع پر بہادر خان ودلاور خان وامام خان وغلام محمد خان
وعبدالرسول خان ومحمد زمان خان کام آئے نیز اکبر خان پسر نواب محمد خان کے بھی ایک
کمزور گولی کی رگڑ لگ گئی سید ظہر حسینخان والہ یار خان ومنگل خان مجروح ہوئے بندیلے ایک
اور قلعہ مین جہان جگت راے دوسرا بیٹا راجہ کا پناہ گیر تھا معہ پندرہ ہزار سوارون کے چلے
گئے پھر معرکہ آرائی ہوئی اس میں احمد خان وارادت خان وسردار خان وحسین خان مقتول ہوئے
اور رحمت خان معہ کچھہ سوارون کے مجروح ہوا +

آخرکار ہردے نراین وجگت نراین وموہن سنگھ پسران چھترسال نے ہندو سنگھ چندیلہ کے
قلعہ مین بھاگ گئے یہہ قلعہ نزدیک ایک گانون کے بیچ پہاڑ دھار جو دشوار گذار

کھائیوں سے محیط تھی واقع تھا یہاں چھتر سال کا صدر مقام تھا اور دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے موجود تھے محمد خان نے دشمن کا تعاقب کرکے مارنا شروع کیا بعد کئی گھنٹہ کے بندیلوں نے
دریا کیطرف پھر کے رستہ سے جدہر بہت کھائیاں اور گرداب تھے بھاگ کر کھائیوں میں
آدھ کوس اپنے لشکرگاہ سے پیچھے پناہ لی یہاں بھی جائے سلامت نہ دیکھکر چھتر سال معہ اپنے
لڑکوں اور رشتہ داروں اور متعلقوں کے گھوڑے پر سوار ہو کر بارہ کوس پر جنگل دن میں فرار
کر گیا تمام سامان لشکر کا خیمے اور توپخانہ وغیرہ غازیوں کے ہاتھ لگا دو کوس تک مفرورین
کا تعاقب کیا گیا پھر مسلمان لوگ ٹھہر گئے اور خیمہ زن ہوئے اب یہہ دریافت ہوا کہ بندیلے
سالھٹ و دمدست و تھانہ اسپواڑہ کی نواح میں چلے گئے ہیں ان مقامات میں بلند پہاڑیاں
عمیق جھیلیں کھائیاں اور بڑے بڑے پرخار جنگل تھے یہاں پر بندیلہ سرداروں نے رستہ
پر لڑنے کیواسطے مورچہ بندی کی تھی خود چھتر سال نے چند کوس جیت پور کے جنوب میں نزدیک
سونج مئو کے مورچہ لگایا تھا +

محمد خان نے نقصان اپنے فوج کا جنگ مذکور میں شمار کیا تو پانچ ہزار چار آدمی مقتول و مجروح
پائے اور فوج غنیم میں بارہ تیرہ ہزار آدمی تلف ہوئے فوج اسلامیہ میں چودہ یا پندرہ ہزار
سوار تھے اور بڑی اور چارے کی نہایت قلت تھی کسی راجہ یا فوجدار نے محمد خان کی معاونت
نہیں کی تھی +

بندیلوں کی افواج امدادی میں اپنے چالیس ہزار [illegible] فوجیں [illegible]
مانند وکھلوار جیت پور و کھانڈی راو نرولری و زمینداران مالوہ و تمام وکمال کنڈوانہ وباگر وہ

سکے ہمراہ تمام گورا اور پرہار لوگون کی جو گرد نواح ملک مین رہتے تھے شامل تھین +
ایک زبانی روایت سے اِس لڑائی کا حال زیادہ عجیب طور پر ظاہر ہوتا ہی ایک روز قبل لڑائی
کے محمد خان نے نوے ہزار روپیہ اپنے لشکر مین تقسیم کیا نقیب نے خبر دی کہ کل کا دن اخیر
لڑائی کا مقرر ہوا ہی ہر ایک شخص مسلح آدھی رات سے طیار رہے دوسری طرف چہتر سال نے
طیاریان کی تھیں چہتر سال کے پاس اُسیوقت ایک لاکھہ پیادے اور ستر ہزار سوار تھے علاوہ
ازین چند دیگر راجگان بھی اُسی کے شریک تھے صبح کی نماز کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی
ایک طرف سے محمد خان دوسری طرف سے چہتر سال ہاتھیون پر آہستگی کے ساتھہ ایک دوسرے
کی طرف آگے بڑھا دونون طرف سے کچھہ سپاہی نکلکر لڑنے لگے خلیفہ کہا کرتا تھا کہ ایکبار
کل تیر میرے ترکش کے خرچ ہوگئے اور اسقدر تیر چارون طرف سے پڑے ہوئے تھے کہ مین نے
زمین کو پکڑ کر جھک کر ایک مٹھی مین اٹھارہ تیر اُٹھالئے قریب دوپہر نواب کا ہاتھی منگل خان
مسینگری کے ہاتھی سے لڑکر کچھہ دور تک اُسکا تعاقب کرتا چلا گیا چہتر سال کی فوج نے
خیال کیا کہ محمد خان بھاگتا ہی بندیلوں نے ایک دل ہوکر چلاکر کہا کہ بنگش بھاگے یہہ شور
سُنکر محمد خان نے اپنا مُنہہ پیچھے ہودی کی طرف پھیر کر بآواز بلند کہا کہ بہادر وہی وقت
بہادری کا ہی اور فیلبان سے پوچھا کہ یہہ کیسی لڑائی ہوتی ہی ایسی بات تو کبھی نہین واقع ہوئی
تھی بہادرستہ نے جوابدیا کہ چہتر سال کے ہاتھی سے لڑانے کے لئے مین نے اپنا ہاتھی بھی
بڑھایا ہی تب ہاتھی محمد خان کا پھر مقابلہ دشمنان پھیر اگیا +
محمد خان سر سے پانون تک لوہے مین غرق ہودے مین کھڑا ہوا تھا جس کے کنارے زینت

کے بلند تھے ایکبارگی مسلمانون کو معلوم ہوا کہ دو بندیلے سوارون نے برچھی ہاتھہ مین لیکر
باگ اُٹھائی جب یہہ لوگ قریب لشکر اسلامیہ کے پہونچے تو کچھہ مقابلہ کسی سے نکیا آدمیون
سے روکے جانے پر جواب دیا کہ ہم کچھہ تمھارے نواب سے کہا چاہتے ہین *
آخر کار نواب کے ہاتھی کے قریب پہونچکر ٹھہر گئے ایک نے آستین سے اپنی کمر سے ٹٹوالکالکر
تنبا کو کھائی پھر برچھی کو ہاتھہ مین مضبوط پکڑ کر پکارا کہ بنگش ہوشیار ہو مین آپہونچا یہہ
کہکر اُسنے گھوڑے کو ایسا دبایا کہ اُستے اپنے دونون اگلے پاؤن ہاتھی کی مستک پر
رکھدیئے بندیلے نے برچھا مارا مگر نواب نے اُس ضرب کو بچا کر ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے
پر سے مرکر گر پڑا اُسکے گھوڑے کو بھی ہاتھی نے مار ڈالا دوسرے بندیلے نے بھی پہلے
کی نقل کی مگر اُسی طرح پر نشانہ تیر قضا ہوا نواب نے منگل خان مسینگری سے کہا کہ یہہ
بندیلے کیسے بہادر تھے بھورے خان چیلہ جیسد بہادر پٹھانون کا سرگروہ ہوکر فوج اعدا
مین باراوہ قتل چھتر سال گھس گیا بھورے خان کام آیا اور نواب کے بیٹے اکبر خان کے ایک
گولی کا زخم لگا بھورے خان کی وفات پر نواب نے اشک حسرت بہائے اور عرصہ تک
بعد لڑائی کے نارنجی رنگ کا لباس زیب تن کیا جو علامت رنج و ماتم کی ہی اور کہتا تھا
کہ بھورے خان جو کچھہ مجھہ سے کہتا تھا وہ صحیح نکلا کہ مین تم سے پیشتر مر جاؤنگا غروب آفتاب
سے دو گھنٹہ قبل ہاتھی محمد خان اور راجہ چھتر سال کے مقابل ہوئے چھتر سال لوہی کی
عماری مین بیٹھا ہوا آخر حملہ کے لئے اپنی فوجکو ہمت دے رہا تھا نواب محمد خاں نے فولادی
سانگ اُس عماری پر ایسے زور سے ماری کہ اُسکو توڑ کر ہاتھی پر ضرب پڑی چھتر سال کو بھی

بھی غش آگیا چیتر سال کے ہاتھی پر جو لوگ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے مہاوت سے کہا کہ ہاتھی بڑھاؤ اب کل لڑائی ہوگی ہاتھی بھی کئی میل تک بھاگا چلا گیا فوج چیتر سال کی لوٹی اور آنی راؤ جو چیتر سال کے بھانجون مین تھا کام آیا مسلمان لوگ اِدھر اُدھر مفرور بندیلوں کو مارتے پھرتے تھے بہت رات گئے چیتر سال کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا کہ کون جیتا اُسکے مصاحبین نے جواب دیا کہ فتحیاب کوئی نہین ہوا جسوقت ہم نے آپ کو بیخودی کے عالم مین دیکھا تب ہم بفاصلہ آٹھ یا دس میل لوٹ آئے کل علی الصباح پھر لڑینگے چیتر سال یہہ بات سُنکر اپنے بھائیوں بھتیجون پر غایت درجہ ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں محمد خان کے سامنے سے کبھی پیچھے قدم نہ رکھونگا تم مجھکو کیون یہاں لے آئے یا تو میں اُسکے مقابلہ کے واسطے لوٹ جاؤنگا ورنہ اپنے تئین ہلاک کرونگا اِن باتون پر چیتر سال کے کسی نے کچھہ لحاظ نہ کیا *

بوجہہ خوف واپسی بندیلوں کے محمد خان کی تمام سپاہ میدان جنگ مین تمام شب مسلح رہی ایک فرد بشر نے بھی روٹی پانے کے لئے چھٹی نہ لی اُسمقام پر ایکدرخت بیر کا تھا جسمین تھوڑے سے کچے پھل لگے ہوئے تھے یہہ پھل تھوڑے سے لوگون نے کھائے اور نواب کے فیلبان نے ہاتھی کو درخت کے پاس لاکر تھوڑے سے بیر توڑے اور نواب کو بھی دئے *

بتاریخ ۲۰ شوال ۱۱۳۹ھ مطابق ۸ جون ۱۷۲۷ء ستائیس دن بعد پہلی لڑائی کے فوج شاہی نے دشمنون کے مورچہ کیطرف کوچ کیا پھر قبل از طلوع آفتاب بتاریخ یکم ذیقعدہ ۱۱۳۹ھ

(مطابق ۹ رجون سنہ ۱۸۲۴ء) محمد خان اپنی فوج کے آگے ہوکر بڑھا پیشتر اُن لوگوں کے پہونچنے کے جسوقت کہ یہہ کوس بھر کے فاصلہ پر تھے دشمنوں نے مہوبا اور دیگر اطراف مین فرار کیا جنہوں نے بھاگنے مین درنگ کی مقتول ہوئے قلعات بازی گڈہ مسکن خانجہان خواہرزادہ چیتر سال کا اور لاہوری جھومر وستہ ہاے فوج نے جو بھیجی گئی تھی لے لئے فوج اسلامیہ مہوبا سے ایک کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوئے مگر فوج غنیم سلہٹ کی پہاڑیون مین روپوش ہوگئی افواج طرفین کے درمیان فاصلہ دوکوس کا تھا پھر بوجہہ کثرت بارش کے محمد خان کے فوج کو آگے بڑھنے مین دیر ہوئی کیونکہ وہان کی زمین پر قدم رکھنا دشوار تھا +

یہان پر معلوم ہوتا ہی کہ پانچ یا چھہ مہینہ کا وقفہ لگا اور فوج آگے نہ بڑھہ سکی - ۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۰ھ کو مطابق ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۲۴ء فوج اسلامیہ سلہٹ کے قریب پہونچی اُسی دن ہردی شاہ جگت رائے کی مدد پر آپہونچا دشمنون نے جو دمس وغیرہ پہاڑیون پر بنائے تھے وہانسے وہ بندوقون کی باڑہ سر کرنے لگے اور تیر مارتے رہے دن بھر یہی ہوتا رہا اور عدو کی جانب ایک سو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی تلف ہوئے غروب آفتاب پر فوج غنیم کے پاؤں اُٹھہ گئے جن میں سے جماعت کثیر توپوں کی باڑھ سے ضائع ہوگئی نصف جنگل اور پہاڑی پر قبضہ ہوگیا تب مسلمانوں نے جنگل کے کاٹنے اور راستہ کی طیار کرنے میں جہد بلیغ کی +

اب اور دیر چار مہینے کی لگی محمد خان کی شکایت یہہ تھی کہ دشمن تمام ملک مین مانند مور و ملخ کے پھیلے ہوئے ہین بغیر فوج کثیر کے یہاں کچھہ نہیں ہوسکتا ہی صرف اُسیقدر

فوج ہی جسکو دو لاکھہ روپیہ ماہواری کفایت کرے باقی اور فوج بسرکردگی قایم خان مجاصرہ ترھوان مین مصروف ہی ۶ رمضان سنہ ۱۲۴۳ھ کو (مطابق ۵ - اپریل سنہ ۱۸۲۸ع) فوج محمد خان کی اپنے لشکر گاہ مین ودمیان سلہٹ وکل پہاڑ کے پہنچی ۲۰ رمضان (یعنے ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۲۸ع) کو حملہ کیا گیا کل پہاڑ سے ایک کوس کے فاصلے پر کثرت سے بلند پہاڑیاں ہین جنپر بڑے پرخار جنگل ہین اِسی موقع پر بندیلون نے سات مورچے اور اُن کے مقابل بہت مضبوط دو دُھس بنائے تھے گرد اُس پہاڑی کے فصیلین اور کھائیان طیار کردی تھین چوٹی پر پہاڑیون کے بہترین حصہ فوج متعین تھا جنہون نے مسلمانون کو دیکھتے ہی اُنپر باڑھ مارنا شروع کی پہلے دیوارین گولون سے توڑکر حملہ کیا گیا بعدہ جب غنیم دوسرے دُھس مین بھاگ گئے تو پھر لڑائی ہوئی غرضکہ رفتہ رفتہ پہاڑی اور کل مورچے بندیلون کے خس وخاشاک دشمنان سے صاف کردئے گئے دوسرے دن قریب نصف شب کے ہردے نراین وجگت راے وموہن سنگہ نے شبخون مارا مگر باوجودیکہ متفرق حملون کے کچھہ نتیجہ نہ پایا +

۲۱ رمضان سنہ ۱۲۴۳ھ (مطابق ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۲۸ع محمد خان مقام مُندھاری کو روانہ ہوا جہان ایک قلعہ سنگین ایک پہاڑی پر جو وسیع جنگل سے محیط تھی بنا ہوا تھا باوصف گولہ بارانی اہل قلعہ کے محمد خان کی فوج نے چڑھکر قلعہ پر قبضہ کرلیا پھر فوج وہان ڈیرے ڈالکر آگے بڑھنے کے لئے طیار ہوئی سرداران سپاہ اعدا نے اپنی فوج پیادہ کو اُس جنگل مین جسکا عرض وطول کوسونکا تھا لاکر درختون کی پناہ سے تبر مارنا شروع کئے اور باڑھ بنادیقی کی اسرکی مسلمان

نے بہ ہاتھی اکبر خان ولد نواب کے سپاہ اعدا کو حملہ باہر نکالدیا محمد خان بذات خاص اُسکی کمک
پر وہان آپہونچا سیکڑون سر دشمنون کے لشکر حاضر کیے گئے اور بہت گھوڑے وا ونٹ باربرداری
کے مال و اسباب سے لدے ہوئے فوج اسلامیہ کی لوٹ مین آئے مسلمانون نے کل
پہاڑ کے مقابل ڈیرے ڈالے اس مقام سے جیت پور دست راست پر اور کچھہ حصہ مندھاری بھی
اسی طرف تھا پہاڑیان سلہٹ کی جنپر دشمن تھے دست چپ پر واقع تھین جب محمد خان کی
فوج جنگل صاف کرتی جاتی تھی تب لڑائیان بندیلوں سے ہوا کرتی تھیں +

اب فوج عدو پہاڑیون پر اچھیتر کے جو بفاصلہ تین کوس جیت پور سے ہے اور سورج مئو
میں جو اسیقدر فاصلہ پر مقام مذکور سے ہے جمع ہوئی مسلمانون کا کمپو پہاڑیوں پر جیت پور کے
اُسطرف چلا گیا اور پھر خاص جیت پور کا محاصرہ بستی تمام کیا گیا بندیلون کو جانب مغرب مقام
اچھیتر تک بھگا دینے مین عرصہ بیس مہینے کا لگا یہ بیس مہینے ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۳۹ھ سے
(مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۲۷ء) جو تاریخ جمنا کے عبور کرنے کی ہے لغایت ماہ سفر ۱۱۴۱ھ (مطابق
ماہ اگست ۱۷۲۸ء) ہوتے ہین موسم بارش مین (جولائی سے اکتوبر تک ۱۷۲۸ء مین) کارروائی
محاصرہ مین درنگ کے ساتھہ ہوئی بوجہہ زیادتی نمی کے سُرنگ بعد کھودے جانے کے فوراً
مٹی سے بھر جاتی تھی قلعہ جیت پور کی ایک جانب بہت عمیق جھیل تھی جسکا پاٹ کوس بھر کا اور
لنبائی کئی کوس کی تھی یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا اور دشمن اُسپر توپ ورہکلہ لیکر
چڑھگئے تھے چار مہینے یا کچھہ زیادہ عرصہ کے بعد یہہ مقام ہاتھہ لگا جسوقت یہہ مقام لیا گیا اُسوقت
بندیلون کے خلاف اِس چڑھائی کو عرصہ چوبیس مہینے سے زیادہ گذر چکا تھا (یعنے جمادی الثانی

سنہ ۱۲۳۹ھ سے لغایت جمادی الاول سنہ ۱۲۴۱ھ مطابق جنوری سنہ ۱۸۲۴ء سے لغایت دسمبر سنہ ۱۸۲۵ء

اسعرصہ مین محمد خان دربار کے طریق بدسلوکی کا نہایت شاکی تھا اُسکا قول ہے کہ مین نے شب و روز لڑکر سات آٹھہ آدمیون کا کام انجام دیا مگر کچھہ عزت و توقیر میری لڑکون اور رشتہ دارون کی نہ ہوئی اور نہ مقتولان جنگ کے لڑکے بالون کی پنشن مقرر ہوئی بالعوض انعام دینے کے جاگیرین میری ضبط کر لی گئین محمد خان کو اب بتایا گیا کہ پرگنہ شاہ پور تمکو ایک فصل کیواسطے عنایت کیا گیا تھا مگر درحقیقت بات یہہ تھی کہ پرگنہ مذکور بالعوض ادای دو لاکھہ دام کے محمد خان کو دیا گیا تھا اجیت سنگہ والی مارہوار کے معاملات مین تو لاکھون روپیہ دیئے گئے تھے مگر محمد خان تو ایک پرگنہ کی واپسی چاہتا تھا •

چھہ مہینے سے دشمنون نے پرگنہ بواڑی مین مفسدہ برپا کر رکھا تھا درک سنگہ نامی چتر سال کے ایک رفیق نے دو ہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے قلعہ سینڈہی مین جگہ پکڑی تھی یہہ قلعہ کنارے پر ایک دریا کے تھا جسکا عبور نہایت درجہ دشوار تھا محمد بشارت خان حاکم راٹہہ کو حکم دیا گیا کہ درک سنگہ کی سرکوبی کرکے اُس کے قلعہ کو لے لیوے اِس شخص مین سرگرمی اور جرات بہت کم پائی گئی کیونکہ اپنی عرصہ تک ضلع اولی مین بحیلہ تالیف قلوب سپاہ قیام کیا پھر جلال پور مین درنگ کی جب بہت تیز احکام بدین مضمون پہونچے کہ اولی راو راجچند کے حوالہ کردو تب بشارت محمد خان نے پرگنہ راٹہہ کو دشمنون سے صاف کیا نیز سردار خان معہ کنور پنچم سنگہ کے اِس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ راو راجچند کی فوج کو قلعجات و تھانہ جات واقعہ ملک راجہ پرتھی سنگہ کے محاصرہ سے ہٹا دے

تعمیل احکام مسطورہ صدر کے بذریعہ امداد افواج بہدوریا کی گئی +

یہہ بات ملاحظہ ناظرین مین آچکی ہے کہ ترہوان پہلے قایم خان کی موجودگی میں جمادی الاول
سنہ ۱۱۴۰ھ (مطابق دسمبر سنہ ۱۷۲۷ء) سے لیا گیا تھا پھر قایم خان بندیل کھنڈ کی مشرق کی پہاڑیوں
کو دشمنون سے صاف کر کے سید عارف علیخان کو وہان چھوڑ کر اپنے باپ سے ملگیا تھا اور
سند و زمیندار کو عارفعلیخان کی مدد پر کو دیدیا تھا اتنے مین خبر پہنچی کہ زمیندار برگڈھ و ہندو سنگہ
باغواے پسران چھتر سال معہ پانچہزار سوار و دس ہزار پیادوں کے باغی ہو گئے قایم خان
پانچہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے واپس بھیجا گیا جسوقت قایم خان ترہوان سے بارہ کوس
پر تھا تب اُس کے جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم نے حال مین پہلا دس قلعہ کا پھر لیلیا +
یکم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۱ھ (مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۷۲۸ء سنہ ۱۱ جلوس) مین جب محمد خان اجھیتر کے
پہاڑیون بندیلون کا پیچھا کر رہا تھا اور محاصرہ جیت پور میں مصروف تھا اُسوقت قایم خان
نے دوسری مرتبہ ترہوان پر حملہ کیا اِس مرتبہ بیرونی قلعہ صرف قبضہ مین آیا ایک مہینے سے
کچھہ زیادہ عرصہ کے بعد یعنے ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۱ھ کو (مطابق یکم نومبر سنہ ۱۷۲۸ء) سنہ ۱۱ جلوس
میں آخر حملہ کیا گیا ایک سُرنگ بھی ایک برج کے اندر لگا کر باروت سے بھر دی گئی تھی
سرنگ کے اُڑتے ہی حملہ ہوا چھہ سو آدمی حملہ آورون مین سے اور اس سے بھی زیادہ
محصورین مین سے راہی ملک بقا ہوئے باقی ماندہ ترہٹ کی طرف فرار کر گئے فوج
اسلامیہ نے اُنکا تعاقب کیا مظفر و منصور ہو کر قلعہ ترہوان مین دخل کر لیا قایم خان برابر
فتحیاب ہوتا گیا اور میدان جنگ مین پانچ چھہ مرتبہ ہزیمت فوج اعدا کو دیکر اُسکو برگڈہ مین

ایسا دبایا کہ وے لوگ مطیع فرمان بخوشی ہو گئے اِن کارروائیون مین ضرور کئی مہینے کا عرصہ لگا ہوگا کیونکہ قایم خان کو حکم تھا کہ اپنے باپ سے فوراً ملجاوے اور قایم خان ابھی تک نہ ملسکا تھا یہانتک کہ مرہٹون نے (۱۲ مارچ ۱۷۲۹ء کو خروج کیا تاکہ محمد خان سلسلہ فتح و نصرت میں خلل انداز ہوکہ شکست پر شکست دیوین +

جب جیت پور محاصرہ میں تھا محمد خان نے پہاڑیون کی طرف بڑھکر متواتر لڑائیان افواج چھتر سال و ہردے نراین و جگت رای سے لڑین آخر کار ہردی شاہ و جگت راے و موہن سنگھ و لچھمن سنگھ اور اور بیٹے و پوتے معہ قبائل کے حاضر ہوئے اور کچھہ عرصہ کے بعد چھتر سال نے بذات خود دس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ نسے بڑھکر اپنی رانی اور پوتون کو حاضر کیا تین یا چار مہینے تک (یعنے دسمبر ۱۷۲۸ء سے لغایت جنوری و فروری ۱۷۲۹ء) بندیلون نے نواب محمد خان کی رپورٹ کی جواب کا انتظار کیا یہہ رپورٹ محمد خان نے بادشاہ کو بھیجی تھی جسمین تحریر تھا کہ اگر اجارت ہو تو مین اسیران جنگ کو لیکر دربار میں حاضر ہوؤن +

باوجود جواب نہ آنے کے پیغام صلح جانبین سے جاری رہے علی الخصوص دیوان ہردی شاہ محمد خان سے بہت اُنسیت رکھتا تھا اکثر اوقات محمد خان و ہردے شاہ سیر کرنے اور شکار کھیلنے جایا کرتے تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے کہ کہین چلکر ملک گیری کرین صرف سواری کی غایت درجہ ضرورت تھی اِسلئے محمد خان نے قایم خان سے درخواست کی تھی کہ یا قوت خان کو روپیہ اخراجات کے لئے اور سواری واسطے پندرہ ہزار سوارون کے دیکر روانہ کردو قایم خان اور اُس کی فوج کے آدمیون نے سواریان دستیاب کرکے روانہ

کردین عرصہ دراز تک کوئی معاملہ بندیلون کے ساتھہ طی نہ ہوا جب محمد خان نے درخواست
کی کہ ہماری جاگیرین ہمکو واپس کر دو جو تم نے لے لین ہین تب اُنہون نے جواب دیا کہ
ہمارے پاس سوا ہماری فوج کے اور کچھہ نہین ہی آخر کار وہ لوگ حکومت سلطانی کے
مطیع ہوئے۔ اور قسمین جو ہندؤن مین پاک سمجھی جاتی ہین کھائین کہ اب کبھی دایرہ اطاعت
سے قدم باہر نہ رکھینگے بلکہ اِسبات پر راضی ہوے کہ ہم سے کل مقامات منضبطہ واپس
لے لئے جاوین اور ہمارے ملک مین سلطانی تھانے و چوکیان بٹھادی جاوین +
دہلی سے کچھہ جواب نہ مرحمت ہوا اور عرصہ تین مہینے کا گذر گیا اِس دفعہ کو بندیلون
نے فوز عظیم جانکر قاصدون کو بہ پیغام دیگر برہان الملک کے پاس روانہ کیا۔ برہان الملک نے
اُن کی خاطر و تواضع کی دربار سے خانگی خطوط بنام چہترسال آئے جس مین اغوا تھا
کہ کارروائی مخالفانہ پھر شروع کر دو بندیلے اب تک یہہ سمجھتے تھے کہ محمد خان کے طرفدار
دربار مین بہت ہین مگر اِن خطوط سے ایکبارگی جرات پاکر اُنہون نے مقابلہ پر کمر ہمت چست
باندھی جب اسطرح پر تین مہینے گذرے تیوہار ہولی کا آپہونچا چہترسال کو اُسکے بیٹے پالکی
مین محمد خان کے پاس لائے اور بیان کیا کہ بوجہہ پیرانہ سالی و کمزوری و قید کے ہمارا باپ
سخت علیل ہی اگر یہہ لشکر مین مرگیا تو لوگ یہی کہینگے کہ کسی نے اِسکو مار ڈالا الغرض کہ اِن
حیلون سے اُنہون نے اجازت لیکر بوڑھے راجہ کو سوہج مو بفاصلہ تین کوس لشکر اسلامیہ
سے بھیجدیا مسلمان اُسوقت پہاڑون پر کچھہ فاصلہ پر جیت پور کے جنوب مین پڑے ہوئے
تھے جگت رای اور اُسکے بھائیون کو اجازت ملی کہ ہولی کا تیوہار رچاوین فروری۔ مارچ ١٧٢٩ء

چونکہ محمد خان کے رفیقون کو ہر طرح سے امید تھی کہ یہہ چڑھائی جلد ختم ہو جائیگی اسوجہہ سے
اپنے اپنے گھر واپس گئے تھے بہت سپاہی رضا پر گئے ہوئے تھے یا الہ آباد کو لوٹ آئے
تھے اور کچھہ جابجا تھانون مین جو محمد خان نے بیٹھائے تھے متعین تھے کلھم قریب چار ہزار
سوارون کے محمد خان کے پاس موجود تھے اتنے مین افواہ ہوئی کہ مرہٹے جنہوں نے
گردھر بہادر نظام مالوہ کو شکست دیکر قتل کیا تھا بندیلون نے طلب کئے ہین مگر محمد خان
نے بندیلون کے عہد و پیمان کو معتبر سمجھہ کر ان اخبار کو بالکل جھوٹ خیال کیا اسی وجہہ
سے اُسنے نہ ضروری اشیا نہ رسد کا کچھہ اہتمام کیا تھا جب مرہٹے محمد خان کے لشکرگاہ
سے گیارہ کوس کے فاصلے کے اندر پہنچے تب محمد خان کو یقین کلی اُنکی آمد کا ہوا محمد خان نے
محنت شاقہ کرکے نو یا دس ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے جمع کرکے اپنے لشکرگاہ کے گرد
ایک کھائی بنانے کی طیاری کی دیوان ہردے شاہ فرزند اکبر و ولیعہد چند سال وفاداری
پر کمر ہمت چست باندھکر اس حملہ مین بذات خاص شریک ہوا لیکن باقی سب مرہٹون سے متفق
ہو گئے محمد خان کا رفیق صرف راجہ جی سنگھ والی مودھا تھا لیکن وہ بھی دلشکستہ تھا
کیونکہ اُسنے ایکہزار آدمی مین سے جو اُس کے زیر حکم تھے بہت سے موقوف کردئے تھے
اور اپنے پاس سو سوار اور سو پیادون سے زیادہ نرکھے تھے کنور لچھمن سنگھہ برادر راجہ بر اُچھا
کچھہ روز تک پانچ سو آدمیون سے شامل رہا مگر جلد وہ بھی کسی حیلہ سے دست بردار ہو گیا
محمد خان کو بوجہہ عدم موجودگی روپیہ کے سخت تکلیف تھی کیونکہ مالگذاری چکلہ کوڑا کی وصول
نہوئی تھی نیز باروت و دیگر اشیاء کی بھی ضرورت تھی محمد خان نے بادشاہ سے ایکہزار من

سینہ اور ایکہزار من باروت اور دو بڑی توپین اور پچاس رہکلے بھیجنے کے لئی درخواست کی تھی
فوج مرہٹہ زیر حکم باجی راؤ دیوان راجہ ساہو و پلیپا جادون و دیگر سرداران کے تھی
جو کل ہم بارہ سردار تھے بوقت روانگی سرداران مذکور کے فوج کی کچھہ تعداد نہین معلوم ہوئی
تھی مگر راستہ مین جماعت کثیر زمینداران شریر و مفسدہ انگیز کی باراده غارتگری و بربادی
علاقہ سلطانی کے اُنسے ملگئی تھی ان لوگون کے ملجانے پر فوج مرہٹون مین ستر ہزار آدمی
ماسواے اسقدر تعداد بندیلون کے ہو گئے بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۲ شعبان سنہ ۱۱۴۱ ہجری
(مطابق ۱۲ مارچ ۱۷۲۹ء) سنہ گیارہ جلوسی مین مرہٹون نے ایکدستہ فوج اچہتر کی
پہاڑیون پر بھیجا جسنے محمد خان کے خیمون سے بفاصلہ ایک کوس پہنچکر اُس موقع کی گرد آوری
کی یہہ لوگ لشکریون کے چوپاؤن پکڑ پڑے مگر مسلمانون نے اُنکو ہٹا دیا اور تین آدمیون
کے سر کاٹکر اور کچھہ گھوڑے لے آئے دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مرہٹون نے
دہنے بائین جانب سے فوج اسلامیہ کے پیچھے کے حصہ کی طرف بڑھکر اونٹون اور دیگر
جانوران باربرداری کو جو گھاس کیواسطے گئے تھے روک رکھا تب مسلمانون کی طرفسے واسطے
رہائی جانوران کے کچھہ فوج بھیجی گئی اور دوپہر تک میدان کارزار گرم رہا ۲۴ شعبان کو
(مطابق ۱۴ مارچ ۱۷۲۹ء) پھر وہی جنگی کارروائی دشمنون کی طرف سے عمل مین آئی مگر پھر
ہزیمت ہوئی اور بیس سر دشمنون کے کٹکر حاضر کئے گئے ۲۵ شعبان (مطابق ۱۵ مارچ ۱۷۲۹ء)
محمد خان نے حملہ کیا اور تمام دن دشمن پہاڑیون میں چھپتے رہے قریب غروب آفتاب مرہٹے
یکایک نکلکر حملہ آور ہوئے مگر پسپا کر دیئے گئے اور پانچ آدمی و چار گھوڑے انکے مارے گئے

پھر رات گئے جسوقت خوب تاریکی چھائی ہوئی تھی بانڈوی پر رات پر لڑائی ہونے لگی اور ایسی آگ برستی تھی جیسے پتے درختوں سے گرتے ہین چار سپاہی فوج اعدا کے کام آئے اور کچھ گھوڑے اور اونٹ گرفتار کر لئے گئے اسوقت یہہ خبر دی گئی کہ باجی راؤ نے اپنے بھائی کو جو اُن دنون گوٹا و بوندی کی جوانب کو لوٹ مار کر رہا تھا طلب کیا ہے +

مرہٹون نے بتدریج مسلمانون کو چارون طرف سے گھیر لیا اور پیچھے فوج کے ناکے قایم کر کے وہان سے بڑی ہوشیاری کے ساتھہ اُنکے نگران رہے ہر طرف سے اُنکے رستہ بند کر دئے نرخ غلہ گران ہوگیا منڈوا جوا دنی قسم کا اناج ہی بیس روپیہ کا سیر بھر ملتا تھا اور دوسرے قسم کا اناج بالکل دستیاب نہین ہوسکتا تھا فوج اسلامیہ مین سب امیر و غریب (۵ امارچ سے لغایت ۵ امئی ۱۷۲۹ء) تکالیف سخت گوارا کر کے گھوڑے و اونٹ و گائے کے گوشت پر بسر کرتے رہے کسیوقت دن و رات مین اُنکو آرام نہین ملتا تھا دن بھر مین اُنکو پانچ یا چھہ مرتبہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جسطرح پر ستارے طلوع آفتاب کے پیشتر نہان ہو جاتے ہیں اُسی طرح پر ہر روز دشمن کھائیون اور جوف مین پہاڑیون کے بھاگ جاتے تھے محمد خان کے پاس اسقدر فوج بھی نتھی کہ کسیقدر سپاہ کو خیمون کی محافظت کے لئے چھوڑ کر باقی آدمیون سے دشمنون کی جائے پناہ پر حملہ آور ہووے یا یہہ کہ دشمنونکے بھاگنے پر اُنکا تعاقب کرے +

جب مرہٹون نے سنا کہ قایم خان بیٹا نواب کا مقام سوپا مین چھہ کوس جیتپور کے دوسری طرف معہ سامان رسد و سپاہ امدادی کے آپہونچا تو اُس کے مقابلہ کے واسطے اودھر چلے محمد خان کی فوج چونکہ بوجہہ گرانی غلہ و عدم وصول تنخواہ کے عاجز آ گئی تھی اس موقع کو غنیمت

تھا جیتگڈھ کو راہی ہوئے نواب کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے محمد خان
فوج کے لوٹ جانیکا حال سنکر جیت کی پہاڑیون سے خروج کیا محمد خان وسکے مقابلہ کو
سوار ہو کر آگے بڑھا اور ایک گروہ کثیر کو بھی پیچھے شکارگاہ مین چھوڑا شام ... تک
کے دو گھنٹہ کے بعد تک برچھی و تلوار و تیر و بندوق کی لڑائی ہوتی رہی آخرکار محمد خان
جیتگڈھ کی پہاڑون کی طرف سے پس کر دیے گئے محمد خان تین گھنٹہ اپنی جگہ پر قائم رہا
... کے سردار مفرورین کے جمع کرنے کیلیے روانہ ہوے لیکن بیشتر ہوچکے سرداران کو جو
... جیتپور مین آدمی محمد خان کے کل اطراف و جوانب ... ہو گئے ...
نے صلاح دی کہ لوٹ چلنا بہتر ہے ابتک خان ثابت قدم رہا اور اوسنے ارادہ مصمم کیا تھا
کہ اپنے سپاہیانہ نام کو قائم رکھے مگر سب کچھ عزتین اوسکو حاصل ہو چکی تھیں اب اوسنے
چاہا کہ فوج مفرور کے جمع کرنے کے واسطے کوچ کرے محمد خان چاہتا تھا کہ موت سے اپنے
نجات پاؤن مگر چونکہ پیمانہ حیات مستعار ہنوز لبریز نہ ہوا تھا محمد خان آدھی رات تک
ایسا لڑا کہ کوئی کافر اوسکے چپ و راست نظر نہین آتا تھا جیتپور پہنچکر محمد خان نے جو کچھ
استحکام کیا مگر سامان رسد کچھ بھی موجود نہ تھا نہ منگوانیکا وقت تھا مرہٹے قائم خان کو شکست
دیکر جلد لوٹے اور قصبۂ جیتپور اور اوسکے قلعہ کو بھی جسمین محمد خان نے معہ اپنی فوج کے
پناہ گیر ہو کر پھاٹک بند کر لیے تھے محاصرہ مین کر لیا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی
اکبر خان ولد نواب نے جو طاقت مین شہرۂ آفاق تھا بڑے بھاری پتھر فصیل قلعہ پر سے نیچے
ڈھلکا کر بہت سے مرہٹے کچلڈالے جب محاصرہ گیرون نے جا ... کو حملہ سے لینا دشوار

سمجھا تو آمادہ ہوئے کہ محصوران قلعہ کو بھوکون مارڈالین محاصرہ جیت پور کئی مہینے تک رہا یہانتک کہ غلہ کھانیکے واسطے بالکل نرہا تب سپاہیون نے گھوڑے و بیل ذبح کرنا شروع کیے آٹا سو روپیہ سیر بھی نہین دستیاب ہوتا تھا بعض مرہٹے شب کو آٹا لاتے تھے جسمین نصف آرد استخوان ملا ہوتا تھا قلعہ کے اندر کے لوگ رسّی کے ذریعہ سے روپیہ نیچے اوتار دیتے تھے اور آٹا سو روپیہ سیر کے نرخ سے لیکر اوسی رسّی سے اوپر کھینچ لیتے تھے بہت سپاہی فاقہ کشی کرکے مرگئے اور بہت سے نواب کو چھوڑکر قلعہ سے بھاگ نکلے باجی راو نے گارد کو حکم دے رکھا تھا کہ جو کوئی آدمی محمد خان کا ہتھیار حوالے کردے اوسی پر قانع رہو بعض آدمیون نے بھوک کی وجہ سے ہتھیار دیکر چلا جانا پسند کیا صرف قریب ایک ہزار یا بارہ سو آدمیون کے نواب کے ساتھ رہ گئے۔

جسوقت مرہٹے محمد خان کو گھیرے پڑے تھے اوسوقت قائم خان بہت دور پر ترمون کے قریب تھا حسب الحکم اپنے باپ کے قائم خان اوس کی مدد کو بڑھا جب مقام سوپا پر چند میل کے فاصلہ پہ جیت پور سے پہنچا تو وہان مرہٹون سے مقابلہ ہوا چونکہ قائم خان کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے اسوجہ سے شکست کھائی بہت آدمی کام آئے اور رسد وغیرہ بھی جو ہمراہ تھی سب برباد ہوگئی اب قلعہ والون کی امید جلد نجات پانے کی بالکل منقطع ہوگئی صرف محمد خان کا بادشاہ و دیگر اُمرا و راجگان سے ایسے وقت نازک مین اپنی رہائی کے واسطے مدد چاہنا باقی رہ گیا مگر یہ کوشش بھی سود مند نہ ہوئی باوصف اسکے کہ اطراف وجوانب مین مدد رسانی کے لیے استدعا

کی مگر ایک فرد بشر بھی دستگیری پر آمادہ نہ ہوا جب ایسی مصیبت مین کوئی فکر کام نہ آئی تو محمد خان نے اپنے بیٹے قائم خان کو لکھا کہ سعادت خان برہان الملک بہادر جنگ اور عبد المنصور خان کے پاس جاکر مدد طلب کرو محمد خان نے حکم دیا تھا کہ اوس فوج امدادی کو خود اپنی کمان مین لیکر مجھے مرہٹون کے جال سے خلاصی دو قائم خان فیض آباد کو پاس سعادت خان و عبد المنصور خان کے گیا سعادت خان کی لڑکی کے ساتھ عبد المنصور خان نے شادی کر لی تھی اور نیز وہ سعادت خان کا بھانجا تھا۔

امراے مذکور نے کچھ فوج قائم خان کو دینا نہ چاہی بلکہ اوسے بھی کشش و پیچ مین ڈال رکھا ایکدن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالدار قوم آفریدی نے جو بارہ سو سوارون کا افسر تھا قائم خان سے کہا کہ تمھین نہ یہان سے فوج ملیگی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤ گے اب تم کوئی اور تدبیر کرو قائم خان کی مان بی بی صاحبہ نے جب دغابازی کا حال سنا تو نیکنام خان چیلہ کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص نے وہان پہونچتے ہی رسالدار موصوف کے پاس جاکر اوسکو معہ اوسکے پٹھانون کے جو مؤ و فرخ آباد و شاہجہانپور و آنولہ کے رہنے والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی نسبت تمھارے حق مین بہہ بہتر ہوگا کہ اوسکی خلاصی کراؤ نیکنام خان نے اون لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت نقارے میرے لشکر مین بجین اوسی وقت سب لوگ جمع ہو جاؤ اوسیدن قائم خان و نیکنام خان عبد المنصور خان کی ملاقات کو گئے اور روانگی کے لیے رخصت چاہی عبد المنصور خان نے جواب دیا کہ مین نے فوج طلب کی ہے وہ چند روز مین پہنچنے والی ہے اوسکا انتظار لازم ہے

نیکن قائم خان نے محمد خان کو زبردستی سے اوٹھایا اور سعادت خان کی طرف اشارہ کرکے قائم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو اونکے ذریعہ سے رہائی نہین دلا سکتے ہو بہہ کہکر حالت غضبانی مین قائم خان کو باہر دیوان عام کے ہاتھہ پکڑکر نکال لایا امراے مذکور کے ساتھہ ساتھہ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوئے موجود تھے جنکو یہہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری طرف انگلی چھونے کے واسطے اوٹھائے تو اوسکو مار ڈالو جب قائم خان و نیک نام خان لشکر مین پہونچے تو نقارے کوچ کے بجے اون کی آواز سنتے ہی بارہ سو پٹھان جو عبدالمنصور خان کے نوکر تھے اوسکو چھوڑکر قائم خان کے پیچھے ہوئے بمجرد استماع اس خبر کے سعادت خان نے ایک شتر سوار کو واسطے لانے قائم خان کے بھیجا مگر نواب کے اس پیغام کا کچھہ لحاظ نہ کرکے قائم خان نے شاہجہانپور کی طرف راہ لی وہان اور لوگ بھی اوسکے شریک ہو گئے پھر وہان سے مقام بنگ گڑھ مین جو علی محمد خان روہیلہ کا مسکن تھا پہونچا اور اورکمک حاصل کی مؤ پہونچنے پر بہت رنگروٹ اوسکے نوکر ہو گئے اب فوج قریب بیس ہزار کے جمع ہو گئی چونکہ ہر شخص کی تنخواہ سو روپیہ ماہواری مقرر تھی اسوجہ سے صرف کثیر تھا قائم خان نے پہلے کل مال و اسباب نواب کا اور بہت روپیہ صرافون سے قرض لیکر اون لوگونکو دیا تھا تب اون لوگون نے اپنا نام لکھایا تھا اب آگے بڑھکر جمنا کو عبور کرکے بندیلکھنڈ مین گذر ہوا جب بندیلون نے سنا کہ قائم خان فوج عظیم لیکر آتا ہی تو محمد خان سے جلد عہد و پیمان کر لیا اونھون نے محمد خان سے تحریری اقرار کرا لیا کہ اب کبھی ہمپر چڑھائی نکرو بلکہ جو کچھہ خراج قدیم سے مقرر رہے محمد خان کو یہہ معلوم نہ تھا کہ میرا بیٹا میری مدد پر آتا ہی جب محمد خان

جیت پور سے کئی کوچ تک آیا تب قائم خان اوسکو ملا اور اوسنے یہہ صلاح دی کہ ٹکّا
پھر لڑنا چاہیئے مگر محمد خان نے عہد شکنی کرنے سے انکار کیا مصنف سیر المتاخرین بھی
باوصف اسکے کہ بڑا ناآشنا مزاج اور قائم خان کے خلاف ہی ایسے وقت نازک
پر قائم خان کی اس عمدہ کارروائی کی تعریف مجبورانہ کرتا ہے۔

محاصرہ جیت پور تین مہینے اور دس روز تک رہا (یعنی نصف مئی سے آخر اگست ۱۷۲۹ء تک
مطابق ماہ شوال ۱۱۴۱ھ سے لغایت صفر ۱۱۴۲ھ) محاصرہ اوٹھنے پر محمد خان کا تعلق اوس
حصہ ملک سے نرہا اپنی حین حیات بادشاہ اور اوسکے نارضامند وزیر کو اپنے نقصانات
و دعوی جتاتا رہا حدود بندیل کھنڈ مین جو جاگیرین برائے نام اب بھی اوسکی تھین اُنپر
نہ اوسکا کچھہ اختیار رہا نہ اونکی مالگذاری اوسکو وصول ہوئی ایکمرتبہ صرف جب محمد خان
مالوہ مین تھا اوسنے اپنے جعلی دوست ہردیشاہ کو لکھا کہ موافق عہدنامہ مقام کریلہ کے
سرکاری توپ واپس کردو اور جاگیرون مین دستاندازی کرنے سے باز رہو ایک اور
بھی وعدہ تھا جسکا ایفا نہ ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ جگت رائے کے گماشتے آٹھہ لاکھہ روپیہ مالگذاری
سینڈھا کی ادا کرینگے محمد خان ہردے ساہ کو یاد دلاتا ہے کہ وہ جاگیرین پچاس یا ساٹھہ
لاکھہ روپیہ سالانہ آمدنی کی ہین مین کبھی اپنے وعدے نہ بہولونگا وہ عہد صرف مصلحت وقت
دیکھکر کیا گیا تھا اب مین بعد وخدا اپنے حق کا دعوی کرونگا جو اگر اپنے تئین تم دوست بناتے
ہو وہ جاگیرین اورون کی دست برد مین جانے دوگے تو اس بات کے جواب دہ ہوگے
اوسی خط مین محمد خان لکھتا ہے کہ مین خوش ہون کہ تم نے پرگنہ جات اولی وکھار ور امیدوار

و کونچ وغیرہ کچھ چھین سنگ سے لے لیئے ہین اور مجھے امید ہے کہ تم کالپی و جلال پور و سیہنڈا و
موندھا کو بھی لے لوگے یہہ کل احکام بطور دہمکی کے سمجھے گئے جنکی تعمیل کبھی ممکن نہ تھی محمد خان
کو اب حکم ہوا کہ صرف پانچسو آدمی لیکر قائم خان کو باقی ماندہ فوج کا افسر کرکے دربار
مین حاضر ہو محمد خان نے جواب لکھا کہ مین گھر کو جاتے ہوئے جلال پور تک آ پہونچا ہون
مگر میری فوج نے آمادہ فساد ہوکر مجھے روک رکھا ہی کیونکہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ
اونکو واجب الادا ہی جب لڑائی ہوتی تھی تب فوج کو سوا ے جنگ جدل و مقاتلہ
کے کچھہ دوسری فکر نہ تھی مگر جب سے کھر یلا دمالتہ مین آنا ہوا ہی اور قائم خان شریک
ہوا ہی اوسی دن سے فوج نے تنخواہ و خوراک کے تقاضے مین بہت زیادتی کی ہی لوگ
صبح و شام اور روز رات تقاضا کیا کرتے ہین یہانتک کہ مجھہ کو کھانا و سونا حرام ہوگیا ہے
حقیقت مین محمد خان کی عقل پریشان تھی اور اس زندگی سے اوسکو موت بہتر معلوم ہوتی
تھی محمد خان نے بادشاہ سے استدعا کی تھی کہ جو دو لاکھہ ماہواری کا وعدہ قبل عبور جمنا
کے کیا گیا تھا اوسمین سے کچھہ فوج کی رضامندی کے واسطے مرحمت ہو۔

یا یہہ کہ ایک فرمان الہ آباد پر اونکو عطا ہووے تاکہ اونکی تنخواہ اون محال سے جو دشمنون
سے بندیل کھنڈ مین واپس لےگئے ہین دیجاوے ایک سند بنام قائم خان واسطے
سرکاری گھوڑیکے از شروع سنہ ۱۱۶۰ء سے جبکہ سید عبد اللہ خان پر چڑھائی ہوئی تھی اور
جس زمانہ مین دلیر خان کی درخواست پر حکم عطای سرکار مذکور لکھا گیا تھا دیجاوے
اور نیز ایک سند بنام اکبر خان واسطے فوجداری پرگنہ ارچ کے مرحمت ہووے۔

اب محمد خان نے بادشاہ کو خبر بھیجی کہ میری کل فوج نے جمنا کو عبور کیا اور بسرعت کالپی پہونچکر جمنا کو عبور کریگی جمنا پر سب چھوٹی بڑی سولہ کشتیان موجود تھین اس عرضداشت مین محمد خان پھر سلسلہ شکایت جاری کرتا ہی وہ لکھتا ہی کہ درباریون نے مجھکو بیوفا اور باغی مشہور کیا ہی اور باوجود حسن خدمات کے وہ ۲ لاکھ روپیہ ماہواری بھی نہ دیئے گئے ہین ۔

قائم خان نے حال مین بہت فوج اکٹھا کی تھی بادشاہ نے یہہ سمجھا کہ روپیہ کہان سے دیگا کیا بادشاہ یہہ سمجھتا تھا کہ قائم خان کو علم کیمیا گری ہی یا زمین سے دفینہ نکال سکتا ہی اگر اور کسی شخص نے ایسے وقت مصیبت مین اس قدر سپاہ کثیر جمع کی ہوتی تو بڑا انعام پایا ہوتا اوسوقت نواب کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ جو تنخواہ ہمکو فرخ سیر کے زمانہ مین ملا کرتی تھی وہ اب بند ہوگئی ۔ یہہ بات بڑی بے انصافی کی ہوئی ہی اگر آپ عنایات قدیم کو دوبالا کرین تو مین خدمت مین بسر و چشم حاضر ہون ورنہ مین لباس فقیری پہنکر دنیوی امورات کو چھوڑ دونگا یا برضائی جناب زیارت مکہ کے واسطے چلا جاؤنگا محمد خان بہت ورجہ متردد تھا جو کچھہ اوسنے لکھا فوج کی خاطر جمعی کے واسطے تھا جسکو سب خطوط دکھائے گئے تھے اگرچہ اون لوگون کی تنخواہ اس قدر باقی تھی مگر بوجہ لحاظ ہمقومی کے اونہون نے محمد خان کو دربار جانے سے نہ روکا جب محمد خان نے سنا کہ دربار مین یہہ خبر مشہور ہی کہ محمد خان حاضر نہین ہوا چاہتا ہی تو بہت متالم ہوا اور دعا مانگی کہ خدا کا قہر و غضب اوس شخص پر نازل ہو جسنے یہہ بے بنیاد بات اوڑائی ہی پھر ایک حکم تازہ شعر حاضری

دربار کے وصول ہونے پر محمد خان حالات مصرعہ صدر کو پھر دوہراتا ہے -

بتاریخ ۱۱- ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو (مطابق ۲۳ ستمبر ۱۷۲۹ع) کو واپس آنے پر جمنا کا عبور ہوا دریا بہت طغیانی پر تھا اور فوج کشتیون پر اوترنے کو تھی محمد خان کے اعلی افسرون کے پاس گھوڑے نہ تھے کیسلیے کہ وہ بڑی چڑھائی ست لوٹے تھے اور جو گھوڑے خریدے تھے وہ ابھی تک نہ پہونچے تھے اسوجہ ست یہہ لوگ سواری سے مجبور تھے دربار پہونچنے پر محمد خان کو امید تھی کہ روشن الدولہ میرا شفیق ہوگی اور مجھے اسناد واسطے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے بنام قائم خان دلوادیگا پیر علیخان جو دربار مین محمد خان کا گماشتہ تھا اوسکے پاس حکم تھا جس ست کہ بادشاہ نے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے دلیر خان کو دیدی تھی نہ کچھہ جواب درخواست عطاے فوجداری ایرچ پر مرحمت ہوا تھا القصہ محمد خان دربار پہنچا پہونچنے کے بعد گیارہ مہینے تک (اکتوبر ۱۷۲۹ء سے لغایت ستمبر ۱۷۳۰ء) محمد خان اون بدسلوکیونکا جو اوسکے ساتھہ کی گئین تھین بیان کرتا رہا مصنف سیر المتاخرین لکھتا ہی کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا تھا یہہ بات بالکل صحیح نہین ہی کیونکہ اگر کتاب تبصراۃ الناظرین معتبر سمجھی جاوے تو اوس سے پایا جاتا ہی کہ صوبہ الہ آباد سربلند خان مبارز الملک کو ۱۱۴۳ھ تک (مطابق جولائی ۱۷۳۰ء سے لغایت جون ۱۷۳۱ء) عطا ہوا تھا قبل اسکے محمد خان پر پھر نظر التفات کرم مبذول ہوگئی تھی (دو) اوسے ایک سند واسطے نظامت مالوہ کے ۱۰- ربیع الاول ۱۱۴۳ھ کو

(مطابق ۱۹ ستمبر ۱۷۲۹ء) سنہ ۱۲ جلوسی مین ملی صوبہ الہ آباد کی علیحدگی نسبت رنجش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مقام مالوہ مین ہوئی ظہور مین آئی جبکہ محمد خان اُسوقت موجود تھا +

ایک نقل جس سے حال اُسوقت کی کارروائی کا ظاہر ہوتا ہی شرایف عثمانی مین درج ہی کہ جب محمد خان بندیل کھنڈ سے واپسی پر فتحپور پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی فوج مین بطور ایک افسر کے مقرر ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی مسمی محمد احسان کو لایا جسکی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کرلی تھیں نواب نے اُس سے وعدہ کیا کہ ہم بادشاہ سے تمہاری سفارش کرینگے وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا . اسوقت مین سلطنت کا ستارہ اوج پر تھا اور یہہ کہاوت درست تھی کہ ہندوستان کا بادشاہ ظل خدا کے زمین پر رہتا ہی +

دہلی پہونچنے پر محمد خان نے پہلے حضور سے صوبہ الہ آباد مانگا مگر بادشاہ نے یہہ حیلہ کیا کہ اب اُسکا دینا مصلحت نہین ہی بمجرد استماع اس جواب کے محمد خان نے ہاتھ بڑھا کر خاص بادشاہ کے پاندان سے پان لئے اور جہان کھڑا تھا وہین بیٹھ گیا صمصام الدولہ خان دوران خان اس کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ نواب غضنفر جنگ اس کے کیا معنی محمد خان نے جوابدیا کہ جب تک مین نوکر تھا کھڑا رہا اب میں خدمت سلطانی سے مستعفی ہوا ہون پھر کیون کھڑا ہوؤن بادشاہ نے محمد خان کو ٹھنڈا رکھنا چاہا مگر کچھہ سودمند نہوا اسی دن بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کی فوج کی تنخواہ

کرلی تھیں اس دعوی کے تصفیہ کے لیے منگل خان نے اصرار کیا تا کہ جاگیر دار اپنی
طیاری کا سامان مہیا کر سکے دیگر جاگیرات مطلوبہ محمد خان حسب ذیل ہیں +
دس لاکھ دام واسطے منگل خان کے اُس کے وطن قصار کی مالگذاری سے - بیس لاکھ
دام واسطے عبدالنبی خان کے پرگنہ اونٹہ سے جو اُس کے باپ کے قبضہ میں بطور جاگیر
رہا تھا - دس لاکھ دام واسطے شیخ بیچی کے پرگنہ جات شیر گڈھ و نتھانہ کی آمدنی سے جو اُسکے
خاندان کی جاگیر تھی - پانچ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخاں کے اُسکے وطن قنوج
کی آمدنی سے - ~~پندرہ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخان کے اُس کے وطن قنوج کی آمدنی~~
~~سے~~ - پندرہ لاکھ دام واسطے سید جعفر حسین خان کی مالگذاری شاہ پور سے - دس لاکھ
دام واسطے کالیخان و شجاعت خان کے بدایون سے - پانچ لاکھ دام واسطے دلاور علی
خان اور رنگ آبادی کے مالگذاری کرنال سے جو قدیم الایام میں اُسکے آبا و اجداد
کی جاگیر میں تھا - پانچ لاکھ دام واسطے مصطفی خاں کے مصطفی آباد سے پانچ لاکھ
ہدی سے اور پانچ لاکھ چائل سے واسطے صداقت خان کے - پانچ لاکھ دام
واسطے حیدر علی خان کے پرگنہ اکبر آباد سے - نواب کے کارندوں کو ہدایت ہوئی
تھی کہ ان معافی کے روپیوں کا سیاہہ نہ لیوین اگر وہ مشروط بہ پائی باقی نہوں
تاریخ پنجم جمادی الاول ۱۳ سنہ جلوسی کو (مطابق ۱۱۴۳ ھ - ۵ نومبر ۱۷۳۰ع) محمد خان
نے آگرہ سے لکھا کہ منجملہ اُن ساٹھ توپوں کے جنکی سپردگی کا حکم ہوا تھا قلعہ دار نے
صرف اونتیس ضرب توپ حوالے کی ہیں باانیہمہ کہ دو ہزار اتواپ سلحخانہ میں ہیں

لیکن اُنھوں نے شکستہ اور ناقص ہ
وزن کی گولی جا سکتی ہو اور اُنکا پلہ بھی ہ
اُن مین نہ گاڑی نہ بیل وغیرہ تھے اور محمد خا
محمد خان کے گماشتہ سے کہا گیا کہ میر آتش کا
ایک سیر سے تین سیر تک وزن کا گولہ پڑ سکے حاصل
توپ مہیا ہو سکین لیکر روانہ ہو دے چونکہ وہ بڑی تو
پیالہ خراب ہو گیا تھا اور دوسری جو پیشتر نجابت علیخان
واپس کر دی گئی تھی لہذا ایک بڑی توپ کے واسطے جسمیں
تک کا گولہ پڑ سکے اور نیز دو کسیقدر چھوٹی توپون کیواسطے استدعا
اکبر آباد و گوالیار سے جہان بڑی بڑی توپین سلح خانہ مین موجود تھیں
اکبر آباد مین تین چار سو سوارون نے ہر روز اپنے گھوڑے دغوانے کے
حاضری پر بیدرہ یوم کی تنخواہ اور کچھہ واسطے ضروریات کے ہر فردبث
محمد خان نے آٹھہ ہزار دو سو سوار اور دو ہزار پانچسو پیادے جمع کئے یہہ فوج
ذیل جمع ہوئی تھی +
پانچسو سوار اور ایکہزار پیادے زیر حکم مقیم خان کے تھے - چار سو سوار اور سات سو پیاد
داؤد خان کے زیر کمان تھے - چھہ سو سوار اور چھہ سو پیادے ماتحتی مین سعادتخان
کے - دو سو پیادے بختاور خان کی کمان مین - الہ یار خان اور دھولپور بارے کے

نچسو سوار زیر حکم شایستہ خان و مصری خان

لے جو کلہم سات سردار فیروز آباد و شکوہ آباد

ت خان و دیگر سردار دو سو سوارون کے ساتھ آئے

مامل راجہ جیسنگہ سوائی نے بھی زیر حکم متھرا کے چوبون

افواج کے مئو و شاہجہانپور و شاہ آباد و کٹھر سے قریب

یر لچھیہ سپاہ شاہجہان آباد سے آکر ملگئی تھی نواب

پ نچسو سوار و ایکہزار پیادے رذیون و عرب و حبشیون میں سے جو آسکے

ہ کیا تھا عمر خان و دلیر خان و یار محمد خان ولد دوست محمد خان و دیگر

ہین و نروار و سر دیج نے خبر دی کہ ہم لوگون کے پاس بیس ہزار

پاہ طیار ہی حکم ہوا کہ ہم سے مقام نروار دکالاباغ مین ملجاؤ اگر یہہ لوگ

ب کئے جاتے تو دو مہینے کی تنخواہ پیشگی مانگتی اور روپیہ انعام کا خزانہ

ے بیشتر گوالیار چھوڑنے کے صرف ہوجاتا محمد خان نے کوشش بلیغ کی کہ

باہم پہونچنے اوجین سے کے یعنے دو ماہ آیندہ تک کفایت کرے

مہ تبارخ ۶ جمادی الاول ۱۲۴۷ھ مطابق ۶ نومبر ۱۸۳۱ء فوج کا کوچ ہوا اکبر آباد

کو چھوڑ کر اس سے اونیس میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مقام جاجو جو دریائے بان

یا اوٹنگن پر واقع ہی خیمہ زن ہوئی دوسری صبح کو یعنے ۷ ماہ روان کو مطابق ہفتم نومبر ۱۸۳۱ء

فوج نے کوچ کرکے دھولپور سے کچھ فاصلے پر پہونچ کرکے قیام کیا مقیم خان و داؤد خان
و سعادت خان نے معہ توپ خانہ کے عبور کیا مگر آٹھوین کو باقی فوج دریاے چنبل سے
پار نہو سکی کیونکہ اسوقت مین دریا پایاب نہ تھا اور کشتیان بھی چھوٹی اور تعداد مین کم تھین
نوین کو محمد خان بھی پار ہوا اور لشکر بھی اُس کے پیچھے روانہ ہوا وہان سے ایک رات
بیچ کرکے یہہ لوگ گوالیار داخل ہوے محمد خان نے گوالیار پہونچکر مکرر درخواست واسطے
فوجداری گوالیار کے کی کیونکہ بغیر ایسے دباو کے راجگان و دیگر افسران زیر کمان
محمد خان سے دلی مدد کی کچھ امید نہین ہو سکتی تھی محمد خان کے دہلی چھوڑنے کے پیشتر
وزرا نے فوجداری دینے کا وعدہ کیا تھا مگر جب اسے دہلی سے نکال باہر کیا تو پھر اسکی
عرایض پر کچھ توجہ نکی چھتر سنگہ والی شیوپوری و کلارس نے یہہ سنکر کہ سند اسکے گوالیار
کے نہیں پہونچی فوج جمع کرکے کھنڈی رام سے جسے کہ اُس نے قلعہ بجور سے نکال دیا تھا
جنگ شروع کر دی کرایہ کی فوج کو اپنے گھر دن کے پاس نوکریان ملگئین اور جاکر مخالفین
کے شریک ہو گئے اگر راجگان و فوج زر آشنا کو یہہ معلوم ہو جاتا کہ محمد خان فوجدار گوالیار
مقرر ہو گیا تو کبھی سواے ریاست اپنے ملک کے اور کہین نوکری کی تلاش نہیں کرتے
راجہ اودیت سنگہ والی اُرچھا اور اُسکے بیٹے کنور بہادر و راؤ رامچند راجہ دتیا چھتر سنگہ
حاکم شیوپوری و کلارس بھدوریا راجہ ددرجن سنگہ راجہ چندیری وغیرہ کے لیے دہلی
سے احکام آئے کہ بموجب حکم محمد خان کے کارروائی کرو سید نجابت علی خان فوجدار ایرچ
کو بھی حکم روانگی آیا منجانب مہاراجہ بھائی سنگہ والی مارواڑ بہار سنگہ و مان سنگہ راٹھور

حاکم رتنام بھیجے گئے مہارانہ اُدے پور نے خبر دی کہ بینی راو مکراج دھبائی کو معہ فوج
وتوپخانہ کے مندیشوار کی جانب بھیجدیا ہی ؛

جبکہ محمد خان گوالیار ہی مین تھا ایک تاکیدی خط مرسلہ خاندوران خان بدین مضمون
وصول ہوا کہ چونکہ مرہٹون نے دریاے نربدا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا ہی لہذا ضرور ہی کہ تم
بیدرنگ وتساہل کوچ کرکے بغیر قیام کرنیکے سرونج مین آگے بڑھو اور بوقت عبور دریا
دشمنون سے مقابلہ کرو اسعرصہ تک چار مہینے ضایع ہو چکے تھے بمجرد صدور احکام
مذکور کے مقیم خان آگے روانہ کردیا گیا اور بعد کچھ مقاتلہ اور مجادلہ کے سرونج تک بآرام تمام
پہنچگیا سعادت خان نے مندیشوار کو اور داود خان سارنگ پور کو بھیجا گیا جب محمد خان قایم
سدھوری مین جو اٹھارہ میل طرف جنوب کے سرانوک کے اسطرف اوجین کی جانب
واقع ہی پہنچا تب ایک خط رقمزدہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۴۳ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۷۳۰ء مرسلہ
آصف جاہ نظام الملک وصول ہوا اس امیر نے محمد خان کی تقرر کی مبارکباد دیکر یہہ
تحریر کیا تھا کہ دریاے نربدا پر ہم تم ملین تاکہ مخالفان اہل اسلام کے خلاف کاروائی
کرنے کا مشورہ کیا جاوے نظام الملک نے نزدیک فروان پور کے عبور کیا تاکہ فتنہ وفساد
مقام ٹلانا کو دور کرسکے کیونکہ اسنے خیال کیا کہ ایسا موقع پھر کبھی ہاتھ نہ ملیگا اسوجہہ سے کہ
اس صوبہ مین بہت کم جایا کرتا ہون محمد خان نے نظام الملک کی اس راے کو
پسند کیا اور سمجھا کہ چونکہ مرہٹون نے باخواست ہندوان ارادہ غارتگری مالوہ کیا ہی تو
نظام الملک حامی دین اسلام ہوکر انکو نربدا ہی پر روک دیگا تاریخ [illegible] ماہ رجب سنہ ۱۱۴۳ھ کو

(مطابق ۵ ارجنوری ۱۸۳۱ء) سارنگ پور مین جو لفاصلہ پچاس میل اوجین سے ہے داخل
ہوا اسکے آمد کا حال سنکر ملھار ہولکر نے چوبیس ہزار آدمیون سے گردنواح سارنگ کو
تباہ کر رہا تھا اپنا سب اسباب ورسد وغیرہ نربدا کے پار بھیجدیا اور ہلکے سامان سے
شاہجہانپور کا محاصرہ کرنا رہا جو سارنگ پور سے قریب گیارہ میل کے جانب گوشہ جنوب
ومغرب کے اور اوجین سے قریب اکیس میل کے جانب گوشہ شمال ومشرق کے واقع ہے
جسدن مسلمان سارنگ پور کے قریب پہنچے اور فوج ابھی کوچ کرتی چلی آتی تھی کہ ایک
گھنٹہ قبل از غروب آفتاب یکایک دشمنون نے نکلکر مقابلہ کیا محمد خان عماری ہاتھیون
پر سے علیحدہ کروا کر پالکی مین سوار ہوا اور کچھہ فوج اپنی کمان مین لیکر آگے بڑھا فوج
اعدا حسب دستور پھیل کر چارونطرف سے حملہ آور ہوئی مگر بہت جلد مثل کبوترون کے
غلیل کے دیکھنے پر گریز کر گئے چھہ آدمی غنیم کے فنا ہوئی انکے سر حاضر کئے گئے اور انکے
گھوڑے بھی گرفتار ہو گئے چونکہ رات آگئی تھی اسوجہہ سے مفرورین کا تعاقب نکیا گیا
بتاریخ ۱۹ رجب ۱۲۴۶ھ (مطابق ۱۷ جنوری ۱۸۳۱ء) فوج اسلامیہ سارنگ پور سے
شاہجہانپور پہنچے دوسرے دن قریب دیہہ تلوری کے مقام کیا سہ پہر کو جب دشمنون
نے صورت دکھائی تو چند دستہ ہاے سپاہ انکے مقابلہ کیواسطے آگے بڑھی محمد خان کے
بڑھنے پر مخالفون کے پانون اٹھہ گئے تین کوس تک انکا پیچھا کیا گیا ستر آدمی تلوار و
برچھی سے مارے گئے مقتولین کے سر اور گھوڑے معہ چھہ یا سات قیدیون کے حاضر
کئے گئے پہر رات گذرنے پر تعاقب موقوف کیا گیا اور فوج اسلامیہ لشکر گاہ کو واپس آئی

باشندگان ملک اسقدر خوف زدہ تھے کہ مرہٹے صرف ایک ترک سوار ایک شہر یا گانو میں
خراج جمع کرنے کیواسطے چھوڑ گئے تھے بعد محمد خان کی آمد اور اپنی شکست کے مرہٹے نربدا
کے اسطرف بخوشی چلے گئے ۲۲ رجب ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۰ جنوری ۱۷۳۱ء) اوجین یعنے
دار الفتح میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا ؛؛

جاسوسوں نے خبر دی کہ مرہٹے اپنا اسباب نربدا کے اسطرف چھوڑ کر بارادہ غارتگری
قصبہ جات و دیہات مالوہ پار اترتے ہیں اور یہہ بھی اطلاع دی کہ انہوں نے قصبہ بولائی
کا محاصرہ کر لیا ہے بنا بران بتاریخ یازدہم شعبان ۱۱۴۳ھ (مطابق ۸ فروری ۱۷۳۱ء) محمد خان
نے اپنے خیمے نصب کر کے پھر دھار کی طرف بڑھکر میدان پکڑا کل افواج امدادی میں سے کنور
بہادر والی اُرچھا کی کمکی فوج پہنچی تھی ؛؛

جب محمد خان دھار کیطرف گیا تو اُسنے اپنے بیٹے احمد خان کو معہ مقیم خان و یار محمد خان
و دلیر خان کی سرکردگی بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادوں کے جانب سارنگپور
و شاہجہانپور بمقابلہ ہلکر روانہ کیا مخالف بعد تباہ کرنے پرگنہ بولائے کے مندسور کیطرف
پس پا کر دیئے گئے یار محمد نے ملہار ہلکر سے خفیہ دوستی پیدا کر لی اور دونوں سرداروں نے
پگڑیاں تبدیل کیں حیلتاً یار محمد نے فوج کو مہدپور کیطرف بڑھایا اس نمکحرام یعنے یار محمد نے
ہلکر سے کہا کہ ملک اوجین غیر محفوظ ہے اُسکو لوٹو اگر نا کامیاب ہو تو وہاں سے محمد خان پر دھار
کیطرف حملہ کرو ملہار نے بتحریک یار محمد اوجین پہنچکر رکاب گنج میں دو یا تین مکانات پھونکدی
نایب (مقیم خان) بمقابلہ مرہٹان نکلا اور بعد کچھہ جنگ و جدل کے مرہٹے محمد خان کیطرف

روانہ ہوئے یہہ بات کہ مرہٹوں نے چند تجار کو قصبہ اندروکے نزدیک تعلقہ نند لعل سندیوی میں لوٹا غلط تھے +

اس عرصہ میں محمد خاں مقام دھار پر ۲۱ شعبان ۱۱۴۳ھ کو (مطابق ۱۴ فروری ۱۷۳۱ء پہنچگیا تھا - ۲۲ ماہ رواں کو (یعنے ۱۹ فروری ۱۷۳۱ء) علی الصباح مرہٹے دہار کے قرب وجوار مین نمودار ہوئے مسلمانوں نے چند کو قتل کرکے اُن کے سر کاٹ کر معہ اُن کے گھوڑوں کے حاضر کئے سہ پہر کو لڑائی بند ہوئی دوسرے دن بوقت صبح ہلکر نے معہ فوج کے روبرو آکر سلیمان خان پر جو تین ہزار سوار ونکا افسر تھا پہلا حملہ کیا لیکن پسپا کر دیا گیا معظم خان ایکہزار سوار کمان میں لیکر دست راست پر اور محمد عمر خان فوجدار ناندو دست چپ پر بسرعت آگے بڑھے محمد خان نے بزودی آگے بڑھکر فوج خصم کو ہزیمت دی ماسوا مجروحوں کے چند سردار پچاس ترکسوار میدان جنگ مین چھوڑ دیئے گئے مسلمانوں کی طرف بارہ آدمی کھیت رہے دو کوس تک دشمنوں کا تعاقب کیا گیا بعد پہر رات آنے کے غازی اپنے خیموں کیطرف واپس آئے دس روز تک یعنے آخر ماہ شعبان تک (مطابق ۲۶ فروری ۱۷۳۱ء) بازار جدال و قتال گرم رہا ❊

کچھہ عرصہ تک کوئی خبر نظام الملک کے روانگی کی برہان پور سے سُننے مین نہیں آئی آخر کار ۲۹ شعبان یعنے (مطابق ۲۵ فروری ۱۷۳۱ء) کو ایک خط آیا اور محمد خان نے قصد روانگی بسوی نربدا کیا اس سے پیشتر کچھہ درنگ بوجہہ عدم رسیدگی دلیر خان کے ظہور میں آئی تھی دلیر خان نے محمد خان کو اب لکھا کہ یار محمد ہمرہی کچھہ فوج و چند دوستونکے

اپنے گھر چلا گیا ہی اور میرا بھی ارادہ شریک ہونے کا ہی آپ میرا انتظار کریں غرضکہ ۲۸ کو دلیر خان آپہونچا اور ۲۹ شعبان (مطابق ۲۶ فروری ۱۷۳۱ع) کو دونوں سرداروں نے ڈیرہ کوچ کرتے ہوئے نربدا کی طرف راہ لی دیگر اسباب تاخیر کی شاید یہہ تھی کہ محمد خان بغیر امداد کے کوچ کرنے کے قابل نہ تھا یا یہہ کہ بوجہہ اپنی شان کے اُسنے چاہا کہ ملاقات کیجائے مقررہ کو جانی کیواسطے حد سے زیادہ عجلت نہ کرے مرہٹے اوجین اور مندیشوار و دھار و دیپالپور سے کچھہ عرصہ کے لئے نکالدیئے گئے اور اُن کے قلعجات نئے نربدا مسمار کردئیے گئے *

دوسرا خط مرسلہ نظام الملک وصول ہوا جسمیں درج تھا کہ ہم نے دریا کو نزدیک فردانپور کے بتاریخ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۰ دسمبر ۱۷۳۰ع) برای اطفای نائرہ فتنہ و فساد ضلع لکلانہ عبور کیا ہم سُنتے ہین کہ باجی راو گجرات جاتے ہوئے سلطانپور و نندربار پہنچ گیا ہی مین خیال کرتا ہون کہ کنہیا باندو پیلا گائیکوار بابت چوتھہ صوبہ گجرات کے میرے خلاف ہی مین ضرور اُنہیں نکالدونگا اور چونکہ اُن مین جھگڑا فساد باہمی ہی تو وہ خود مالوہ پر حملہ کرنے کا موقع نیاوینگے *

جاسوسون نے خبر دی کہ باجی راو کا بھائی نوابورہ کے راستہ سے سورت و گجرات کیطرف کوچ کرتا ہی اسعرصہ مین باجی راو سلطانپور و نندربار کو چھوڑکر کھرگھن ہوتا ہوا مالوہ کو جاویگا اُسکا بھائی دوہلہ کی راہ سے اُسکا شریک ہوجاوے گا اور دونوں (یعنے باجی راؤ اور اُسکا بھائی) ملکر کنہیاجی و پیلاگائیکوار کی تہانی مالوہ سے اُٹھادینگے کنہیاجی و پیلاجی گائیکوار و اودانپوار نظام الملک سے گفتگو شروع کی تھی اور محمد خان کو نظام الملک نے صلاح

دی تھی کہ انکے پیغام قبول کرکے انکو اپنی جانب متفق کرلو ✤

۲۰ رجب (مطابق ۱۸ جنوری ۱۷۲۱ء) کو نظام الملک نے بمقام گالنہ سے محمد خان کو لکھا کہ ۱۰ رجب یعنے ۱۵ جنوری ۱۷۲۱ء کو بمجرد دیکھنے تمہارے خط کے مین برہانپور روانہ ہوا۔ نظام الملک کو یقین تھا کہ محمد خان بالکل تساہل نکریگا اور ہم دونون ملکر بنسبت تدابیر کے گفتگو کرینگے بقول شخصیکہ دولت ہم از اتفاق خیزد پھر ایک نامہ محمد خان کو اطلاع دیتا ہے کہ راجہ ابھائی سنگہ باجی راؤ سے صلح کیا چاہتا ہے پیلاجی گائیکوار و کنٹہ باندوا و داجی پنوار و انند راو نے نظام الملک کے ساتھہ عقد دوستی مستحکم باندھا تھا اور ترنبک راو ہیپاڑیہ جو حال میں اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا ان لوگوں کے ساتھہ کارروائی کر رہا تھا ان رفقا کی فوج قریب بیس ہزار سوار کے ہو گئے جمنا براد ر باجی کے پاس نو ہزار سوار تھے اور وہ نانا بیاری کی گھاٹی سے جو گجرات کی طرف سے بڑھا چاہتا تھا باجی راؤ کی کمان مین تین یا چار ہزار سوار تھے ملکر تین ہزار سپاہ لیکر مالوہ کی جانب گیا تھا روز جمعہ بتاریخ یکم شعبان ۱۱۳۳ھ (مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۲۱ء) نظام الملک نے جو قریب دھامن گاؤں کے تھا محمد خان کے خط کا جسمیں اُسنے لکھا تھا کہ مین بمقام سدھوڑے میں پہونچا جواب لکھا چونکہ دھامن گانون برہانپور سے تیس کوس پر شمار کیا جاتا تھا اسوجہہ سے نظام الملک کو جلد برہانپور پہونچنے کی امید تھی ✤

نظام الملک نے بہت عجلت نہ کی کیونکہ وہ بروز یکشنبہ یعنے ۱۰ شعبان ۱۱۳۳ھ

مطابق ۱۴ فروری ۱۷۳۱ء اپنی بنادیق کلان و توپ خانہ اور بھاری سامان کو پیچھے چھوڑ کر برہانپور کو روانہ ہوا ۲۲ کو (یعنے ۱۹ فروری ۱۷۳۱ء) مقام سال گانوں میں جو برہانپور سے بائیس کوس کی مسافت پر ہی پہنچکر ارادہ کیا کہ کھرگھن کی راہ سے نربدا کو جاوے محمد خان سے استدعا کی گئی کہ تو بہرا کی کھاٹی سے جو معمولی رستہ تھا آوے روز شنبہ تاریخ ۲۳ کو نظام الملک بیس کوس پر گھاٹ سے اکبرپور کی جو نربدا پر واقع ہی پہنچا پیش خیمے دوسرے دن جانے کو تھے اور ۲۵ (یعنے ۲۲ فروری ۱۷۳۱ء) کو امید اکبرپور پہنچنے کے تھے نظام الملک کے داروغہ نے بوقت واپسی خبر دی کہ محمد خان ہنوز اکبرپور کے کھاٹ کے قریب پڑا ہوا ہی اگرچہ ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر نظام الملک نے خیال کیا کہ بوجہہ شان و شوکت کے محمد خان باقی ماندہ مسافت دو کوچ مین طی کریگا محمد خان بجواب ایک خط منجملہ دیگر خطوط کے شکایت کرتا ہی کہ کنہیاجی و جمناجی و دیگر مددگاران نے کچھہ فوج بھی میری کمک پر نہیں بھیجی نظام الملک اُس کی دلجمعی کرتا ہی کہ یہہ لوگ بہت دور ہیں نزدیک مانڈوی کے ضلع سورت مین ہین کچھہ عرصہ نظام الملک کے ایک قلعہ کے لینے مین صرف ہوا اور عرصہ تک ملاقات مقررہ اسی وجہہ سے ظہور مین نہ آئی ہمکو خبر ان حالات کی جو وقوع مین آئے نہیں معلوم ہوئی ہی بجز اسکے کہ دونوں صوبہ داروں نے (یعنے نظام الملک و محمد خان) بالاتفاق مرہٹوں کی سرکوبی کے واسطے کارروائی کی محمد خان نے جو رپورٹ خدمت بادشاہیں ارسال کی اُسمیں نظام الملک کی غایت درجہ تعریف لکھی کہ یہہ بڑا نمک حلال و فرمانبردار رعایاے سرکار دولتمدارمین سے ہے

محمد خان نے اخیر مرتبہ اکبرپور کو بتاریخ یکم شوال ۱۱۴۲ھ (مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۳۱ء) چھوڑا+
نظام الملک اکبرپور سے قلعات راجور و بداوانی کے فتح کرنے کو جو گھاٹ کی دوسری طرف
واقع تھی اور جہان موہن سنگھ رہتا تھا روانہ ہوا ۲ شوال (مطابق یکم اپریل ۱۷۳۱ء)
سے محصوران قلعہ صلح کے واسطے بعجز و الحاح ملتمس ہوئے اور تجویز کی کہ قلعہ خالی کرکے
نظام الملک کے ایلچیون کو حوالہ کیا جاوے اس امیر کو ایک مہم تازہ و خطرناک درپیش ہوئی
جس وجہہ سے اُسکو ملک کی اوس نواح سے چلے جانے مین عجلت کرنا پڑی یعنی اُس نے
یہہ سُنا کہ باجی راؤ نربدا کو چھوڑکر سورت و نرپورہ کی جانب گیا ہی اسوجہہ سے ضرور ہوا
کہ نظام الملک بھی بغیر درنگ ایک لمحے کے اورنگ آباد و دیگر پرگنہ جات و قلعات ضروری
کی محافظت کی فکر کرے اُس کے مخبرون نے بھی خبر مسطور کی تصدیق اسطور پر کی کہ ہملوگ
جس رات کو چلے تھے اُسکے دوسرے روز باجی راؤ کوچ کرنے کو تھا جمناجی دامودر رہا
ہوکر بڑودہ سے بیس میل پر جانب گوشہ جنوب و مشرق بمقام ڈھوئی مین پہنچ گیا ہی اور
اُسنے اپنے لڑکے کو لکھا ہی کہ باجی راؤ کوچ کرکے نانا بیاری کے گھاٹ کیجانب گیا ہی+
وجہہ نظام الملک کے تردد و عجلت کی یہہ تھی کہ اُسنے سُنا تھا کہ میرے رفقا یعنی پیلاجی
گائیکوار وغیرہ نے بتاریخ یکم اپریل ۱۷۳۱ء درمیان بڑودہ و مقام ڈبھوئی واقعہ گجرات کے
شکست کھائی اُوداجی و جمناجی پنڈت مقید ہوگئے اِس شکست سے کل پیغامات عہد و پیمان
فیمابین ہر دو سردار یعنی نظام الملک و محمد خان کے بے سود ہوگئے محمد خان کو کنایتاً
فایدہ پہنچا کیونکہ نظام الملک کو مجبورانہ بمقابلہ باجی راؤ میدان پکڑنا پڑا اور اسیوجہہ سے

مالوہ کچھہ عرصہ تک غارتگری مرہٹان سے پناہ مین رہا باجی راؤ دکن مین لڑائی مین اپنا بچاؤ کرتا رہا *

گرانٹ ڈف لکھتے ہین کہ کوئی بڑی لڑائی درمیان باجی راؤ و نظام الملک کے اپریل سنہ ۱۷۳۱ء تا وقوع صلح باہمی (یعنے لغایت ماہ اگست سنہ روان) نہین ہوئی نظام الملک اخیر خط مین محمد خان کو حال فتحیابی باجی راؤ پر بطریق ذیل لکھتا ہی کہ باجی راؤ نے بڑودہ کا محاصرہ کرلیا تھا جہانکہ اُسی کے قوم کے لوگ رہتے تھے مگر فوج اسلامیہ کی آمد کی خبر سُنکر مرہٹون نے محاصرہ اُٹھاکر سورت کی طرف راہ لی اور بخیال فاصلہ کے اپنے آپ کو امین سمجھکر پرگنہ لکلا کو تاراج کرنے کیواسطے لوٹ پڑے *

یہہ خبر سُنتے ہی نظام الملک لکھتا ہی کہ مین نے اکبر پور کے گھاٹ کو چھوڑکر مانڈو کے قلعہ کے نزدیک سے گذر کیا اور اپنا بھاری ساز و سامان و بڑی توپین برہانپور روانہ کردینا کوچ بر کوچ کرتا ہوا مین دریا پر پہونچا اور چونکہ توپون کا پار اترنا بہت دشوار تھا اُنہین پیچھے ہی چھوڑ دیا بعدہٗ بشتابی ہرچہ تمامتر بندر سورت مین پہونچا اور تیسری مرتبہ مالوہ مین بھاری اسباب جو مانع عجلت تھا چھوڑ دیا اگرچہ بھوک اور پیاس سے عاجز آگئے تھے مگر ہماری فوج آگے بڑھتی گئی سواری کا ملنا بہت دشوار ہوگیا دو تین روز تک بہت کثرت سے آدمی ضائع ہوئے بہت عرصہ تک جنگل و بیابان مین گذر ہوا اور بعد عبور گھاٹ کے ہماری فوج نے دشمنون کے قریب پہنچکر یکایک اونپر حملہ کیا فوج غنیم کے پانون اوکھڑ گئے قوم بھین و کوبی نے جماعت کثیر مفرورین کو قید کرلیا علی الخصوص رات کو جب دشمنون نے

راہ کم کی تھی اب ہماری فوج سمندر کے خلیج کے کناروں پر آئی ÷

بیشتر ہماری فوج درمیان جنگلوں اور ممالک غیر متعرفہ خاندیس و سورت و کوکن کی گذری
جہاں بوجہہ کثرت اشجار کے راہ ملنا ممکنات سے نتھا جب یہہ لوگ سورت مین داخل ہوئے
مخالف دکن کی جانب جو قلمرو انگریزی مین ہی ہٹا دئے گئے اور پھر وہانسے بھی کوکن کی طرف
جو دکن کی مغربی حد ہی پس پا کر دئے گئے تب اعدا ایک مقام پر جہاں سے کہ تل کوکن سے
گھاٹ کے قریب کے ملک مین جانے کا راستہ ہی پکڑ لئے گئے شکر ہی خدای ذوالجلال کا
کہ صوبہ گجرات باجی راو کے دست برد سے امن و امان مین رہا مالوہ کو بھی کچھہ مقام خوف
و خطر نہین رہا اور قلعہ سورت جو خانہ خدا یعنی مکہ کا دروازہ ہی کافران بد کیش کے قبضہ سے
نکال لیا گیا ÷

جب محمد خان نظام الملک سے ملنے گیا تھا اسوقت اُسّ نے اپنے بیٹے احمد خان کو
بہمراہی قیم خان واسطے فتح کرنے قلعات کالکلی و جھکلدہ کے جو نربدا کے دست راست
پر واقع ہی اور جوار دانبوار کے ممدر مقامات تھے بھیجا تھا ہر دو مقامات مذکورہ صدر مضبوطی
مین مشہور تھے خصوصاً جھکلدہ جسمین چار قلعات و عمیق کھائیان تھین اور تین طرف جنگل چوتھے
جانب دریای نربدا تھا چونکہ اُن قلعہ جات کی افواج نے مقابلہ سخت کیا اسوجہہ سے
محمد خان نے ارادہ کیا کہ خود اپنے لڑکے کی کمک پر جاوے اور بتاریخ یکم شوال سنہ ۱۱۴۲ھ
(مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۱۷۳۰ع) کو اکبرپور چھوڑ کر دو روز مین نزدیک کالکلی کے جا پہنچا ایک حملہ
مین اُس قلعہ کو لیکر پھر یہہ لوگ دوسرے دن جھکلدہ کے محاصرہ کے واسطے آگے بڑھے

بعد چهہ گھنٹے کے جنگ سخت کے محصوران قلعہ یہانتک مغلوب ہوکر عاجز آگئے کہ صلح کے خواستگار ہوئے تین ہزار آدمی زن و مرد مطیع فرمان ہوئے اور رہا کردیئے گئے فصیل وخندق وبروج قلعہ مسمار کردیئے گئے اور کنجیان سونے کی بطور علامت فتح وظفر کے بادشاہ کے روبرو حاضر کی گئین جب مسلمان نزدیک جہکلدہ کے پڑے ہوئے تھے اُسوقت مین باجی راو مقام جابوہ کی طرف لوٹ مار کررہا تھا اور راجہ ابھائی سنگہ اسکا مقابلہ کررہا تھا محمد خان چاہتا تھا کہ بعد صاف کرنے اُن مقامات و منہدم کرنے قلعات کے اوسطرف کی راہ لی ✣

اُوداجی کے قلعون پر دخل کرنے سے نظام الملک نے شکایت کا دفتر کھولا اوس نے پیشتر محمد خان کو لکھ بھیجا تھا کہ اوداجی اور اُس کے دوست باجی راو کے دشمن ہین اور اونکے ساتھہ سلسلہ پیغام جاری کرنے مین لحاظ کی کارروائی کرنا چاہیئے اگر کوئی آدمی ملکر کا قلعون مین ہووے تو اُسکو گرفتار کرنا چاہیئے ورنہ حملہ وغیرہ ملتوی رکھنا چاہیئے کیونکہ اُن شخصون کو (یعنے اُوداجی وغیرہ کو) ذراسی بات کے لئے ناراض کرنا کسیطرحسے قابل تحسین نہین ہے قبل ازین یکسال راجہ اودھراج (یعنے راجہ جیسنگہ سوائی والی جیپور) نے اُن قلعون کو خالی کرلیا تھا مگر وہ بھی قایم نرہا پھر مالکان قدیم اُن پر مسلط ہوئے اگلے نظامون نے اُس مقام کے واسطے جو اُجین سے کچھہ فاصلہ پر ایک گوشہ مین واقعہ ہے اپنے آپ کو تکلیف ندے اُنپر دخل کرنے سے تکلیف تو بہت بڑی اور فائدہ بہت کم ہے علاوہ اِن باتون کے ایسے وقت مین اُنپر دست اندازی نکرنا واجب تھی

اور بادشاہ کے مشیر تو بالکل اِن معاملات کو نہیں سمجھتے ہیں چونکہ یکم اپریل سنہ ۱۷۳۱ء کی شکست سے اتفاق درمیان نظام الملک اور محمد خان کے ٹوٹ گیا تھا اِس سبب سے یہہ شکایتیں بے سود تھیں اور قبل پہونچنے خط کے قلعجات لیلئے گئے تھے اور زمین کے برابر کردئے گئے تھے ٭

محمد خان قلعہ کونسی کے لینے کیواسطے روانہ ہوا جو ماوآسے بھیلان کا رہنے کا مقام تھا اِس قلعہ میں چار گڑھیان تھین اور اُنکے گرد ایک عمیق خندق پانی سے بھرا ہوا تھا ہر طرف سے ڈھالو پہاڑیان اور دشوار گذار راستے تھے شب و روز بندوق و بان وغیرہ وغیرہ و رہکلہ و توپ کی لڑائی ہوتی رہی پہلا مورچہ چھین لینے پر اہل قلعہ عہد و پیمان کے واسطے درخواست کی اور اُنکی درخواست منظور ہوئی یہہ قلعہ توڑا نہ گیا کیونکہ مرہٹون کی دست برد و غارتگری سے اسکی وجہہ سے پناہ رہا کرتی تھی جب محمد خان ان قلعجات کے لینے مین مصروف تھا اُسنے سُنا کہ ملہار ہلکر ممالک مہورہ و مندسور مین لوٹ مار کر رہا ہے فوج شاہی نے قرب و جوار مین سارنگ پور و شاہجہانپور و دھار کے اُسکا مقابلہ کیا تھا تب وہ تھوڑے عرصہ کیواسطے علاقہ سجےپور مین چلا گیا تھا اُسوقت مین نتھو ایک مرہٹہ سردار نے کانتھہ کے گرد نیش کے دیہات کو غارت کیا یہہ دونون سردار (یعنی ملہار و نتھو) متھوارہ سے متفق ہو گئے کہ شاہجہانپور و دیپالپور کے درمیان کی راہ کو لوٹ مار کرین اطلاع ان واقعات کی شیخ امان اللہ مہتمم شاہجہانپور جاگیر نظام الملک و عزت خان چیلہ نایب فوجدار سارنگ پور کی جانب سے

آپہنچے تھے اُسوقت مین بھی فتحسنگھ داول بانسی و دیگر مرہٹان نے نربدا کو عبور کیا تھا کیجگہ پر ہندوستانی افواج نے اُنکا مقابلہ نہ کیا تھا اور یہہ لوگ ملک مانڈو کو غارت کرتے ہوے باری گڈھہ کے راستہ سے اپنے وطن کو چلے گئے تھے *

محمد خان لوٹ کر بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳ جلوسی کو (مطابق ۹ مئی ۱۷۳۱ء) اوجین پہنچا محمد خان شکایت کرتا ہی کہ میرے سوا اور کوئی شخص ویسی خواستگار مرہٹون کی شکست کا نہین ہی سب سے بڑی مصیبت یہہ تھی کہ محمد خان کی فوج نے بغاوت کر کے اپنی تنخواہ کی بقایا طلب کی اُسوقت محمد خان نے اُنکو کسی نہ کسی طرح سے رضامند کرلیا پھر راجہ کشنو سنگھ ولد راجہ اجیت سنگھ پرگنہ محمد پور کو اور سید فتحعلیخان بارہ پرگنہ بھداور کو بدین غرض بھیجے گئے کہ اِن مقامات کو مخالفون سے محفوظ رکھین اور اُن کی راہ آنیکی بند کر دیں انور خان اوجین ہی میں چھوڑا گیا اور مقیم خان کو حکم ہوا کہ جو کوئی دشمن اوجین مین آوے اُسے نکالدو بعد اِس انتظام کرنیکے محمد خان نے ۱۹ ذیقعد (یعنے ۱۵ مئی ۱۷۳۱ء) اوجین کو چھوڑا مہارا و درجن سال حاکم کوٹہ و کنور بہادر والی ارچھا و پسران راجہ چندیری سے درخواست کی گئی کہ محمد خان کی فوج اپنے زیر کمان لیکر انتھو پر (جو اُسوقت مین کانتہ کے نزدیک ایک ہزار فوج سے پڑا ہوا تھا) اور ملہار پر (جسنے پھر گرد نواح سارنگ پور میں سر شورش اُٹھایا تھا) چڑھائی کرد یہہ بات سرداران مذکور الصدر نے نامنظور کی *

۸ ذالحجہ کو (مطابق ۳ جون ۱۷۳۱ء) محمد خان کانتہ کے نزدیک پہنچگیا انتھو ہٹ گیا

لیکن دوسرے دن جب نواب شاہجہانپور داخل ہوا تو داؤد خان نائب سارنگ پور نے
اطلاع دی کہ اگر آپ بہت جلد میری امداد نکرینگے تو ملہار مجھے تنگ کریگا فی الفور باستماع
اس خبر کے آدھی رات کو مہاراؤ اور کنور بہادر اور پسران راجہ چندیری فوج ہراول کے
کمان پر متعین کیے گئے اور سپاہ روانہ ہوکر سارنگ پور مین جو شمالی رخ پر انیس ١٩ میل کے
فاصلہ پر شاہجہانپور سے واقع ہے غروب آفتاب کے یکنیم گھنٹہ بعد داخل ہوئے افواج
ہنوز کوچ کر رہی تھین یا عبور دریا مین مصروف تھیں کہ ناگاہ ملہار اور انکے معہ دیگر مرہٹوں
کے نمودار ہوئے مسلمان لوگ فوراً برسر مقابلہ ہوئے اور غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ پیشتر
تک لڑائی ہوتی رہی مرہٹے بھاگ اٹھے اور افواج اسلامیہ نے چار میل تک انکا تعاقب
کرکے بہت سے مار لئے محمد خان معہ سپاہ کے آدھی رات میدان جنگ مین رہکر اپنے
آدمیون کو تعاقب کے لئے ہدایت کرتا رہا اور خیمے اور ساز و سامان اعدا کا جسکو مرہٹی
زبان مین پڑاو کہتے ہین لوٹتا رہا جب متعاقبین مقام سندرسی کے نزدیک جو قریب
٢٤ میل کے جنوبی رخ سارنگ پور کے واقعہ ہے پہنچے تو ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ دشمنون
نے میدان جنگ سے گریز کرکے تھوڑی دیر تک یہان دم لیکر پھر اپنی راہ پکڑی اور نربدا
کی جانب گئے ہین غالباً ابتک ١٥ یا ٢٠ کوس نکل گئے ہونگے +

تب مسلمان بعد تعاقب دس بارہ کوس کے اپنے لشکرگاہ کو پھرے +

محمد خان کے پاس بیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے تھے شب و روز مخالفین کے
دفع کرنے میں وہ جہد بلیغ کیا کرتا تھا علاوہ اسکے ناظم گجرات نے دستاید حمید خان نامی نے

زرنقد و جواہرات و ہاتھی و گھوڑے باجی راؤ کو دیئے تھے مگر تھانے کانٹبا اور آودا سوار
کے قبضے مین تھے ناظم اپنے شہر سے ایک کوس بھی باہر نہ نکلا تھا ناظم اور مبارز الملک
و سربلند خان، کی لڑائی کے درمیان محمد خان نے سُنا کہ پہلے ہی مقابلہ مین مبارز الملک
غالب رہا مگر بوجہہ رات آجانے کے تعاقب موقوف کیا گیا اور دوسرے دن باہم
صلح ہوگئی +

راجگان موصوف الصدر نے (یعنے مہاراو درجن سال وغیرہ) محمد خان کی مدد پر رہنے
مین بہت بے پرواہی ظاہر کی صرف کنور بہادر والی اُرچھا نے کامل طور سے خدمتگذاری
کی تھی مہاراؤ درجن سال حاکم کوٹہ اور راؤ دمتوارہ نے گھر جانے کے واسطے اجازت چاہی
بلکہ ظاہر کیا کہ درصورت عدم حصول رخصت کے ہم بے اجازت ہی چلے جاوینگے اُنہوں
نے فوج کو ۲۲ محرم سنہ ۱۱۴۴ھ (مطابق ۱۶ جولائی سنہ ۱۷۳۱ء) چھوڑ دیا اس نظرِ انحراف سے
دیگر سردار بھی بیدل ہوگئے اور چند روز بعد کنور بہادر والی اُرچھا چار پانچ ہزار سوارونسے
اور جوگ راج ولد راجہ جیسنگہ حاکم چندیری چالیس پچاس سوارون سے اپنے اپنے گھر کو
پھر سے اگرچہ بقول محمد خان موجودگی و عدم موجودگی جوگراج کے برابر تھے تاہم اِس
برگشتگی سے بڑی دلشکنی ہوتی تھی دیگر راجگان یعنی اودیت سنگہ راجہ اُرچھا و رامچند
والی دتیا و چتر سنگہ حاکم شاہ آباد و بھدوریا راجہ نے جو احکام و ایلچی خطوط راست از جانب
بادشاہ آئے اُنپر کچھ توجہہ نہ کی نہ کچھ توجہہ دربارے محمد خان کی سفارش پر جو
اُسنے ہندو سنگہ چندیلہ کی نسبت کی تھی مبذول فرمائی گئی اس شخص کی نسبت

محمد خان نے استدعا کی تھی کہ اسکو لقب سہ ہزاری عنایت کیا جاوے اور اُس کی زمینداری اوسکو واپس دیجاوے اگر سندو سنگھہ مالوہ کو بھیجدیا جاتا تو بھدوریا راجہ کو کوئی عذر قنوج مین دیر لگانے کا نہ ہوتا جہانکہ (یعنے قنوج میں) وہ فوجدار کے عہدہ پر مامور تھا۔ بعد ملہار راو کے پہر نربدا کو عبور کرنیکے محمد خان ایک شخص ادمان نامی سے مالگذاری جبراً وصول کرنے کے واسطے گیا اور دو کوچ مین راجگڈھ پہنچکر زمیندار مذکور کو شکست دی اور اُسکے ساتھہ معاملہ کر لیا پھر محمد خان سرونج کو لوٹا اسمقام کو جو قریب ایک سو چھتیس ۱۳۶ میل کے اُوجین سے جانب گوشہ شمال و مشرق کے اور قریب ایکسو پچاس ۱۵۰ میل کے گوالیار سے جنوب کی طرف واقع ہے محمد خان نے اپنا صدر مقام بنایا وجہہ اسکی یہہ تھی کہ یہہ مقام اوجین کی نسبت نربدا سے زیادہ فاصلہ پر تھا اور یہانسے گوالیار سے راستہ واپسی ہندوستان کو نزدیک تھا مالوہ میں اُسکا قیام ایسا بے ثبات تھا کہ اُسکو خطرہ گھر جانے کا اور علیحدہ رہجانے کا بالکل نہ تھا معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان سن ۱۷۳۱ء کے موسم بارش میں سرونج میں رہا۔

حالت اس صوبہ کی (یعنے مالوہ کی) غایت درجہ قابل افسوس تھی تمام ملک کو ناظم نے تباہ کیا تھا اور مرہٹوں نے لوٹا تھا اراضی زراعت سے خارج تھی اور ملک بے چراغ تھا کہیں فصل غلہ کی سوائے سوکھی گھانس کے نظر نہیں آتی تھی دیہات جو آباد تھے انکو ٹھاکروں نے لوٹ لیا تھا اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا غرض کہ دست برد کافران نے ملک کو ویران کر دیا تھا صرف پانچ ہزار روپیہ متشوار سے اور چار ہزار سرونج بھیلسا سے

وصول ہوی تھی ۱۷۳۱ء موسم برسکال مین محمد خان نے متواتر رپورٹین نسبت ان واقعات کے کین جنمین درج تھا کہ مجھکو روپیہ کی ضرورت ہی اور میری فوج کے طور و طریق باغیانہ ہین اور مالوہ سے وصول مالگذاری غیر ممکن الوقوع ہی آپ میری روپیہ اور نیز فوج سے امداد کرین مگر کچھہ جواب اِن ضروری عرائض کا مرحمت نہ ہوا +

محمد خان کی مشکلات اِسوجہہ سے اور بھی زیادہ ہوگئی تھین کہ صوبہ مالوہ تمام و کمال جاگیرداروں کی تنخواہ مین مرحمت کردیا گیا تھا جنگی خان دوران خان روشن الدولہ ساعی تھے یہہ جاگیردار ادنی سی دست اندازیون کی بھی شکایت دربار مین کرتے تھے مگر ذرا بھی مدد نہ کرتے تھے اسقدر زمین بھی صوبہ دار کے واسطے نہ بچی تھی کہ اپنا پانوں رکھے اور سیرگاہ یا شکارگاہ کے لایق ہوسکا توکیا ذکر ہی ایک سمت مین ایک تالاب سے جو اوجین سے ڈھائی کوس پر ہی برہان الملک اور اور لوگون کی جاگیر تھی اور دوسری سمت مین فتح آباد سے چار یا پانچ کوس پر شہر سے پرگنہ جات و دیہات سب جاگیر مین تھے رامپورہ پر راجہ جیسنگہ سوائی کا قبضہ تھا حیف علیخان کی جاگیر کنکرال تھی راجہ مول راج کے قبضہ مین کدر والا تھا جو دھامونی مین ہی دیگر حصص اُس صوبہ کے نظام الملک آصفجاہ و نواب قدسیہ و حافظ خدمتگار خان و مقرب الحضرت خاقان و میر حسینخان کوکہ و سعد الدینخان بہادر میر آتش و علی احمد خان اور خواجہ سراون کو بادشاہ کی دے دی گئی تھی اکثر گماشتوں نے اِن جاگیرداروں کی اپنے علاقون کو مرہٹون کی آمد و رفت کی جگہہ بنا دیا تھا اور وہیں علاقہ شاہین کی لوٹ کا مال جمع ہوتا تھا جب کسی مرہٹے نے ان کارندوں کے

یہان پناہ لی اور فوج اسکے پیچھے پیچھے گئی تو یہہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارے پرگنون میں کوئی بھاگ کر نہیں آیا ہی اور اگر فوج اُنکے علاقون مین چلی آئی تو وے اپنے حرجہ کی بڑی شکایتیں کرتے تھے اسیطرح ہر ایک معاملہ حالت ابتری مین چھوڑ دینا پڑتا تھا اور ملک کا از سر نو انتظام غیر ممکن تھا +

رام پورہ کے زمیندار ملہار ملکر سے سازش رکھتے تھے اور ملک کی غارتگری میں تویلہ و معاون تھے جب فوج شاہی اُنکا تعاقب کرتی تھی تو راجہ جیسنگہ سوائی دربار مین دعواہ ہوتا تھا اور محمد خان پر چشم نمائی ہوتی تھی محمد خان اپنے بچاؤ کے لیے جو کچھہ ہوا تھا اوسکا بیان کرتا ہی +

سیتارام ناگر زمینداران رامپورہ کا خاص محرر تھا تاوقتیکہ راج ادھراج نے فیصلہ کیا کہ یہہ شخص مقیم خان کی رجمنٹ مین جمعدار ہوگیا ایک ٹانگ کے ٹوٹ جانے پر وہ مقیم خان کے ہاتھی پر چڑھا دیا گیا اور جبدن فوج نے مقام سیلا کو چھوڑا وہ اپنے گھر کو بہمرہی پچاس ساٹھہ آدمیوں کے روانہ ہوا راجہ جیسنگہ سوائی کے آدمی رامپورہ سے سات آٹھہ کوس کے فاصلہ پر کمیں گاہ میں پڑے ہوئے تھے جب سیتارام ناگر وہاں ہوکر گذرا اُنہوں نے اُسکو ٹھہرا کر اُسکا ہاتھی پکڑ لیا اور نہ ہاتھی واپس دیا نہ نواب کے قاصدون کو ملاقات کرنیکی اجازت دی محمد خان بڑے شد و مد سے بیان کرتا ہی کہ یہہ بات بہت دشوار ہی کہ راج ادھراج جو اکبرآباد و اجمیر پر قابض ہی اور جسکو حال مین پرگنے گرد نواح دار السلطنت کے ملے ہیں صوبہ مالوہ پر دست اندازی کرنے کی کوشش کرے اور کافران بدکیش سے سازش رکھے ..

حسیف علی خان کی جاگیر کی کیفیت یہہ کہ زمینداران گنگرال کا دستور تھا کہ اگلے نظامون کو پیشکش ادا کیا کرتا تھا ایک لاکھہ روپیہ راجہ گردھر بہادر کو علاوہ چار ہاتھیون کے ادا کیا گیا تھا محمد خان نے بالعوض نقصان رسانی کے اُس جاگیردار کو فایدہ پہنچایا جب مقیم خان وہان گیا تو اُس نے زمینداروں پر لگان اضافہ کیا اور روپیہ وصول کر کے جاگیردار کو دیدیا عامل اِس جاگیردار کا (یعنے حسیف علیخان کا) جاگیرات عبدالرزاق خان و خواجہ منیر خان و گھاسی رام پر قابض تھا بعد بند و بست اوجین کے محمد خان کا ارادہ ہوا کہ دھمونی کو جا کر راجہ مولراج کی جاگیر چھوڑا دے جب محمد خان نے دیکھا کہ کوئی میرے بیانات پر حضور دربار میں لحاظ نہین کرتا ہے تو ایک نایب اپنی جگہہ پر چھوڑ کر دربار کو روانہ ہوا رستہ میں اُسنے ارادہ کیا کہ کہ شاہ آباد و راتودہ مین بھی جسکی فوجداری راجہ چتر سنگہ نے ابھی تک نہیں چھوڑی تھی اور جسنے عتیق اللہ خان نایب محمد خان سے بدسلوکی کی تھی بند و بست کرے اس مہم سے نواب کی بدعملیان غایت درجہ کو پہنچ گئیں اور کچھہ شک نہیں ہے کہ اسوجہہ سے محمد خان یکایک واپس بلایا گیا۔

راجہ چتر سنگہ نرداری جسکی سفارش حافظ خدمتگاران نے محمد خاں سے کی تھی کہ یہہ میرا دوست اور ساتھی ہے سرکار شاہ آباد و راتودہ پر قابض تھا جسکا محمد خان فوجدار مقرر ہوا تھا اسکی موروثی جایداد شیوپوری و کلارس میں تھی اور اسکا علاقہ سرونج کے قریب تک پھیلا ہوا تھا تروار بھی اسکے پاس تھا جو سات سو برس سے کبھی ہندوؤن کے قبضہ میں نرہا تھا اگرچہ اِسے حکم شریک ہونے کے واسطے ہوا تھا مگر اُسنے کچھہ اِس حکم پر لحاظ نہ کیا نہ اپنی سرکارین چھوڑین

اور کچھہ وصول نہ ہو سکا آخر کار اسنے سید عتیق اللہ خان کو گھیر لیا اور اُس کی رسد بند کر دی چونکہ
جیتر سنگہ محمد خان کے ہندوستان مین آمد و رفت کے راستہ میں تھا اِسو جہہ سے وہ محمد خان
کو بہت ستاتا تھا تروار جو بطور ایک دروازہ کے ایک وقت مین ایک آدمی کی گذر کے لایق ہی
کھلا ہوا راستہ زنگروٹون کے واسطے تھا بعد اور سے جو راستہ تھا اُسے بعد دریا راجہ نے
بند کر دیا تھا سات یا آٹھہ مرتبہ جیتر سنگہ کے آدمیون نے قاصدون کو تروار کی گھاٹی مین
مار ڈالا تھا اور اُن کے خطوط لے لئے تھے صرف دو قاصد بعد دے دینے خطوط کے
اپنی جان بچا کر بھاگ گئے تھے اِس تکلیف کے رفع کرنیکے واسطے محمد خان نے پھر درخواست
کی کہ میرا لڑکا اکبر خان فوجدار تروار وغیرہ اور مقرر کیا جاوے یا اگر یہہ ناپسند ہو دوست تو
کوئی شخص مغل کی قوم کا متعین کیا جاوے کہ راستہ آمد رفت کا برابر کھولدے یہہ عرضداشت
بدین وجہہ نامنظور ہوئی کہ شاہ آباد حال مین راجہ جیتر سنگہ سے لے لیا گیا ہی اور اب اُسکا
وطن تروار بغیر کسی قصور کے نہیں لیا جاسکتا ہی بطور دوسری تجویز کے نواب نے اسرار کیا
کہ جیتر سنگہ کی جاگیر و منصب چھین لینا چاہئیے تاکہ اور لوگ اِس بات سے سبق حاصل کر کے
آیندہ نا فرمانی حکم سلطانی مین نہ کرین بعد کئی مرتبہ لکھنے کے جو بالکل بیفایدہ تھا محمد خان نے
آخر کار جیتر سنگہ سے کے مقابلہ کے واسطے جنگی کارروائی کرنے کا مصمم قصد کیا ✣

مالوہ مین آنے کے دوسری سال کے شروع میں (اکتوبر۔ نومبر ۱۷۳۱ء) محمد خان نے سرائے
نو کو کوچ کیا جو قریب پچاس میل کے شمال مین سرونج کی ہی اور ظاہر یہہ کیا کہ مین دربار کو
جاتا ہون بتاریخ ۳ جمادی الاول ۱۱۴۴ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۳۱ء کو فوج نے دیہہ

ایکاراکا محاصرہ کرلیا گاؤں والون نے اپنے قلعہ کی طاقت پر بھروسا کرکے مقابلہ کیا اور تین پہر تک لڑے آخر کار بھاگ اُٹھے اور وہ چھوٹا قلعہ بسر سواری لے لیا گیا فوج قلعہ مین جماعت کثیر کام آئی یا بہت سے نیم بسمل سمجھکر چھوڑ دئیے گئے دوسرے دن چاندور پر جہان ایک مضبوط قلعہ تھا اور جہان کے زمیندار شرارت مین مشہور تھے حملہ کیا گیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی انجام کار یہہ قلعہ بھی قبضہ مین آگیا اور جانبین سے بہت سی جانین تلف ہوئیں +

مسلمان لوگ بھیرگون کی طرف گئے یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقعہ تھا اور ایک جنگل اور متعدد ڈھسون سے محیط تھا قلعہ کے محافظ اپنی تعداد پر بھروسا کرکے اُن جھاڑیون اور گھاٹیون مین چلے گئے چوبیس[24] دن تک صبح شام لڑائی ہوتی رہی یہانتک کہ دشمن صلح کے خواستگار ہوئے اور صلح ہوگئی تب فوج شاہی بھاندور کو جو کھیری سنگہ نبیرہ چیتر سنگہ کا مضبوط قلعہ تھا پھری کھیری سنگہ رات کو بھاگ گیا اور اُسکا قلعہ لے لیا گیا دو یا تین اور قلعجات اسیطرح بر حیطہ تصرف مین آئے +

شاہ آباد مسکن چیتر سنگہ پر سب سے پیچھے حملہ کیا گیا لوگ بیان کرتے تھے (شاید کچھہ مبالغہ ہو) کہ یہہ قلعہ مثل قلعہ گوالیار کے مضبوط ہے بعد تھوڑے عرصہ کے چیتر سنگہ نے مقابلہ کرنا چاہا اور محمد خان نے اوسکو بلا لینے کی کوشش کی یہہ بات قرار پائی کہ چیتر سنگہ محمد خان کی فوج کا شریک ہووے اتنے مین خبر پہونچی کہ باجی راؤ نے ایک تازہ حملہ کیا ایک رات پیشتر اُس دن کے جو کوچ کے لئے مقرر ہوا تھا چیتر سنگہ نے اپنی تنخواہ کا دعوی پیش کیا یہہ بھی منظور کیا گیا لیکن رات کو چیتر سنگہ روپوش ہوگیا اور اپنے ملک کو چلدیا چونکہ خطرہ بڑھتا گیا

محمد خان نے سوای سرونج کو لوٹنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا +

خبر تھی کہ مرہٹے دیہات کھچن واوہان و سیوتی مین کثیر التعداد تھے اگرچہ دکھن مین یہہ لوگ
چوتھہ یعنے چہارم ہی کہا کرتے تھے مگر اُنھوں نے مالوہ و گجرات کے قصبہ جات و دیہات
مین تین حصون سے بھی زیادہ لیئے چونکہ اس سال (یعنے ۱۱۴۲ھ) اُنہون نے اپنی تئین
جانب گجرات بالکل سلامتی مین سمجھا تو ایک لاکھہ سوار مالوہ مین لائے فتح سنگھہ کا زندہ ساہو
وپیلاجی جادون و انند راو جرادرا ودا نپوار و شاماجی و دیگران نے معہ تئیس ہزار سے زیادہ سوارون کی
کھلاسا کے قریب مشرقی رخ پر شہر سرونج سے جانب چندیری بفاصلہ سات کوس سرونج سے
مقام کیا جمنابرادر باجی راؤ و ملہار و دیگران معہ فوج تئیس ہزار سوارونکے قصبہ امتوارہ مین پڑے
ہوئے تھے اور بھی فوج قریب بارہ ہزار کے تھی جسنے نربدا کو عبور نہین کیا تھا دوسری فوج
دس سے بارہ ہزار تک خیال کیجاتی تھی مالوہ کی جانب گڈہ کے راستہ سے
بڑھ رہی تھی اسطرح سے کل افواج اعدا اسنی یا نوّے ہزار چہار طرف سے بڑھتی آتی تھیں +

جسوقت مرہٹون نے نربدا کو عبور کیا تو زمیندارون نے اپنے گماشتے بھیجے کہ تعداد
کھنڈلی کی جو لگائی جاوےگی مقرر کرلیویں تب روپیہ ادا کردیا گیا اور پھر یہہ راجہ اپنی علاقون
کی طرف سے مطمئن ہوکر اپنے گھرون مین ٹھہرے زمیندار شیوپوری و کلارس و دیگران
بے کفیل ای کہ ہم برابر سالانہ خراج ادا کرتے رہینگے راجہ اچھا و بھدوریا راجہ و سپران
چتر سال و راجہ دتیا نے جسقدر خراج اُنکو دیتا تھا اُسکا مقدار معین کرلیا زمینداران
مالوہ نے مرہٹون کے ساتھہ پگڑی بدلی اور اتحاد کرلیا +

و مبالغه سمجها جاوے تو کوئی ایسا شخص بهیجدیا جاوے جس کے لکھنے پر اعتماد ہووے اور
جو اس طولانی کو کم کرسکے مین بخوشی اُس کی ماتحتی مین کام کرونگا اگلے زمانه مین دکن
مین سات بادشاه تھے مگر شاہان سلف نے اُنکو فتح کیا بمقابله اِسکے کیسا آسان ہے که اس
طائفه دزدان سے ملک کے ایک گوشه کو نجات حاصل ہووے اگر حضور شاہجہان آباد چھوڑکر
مالوه مین فوج لاوین اگرچہ یهه معاملات اِسطرح پر چند روز اور چلے گئے تو یهه مفسده بهت جلد
ہندوستان تک پھیل جاویگا بدین وجهه یهه بهتر ہے که مرہٹون کی دست اندازیان ایکبارگی
روکدیجاوین **شعر** سرچشمه باید گرفتن بمیل ٭ چو پر شد نشاید گذشتن بپیل ٭
بالعوض کمک سافی کے خطوط دربار سے بنام چند زمینداران کے بدین ایما آئے که
ایک نیا نظام مقرر ہوا چاہتا ہے تم لوگ اُسکی آمد کا انتظار کرو اور محمد خان سے مت متفق
ہو اسیطرح کی جرأت انگیز خطوط مرہٹون کو بھیجے گئے اگرچہ نظام الملک سے مدد کیواسطے
محمد خان نے عرض کی تھی مگر اُس نے بھی کچھه اشاره نه کیا تب کچھه فاصله سے مدد
حاصل کرنے کی کوشش کی گئی از روے ایک پروانه مورخه ۲۰ رمضان (مطابق
۶ مارچ ۱۷۳۲ع) سنه ۱۴ جلوس مین نواب نے ستره ہزار روپیه لاہور کے صرافون پر
ہنڈی کراکر سرداران (تمانداران) افاغنه کو کابل مین رہتے تھے بھیجی اُسمے درخواست
کی گئی تھی که رنگروٹ بھرتی کرو مگر کوئی شخص بھرتی ہونے نه آیا ٭
محمد خان نے عرایض کے جواب مین دربار سے ایک ملامت آمیز خط مرسله خاندوران
بمضمون آیا که تم نے مرہٹون کو تمام ملک مین پھیل جانے دیا اور تمہارے کارندون

نے اُنکے ہمراہ ہوکر اُنکو مناسب راستے بتلائے اُس مین یہہ بھی لکھا تھا کہ دشمنوں کا
ارچھا و ترودار مین پہنچ جانا تمہارے گماشتون کی سازش سے ہوا خاندوران خان لکھتا ہی
کہ مین نے بڑی سعی و کوشش سے پرگنہ اکبرپور کا عطیہ سنہ ۱۱۴۶ فصلی سے از سرِ نو
حاصل کیا ہی حالانکہ حضور فرماتے تھے کہ چند سال ہوئے کہ یہہ پرگنہ صرف ایک فصل کیواسطے
عطا کیا گیا تھا اور افسران دیوانی بھی اعتراض کرتے تھے کہ وہ خالصہ بھی دوسرے خط
جو اُسیوقت مین لکھا گیا تھا خان دوران خان بڑے شد و مد سے اپنی دیانتداری کا بیان
کرتا ہی اور کہتا ہی کہ سوائے اُس جاگیر اضافہ شدہ کے جسکی قیمت ایک کروڑ دام تھے
اور جو سیدون کی عملداری مین سنہ ۱۷۱۳ء لغایت سنہ ۱۷۲۰ء) مجھکو عطا ہوئی تھی مین نے کچھہ
نہین پایا ہی علاوہ اِسکے اور کوئی چیز مجھکو حرام کے برابر ہی پھر مجھہ کو موقوفیون اور اسامیون
اور جاگیرون پر تقرر کرانے سے کیا ملیگا جب تم مالوہ پر متعین ہوئے تھے تو بوجہہ دوستی
کے مینے اپنے ایک خاص رشتہ دار کو جسکو پہلے وہ جگہ نامزد ہوئی تھی بڑی مشکلون سے
علیحدہ کرایا تھا ✣

جلد ایک فرمان خاص دستخطی بادشاہ سرونج مین پہنچا جسمین محمد خان کو اطلاع دی گئی تھی
کہ راجہ جیسنگہ سوائی تمہارا جانشین مقرر ہوا تم مستقر الخلافت اکبرآباد مین حاضر ہو وہان
مابدولت بھی بعد شکار کھیلنے کے محفوظ جنگلات شیولی مین جو نزدیک دہلی کے ہی تشریف
بری کا قصد کرتے ہین اطلاع اپنی برطرفی کی کچھہ پیشتر تاریخ ۴ جمادی الاول (مطابق
۱۲ اکتوبر سنہ ۱۷۳۲ء) محمد خان کو بذریعہ خطوط مرسلہ قایم خان اسپر خود و خطوط مرسلہ منگل خان

سے جو دہلی کو بغرض جمع کرنے سپاہ اور روپیہ کے گیا تھا اور نیز خطوط مرسلہ پیر علیخان سے
جو دربار مین محمد خان کا قایم مقام تھا پہنچ گئے تھے احکام مقیم خان کے نام جاری ہوئے
کہ قصبہ اوجین و دیگر مقامات کو راج ادھراج کے نوکرون کے حوالے کر کے محمد خان کے پاس
حاضر ہو ۶ ماہ رواں کو (مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۷۳۲ء) نواب کا خاندان و متعلقین اپنے گھر کو
روانہ ہوئے منگل خان نے جو آدمی جمع کئے تھے وہ برضای بادشاہ راج ادھراج
(جی سنگہ سوائی) کے نائبون کے حوالے کر دیئے گئے تب محمد خان مالوہ کو چھوڑ کر
اکبر آباد مین بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی (مطابق ۶ دسمبر ۱۷۳۲ء) پہنچا جہان کہ دو برس
سے نہ گیا تھا +

علاوہ روپیہ کے تنگی اور فوج کی تمام ناکامیابی کی تین وجوہ تھے جو محمد خان کی موقوفی
کا باعث تھی (۱) شکایتیں جاگیرداروں کی جو محل مین رسوخ رکھتی تھی (۲) حملہ جی سنگہ
نرواری پر جسکا معاون اُسکا دوست حافظ خدمتگار خان اور دیگر اشخاص تھی (۳) دوستی
درمیان محمد خان و نظام الملک کے جس کے افعال پر چند ذی اختیار شخصون کا مجمع بڑے
حسد سے نظر رکھتا تھا بعدہ مرہٹون کا جلد بڑھنا محمد خان کی بیانات کی صداقت کرتا ہے
اور یہہ ظاہر ہے کہ محمد خان نے قلیل سپاہ و روپیہ سے اگر زیادہ نہین تو اُسیقدر کار دکھایا
جتنا کہ وزیر اور امیر الامرا نے بمدد کل فوج سلطانی کے انجام کو پہنچایا +

مہمات بمقابلہ مرہٹان

(۱۱۴۵ھ لغایت ۱۱۴۹ھ مطابق ۱۷۳۲ء لغایت ۱۷۳۶ء)

سنہ ۱۵ جلوسی مین (مطابق ستمبر سنہ ۱۷۳۲ء لغایت اگست سنہ ۱۷۳۳ء) جب محمد خان اکبرآباد پہنچا
تو کچھہ عرصہ کے بعد اُس کے پاس ایک فرمان مرسلہ بادشاہ بدین مضمون پہنچا کہ خبر ہی کہ
مرہٹے سرونج و نروار کے درمیان مین ہین اور زمینداران فرقہ اسسیت کے لوٹنے مین مصروف
ہین جمدۃ الملک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اُنکے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا گیا ہی اور تم بھی
اُنکے شریک ہو اعتماد الدولہ نے بھی ایک خط اِسی مضمون کا محمد خان کو لکھا تھا +

قمر الدین خان وزیر الممالک کے ہمراہ ظہیر الدولہ محامد جنگ معہ بھائی کے اور خان فیروز جنگ
ولد آصف جاہ نظام الملک اور داماد وزیر کے آئے اور جب اکبرآباد پہونچے تو محمد خان
اُنسے ملنے اور اُنکا استقبال کرنیکے واسطے نکلا دوسرے دن وزیر نواب کے گھر آیا اور
مصر ہوا کہ اِس مہم مین شریک ہو محمد خان اِس جنگ کو بطور جہاد کے سمجھکر شریک ہونے
پر رضامند ہوا نبہہ ہی خان فیروز جنگ و محامد جنگ کے محمد خان نروار کے اُسطرف
مقام لودہ ڈانگر کی طرف جو کلارس کی جنوبی طرف واقع ہی بڑھا وہان سُنا کہ کافرون نے
نربدا کو عبور کیا ہی لیکن راجہ جیسنگہ سوائی نے اِسو جہہ سے کہ اُنکی راہ مسدود نکر سکا
اپنا اسباب مکان پر اپنے ملک کو روانہ کر دیا اور خود بھی ایک منزل اُسطرف کو روانہ ہو چکا ہی
وزیر نے جس کے پاس ایک خط راجہ جیسنگہ سوائی کا آچکا تھا محمد خان کو اسو جہہ سے کہ موسم
بارش قریب آگیا ہی اور اسوقت کچھہ اور نہین ہو سکتا ہی تاکیداً واپس آنے کو لکھا محمد خان بمطابق
حکم مذکور لوٹ پڑا اور شیوپری مین وزیر سے پھر مل گیا۔

پھر اُنہون نے واسطے سرکوبی لیسر اُدارو کے کوچ کیا جس کے اغوا سے جان نثار خان فوجدار

گوڑہ جو وزیر کا داماد تھا قتل ہوا تھا ۹ محرم سنہ ۱۱۴۶ھ (مطابق ۱۱ جون سنہ ۱۷۳۳ع) یہہ لوگ غازیپور پہنچے راجہ کے قلعہ پر طلوع آفتاب کے ۴ گھنٹہ بعد سے بہت رات تک گولہ اندازی ہوتی رہی دن مین قلعہ کے خندق کے نزدیک جو مکانون کے گرد تھے توپخانے قایم کردے گئے بھگونت تاریکی مین بھاگ گیا اور سوتھر مین جو ایک مضبوط جگہ اُسی کے قبضہ مین تھی پناہ گیر ہوا تب محمد خان دریائے جمن پر نزدیک گھاٹ چارکھاجری کے خیمہ زن ہوا اور فوج مفرورین کے تعاقب مین گئی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان نے کچھ روپیہ لیکر اس معاملہ کو طی کرلیا لیکن خاص اُسکے خطوط مین کچھہ بیان نہین ہی کہ یہہ معاملہ کیسے انجام کو پہنچا معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان مظفر خان کی مہم مین جو سنہ ۱۶ جلوسی مین (مطابق سنہ ۱۱۴۶ھ - سنہ ۱۱۴۷ھ ستمبر سنہ ۱۷۳۳ع - ستمبر سنہ ۱۷۳۴ع) ہوئی شریک نہ تھا اور نہ مہم قمر الدینخان مین جو سنہ ۱۷ جلوسی مین (مطابق سنہ ۱۱۴۷ - سنہ ۱۱۴۸ھ) ہوئی شرکت رکھتا تھا اُسوقت مین محمد خان کو ایک خطرناک مرض پیدا ہوا تھا یہانتک کہ چودہ روز تک اُسنے سوائے آب برنج کے نہ کچھہ کھایا نہ پیا +

سنہ ۱۱۴۸ھ مین (مطابق مئی سنہ ۱۷۳۵ع - مئی سنہ ۱۷۳۶ع) یا سنہ ۱۱۴۹ھ مین (مطابق مئی سنہ ۱۷۳۶ع - سنہ ۱۷۳۷ع) محمد خان نے بادشاہ کو خبردی کہ پیر باجی راو معہ دیگر افسران کے بندیل کھنڈ مین ہی اور کچھہ لوگ معہ ۲ یا ۳ سو سوارون کے جمنا کے کنارون پر آئے تھے اور بہت سے مقامات تحقیق کئے جہانپر کہ دریا پایاب تھا اور یہہ بھی افواہ ہی کہ یہہ لوگ دواب مین اُتر آنے کا قصد رکھتے ہین بجواب اِسکے بادشاہ نے تحریر فرمایا کہ پسران چترسال دشمنون سے سازش رکھتے ہین اور اُنہون نے دشمنون کو راہ دی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وے

لوگ کوڑا کالپی اٹاوہ کو لوٹینگے سربلند خان مبارز الملک سے نام ان کے روکنے کے لئے
احکام صادر ہوے اور محمد خان کو لکھا گیا کہ وہ خاموش نہ بیٹھے بلکہ گوالیار کی جانب روانہ
ہووے اور بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ بنفس نفیس الہ آباد کو جاوے - محمد خان نے اس حکم
کے جواب مین یہہ تحریر کیا کہ میرے ذمہ مالوہ کی مہم کی بابت ابتک ایک سال کی تنخواہ
فوج کی باقی ہی اسوجہہ سے فوج کی بھرتی سے معذور ہون اور اس شکستہ حالی کے ساتھ
مین گوالیار جانا مناسب نہین جانتا اسکے علاوہ مین بیمار بھی ہون لیکن میرا بیٹا اکبر خان
اگر گوالیار کا فوجدار مقرر کیا جاوے تو بہتر ہی +

محمد خان نے ایک خط مین وزیر کو ظاہر کیا کہ تنہا بلا رفقا کے دربار مین مجھے حاضر ہونے مین
تامل ہی اور اسنے اپنے بیٹا قایم خان کو معہ اسقدر فوج کے جو اسکے پاس موجود تھی بھیجا
اور یہہ ظاہر کیا کہ اگر عہدہ صوبہ داری اور دس کروڑ دام مجھکو عطا فرمائے جاوین تو مین جسقدر
فوج مطلوب ہی مہیا کرسکتا ہون غنیم کے مقابلہ کے لئے پچاس ہزار فوج درکار ہی اور محاصل
ایک صوبہ کا اس مین صرف ہو جاویگا اور بلا کافی فوج کے گوالیار جانے اور وہان ہاتھہ پیر
سکوڑ کے بیٹھے رہنے سے بجز اسکے کہ دشمن کو مقابلہ کی جرأت زیادہ ہو اور کوئی فائدہ نہین
ادھر خان دوران خان امیر الامرا نے محمد خان کو دو خط بھیجے جنکا یہہ مضمون تھا کہ سنا گیا ہی کہ جمنا جی
راجہ جیسنگہ کو مالوہ سے نکالتا ہوا براہ سرونج اور بندیل کھنڈ کے گوالیار سے آگے بڑھ آیا اور اس ملک
کو لوٹ لیا لہذا تمکو چاہیئے کہ ایک بھاری فوج اکبر آباد کی نواح سے مرتب کرو - روپیہ سے مدد کیجاویگی +
برہان الملک بھی اکبر آباد کی جانب حسب الحکم روزانہ کوچ کرتا ہوا جارہا ہی - فخر الدولہ برادر خاندوران خان

بھی ایک فوج جرار کے ساتھہ راہ مین ہی راو بدن سنگہ جاٹ بھی عنقریب الہ آباد پہونچیگا یہہ سب شہر کی حفاظت مین مدد کرینگے ۔

نصرت یارخان اور رای شیوداس راجہ جیسنگہ سوائی ناظم کے دونو نائبون سے بھی مدد ملیگی اس تمام اہتمام سے اصلی غرض یہہ ہی کہ اُس صوبہ کا بچاو کیا جاوے اور شہر مین امن و امان اور ہندوستان کا جو شہرہ اور نام ہی وہ بحال رہے قایم رہے مبارزالملک عنقریب گوالیار پہونچیگا اور راجہ بھدوڑیا نے اگر اپنے خانگی ترددات سے نجات پائی تو وہ بھی شریک ہوگا راجہ جیسنگہ سوائی نے بھی محمد خان کے ساتھہ باب مراسلت وا کیا اور اُسکو نقل و حرکت پر ترغیب دی اول تو محمد خان نے جیسنگہ کے جواب مین طعن و تشنیع پر ٹالا اور یہہ کہا کہ آپ کے پاس علاوہ آپ کے وطن کی ریاست کی جس کی آمدنی ایک صوبہ کے برابر ہی ایک ثلث مالوہ اور ایک چہارم صوبہ دہلی اور تمام نظامت اکبر آباد کی ہی ۔

ملک جیپور کے مرہٹہ اقوام راجپوت و بوندیلا کے ساتھہ موافقت ظاہر کرتے ہین لیکن یہہ صرف اُن کی فیلسوفی ہی خدا جانے وہ کہانتک کی خبر لینگے ایک ہندوستان ہی ہیچ کیا وہ تمام بنگالہ مین پھیلے ہوئے ہین اِس امر کا غالبًا آپ کو یقین واثق ہوگا کہ جب کبھی اُنھون نے کہین محفوظ مقام پالیا تو وے آپ کو گدی سے اُتار دینگے اور جن مقامات کی حفاظت کا اِسوقت اقرار کرتے ہین اُنہیں پر قبضہ کرنے کا قصد کرینگے ۔

محمد خان کو جو دوبارہ ملازمت قبول کرنے سے اِنکار تھا وہ راجہ جیسنگہ کی بذل و عطاء زر نقد و جاگیرات کی وجہہ سے رفع ہوگیا لیکن قبل اسکے کہ محمد خان میدان مین پہنچے مرہٹے

موضع ادریا اور سراے جیت مل واقع ضلع اٹاوہ کے مقابل کے گھاٹون سے دریاے جمنا کو عبور کرکر خانپور دیراپور منگل پور سکندرہ اور شیوگن پور کو تخت و تاراج کر چکے تھے علاوہ اسکے انکی تحصیل کرنیوالے لوگ دواب کے زمیدارون اور فوجدارون سے کھنڈنی وصول کر چکے تھے اور انکی کچھہ جماعتین ملک گوالیار مین پھیل گئی تھیں اور موضع بھجی پور کا بھی محاصرہ کرلیا گیا تھا اور موضع انتری کے باشندون نے جنکی نسبت یہہ بھی اشتباہ تھا کہ وہ دشمنون سے ملے ہوئے ہین گوالیار مین پناہ لی تھی اور شاید زمیداران راوجہ شکست پا چکے تھے ...

۷ رمضان ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۱۰ جنوری ۱۷۳۶ء کو نواب محمد خان کی فوج نے دریاے جمنا کا عبور شروع کیا محمد خان نے اپنی روانگی کی تاریخ ۱۴ شوال مقرر کی تھی لیکن چونکہ یہہ خبر معلوم ہوئی کہ مرہٹے دہلی کے قریب پہونچ گئے اس سبب سے باشندگان اکبرآباد و نیز اسے شیو داس نایب خایف ہوگئے دشمن کی فوج جو بھداور مین ہے شاید کسیوقت موقع پا کے اور دریا اترکر شہر کا محاصرہ کرلے ۔

سپے در پے خبرین پہنچین کہ مرہٹے نورآباد سے گذر کر اکبرآباد کی طرف چلے آرہے ہین اور ایک گروہ انکا موضع انتری ملک بھداور مین ہے چنانچہ ۲۱ رمضان ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۳۶ء کو ایک دستہ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیدل کا زبردست خان و رسول خان وغیرہ کی کمان مین اس غرض سے دھولپور بھیجا گیا کہ وہ دریاے چمبل کے گھاٹون کی حفاظت کرے زمیداران اقوام دندونہ وسنگروار دوار و نون پوری اور گوجر کو خلعت عطا ہوکر تاکہ بندی کی واسطے جا بجا متعین

ہوئے اگرچہ نایب فوجدار دھولپور کا بھاگ گیا تھا تاہم انصرام اس کام کا حسب دلخواہ ہو گیا ایک
جماعت غنیم کی نورآباد پہونچکر رذالہ گھاٹو تک آئی لیکن اُسکو عبور ممکن نہ ہوا ادھر محمد خان نے
بھی اسیطرح کی خبرداری اکبرآباد مین رکھی آخرکو مرہٹے بھدادر واپس گئے اور اپنی فوج مین چلے
محمد خان معہ دو ہزار مئو کے اور ایک ہزار خاص گوالیار کے آدمیون کی جو زیر حکم کالیخان خٹک
اور شیر خان ورکزئی اور احمد خان آفریدی کی تھی گوالیار پر قبضہ کئے ہوئے تھا - پر دی ہشیاکائین
ما یحتاج کی شروع ہو مین اور فوج کی تنخواہوں کے لالے پڑے یا قوت خان بہادر پانچ
لاکھ روپیہ لانے کے غرض سے گھر بھیجا گیا لیکن نہایت دشواری سے ایک لاکھ بیس ہزار
روپیہ اُسکو بہم پہنچا یہہ گویا ایک قطرہ پانی کا تھا کہ جلتی آگ مین بوجھانے کے لئے ڈالا
جاوے محمد خان اگرچہ بہت مستعد اور خوشدل تھا لیکن روپیہ اُسکے پاس نہ تھا تو کیا کرتا
ایک سال تک بحالت انتظار امروز فردا کے وعدون پر اکبرآباد مین مقیم رہا -
محمد خان کی کوششین اس سبب سے اور بھی بیکار تھیں کہ دربار کی مصلحت ملکی کا مطلب
اُس کی سمجھہ مین نہین آتا تھا اُسکا بیان ہو کہ اس چیستان کا مطلب اُسکی سمجھہ مین نہیں آیا کہ
وہ تو دھولپور پر فوج کشی کے حکم کا منتظر تھا اور مخالفین نے دہلی مین پہنچکر بادشاہ کی حضور مین
بار پایا دسے موافق کیے گئے اور اُنکو انعام عطا ہوئے اگر وہ دھولپور جاتا اور دشمن سے لڑتا
تو شاید وزرا یہہ کہتے کہ امن مین خلل ڈالا گیا اور خرخشہ پیدا کیا گیا -
محمد خان کہتا ہی کہ باجی راؤ کے ایک لاکھ سوار بوندیل کھنڈ بھدادر گوالیار مین تھے اُن مین
سے کچھہ بارا دہ لوٹنے کوڑا کے کالپی کی طرف گئے تھے -

پسران چتر سال اور بھگونت سا کن غازیپور ضلع فتحپور نے اُنکو لاکھون روپیے دیئے اور کروڑون روپیہ اُس ملک سے اُنکے واسطے تحصیل کروا دینے کا اقرار کرلیا تھا۔
دیگر راجگان قوم ہنود اور زمینداران اسنوی دریاے جمنا و چمبل نے اپنے کان کھڑے کرلیے تھے بلکہ مالوہ کے کچھ مسلمان بھی اُنکے ملازم ہوگئے تھے راجہ بھدور یہ بھی اورون کی طرح باغیون کے ساتھہ موافق ہوگیا تھا باجی راؤ نے کسی حال میں راجہ ساہو کی ملازمت ترک نہین کی نہ مرہٹون نے شاہی ملک کا لوٹنا چھوڑا۔
نواب محمد خان کی کچھ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ ایسے نازک وقت مین برہان الملک کیون اپنے صوبہ کو بھیجا گیا اور راجہ ابھی سنگہ والی مارواڑ کو کیون گھر جانے کی اجازت دیگئی۔
راجہ جیسنگہ سوائی کی بعض تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار آٹھوین ربیع الاول ۱۱۴۹ہجری مطابق ۵۔ جولائی ۱۷۳۶ کو باجی راؤ اور اُسکی بیٹی نے شاہی اطاعت قبول کی باجی راؤ نے رانوجی سندیا اور ملہار ہلکر اور یسونت رائے نپورا اور دوسرے رفقا کے ساتھہ راجہ جیسنگہ سوائی سے بمقام دھولپور ملاقات چاہی اور ایک اقرار نامہ مہری دستخطی اس مضمون کا تحریر کیا کہ مین خلاف اپنے عہد و پیمان کے کوئی فعل نہ کرونگا۔
باجی راؤ ۱۳۔ ماہ مذکور کو روانہ ہوا اور راجہ جی سنگہ صوبہ اجمیر کی جانب بڑھا جہان کہ راٹھورون نے مفسدہ برپا کررکھا تھا ظاہرا یہی زمانہ تھا کہ باجی راؤ کو نایب نظامت مالوہ کی ملی۔
اُسی سال تھوڑے عرصہ کے بعد مرہٹے دوآب مین اُترآئے اور فیروزآباد و اعتماد پور جلیسر کو لوٹ لیا برہان الملک نے کچھ انتظار بقیہ فوج شاہی کا نہین کیا اور انپر حملہ کرکے جلیسر

کے قریب اُنکو شکست دی تب خاندوران خان بھی دہلی سے فوج کثیر ہمراہ لیکر روانہ ہوا
محمد خان بھی معہ بارہ ہزار فوج کے اُسکے ساتھہ تھا۔

شروع ذالحجہ ۱۱۴۹ھ ہجری مطابق مارچ و اپریل ۱۷۳۷ع کو خاندوران خان اور محمد خان کی متھرا
کے قریب برہان الملک سے ملاقات ہوئی ہنگام مراجعت انکے بجانب دہلی کے موضع مترول
کے جاٹ موضع کودل اور پلول کی درمیان مین اُنپر آگری اور مال و اسباب لوٹ کر لیگئے
بعد اُسکے بموجب فرمان بادشاہ کے محمد خان اکبرآباد کی حفاظت کے لئے لوٹا۔

محمد خان کا بنگال اور پٹنہ کی درخوست کرنا اور الہ آباد اُسکو ملنا

قایم خان اس عرصہ مین حاضر دربار تھا اُسی کی سعی اور تحریک سے بادشاہ نے محمد خان
کو پٹنہ اور بنگالہ دینے کا وعدہ کیا لیکن اس نظر سے کہ مہابت جنگ سے جو اُسوقت
صوبہ دار بنگال کا تھا یہہ امر پوشیدہ رکھا جاوے کوئی سند عطاے صوبہ کی تحریر
نہین ہوئی بلکہ صرف ایک تحریر دستخطی بادشاہ کی بعوض سند کے حاصل کر لی گئی محمد شاہ
کے مزاج مین استقلال نہ تھا اسوجہہ سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُسکو ترددات
پیدا ہونے لگے تب محمد خان نے چاہا کہ قایم خان میرا بیٹا عظیم آباد و پٹنہ کا ناظم مقرر
ہو جاوے اور ولی عہد بہادر کو صوبہ بنگال عطا ہو کر مین نایب اُنکا مقرر کیا جاؤن ہرچند
کہ محمد خان نے تمام جائداد مضبوطہ علی وردی خان کے حضور مین بھیجا اور دس یا پندرہ
کرور اُس محاصل کا جو سرفراز خان نے بھیجا تھا دینے کا وعدہ اور نیز ہر قسم کی ذمہ داری کی بابت
جو مطلوب ہو عہدنامہ تحریر کر دینے کا اقرار کیا لیکن باانہمہ اُس کی یہہ استدعا قبول

نہیں ہوئی تب الہ آباد کی درخواست کی گئی برہان الملک بھی اُسی صوبہ کا خواستگار تھا اور برہان الملک
ہر طرح محمد خان سے باعتبار ترقی اور وقعت کے زیادہ تھا برہان الملک نے پندرہ لاکھ روپیہ
پیشکش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا اُس کی شرطین یہہ تھیں کہ مجھکو صوبہ الہ آباد
تمام دست اندازیون سے بری کرکے بشمول جونپور و غازیپور و کہنہ سرائے و بنارس و جاجمؤ و
مانکپور و گھورا و کالنجر وغیرہ کے دیا جاوے اور کوڑا اور قنوج بھی میرے تابع رہیں اور سرکار
گوالیار خضر خان کو بطور صوبہ کے عطا ہو کر نظامت وہان کی میرے نام زد ہو بغیر داخل ہونے
کوڑا کے پسران چتر سال اور بھگونت کی مین راہ بند نہیں کرسکتا ہون اور اگر میری حکومت وہان
نہ رہیگی تو میری دست اندازی سے ہمیشہ مفاسد برپا ہوتے رہینگے قنوج جو بھدوریہ راجہ ایک
اجنبی شخص کے قبضہ مین ہی میرا وطن ہی اور جب تک وہ میرے قبضہ مین نہ ہو مجھکو الہ آباد
کے قیام کی حالت مین اطمینان نہیں رہیگا آخر کو فرمان تقرر بتوسط قمر الدین خان جین اعتماد الدولہ
وزیر کے بھیجا گیا اور محمد خان کو حکم ہوا کہ وہ فی الفور معہ پانچ سو سوار کے دربار مین حاضر ہو شروع
رجب ۱۱۴۸ ہجری مطابق نومبر و دسمبر ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد محمد خان کو عطا ہوا چند ماہ کے
بعد یعنے ۴ محرم ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ مئی ۱۷۳۶ء کو سربلند خان پھر بحال کیا گیا ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ بعد اُسکے محمد خان سے پھر وعدے بحالی کے ہوئے تھے لیکن اُسکے استحقاقون پر امیر خان
عمدۃ الملک کو ترجیح دیگئی اور ۱۷۳۹ء مین صوبہ الہ آباد پر نامبردہ مامور ہوا امیر خان کے قتل پر
۱۱۵۹ ہجری مطابق جنوری ۱۷۴۶ء لغایتہ جنوری ۱۷۴۸ء مین صوبہ الہ آباد عبد المنصور خان
صفدر جنگ کو پہنچا سربلند خان کو حکومت تفویض کرنے پر نواب محمد خان نے راجہ جسونت سنگہ بھدوری

والے کے بارہ مین بہت سعی اور سفارش کی جسکو کہ دربار مین منصب سہ ہزاری کا معہ دو ہزار سوار
اور خطاب راجہ اور نشان نقارہ کے عطا ہوا تھا راجہ جسونت سنگہ کو خدمت راہداری کی بنارس سے
الہ آباد تک مفوض ہوئی اور اُسنے راہون کے مامون رکھنے کی خدمت کو بہت اچھی طرح انجام دیا مگر
مودھا کے راجہ جی سنگہ نے دست اندازی کرکر پرگنہ بھدوئی سے بہت سا روپیہ تحصیل کر لیا
محمد خان نے چاہا کہ جسونت سنگہ آیندہ ظلم سے محفوظ کیا جاوے - محمد خان کو راجہ جسونت سنگہ
کی طرفداری اسوجہہ سے منظور تھی کہ راجہ کی ایک لڑکی اُسکے عقد مین تھی اور راجہ جسونت سنگہ
ایک مرتبہ محمد خان کی طرف ہوکر لڑا بھی تھا یعنے ۱۱۴۶ سنہ ہجری مین جب محمد خان دوبارہ الہ آباد
کے صوبہ پر مقرر ہوا سربلند خان نے اپنے نایب شاہ نواز خان کو جو اُسکا لڑکا بھی تھا خفیہ طور پر
شاہجہان آباد سے یہہ لکھا کہ صوبہ دار جدید یعنے محمد خان کے آنے مین تعرض کرنا چاہیئے
اُدھر جسونت سنگہ محمد خان کی تحریک پر دو ہزار سوار بیس ہزار بندوقچی لیکر بھدوئی سے
اریل کی طرف روانہ ہوا اور راہ مین لعل بکرماجیت لپسر جوگراج گھلوار راجہ بجی پور اور کنٹیٹ
اُسکے ساتھہ ہوا اِن دونو کی یہہ راے ہوئی کہ سید محمد خان حاکم اریل پر حملہ کرنا چاہیئے اس ہنگامہ
کا حال سنکر شاہ نواز خان بمعیت ایکہزار سوار کے جو بر حکم شیخ الہ یار مصنف کتاب حدیقۃ الاقالیم
کی تھی قلعہ لالچاپوہ پرگنہ سنگرور سے روانہ ہوا اور تمام رات چلکر کسوندہن کے گھاٹ دریاے
گنگا کا عبور کیا قبل اِسکے قبل اسکے کہ وہ پہونچین راجہ جسونت سنگہ سید محمد خان پر حملہ کرکر
اُسکے بہت سے آدمیون کو بھگا چکا تھا باوجودیکہ سید محمد خان بذات خود معہ ایک دستہ
فوج کے جنکی تعداد کوئی تنیتالیس ہو گی ایک آم کے درخت کے نیچے جا گزین تھا لیکن تاہم

اوسکا توپ خانہ اور نشان بردار ہاتھی لے لیا گیا اس عرصہ مین شیخ الہ یار پہونچ گیا اور شاہ نواز خان
نے بائین طرف سے دشمن کا مقابلہ کیا غنیم کی فوج کے سوار یہہ خیال کرکر کہ فتح حاصل ہو چکی ہے
گھوڑونسے اوترکر ایک خشک تالاب کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تھے جب اہل اسلام قریب پہونچ
گئے سائیس بھاگ گئے صرف لعل کبر راجپوت اور جسونت سنگھ اپنے گھوڑون پر سوار ہو پائے بقیہ
آدمی پیدل بھاگ کر ادھر ادھر چھپتے پھرتے تھے اور شیخ الہ یار کی فوج اُنکے تعاقب مین
تھی بہت سے گھوڑے بسبب ناہمواری زمین تالاب کے گر پڑے اور اپنے سوارون کو بھی گرا دیا
شیخ دین محمد بلگرامی کو بسبب اُس کے کہ زرہ بکتر کے بوجھہ مین دبا ہوا تھا اور گھوڑا بھی اُسکا شائستہ
نہ تھا ایک گروہ نے دس راجپوتون کے گھیرا اور گھوڑے پر سے اُسکو کھینچ لیا اسپر بھی اُس نے
دو آدمیون کے سر کاٹ ڈالے اور تیسرے پر اُسکی تلوار ٹوٹ گئی باقی ماندہ سات مین سے ایک آدمی
نے چاہا کہ شیخ دین محمد کے ساتھہ کشتی کرے کہ اس عرصے مین سید محمد ملازم شیخ الہ یار اپنے
گھوڑے پر سوار آ پہونچا اور اُسکو چھوڑانا چاہا لیکن دین محمد نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تم مت بولو
حملہ کرنیوالون مین سے دو شخص بھاگ گئے اور ایک شخص ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور دین محمد نے اُسکے ایک ایسا
گرز مارا کہ وہ مر گیا باقی ایک راجپوت کو سید محمد نے زخمی کیا اُس راجپوت نے اپنی تلوار ڈال کر
جان بخشی چاہی ۔

شیخ الہ یار جسکی عمر اُس زمانہ مین پندرہ یا سولہ برس کی تھی اپنے ہاتھی پر سے اُس معرکہ کو دیکھہ رہا تھا
تین کوس تک برابر تعاقب کیا گیا یہانتک کہ وہ لوگ بجی پور کے پہاڑون تک بھگا دیے گئے صبح کو
سترہ سو میس نعش شمار کی گئین شاہ نواز خان کی جانب تراشی آدمی زخمی ہوئے تھے اور سات آدمی

[margin note, handwritten:] ... [illegible]

جان سے مارے گئے تھے۔

نادر شاہ کا حملہ

جب نادر شاہ نے فروری ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ ہجری مین ہندوستان پر حملہ کر کر کرنال کی قریب
بادشاہی فوج کو شکست دی لڑائی سے ایک روز پیشتر محمد شاہ بادشاہ نے نواب محمد خان کو
ڈیوڑھی کی خدمت سپرد کی تھی یہہ امر بُرائی کے ساتھہ ذکر کیا گیا ہی کہ محمد شاہ میدان جنگ مین
نہین آیا نواب محمد خان کو بادشاہ کے شریک جنگ نہ ہونے کا نہایت ملال ہوا اُسی رنج کی حالت
مین نواب محمد خان اپنے گھر نگبش گھاٹ متصل جمنا کے چلا گیا بہت عرصہ کے بعد نادر شاہ نے اپنے دوست
محمد خان کو یاد کیا بادشاہ نے آدمی بلانے کو بھیجا لیکن محمد خان نے کہلا بھیجا کہ مین بیمار ہون
قاصد کئی مرتبہ آیا گیا آخر کار نادر شاہ کے دو بھتیجے معہ محمد شاہ کی خواص کے بھیجے گئے تب
محمد خان نے کوئی صورت مفر کی نہ دیکھکر اپنے رفقا سے کہا کہ یہہ میرا آخر وقت ہی زرہ اور بکتر
اور چار آئینہ اور خود اور دستانہ پہنکر اور ڈھال تلوار پیش قبض لگا کر دربار شاہی کو روانہ ہو
محمد خان کا بیٹا احمد خان بھی اپنے باپ کے ہمراہ تھا محمد خان نے اپنے بیٹے کو اس غرض سے
ساتھہ لیا تھا کہ محمد خان محض ایک سپاہی آدمی تھا اور فارسی یا ترکی یا پشتو کا ایک لفظ نہین سمجھہ
سکتا تھا اور احمد خان اوسکا بیٹا تینون زبانین جانتا تھا جب محمد خان پہونچا نادر شاہ اور محمد شاہ
کرسیون پر بیٹھے تھے نادر شاہ کے داہنے اور بائین دو دو سو ولایتی ننگی تلوارین لئے ہوئے
کھڑے تھے عرض بیگی نے محمد خان کے حاضر ہونے کی اطلاع کی اور یہہ بھی عرض کیا کہ محمد خان
مسلح ہی اور تلوار باہر دروازہ پر چھوڑنے سے انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین ایک سپاہی ہون

نہ کوئی زمیں اور سپاہی کا زیور ہتھیار ہی نادر شاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کو ہتھیار بند حاضر ہونے
کی اجازت ہی جب محمد خان روبرو حاضر ہوا پہلے اپنے بادشاہ کو آداب بجا لایا اور بعد اُسکے نادر شاہ
کی طرف پھر کر اپنا خنجر بطور نذر پیش کیا نادر شاہ نے اُسپر ہاتھ رکھکر واپس کیا تب محمد خان
محمد شاہ کے داہنی طرف جا کر کھڑا ہوا نادر شاہ نے کہا کہ بھائی میرا محمد بیگ تمہارے تین ملازم
بڑے وفادار ہین باقی سب غدار ہین وہ تین یہہ ہین ناصر خان خاندوران خان اور محمد خان ان لوگون
کی جانب سے کوئی خط میرے پاس نہین پہونچا باقی سبھون نے تمہارے ملک پر حملہ کرنے کے بذریعہ
تحریرات کے مجھکو تحریک کی فقط یہہ سنکر محمد خان نے جان بخشی چاہکر دست بستہ عرض کیا کہ مجھ سے زیادہ
بیوفا کوئی نہ ہوگا کیونکہ اگر مین مضبوط ہوتا تو حضور بے کھٹکے یہانتک نہ پہنچ جاتے اور مجھکو افسوس ہے
کہ مین فوج کی کمان پر نہین بھیجا گیا نادر شاہ نے اسکا کچھ جواب نہین دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خلعت
اور دن کو جو دی گئی تھی اُس سے بہت زیادہ گران بہا اُسکو عطا ہوا خلعت کو پہنکر محمد خان آداب
بجا لایا لیکن نذر پیش نہین کی یہہ امر نادر شاہ کے وزیر کو ناگوار گذرا اُسنے اسکا سبب دریافت
کیا محمد خان نے جواب دیا کہ سونا چاندی پیش کرنا سپاہی کا کام نہین یہہ کام امیرون اور وزیرون
کا ہی مین صرف ایک سپاہی ہون اور میرا سر میری جانب سے نذر ہی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان
ایک مرتبہ پھر دربار مین حاضر ہوا دونون بادشاہ اُسی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور ولایتی ننگی تلوارین
لئے ہوئے داہنے بائین کھڑے تھے نادر شاہ کی فارسی فوج اور چند آدمی محمد شاہ کے میدان مین
بُلائے گئے ایک شیخ زادہ شیخپور کا رہنیوالا محمد خان کے ہمراہ تھا یہہ شخص نہایت تیز و چالاک تھا
لیکن بہت ہی دُبلا پتلا اور پستہ قد تھا تیر اندازی کے فن مین بہت ماہر تھا اور ہر قسم کے تیر اوسکے پاس

موجود تھے نادر شاہ نے ایک پہلوان کو بلایا جو بڑا قد آور جوان تھا اور محمد شاہ سے کہا کہ اُس کے ساتھ
کون کشتی لڑے گا محمد خان نے اُسکے ساتھہ لڑنے کا قصد کیا لیکن شیخ زادہ نے کہا کہ مین لڑون
تو محمد خان نے اُسپر ہنس کر کہا کہ مین نہین چاہتا کہ فوج کی ہنسی ہو لیکن شیخ زادہ نے ایک نہ سنا محمد خان
کو اس امر سے بہت زرد ہوا اور پسینہ اُسکے بدن سے ٹپکنے لگا اور اُس نے جناب باری مین دعا کی اپنے
جوڑ کو دیکھکر فارسی جوان نے کہا کہ مین اُسکو اپنے نیزے کی نوک پر اُٹھا کر پھینکدونگا۔ دونون پہلوانون
نے ایک دوسرے پر گھوڑے دوڑائے فارسی پہلوان نے کئی دفعہ قصد کیا مگر شیخ کو نہ چھو سکا آخر کو اسکا
بھالا شیخ کے جوشن مین گھس گیا اور فارسی نے اُسکو گھوڑی کی پیٹھہ پر سے اپنے نیزہ کی نوک پر مثل
ایک منٹ کے اُٹھا لیا اور کسقدر خون اُس کے بدن سے نکل آیا نادر شاہ ہنسنے لگا اور دوسری جانب
والون کے چہرون پر آثار خجالت کے نمایان ہوئے تب اُسنے زخمی ہونے کی حالت مین سوار کے سر پر
ایک تیر چلایا جو اُس کے خود اور اُسکی زرہ سے گذرتا ہوا اُس کے گھوڑے کی پیٹھہ سے گذر کر زمین پر
گرا فارسی جوان ایک منٹ تک اُسیطرح نیزہ کو ہاتھہ مین لئے ہوئے گھوڑے پر کھڑا رہا شیخ نے اُسی
حال مین کہ نیزہ اُسکے بدن مین چبھا ہوا تھا باواز بلند کہا کہ آؤ اور اس شخص کو ہٹاؤ کیونکہ یہہ مردہ ہے
نادر شاہ نے شیخ کی نہایت تعریف کی اور اُسکو ایک خلعت عطا فرمایا۔ ساتوین صفر ۱۱۵۲ ہجری مطابق
۵ مئی ۱۷۳۹ع کو نادر شاہ تمام مال و اسباب غنیمت لیکر دہلی سے روانہ ہوا محمد خان کے خطوط مین
نادر شاہ کے حملہ کا حال بہت کم بلکہ نہین ہی غالباً اسوجہہ سے کہ وہ اُس زمانہ مین دار الحکومتون مین
حاضر رہا اور خطوط کے لکھنے کا موقع اُسکو بہت کم ملا صرف ایک تحریر مین جو باجی راؤ کے نام تھی وہ
لکھتا ہی کہ جب نادر شاہ نے قندھار پر حملہ کیا تو کابل کے افغانون نے یہہ لکھا کہ ہم کو صرف ایک

سپہ سالار مطلوب ہی اگر محمد خان مقرر کیا جاوے تو ہم نادرشاہ کا مقابلہ کرین جب محمد خان نے
بادشاہ سے اس بارہ مین گفتگو کی تو اول تو درخواست منظور کی گئی لیکن پھر نامنظور ہوئی - جب
باجی راؤ نے نادرشاہ کے چلے جانے کے بعد تمام ارکین کو واسطے برہمی تدابیر خاندان تیمور یہ کے
متفق الراے کرنا چاہا تو محمد خان بھی منجملہ اُن ارکین کے تھا جنکے نام تحریرین بھیجی گئیں نواب محمد خان نے
بہت معقول جواب دیا اگرچہ خود اُسکو اعتراف تھا کہ دنیاوی امور مین اُسکو بہت کم حظ حاصل ہی - دنیا
نقشے است برآب وزیادہ از سراب نیست جسکے ترجمہ مین ایک شعر شاعر کا جسکا نام یہہ ہے سر فرانسز
بیکن لارڈ ویرولم - صادق ہی - یہہ زمانہ عالم خواب ہو پئے تشنہ مثل سراب ہے جو مکین ہی نقش
برآب ہی جو مکان ہی مثل حباب ہی ۱۷۴۰ع مین باجی راو کے مرنے پر ان سب تدابیر کا خاتمہ ہوگیا

اکبر خان کی وفات

قریب اسی وقت کے (۱۱۵۲ ہجری مطابق ۱۷۳۹ع) نظام الملک اور غازی الدینخان اوسکا
بڑا بیٹا مدار المہام مقرر ہوا اور محمد خان کو صوبہ الہ آباد پر بحال کردینے کا وعدہ کیا لیکن خلاف اپنے
وعدہ کے صوبہ الہ آباد امیر خان عمدۃ الملک کو دیدیا اسوجہہ سے محمد خان کو نظام الملک اور
اُسکے بیٹے سے رنج پیدا ہوگیا محمد خان بلا حصول اجازت دربار چھوڑکر اپنی ریاست کو چلا آیا
شیر زمان خان اور ابو صمد خان فوج کثیر کے ساتھ اس حکم سے بھیجے گئے کہ محمد خان کو اُسکی ریاست
سے نکالدین نواب محمد خان چونکہ خود بیمار تھا اس سبب سے اُسنے اکبر خان و احمد خان اپنے بیٹون
کو مقابلہ کے لئے بھیجا اکبر خان کے ساتھ دس ہزار سوار تھے اور احمد خان کے ساتھ پانسو سوار
اور ایک سو زنبورک تھیں علاوہ اسکے سپاہی بھی بہت کثرت سے تھے سکندرہ راہو ضلع علیگڈہ

مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا محمد خان نے اپنے سردارون کو ہدایت کی تھی کہ کسی حال مین اکبر خان کو گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ مین نہ جانے دینا کیونکہ محمد خان کو یہہ خیال تھا کہ اکبر خان ایک نوجوان اور تیز مزاج آدمی ہی ایسا نہ ہو کہ طیش مین آ کر غنیم کی فوج مین گھس جاوے اور مارا جاوے اس سبب سے پٹھانون نے اصرار کر کر اکبر خان کو میدان جنگ مین ہاتھی پر سوار کیا احمد خان کا ہاتھی ایکطرف برابر سے آ رہا تھا کہ اکبر خان نے چلا کر کہا کہ ہاتھی کو پیچھے رکھو تم اپنا ہاتھی میرے برابر کیون لاتے ہو اکبر خان کے مزاج مین نہایت نخوت تھی حالانکہ وہ منجھلا تھا لیکن اسپر بھی اپنے بڑے بھائی قایم خان کو کبھی خیال مین نہین لایا کرتا تھا اور اُسکے ذہن مین یہہ بات تھی کہ محمد خان کے مرنے پر مین اُس کا جانشین ہونگا احمد خان کو بھائی کے اِن سخت الفاظ کا نہایت ملال ہوا اور اپنا ہاتھی علیحدہ تھوڑی دور کو لیگیا لڑائی شروع ہوئی اور دونون سردار جو دہلے سے آئے تھے مقتول ہوے اور پٹھانون کو فتح حاصل ہوئی تب احمد خان نے اُسی رنج کی حالت مین توپون کے مُنہہ اکبر خان کی طرف پھروا کر فیر کا حکم دیا ایک زنبورک کا گولہ اکبر خان کے دماغ مین ہو کر گذرا اور اکبر خان اسی جگہ مر گیا لوگ اُسکی نعش کو گھر لائے محمد خان کو اکبر خان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور تین روز تک وہ تکیہ پر سر رکھکر روتا رہا اور کچھہ نہین کھایا۔

محمد خان کا علی احمد خان کی طرفسے بادشاہ کی حضور مین سفارش وسعی کرنا

۱۱۵۳ہجری مطابق ۱۰ مارچ ۱۷۴۰ء لغایت ۷ مارچ ۱۷۴۱ء کو راجہ ہرنند ناظم مقرر ہو کر ملک کٹیر مین بھیجا گیا اور اُسے حکم دیا گیا کہ علی محمد خان روہیلہ کو نکالدے اِس مصیبت کے وقت مین علی محمد خان روہیلے نے

نواب محمد خان سے استعانت چاہی اور اس امر کی درخواست کی کہ نواب محمد خان علی محمد خان اور راجہ
ہرنند کے درمیان مین پڑکر تصفیہ کرا دے کیونکہ اگرچہ ہرنند نے حریف تاک کی فارغخطی اسکو دیدی تھی
لیکن تاہم اندار دشمنی کے نمایان تھے نواب محمد خان نے نصر الدین خان وزیر کو علی محمد روہیلہ کی سفارش مین خط
لکھا اور یہہ درخواست کی کہ آپ اپنے بیٹے معین الدینخان کو اب راجہ ہرنند کی مدد کے لئے نہ بھیجین اور
یہہ بھی لکھا کہ علیمحمد خان بادشاہ کا مطیع زمان ہے اور ہر سال دربار مین حاضر ہوتا ہے اور سنہ ۱۱۲۹ھ مین
جب عظیم اللہ خان ظہیر الدولہ آپ کے بھائی نے سادات بارہہ پر چڑھائی کی تھی اُسوقت مین یہہ بھی
معہ اپنی فوج کے شریک ہوا تھا اور خدمت نمایان اُس سے ظاہر ہوئی تھی جس شخص کی جانب سے ایسی
خدمات ظہور مین آئی دین وہ تھوڑے سے قصور پر تباہ کیا جانا نچاہئے خاصکر ایسے وقت مین کہ باغی لوگ
یعنی مرہٹے نہایت زور پر مین اگر بالفرض اُس سے کوئی قصور بھی سرزد ہوا ہو تو معاف کیا جانا چاہیئے
محمد خان نے ایک خط اپنے بیٹے قایم خان کو بھی بھیجا اور اُسکو لکھا کہ زبانی بھی وزیر سے اس بارہ مین اصرار
کرنا لیکن ۲۹ محرم ۱۱۵۵ ہجری مطابق ۱۱ مارچ ۱۷۴۲ء کو قایم خان کے خطوط اس مضمون کے پہنچے کہ وزیر کو
اصرار ہے کہ مین اپنے بیٹے میر معین الدینخان کو بادشاہ کی حضور مین اس التجا سے پیش کرونگا کہ وہ
راجہ ہرنند کی کمک کے لئے مقرر ہو کر بھیجا جاوے ::

قبل اسکے کہ قایم خان کے خطوط جواب مین پہونچین محمد خان رحمت خان اور شاہ اختیار کو راجہ ہرنند کے
پاس سفارش کرنے کی غرض سے بھیج چکا تھا رحمت خان نے اثناے راہ سے شاہ اختیار کو یہہ پیام
لیکر واپس بھیجا کہ دو شخص قابل اطمینان اور مطلوب مین چنانچہ مقیم خان اور عبداللہ خان اوسکے ہمراہ
بھیجے گئے اور یہہ لوگ وزیر کا خط بھی اصل لیتے گئے وہ بداون پہونچے اس عرصہ مین رحمت خان راجہ کے

پاس پہنچ گیا تھا اور جہہ روز سے اُس کی لشکر مین مقیم تھا اب وہ رخصت ہوا اور راجہ تین یا چار
دن میں بیس بیس کوس کی منزلین کر کر علی محمد خان کی فوج کے قریب پہنچا جو آنولہ سے آٹھہ کوس پر
پڑی ہوئی تھی اِس درمیان مین محمد خان نے علی محمد خان کو یہہ لکھا کہ اسوقت مین روپے کا خیال
نہ کرنا چاہیے بلکہ معاملات کو طے کر دینا چاہیئے مین نے تمہاری فوج کو کبھی نہیں دیکھا ہی یقیناً وہ
اچھی ہوگی لیکن وہ دوستون کی امداد سے بہت سے بوجہہ احسن انجام پا سکتے ہین تمکو چاہیے کہ
اپنے مقامات کا استحکام کرو اور آدمی اور روپیہ کی فراہمی کا بند و بست کرنا چاہیئے اپنے سب آدمیوں
کو سب جگہ سے بلا کر ایک ناکہ پر تعینات کرنا چاہیئے کوئی غنیم یا مخالف زمین کو کہین اُٹھا نہیں لیجا
سکتا اور جب دشمن پس پا ہو جاوے تو تھانہ جات پھر بدستور قایم ہو سکتے ہیں اگر فوج جا بجا منتشر
رہیگی تو ایک دوسرے کی مدد نہین کر سکتا اگر ایک گروہ کو فوج کی شکست ہوگئی تو باقی سب بیدل
ہو جائینگے مین نے اِن سب امور کا تجربہ کر لیا ہی جہانتک ممکن ہو نرمی کے ساتھہ گفتگو کرنا چاہیئے
اور اِس آفت سے نجات پانے کے لئے روپیہ خرچ کرنا چاہیے اگر کسی طرح معاملہ طے نہ ہوا اور ایکسال
کی آمدنی خرچ کرنے پر بھی کام نہ نکلے تو مضبوطی کے ساتھہ مین تعرض کرنا چاہیئے یہہ معاملہ راجہ
ہر نند کی شکست پا کر مقتول ہو جانے کی وجہہ سے ختم ہوگیا محمد خان نے وزیر سے تا امکان
اپنے علی محمد خان کی سفارش کی اور یہہ کہا کہ علی محمد خاں کا ارادہ لڑنے کا نہ تھا اور یہہ مصیبت
جو پیش آئی اُس مین اُسکا کوئی قصور نہ تھا اور وہ اب بھی اطاعت کے لئے موجود ہی نواب محمد خان
کی خط کتابت اس خط پر ختم ہوئی جس مین پانچوین رمضان ۱۱۵۸ھ ہجری مطابق ۳ نومبر ۱۷۴۵ء کو روہیلون
کا المورہ قسمت کمایون مین پہنچنا درج ہی پہاڑی لوگ سرجو کے پتلے پار بھاگ گئے تھے اور زمیندار

سری نگر اور سمر سور بہت نے اپنے بھائی کو صلح کے واسطے بھیجا تھا برف کے گرنے کی وجہ سے روہیلہ رودر پور کو چلے گئے تھے اور جلد آنولہ کو لوٹ کر آتے تھے محمد خان اپنی تحریرات مین اُس راے کا ذکر کرتا ہے جو اُسنے اس بارہ مین دی تھی کہ چونکہ آب و ہوا نہایت خراب ہے اور پیداوار کم ہے لہذا اُسکا تصفیہ کر لینا چاہیے محمد خان کا بیان ہے کہ ارکین دولت معاملہ کا طے ہونا مثل فتح کے سمجھے اور اُسنے علی محمد خان کو یہہ راے دی کہ وہ دربار مین اِس امر کی اطلاع دے کہ مین آپکے خوش کرنے کے لیے پہاڑ چھوڑ کر انولہ لوٹ آیا۔

نراینداس کا نجیب علی خان کی لشکر کو لوٹنا

نراینداس راجہ جیسنگہ سوائی کا ایک افسر بھدادر مین انتظام قایم رکھنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا نراینداس کے قیام کی حالت مین اُسکی فوج نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے باغی ہو کر نجیب علیخان کے لشکر کو لوٹ لیا نجیب علیخان قمر الدین خان وزیر کی ماتحتی مین ایک افسر تھا جو اُسوقت کہل مین تحصیل کرتا تھا نواب محمد خان نے جو اُسوقت مین شکوہ آباد کا فوجدار تھا امر سنگہ اور شایستہ خان کو نراینداس کے پاس اِس فہمایش کی غرض سے بھیجا کہ وہ سب مال و اسباب جو لوٹا گیا ہے واپس کرے بردل خان معہ کچھہ آدمیون کے نجیب علی خان کی امداد کے واسطے بھیجا گیا اور جعفر خان بخشی کو بھی جو بیرون جات پر تھا تعاقب چلنے کی ہدایت ہوئی منگل خان بھی اسی غرض سے بھیجا گیا جب منگل خان سراے اجیت مل پہونچ گیا اور جعفر خان اٹاوہ کے قریب آگیا تو نراینداس جمنا کے پایاب گھاٹون سے بھاگ گیا منگل خان اور جعفر خان نے اُسکا تعاقب کیا اور ایک ہاتھی اور ہاتھی کے نقارہ اور چند بہلیہ اور توپین معہ گاڑی اور بیل کے اُس سے

لے لینا چاہین نہایت دشواری سے ایک فارغخطی نجیب علیخان سے حاصل کر کے وزیر کو بھیجی گئی

انبہ کا قصّہ

بطور مثال اُن لوگون کی عادات کے مین یہان پر ایک قصّہ فرخ آباد کے عجیب انبہ کے درخت کا
لکھتا ہون ایکدن محمد خان سرکار مین محمد شاہ بادشاہ کے ہودج کی خواصی مین بیٹھا تھا بادشاہ نے
ایک انبہ تناول فرمایا جو وزن مین آدھ سیر کا اور نہایت خوشرنگ اور خوش مزہ اور پتلے رس کا تھا
بادشاہ نے گٹھلی محمد خان کو عنایت فرمائی محمد خان نے اسکو نہایت احتیاط سے اپنے رومال
مین لپیٹ کر اپنے بیٹے قایم خان کے پاس جو اسوقت فرخ آباد مین تھا بھیجدیا قایم خان نے اُسکو
نہایت عزت کے ساتھ لیا اور اُسکے استقبال کے لئے سورون تک گیا جسمین ہو کر قبل کاسگنج
کے آباد ہونے کے دہلی کی راہ تھی وہ گٹھلی حیات باغ مین رکھی گئی جہان کہ اب محمد خان کا مقبرہ
ہے جب وہ درخت پرورش پاکر بارور ہوا تو باوجودیکہ اُسکا انبہ اصل انبہ کے درخت کے پھل
کے نصف ہوتا تھا تاہم فرخ آباد مین اُسکا مثل نہ تھا جب اُس درخت مین پھل آتا تھا تو ایک کمپنی
نجیبون کی اُسکے گرد بغرض حفاظت پھیلائی جایا کرتی تھی اور جب پھل آنے کا زمانہ ہوتا تھا تو
تیس سیر دودھ ہر روز اُس کی جڑ مین ڈالا جایا کرتا تھا وہ درخت ناصر خان کے مقبرہ کے سرہانے
جو سابق مین صوبہ دار کابل کا تھا نصب تھا نواب مظفر جنگ نے (سنہ ۱۷۷۱ء لغایت سنہ ۱۷۹۶ء)
اُسکی قلم حاصل کرنا چاہی نہایت ہی دقت سے نواب مظفر جنگ کے باغ والون کو ایک درخت
مل پایا جو علی باغ مین رکھا گیا اور گولہ انبہ کے نام سے مشہور ہوا ایک مرتبہ نواب شوکت جنگ نے
(سنہ ۱۸۱۳ء لغایت سنہ ۱۸۲۳ء) حیات باغ کے درخت کے چند انبہ حکیم مہدی علیخان جنکلہ دار محمدی ملک

اودہ کو جو برسون تک فتحگڈھ مین مقیم رہا تھا بھیجی سید علیخان نے کہا کہ مجھے اس مزہ کے انبہ کھانے کا اتفاق نہین ہوا اور اونسے چند قلمین اُس درخت کی مانگین نواب شوکت جنگ نے قلمین دیئے جانے کی اجازت دی لیکن جس روز سے اُس درخت مین سے قلمین لیگئین اُسی دنسے وہ اصل درخت خشک ہونا شروع ہوا اور ایک سال کے اندر بالکل خشک ہو کر جاتا رہا۔

محمد خان کی وفات اور اُسکا چال چلن

محمد خان کی وفات کا زمانہ آپہنچا تھا اسّی سال سے اُسکی عمر تجاوز تھی کہ اُسکے گلے مین ایک پھوڑا نکلا بادشاہ نے یہہ خبر سنکر ایک خط عیادت مین بھیجا اور اپنے خاص طبیبون مین حکیم علوی خان کو روانہ کیا لیکن حکیم صاحب کے علاج نے کوئی نفع نہ بخشا اور دوسری ذیقعد ۱۱۵۶ ہجری سے مطابق ۹ دسمبر ۱۷۴۳ء کو محمد خان نے داعی حق کو لبیک کہی جب محمد شاہ نے محمد خان کی وفات کا حال سنا تو یہہ تاریخ کہی (ستون باب ملک ہند افتاد) مرنے سے کوئی تین گھنٹہ پیشتر نواب نے اپنی طاقت خداداد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیر و کمان بستر سے اُٹھایا اور چھت پر اِس زور سے نشانہ لگایا کہ تیر چھت کی کڑی مین گھس گیا حیات باغ واقع موضع بیکپور خورد پرگنہ پہاڑا مین جو مئو دروازہ کوئی آدہ میل پر بجانب غرب واقع ہی نواب محمد خان دفن کیا گیا مقبرہ ایک بلند چبوترہ پر واقع ہی اور ایک بہت بلند قبّہ سے مسقف ہی جو ہر چہار جانب سے چند میل کے فاصلہ سے نظر آتا ہی یہہ مقبرہ نواب نے اپنی حالت حیات مین بنوایا تھا اور اُس کے گرد ایک باغ لگوایا تھا جسمین ہر قسم کے میوہ دار درخت جو دہلی مین ملسکتے تھے موجود تھے اِس باغ کی آب پاشی کے لئے چالیس کوئے بنوائے گئے تھے اور بارہ گانون کا محاصل اُس مین صرف

ہوتا تھا روشنخان چیلہ خاص اوسکی نگرانی پر متعین تھا جب کہ مقبرونکی بنیاد کھودی جاتی تھی
تو ایک لوہے کا گز پانچ من کا وزنی پایا گیا معماروں نے چاہا کہ اُسکو قبہ کی چوٹی پر نصب کرین
لیکن روشنخان نے کہا کہ پانچ من لوہا بہت آسانی سے ملسکتا ہی اور اُسنے ایک کلس سونیکا
بنوا رکھا ہے تب وہ لوہے کا گز باغکے دروازہ پر ڈالدیا گیا اور نوجوان لوگ ہر روز بطور قوت آزمائی
کے اُسکے اُٹھانے کے لئے جایا کرتے تھے سنہ ۱۷۹۶ء عہد ناصر جنگ مین کسیطرح وہ ٹوٹ گیا دونو
ٹکڑے اُسکے سنہ ۱۸۳۹ء تک اُسی دروازہ پر پڑے تھے اور ہندو اُسکی پوجا کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ
یہہ بھیم سین کے بھالے کا سرا ہی نواب محمد خان نے آخر تک اپنی سادہ وضع اور سپاہیانہ
طریقون کو نہین چھوڑا اُسکی عادت تھی کہ اپنی حیثیت سے زاید کوئی کام نہین کرتا تھا غرور اُسکے
پاس ہوکر نہین نکلا اور خود آرائی اُس مین نہین تھی وہ ہمیشہ بالکل سادہ کپڑے پہنتا تھا اُس کے
دیوانخانے اور مکان مین صرف چٹائی کے صفون کا فرش تھا اور اُس پر پٹھان اور چیلے اور
اور لوگ بیٹھتے تھے نواب خود کبھی کبھی گدی پر بیٹھتا تھا اور کبھی وہ بھی نہین ہوتا تھا پٹھان
جب حاضر ہوا کرتے تھے تو یہہ کہا کرتے تھے اجی نواب سلام علیک اور اُنہین صفون پر بیٹھ جاتے
تھے اور کھانے کے وقت پانچ سو یا چھہ سو پٹھان ایک ہی دسترخوان پر کھاتے تھے ہر ایک
شخص کو برابر حصہ دو آدمی آدھ سیر کے وزنی اور ایک پیالہ گوشت اور ایک رکابی پلاؤ جو کچھہ ہوتا تھا برابر
ملتا تھا اور یہی کھانا نواب کے سامنے ہوتا تھا پٹھان اکثر کالے بھینس کا پلاؤ کھاتے تھے اور یہی
نواب کو بھی مرغوب تھا اُسکو چپاتی پسند نہین تھی کہتے ہین کہ اُسکے باورچی خانہ کا خرچ پانسو
روپیہ روز کا تھا جب کوئی امیر دہلی سے نواب کے پاس آتا تھا تو کوئی نئی بات نہین کیجاتی تھی وہی چٹائی

اُسکے بیٹھنے کے لئے اور وہی کھانا اُسکے کھانے کے لئے ہوتا تھا اور آنیوالے لوگون کو
اِس بات کا تعجب ہوتا تھا کہ اِسقدر دولت اور مقدرت والا آدمی اور اِسقدر اُسکی سادہ عادتین جب
کوئی شخص وارد ہوتا تھا تو نواب ہر روز کسی چیلہ کے نامزد کرتا تھا کہ زرق برق ہوکر اُسکی خدمت
مین حاضر رہے ایک مرتبہ نواب امیر خان عمدۃ الملک معہ اپنے ساتھیون کے پورب
سے آتے ہوئے فرخ آباد مین ہوکر گذرا اُسکے ساتھی ایسے زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون
مین کاجل لگاتے تھے دانتون مین مسّی ملتے تھے ہاتھ پیرون مین مہندی لگاتے تھے
انگوٹھی چھلّے اور چاندی کے تعویز اور کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی
بھی یہی وضع تھی اُس کا خیمہ لکھولا باغ مین نصب ہوا جو نواب قایم خان نے قبل
اپنی مسند نشینی کے لگایا تھا قایم خان امیر خان کی ملاقات کے لئے گیا کیونکہ دہلی سے
اُس سے ملاقات تھی امیر خان نے قصد کیا کہ نواب محمد خان کی ملاقات کے لئے
جاوے قایم خان نے کہا مین آج بابا خان (اپنے باپ) کو اطلاع کر دون توکل
آپ کو لیچلو نگا چنانچہ قایم خان امیٹھی سے گیا اور اپنے باپ سے جا کر کہا دوسرے
روز دیوانخانہ ایک سپید چاندنی سے آراستہ کیا گیا اور ایک سادہ گاؤ تکیہ رکھا گیا اور
محمد خان نے ایک اونچی ٹوپی جیسی کہ اُس زمانہ مین مئو مین پہنی جاتی تھی سر پر رکھی
اُسکے سامنے ایک پاندان رنگین لکڑی کا اور ایک پھول کا اُگالدان رکھا گیا امیر خان
پہونچا اور نواب محمد خان کے برابر بیٹھلایا گیا ذرا سی دیر کے بعد نواب محمد خان نے
پاندان مین سے ایک بنا ہوا پان نکالکر اور ایک لکڑی کے عطر دان مین سے ایک شیشی عطر کی

نکالکر عطر پان محمد خان کو دیکر رخصت کیا نواب امیر خان کو اس فقیرانہ مدارات پر ہنسی آئی اُسنے
راہ مین قایم خان سے کہا کہ اگرچہ تمہارا باپ باون ہزاری ہے لیکن ایک دہقانی سا معلوم
ہوتا ہے تم کیون نہین اپنے باپ کو سمجھاتے قایم خان نے اسبات کو مذاق مین ٹالدیا امیر خان کے
چلے جانے کے بعد نواب محمد خان نے اپنے چیلے جعفر خان بخشی کو جسکے نام سے محلہ بزریا جعفر خان
ابتک مشہور ہے حکم دیا کہ ایسی دعوت کرو کہ ہمارا نام دہلی مین برائی کے ساتھہ نہ لیا جاوے جعفر
نے کئی ہزار چاندی کے برتن نکالے اور کئی ہزار روپیے کی قیمتی سنہری کمخواب کٹواکر اپنے تمام باغ
مین سرخ بانات کا فرش کروادیا شہر کے تمام گانیوالے طایفہ بلوائے گئے اور نہایت نفیس
کھانے پکوائے گئے نواب محمد خان نے امیر خان سے کہلا بھیجا کہ جعفر خان کے یہان آج آپکی
دعوت ہے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امیر خان کے ساتھہ کئی آدمیون نے چاہا کہ چاندی کے
ظروف خالی کرکر صاحب خانہ کے ملازمون کے بحفاظت سپرد کرین لیکن جعفر خان نے انکار کیا
اور کہا کہ یہہ خدمتگذارون کا حق ہے اور سنہری کمخواب سب رنڈیون کو دیدی گئی یہہ حال
دیکھکر نواب امیر خان نے محمد خان کی تعریف مین بہت مبالغہ کیا دوسری ملاقات مین نواب محمد خان نے
ایک خوشنما تحفہ پیش کیا اور معذرت کی کہ مجھہ سے آپ کی کچھہ خاطر تواضع نہین ہوسکتی کیونکہ
مین ایک سپاہی آدمی ہون نواب محمد خان بہت حسن پرست تھا اُسکے بائیس لڑکے اور بائیس
لڑکیان تھیں جو جوان ہوئی اور اُنکی شادیان ہوئین اگر محلون کی تعداد پر خیال کیا جاوے تو کہا
جاسکتا ہے کہ وہ سلیمان ثانی تھا لوگ کہتے ہین کہ اُسکے محلات مین سترہ سو عورتین تھین اسکے علاوہ
نواکھاڑے سو سو عورتون کے علیحدہ تھے جسمین کاچھی چمار کوری راجپوت بنئے برہمن سید مغل پٹھان

ہر ذات کی عورتین تھین ان مین سے بہتون نے اپنے مالک کا چہرہ تمام زندگی مین ایک ہی مرتبہ دیکھا تھا لیکن تمام عمر انکو ماہوار تنخواہ جو ابتدأً مقرر ہوئی تھی برابر ملتی رہی سترہ سو محل مین سے کوئی نو سو تو نواب کی زندگی مین مرچکی تھین جنکی قبرین بلند باغ مین تھین جہان کوئی مرد نہین دفن کیا جاتا تھا قایم خان کے وفات کا حال معلوم ہونے کے تھوڑے دنون کے بعد محمد خان کی بیوہ بی بی صاحبہ نے نہایت ہوشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوا دیئے اور ان داشتہ عورتون سے یہہ کہلا بھیجا کہ تین دن کی مہلت تم کو دیجاتی ہے اس عرصہ مین اگر تم نکلجانا چاہو تو نکلجا سکتی ہو تم مین سے جو رہنا چاہیگی اسکو جو کی روٹی اور گزی کا کپڑا ملیگا کیونکہ نہ محمد خان نہ قایم خان زندہ ہے جو تمہاری پرورش کرے قریب چارسو عورتون کے اپنا مال و متاع لیکر چلی گئین صرف چارسو عورتین بی بی صاحبہ کی جو کی روٹی پر پڑی رہین -

چیلون کا بیان

مسلمانون مین غلامون کا رکھنا ادنیٰ مذہبی طریقہ ہے لیکن میرے نزدیک بہت کم ایسے لوگ ہونگے جنہون نے آخر تک اس طریقہ کو ایسی کثرت سے اختیار کیا ہو جیسے محمد خان نے غلامون کو برابر والون پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دیجاتی تھی غلام فوجون کی سپہ سالاری کرتے تھے اور محمد خان کے یہان ایک باڈی گارڈ بھی غلامون کا تھا منجملہ اسباب ترجیح کے ایک یہہ سبب تھا کہ اسکی برادری کے یعنی مئو کے پٹھانون نے ایک مرتبہ اسکو بہت تنگ کیا تھا یعنے ان مین سے بہتون کے پاس مستاجری کے پٹہ پرگنون کی تھی اور جب کبھی محاصل کی بابت انسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ مستعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہین دیتے تھے اگر کوئی ان مین کا تعلقداری کے

قید کیا جاتا تھا تو تمام پٹھان مسلح ہو کر آمادہ جنگ ہو جاتے تھے اور اُنکو چھوڑا لیتے تھے اسی سبب سے نواب محمد خان نے مقدرت حاصل ہونے کی چند سالون کے بعد بہت سا روپیہ افغانستان کو بھیجا اور بنگش قوم کو جو اُس ملک مین آبادھی اِس امر پر تحریص کی کہ وہ اُس ملک کو چھوڑ کر شہر فرخ آباد مین آباد ہون منجملہ اُنکے اُسنے اٹھارہ شخصون کو منتخب کر کر جمعدار کیا ہر امر مین اُنکی رعایت ملحوظ رہتی تھی اور نواب اُنکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اپنی لڑکیون کے ساتھہ اُنکی شادی کی تھی اور شہر مین گنگا کے کنارہ مکانات بنوانے کے لئے اُنکو زمین دی تھی کہ وہ قطعہ آجتک بنگش پورہ کے نام سے مشہور ہے ایک اور یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ راجپوتون اور برہمنونکی لڑکی پکڑ پکڑ کر مسلمان کی جاتی تھی بعضے تو برضامندی لی جاتی تھی اور بعض بادائے قیمت اور کچھہ باقید اُنکے لڑکے ہوتے تھے جو گرفتار کر کر مسلمان کئے جاتے تھے اِسطور پر ہزارون لڑکے جمع کئے گئے اور اُنکو دین اسلام کے احکام تعلیم ہوئے اِنہین شخصون مین سے فوجکی سپہ سالاری اور پرگنونکی تحصیل کے لئے منتخب کئے جاتے تھے محمد خان کو اپنے چیلونکی تعداد بڑھانیکا نہایت شوق تھا تمام عاملون او صوبہ دارونکو حکم تھا کہ جسقدر ہندؤن کے لڑکے سات برس سے تیرہ برس کی عمر تک کے ملسکین لیکر بھیجدیئے جاوین جب وہ ہوشیار ہو جاتے تھے تب پولس یا فوج مین بھرتی کئے جاتے تھے یا خانگی کامونپر مامور ہوتے تھے جب کوئی عامل کسی مفسد گانون سے لڑتا یا اُسکا محاصرہ کرتا تھا تو جسقدر لڑکے اُس کو ملسکتے تھے پکڑ کر نواب کے حضور مین بھیجدیتا تھا بعضے اپنی خواہش سے بھی مسلمان ہو جاتے تھے اسیطرحپر ہر سال سو دو سو لڑکے مسلمان ہو جاتے تھے اور محمد خان کے آخر دم تک کوئی چار ہزار چیلے ہو گئے اُن مین سے بہت سے نواب کی زندگی مین ہی لڑائیون مین مارے گئے اور بہت سے لاولد فوت ہوے کچھہ کی شادی

نہیں ہوئی تھی جو باقی رہے اُنکی اولاد ابتک موجود ہے اور غضنفر بچہ کے لقب سے مشہور ہے
یعنے اولاد غضنفر کیونکہ محمد خان کا لقب غضنفر جنگ تھا نواب محمد خان کی زندگی میں یہہ لوگ چیلے
نہیں کہلاتے تھے بلکہ طفل سرکار کہے جاتے تھے اعتبار کے کام اُنکے سپرد ہوتے تھے نواب کا
تمام خانگی انتظام اُنکے سپرد تھا اور تمام سامان اُنکے تفویض رہتا تھا اُنمیں سے بہت چیلے کے لئے
بادشاہ کے حضور سے خطاب نوابی کا حاصل کیا تھا جو چیلہ جس ذات کا ہوتا تھا اُسی ذات کی
لڑکی کے ساتھہ اُسکی شادی کیجاتی تھی مثلاً راجپوت چیلہ کو راجپوت لڑکی اور برہمن کو برہمن یہہ طریقہ
نواب احمد خان غالب جنگ کی عہد تک (۱۷۷۱ء لغایت ۱۷۸۸ء) جاری رہا اُسکی بعد سب
آپسمیں ایسے مخلوط ہوگئے کہ اب اُن میں کوئی قوم کا امتیاز نہیں ہوسکتا اُن چیلوں میں سے بعض
بڑے بڑے راجاؤں کی لڑکے بھی تھے جو اپنی بدنصیبی سے گرفتار ہوکر مسلمان کرلئے گئے تھے
چنانچہ شمشیر خان مسجد والے کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک نباڈ راجپوت تھا
شیر دل خان ٹومر تھا پر دل خان کو رداؤد خان برہمن وقس علی ہذا نواب محمد خان ہمیشہ اپنے چیلوں سے
کہا کرتا تھا کہ جسقدر روپیہ پیسہ مال و اسباب اور جواہرات جمع ہوسکے جمع کرو تاکہ تنگی کی وقت
میرے اور تمہارے کام آوے لیکن جو شخص کسی گانوں میں پختہ عمارت بنواتا تھا وہ فوراً ملازمت
سے علیحدہ کردیا جاتا تھا بجز خام اینٹوں و گارے کے مکانوں کے اور کسی عمارت کے بنانے کا حکم
نہ تھا ہر چیلہ کو اجازت تھی کہ ایک کمرہ بطور دیوانخانہ کے بنا لیوے صرف یاقوت خان بہادر
اِس ممانعت سے مستثنی تھا جسکا عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں جو چیلے کم عمر تھے اُن کی تعلیم کے لئے ایک
معلم کالے میاں شاہ نام مقرر تھا جب کوئی لڑکا پڑھنے لکھنے لگتا تھا تو وہ نواب صاحب کے روبرو پیش

کیا جاتا تھا اور نواب کی طرف سے سو روپیہ ایک ڈھال ایک تلوار بطور خلعت کے عطا ہوتی تھی
ان چیلوں مین سے اٹھارہ برس سے بیس برس کی عمر تک کے پانسو جوان نواب نے منتخب کر کر ایک
رجمنٹ طیار کئے تھے اُنکے پاس لاہور کی بندوقین اور سلطانی بانات کی وردی اور باروت کی کوپین
رہتی تھین اور ہر ایک کے پاس سو گولی اور ڈھائی سیر باروت رہتی تھی ایک دن یہہ رجمنٹ جمنا کے
کنارے قلعہ دہلی کے نیچے کھڑے کئے گئے بادشاہ قلعہ کی دیوار پر بیٹھا اور محمد خان بادشاہ کے
قریب ادب سے کھڑا تھا محمد شاہ نے اُن لوگون کو کسی جانور کے اوپر جو دریا مین حرکت کرتا ہوا نظر آتا تھا
بندوق چلانے کا حکم دیا اور اُن کی مہارت دیکھکر بادشاہ ایسا خوش ہوا کہ اُن سب کو خود لے لینا چاہا
محمد خان نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ سب کے سب برہمن اور راجپوت ہین اور دھقانی بات چیت اور
تلوار لگانے کے سوا اور کچھ کام نہین کر سکتے بادشاہ نے اس عذر کو منظور فرما کر ایکہزار روپیہ بطور
انعام کے اُنکو تقسیم کرنے کے لئے بھیجدیا اب ہم محمد خان کے خاص خاص چیلوں کا بیان معہ اُنکے
متعلق واقعات کے جو معلوم ہو سکے شروع کرتے ہیں ✤

یاقوت خان کا بیان

جس لڑائی مین عبد اللہ خان گرفتار ہوا اُوس لڑائی کے دوسرے روز محمد خان کے ایک دوست
عظیم خان بڑے خیل نے محمد خاں کو ایک خواجہ سرا بطور نذر کے دیا محمد خاں نے اُسکا نام یاقوت
خان رکھا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے اُسکے واسطے خطاب خان بہادر کا حاصل کیا مشہور ہے
کہ یاقوت خان کو نظارت کا عہدہ تھا اور اُسکے مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ۔ یاقوت سرخرو بطفیل محمد
یاقوت خان عمارت کی تعمیر یا قصبات کی آبادی کی مخالفت سے مستثنیٰ تھا نواب کہا کرتا تھا کہ اوسکی لاؤ

نہین ہے لہذا یہہ مستثنیٰ ہے کہ یاقوت خان نے سات گنج آباد کئے ۔

کاسگنج جسکو یاقوت گنج بھی کہتے ہین یہہ ایک نہایت مشہور قصبہ ضلع ایٹہ کا ہے جسکی مردم شماری ۱۸۷۲ء مین پندرہ ہزار سات سو چونسٹھ تھی ایٹہ سے بجانب شمال بفاصلہ اونیس میل کے واقعہ ہے ۔

علیگنج جو پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین ایٹہ سے چوبیس میل بجانب شرق اور فرخ آباد سے بیس میل گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے ۱۱۴۳ھ ہجری مطابق ۱۰ جولائی ۱۷۳۰ء لغایت ۲۵ جون ۱۷۳۱ء مین یہان کا قلعہ تعمیر ہوا اس قلعہ کا معمار غالبًا وہی محمد آدم محمد خان ہے جس نے فرخ آباد کا قلعہ تعمیر کیا جسکا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہین ۔

گوڑیا گنج شاید یہہ وہی گوڑپا گنج ہے جو پرگنہ اکبرآباد ضلع علیگڑھ مین علیگڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

خدا گنج یہہ قصبہ کالی ندی کے کنارہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین کانپور کی سڑک پر فرخ آباد سے سترہ میل گوشہ جنوب او مشرق مین واقع ہے اسکا قدیمی نام سنولی ہے یاقوت خان نے اس گنج مین علاوہ بازار کے ایک پختہ سراے بنوائی جسکا بہت بڑا دروازہ اور ایک مسجد دروازہ پر بھی تاریخ تعمیر ۱۱۴۲ھ ہجری ثبت ہے مطابق ۳۰ مارچ ۱۷۲۹ء لغایت ۱۸ مارچ ۱۷۳۰ء یہہ دروازہ ۱۸۵۵ء تا ۱۸۵۶ء مین بغرض بناے جانے سڑک چنگی فتحگڑھ کے گرادیا گیا ۔

نبی گنج یہہ ایک چھوٹا سا بازار ہے جو لب سڑک پرگنہ کستی نبی گنج ضلع مین پوری مین بیور اور چھبرامئو کے درمیان مین واقع ہے ۔

یاقوت گنج یہہ قصبہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین فرخ آباد سے سات میل گوشہ جنوب و مشرق میں واقعہ ہے کالی رائے مورخ کہتا ہے کہ پانچ گاؤن یعنی جکھا جیا وٹی سقرب پور مصطفی آباد عرف گوال گانون ــــ اور ایک حصہ تکلہ کمیم کا ویران ہوکر یہہ قصبہ آباد ہوا چونکہ یہان ایک فقیر میان نوری شاہ نام یا بقول بعض کے خواجہ سرا رہتے تھے اور انہون نے ایک سرا بنوائی تھی اس سبب سے اس قصبہ کو سرا نوری بھی کہا کرتے تھے یاقوت خان کے وقت میں وہ سرا ویران ہوگئی اور اُسنے دوسری سرا پختہ وہان تعمیر کرائی اس قصبہ مین اب تک ایک بہت پرانی مسجد موجود ہے اور جسپر یہہ تاریخ ثبت ہے ــ تاریخ مسجد عالی بنا راحت فزا + از لطافت نور بخش فیض زا + سال تاریخش خرد گفت اندرین + فرض ادا شد اندران بہر خدا + جس سے سنہ ۱۱۸۶ ہجری نکلتے ہین مطابق مارچ سنہ ۱۷۷۲ لغایت مارچ سنہ ۱۷۷۳ع ــ

دریا گنج یہہ قصبہ پرگنہ عظیم گڈھ ضلع ایٹہ مین علیگنج اور پٹیالی کی سڑک پر ایٹہ سے اٹھائیس میل گوشہ شمال و مشرق مین واقعہ ہے آثار بڑی گڑھی کے جو گنگا کے سابق کنارے پر واقعہ تھی اب تک موجود ہین سابق زمانہ کے چیلیہ کہا کرتے تھے کہ میان خان بہادر نے پچیس لاکھ روپے اِن گانون کے آباد کرنے اور اپنے مکانات کے بنانے اور باغات کے نصب کرنے مین صرف کیا مکان جسمین بخشی فخر الدولہ رہتے تھے خان بہادر کا ہی بنوایا ہوا تھا کالا باغ بھی خان بہادر نے ہی لگوایا تھا اور اُس مین ایک بارہ دری بھی بنوائی تھی جس مین نواب مظفر جنگ مدفون ہوئے سنہ ۱۷۷۱ع لغایت سنہ ۱۷۹۶ع یاقوت خان اپنے آقا قائم خان کے ہمراہ نومبر سنہ ۱۷۴۸ع کی پرآشوب لڑائی میں مارا گیا جو روہیلون کے ساتھ دوری رسول پور مین متصل بداؤن کے ہوئی تھی کہتے ہین کہ اسکا ہاتھی

اُسکی نعش کو لیکر جلیگنج بھاگ آیا اور وہین وہ دفن ہوا اُسکا مقبرہ ایک احاطہ کے درمیان واقع ہے قائم کی سفیل کے نیچے اور اُسکے گرد ایک چھوٹی دیوار کنکر کی ہے یہہ مقبرہ اور اُسکی چہار دیواری بشمول ایک ویران مقبرہ کے جو اُسکے کنارے ایک اونچی جگہ پر واقع ہے ملکر نہایت دلچسپ مقام ہوا ہے اِس بیان مین کہ یاقوت خان اصل مین ایک کٹیا ٹھاکر انگریا کا تھا میرے نزدیک یاقوت خان اور باز بہادر خان چیلہ مین اشتباہ ہوکر مغالطہ واقعہ ہوگیا —

گزٹیر کے صفحہ ۱۴۵ مین مرقوم ہے کہ خان بہادر کی کوئی اولاد نہین تھی یہہ امر غالبًا صحیح ہے کیونکہ وہ خواجہ سرا تھا لیکن صفحہ ۶۹ مین بخت بلند خان کو اوسکا بیٹا لکھا ہے تاریخ فرخ‌آباد نامہ مصنفہ کالی رای کے صفحہ ۱۰۸ کی پندرھوین سطر مین درج ہے کہ کیسری سنگہ نام کٹیا ٹھاکر انگریا کا جو مسلمان ہوگیا باز بہادر خان کے نام سے مشہور تھا اور وہ بخت بلند خان کا باپ تھا نہ یاقوت خان خان بہادر دلیر خان اُسکا حال ہم سابق میں بیان کر چکے ہیں اُسکے نام سے ایک قصبہ دلیر گنج مشہور ہے جو فرخ‌آباد سے نو میل قایم گنج کی سڑک پر گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے —

شمشیر خان یہہ چیلہ سنہ ۱۷۴۸ع لغایت سنہ ۱۷۵۲ع مین پرگنات بداؤن و سہسوان و مہرآباد کا عامل مقرر ہوا ایک زمانہ مین اُسکے پاس پرگنات موسی نگر بلہور اکبرپور شاہ پور قنوج تھے یہہ سب قصبہ باستثنائے قنوج کے اب کانپور کے ضلع مین ہین ایک مرتبہ عبد المنصور خان صفدر جنگ فیض‌آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے نانامئو گھاٹ واقعہ پرگنہ بلہور مین گنگا اُترا شمشیر خان نے کہا کہ جب تک اُس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہونچے معاوضہ نہ دیدیا جاوے تب تک میرے حدود ریاست مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہ ہون یہہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور اُسنے ایک

ساونڈنی سوار این مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا۔ نواب نامدار سلامت تیغ شمشیر خود را درمیان مکن
وگرنہ آب نہ خواہد ماند ترجمہ نواب نامدار سلامت اپنی تلوار کو میان مین کرو ورنہ اُسکی آب جاتی
رہیگی۔ محمد خان نے اپنے دیوان صاحب راے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھدینے کا حکم دیا
منشی نے اُسی خط کی پشت پر اسطرح پر جواب لکھا۔ نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در
معرکہ میدان بے خون چشیدہ بمیان نمی آید۔

نواب نامدار سلامت یہہ تلوار مردون کی میدان جنگ مین بغیر خون پئے اپنے میان کو نہین
لوٹتی۔ صفدر جنگ نے یہہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے لیکن اُسکے
مشیرون نے اسکو لڑنے کی راے نہین دی اور یہہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا
اُن لوگون نے یہہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوئے تو کہا جائیگا کہ چیلہ کے ساتھہ لڑے
تھے اور اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کی لئے بدنامی کا ٹیکا آپ کے ماتھے رہیگا
چنانچہ وہ اُس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلا گیا شمشیر خان کے اشارہ سے اُسکی
خاص فوج کا اسباب لٹ گیا کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہہ سے لکھنو کے حکام اور محمد خان کے
خاندان مین باہم ملال پیدا ہوگیا۔ شمشیر خان کی مہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے۔ نگہدار ای محمد
آب شمشیر اون معاملات مین جو قایم خان کی وفات پر برپا ہوئے وہ بھی شریک تھا وہ منجملہ اُن
پانچ چیلون کے تھا جو گرفتار ہوکر دہلی بھیجے گئے وہان پر وہ سنہ [illegible]ع مین مارا گیا جسکا مفصل
حال ہم عنقریب بیان کرینگے اوسکے پانچ بیٹے تھے حسن علی خان رحم علیخان عمر علیخان کاظم علیخان
رسول علیخان شمشیر گنج ایک قصبہ اوسکے نام سے پرگنہ بیور ضلع مین پوری مین آباد ہی۔

مقیم خان ـ جس زمانہ مین نواب محمد خان صوبہ مالوہ کا حاکم تھا تو اوس چیلہ کے پاس پرگنہ اوجین کا تھا یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جنکو صفدر جنگ نے مقید کرکر دہلی بھیجا تھا اور یہان وہ مقتول ہوئے اوسکی مہر پر یہہ مصرعہ کندہ تھا ؎ نہ فلک از نام محمد مقیم ـ مقیم خان نواب محمد خان کے ساتھہ بہت ابتدا سے تھا اور بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین اوسکے بیٹے اعظم خان اور حسنعلیخان تھے ـ

جعفر خان یہہ شخص نواب کا بخشی تھا اوسکا مکان محمد زمان شاہ کے تکیہ کے قریب تھا محمد زمان ایک فقیر تھا جسکو نواب احمد خان نے دہلی سے لاکر پرورش کیا تھا بعد اوسکے جعفر خان کے مکان مین نواب بہت بہادر نے بود و باش اختیار کی یہہ چیلہ بھی منجملہ اُن پانچ چیلوں کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے فرخ آباد مین اب تک اس چیلے کے نام سے ایک محلہ بزریہ جعفر خان مشہور ہے ـ

اسلام خان یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے پرگنہ بھوجپور مین ایک موضع اسلام گنج ہے اور پرگنہ امرتپور کو بھی اسلام گنج کہتے ہین یہہ مین نہین جانتا کہ اسی چیلہ کے نام سے مشہور ہے یا اور کسی وجہہ سے اُسکا ایک بیٹا عثمان خان تھا ـ

سردار خان یہہ بھی منجملہ اون چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے ـ

داود خان اسکی بنسبت بیان کیا گیا ہے کہ پہلے یہہ برہمن تھا اور منجملہ اون چیلون کے تھا جو نواب کے ابتداے عمر سے اُسکے ساتھہ تھے اور اسی سبب سے بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین ہم پیشتر اسکا ذکر کر چکے ہین کہ یہہ شخص ۱۷۱۳ء لغایت ۱۷۱۴ء مین ایک سرکش راجہ کو بادشاہ کی حضور مین پکڑ لیجانے کی خدمت پر مامور ہوا تھا ۱۷۲۰ء لغایت ۱۷۲۱ء مین وہ پرگنہ

شمش آباد کا عامل مقرر ہوا اور جس زمانہ مین نواب محمد خان کے پاس صوبہ الہ آباد تھا اُسوقت
جونپور اور بنارس کی تحصیل اُسکے سپرد تھی اور نایب فوجدار ساز نگ پور واقع ملک مالوہ کا بھی رہا تھا
پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین داؤد گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

۹
بھورے خان اس چیلے کی نسبت ایک نقل مشہور ہے جسکو ہم بیان کرتے مین اور جس سے ناظرین پر یہہ
واضح ہوگا کہ چیلون کو کیسے اختیارات حاصل تھے ایک روز بھورے خان دربار مین دیر کر حاضر ہوا جب
وہ آیا تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دیکھی ایک تکیہ جو نواب محمد خان اور قایم خان کے درمیان مین رکھا تھا
اُسکو ہٹا کر وہ نواب اور نواب کے بیٹے کے بیچ مین بیٹھ گیا قایم خان کو نہایت غصہ آیا اور اُس نے کہا
کہ آپ نے چیلون کو اسقدر منھہ لگا ہے کہ وہ مطلق میرا ادب نہین کرتے محمد خان نے جواب دیا کہ مجھکو انکے
ساتھہ اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے بیٹون کے ساتھہ قایم خان کو یہہ جواب سنکر نہایت طیش آیا اور اُسی
حالت مین وہ وہان سے اٹھکر اپنے مکان اسٹھی کو چلا گیا تب محمد خان نے بھورے خان کو تنبیہ کی
اور کہا کہ مجھہ کو تیرا اعتبار جاتا رہا کیونکہ جب میری زندگی مین تم لوگ میرے بیٹون کا ادب نہیں کرتے
تو خدا جانے بعد میری وفات کے تم سے کیا کیا وقوع مین آئیگا بھورے خان نے دست بستہ ہوکر
عرض کیا کہ خدا تعالی نہ کرے کہ مین آپ کی وفات کے دن کو دیکھوں یہہ شخص صوبہ الہ آباد مین نواب
کا نایب تھا۔ ۱۷۳۸ء مین جو لڑائی بمقابلہ راجہ چھترسال کے بمقام ایچولی ہوئی اُسمین بھورے خان
مقتول ہوا۔

۱۰
سعادت خان جس زمانہ مین نواب مالوہ کا صوبہ دار تھا تو یہہ شخص ملک مالوہ مین مندسور کا عامل تھا
جو تیج سے جانب جنوب واقعہ ہے اُسکی مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے۔ بے لطف محمد سعادت نبود

اوسکا پوتا اسلام خان عہد نواب شوکت جنگ مین سنہ ۱۸۱۳ع لغایت سنہ ۱۸۲۳ع خاص محل کی ڈیوڑھی پر
متعین تہا روپیہ روزا وسکا وظیفہ تہا اوسکی اولاد سے ایک شخص غریب خان نام سنہ ۱۸۲۹ع تک
زندہ تہا لیکن نان شبینہ کو محتاج تہا جب محمد خان کو نواب سعادت خان صوبہ دار اودہ برہان الملک
کے ساتھہ لڑائی کا اتفاق ہوا تو نواب محمد خان نے اپنے چیلہ سعادت خان کو بھی چڑانے کے لئے
برہان الملک کا خطاب دیدیا۔ محاصل ملک گوالیر کا جو اوسوقت عمر خان گوالیر کے تعلق تہا مندسور
مین ادا ہوتا تہا ۔

[۱۱] نیکنام خان یہہ منجملہ اون چار چیلون کے تہا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تہین صیغہ تعمیرات
فرخ آباد خاص کا اونکے تعلق تہا اوسکی مسجد اور کنوان اور قلعہ اور باغ سنہ ۱۸۲۹ع تک موجود تہی اوسنے
ایک مسجد چھبرامئو مین بھی قریب مقبرہ سدر جہان کے تالاب کے کنارے بنوائی تھی اوسکا سجع
یہہ تہا سنہ ھ مستم از لطف محمد نیکنام ۔ ہم پیشتر بیان کرچکے ہین کہ یہہ شخص فیض آباد مین قایم خان
کو نواب سعادت خان برہان الملک کے پنجے سے چھڑا لینے کی خدمت پر مامور ہوا تہا سنہ ۱۷۲۰ع لغایت
سنہ ۱۷۲۱ع مین وہ پرگنہ بھوجپور کا عامل رہا ۔

[۱۲] جہان خان یہہ بھی بخشی تہا اور منجملہ پرانے چیلون کے تہا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تہین اوسنے
پرگنہ بھوجپور مین جہان گنج اوسکا آباد کیا ہوا ہے جو فرخ آباد اور چھبرامئو کی سڑک پر فرخ آباد سے نو میل
جانب جنوب واقع ہے اوسکی بیٹی رحمت خان نے جو نواب احمد خان کا بخشی تہا شہر فرخ آباد کے مئو
دروازہ پر ایک مسجد بنوائی ۔

[۱۳] کمال خان یہہ شخص کمالگنج کا بانی جو کانپور کی سڑک پر بفاصلہ ۹ میل گوشہ جنوب و مشرق مین فرخ آباد کے

واقع ہے ۱۷۶۰ لغایت ۱۷۷۱ء مین سیپری اور جالون کا عامل تھا وہ نواب قایم خان کے ساتھ ڈورسے کی لڑائی مین مارا گیا۔

[۱۴] روشن خان حیات باغ اور نواب کے مقبرہ کی عمارت اوسکی تعلق تھی روشن گنج اُسکا آباد کیا ہوا ہی جو چھبرامئو کی سڑک پر کسی جگہ واقع ہے سمت معلوم نہین۔

[۱۵] دلاور خان اوسکا لقب چھوٹے تھا اور وہ داروغہ دیوانخانہ کا تھا غالباً یہہ وہی شخص ہوگا جسکا که ایک مقام پر اورنگ آبادی کرکے ذکر ہوا ہی۔

[۱۶] پردل خان یہہ گور راجہ سرولی کا بیٹا تھا اور اونٹ خانہ کا داروغہ تھا۔

[۱۷] فخرالدین خان یہہ فوج کا بخشی تھا اور اُسکو فخرالدولہ بھی کہتے تھے ۱۷۷۱ء مین نواب مظفر جنگ کی مسند نشینی پر اُسکو ایک بہت ممتاز عہدہ ملا اور مقتول ہونے سے ایک سال پیشتر تک وہ نایب رہا وہ بہشت باغ مین جو مئو دروازہ پر ہے ایک علیحدہ مقبرہ مین مدفون ہوا دروازہ مین گھستے ہوے بائین طرف تھوڑے ہی فاصلے پر اوسکا مقبرہ ہی۔

[۱۸] علاول خان پہلے اِسکا نام کیسری سنگہ تھا اور یہہ چیتر سنگہ ہم ٹیلا ٹھاکر ساکن موضع براون کا بیٹا تھا موضع براون اور ماہر پور مین اب تک اُوسکی اولاد موجود ہی اِس کی نسبت مشہور ہی کہ کسیقدر مسخرا تھا ایک مرتبہ محمد خان نے اوسکو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا جب کہ علاول خان روانہ ہوا تو گھوڑے پر دُم کیطرف مُنہہ کرکے بیٹھا تو نواب محمد خان نے کہا کہ اِس مسخرے سے پوچھو کہ اِسطرح سوار ہونے سے اِسکا کیا مطلب ہی تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ مین یہہ دیکھتا ہون کہ میرے پیچھے کوئی دوسرا عامل تو مقرر ہوکے نہین آتا اِسکا سبب یہہ تھا کہ عامل بہت جلد بدلتے رہتے تھے اور کوئی شخص

دو تین مہینے سے زیادہ ایک پرگنہ مین نہین رہتا تھا موقوفی اور بحالی فوراً ہو جایا کرتی تھی یہہ جواب
سُنکر نواب نے کہا کہ اِس سخرے سے کہدو کہ تو ایک برس کے لئے مقرر کیا گیا ۔

۱۹ رستم خان یہہ شخص ۱۷۴۸ء مین قایم خان کے ساتھہ دوڑی کی لڑائی مین مارا گیا ۔

۲۰ عبدالرسول خان وہ ۱۷۴۸ء مین اجولی کی لڑائی میں مارا گیا ۔

۲۱ حاجی سرفراز خان یہہ شخص احمد خان کے بخشیون سے تھا اور الہ آباد کی مہم اور بہار کی طرف سے
بازگشت کی ذکر مین اُسکا بیان کیا جائیگا ۔

۲۲ جان نثار خان یہہ اوجین صوبہ مالوہ مین مقیم خان کا نایب تھا نواب نکے ناخوشی کی وجہہ سے اوسکے
بید لگاسے گئے تھے چونکہ وہ نہایت نازک تھا لہذا پہلے ہی ضرب مین مرگیا ۔

۲۳ رحمت خان رحمت گنج اوسیکا بسایا ہوا ہے لیکن یہہ نہیں معلوم کہ کہان ہے اوسکو سواری والا کہتے
تھے اور ایک سوارون کی رجمٹ کا وہ افسر تھا ۔

۲۴ کرم خان یہہ ہاتھی خانہ کا داروغہ تھا اِسکی مہر پر یہہ سجع کندہ تھا بفضل محمد کرم نامدار ۔

۲۵ جواہر خان یہہ داروغہ اصطبل کا تھا ۔

۲۶ سلابت خان یہہ میر عمارت تھا ۔

۲۷ شمشیر خان ثانی یہہ مرغ خانہ کا داروغہ تھا ۔

۲۸ مہتاب خان یہہ باورچی خانہ کا داروغہ تھا ۔

۲۹ نامدار خان یہہ شخص قوم کا گھسیلوار تھا کرساکن موضع جلیسرا پرگنہ شمش آباد مغربی تھا اور ابتک اُسی
موضع مین اوسکی اولاد زندہ ہے اور ایک مسجد اوس کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہے اور گانون سے

جانب مغرب آثار گنج یا قلعہ کی جو اُس نے بنا تھا موجود ہین ۔

نامدار خان ثانی[۳۰] ۔ سلیمان خان[۳۱] ۔ خوشحال خان[۳۲] ۔ فولاد خان[۳۳] ۔ نصر خان[۳۴] ۔ شیر دل خان[۳۵] قوم نوہر جہت

ماہر دل خان[۳۶] ۔ حفیظ اللہ خان[۳۷] ۔ لطف اللہ خان[۳۸] ۔ بخت بلند خان[۳۹] ۔ نعل خان[۴۰] ۔ مشرف خان[۴۱]

مبارک خان[۴۲] ۔ نجم الدین خان[۴۳] ۔ رن مست خان[۴۴] ۔ بارا خان[۴۵] ۔ پہاڑ خان[۴۶] ۔ نقی خان[۴۷] ۔

نواب کے ملک کا بیان

ہم نہین جانتے کہ وہ ملک جسکا محمد خان فی الواقع وقت وفات حکمران تھا کیونکر حاصل ہوا تھا محمد شاہ نے اپنے جلوس کی پہلی سال اُسکو پرگنہ بھوجپور و شمس آباد جو بطور جاگیر کے دیا تھا وہی ابتدا اور اصلی ریاست محمد خان کی تھی ۔ رہا باقی ملک اوسکی نسبت یہہ مثل صادق آتی ہے ۔ جس کی لاٹھی اوسکی بھینس نواب کے ملک کی وسعت کے بیان مین یہہ قطعہ کسی شخص نے لکھا ہے ۔ **قطعہ**

میان دو آب و میان دو کاف ٭ شدہ حاصل ملک جملہ معاف
شود قصبہ کول و کوڑا حد دو ٭ بدریائے گنگ و جمن انصراف

اس قطعہ مین حدود کے بیان کرنے مین نہایت مبالغہ کیا گیا ہے اور گنگا پار کے پرگنہ نذر کہ ہوئے ہین ۔ بالفعل کے ضلعون کی تقسیم شرقی و غربی پر خیال کرنے سے اس طرح پر حدود ظاہر ہوتے ہین کہ اگر ایک خط فرضی مستقیم موضع تھور واقع کنارہ گنگا سے موہی نگر واقع کنارہ جمنا تک کھینچا جاوے تو ضلع کانپور کا نصف غربی حصہ اور تمام ضلع فرخ آباد اور تمام ضلع مین پوری باستثنا شاید ایک پرگنہ کے تمام ضلع ایٹہ باستثناے دو چھوٹے چھوٹے پرگنون کے جو گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہین اور قریب نصف ضلع بدایون اوس پار گنگا کے اور ایک پرگنہ ضلع شاہجہانپور کا محمد خان

کے قبضہ مین تھا اگر گوڑیا گنج خان بہادر کا آباد کیا ہوا وہی قرار پا دے ضلع علیگڈہ میں ایک قصبہ
ہی نواب کی ریاست کویل علیگڈہ مین بارہ میل تک تھی عوام کا بیان ہے کہ پرگنہ مارہرہ ضلع ایٹہ سنہ ۳۳ء مین
جاگیردار سادات سے ٹھیکہ پر لیا گیا لیکن جو تحریر اوسکی بابت ہوئی اوسکے باضابطہ ہونے مین کچھہ فتور تھا
یہہ امر کہ بدایون محمد خان کے قبضہ مین تھا ہم کو تاریخ گل رحمت سے معلوم ہوا کیونکہ جب فتح آباد کے
ایک عامل اور چند زمینداروں سے ایک لڑائی ہوئی اوسوقت مین داود خان نے شاہ عالم خان حافظ
رحمت خان کے باپ کو قتل کروا ڈالا تھا۔ واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ نواب محمد خان اپنے ماتحتون پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ وقتاً فوقتاً اونکو تبدیل کرتا رہتا تھا۔ اور پختہ
عمارت کی تعمیر کی ممانعت رکھتا تھا اسوجہہ سے اُس کی پوری حکومت تمام ریاست پر رہتی تھی۔ اور
اوسکے احکام فوراً تعمیل کئے جاتے تھے۔ صاحب راے نے جو نواب محمد خان کی تحریرات کو جمع کیا ہے
اوسمین سے حالات مندرجہ ذیل منتخب ہو کر درج کئے جاتے ہیں (قنوج) محمد شاہ بادشاہ کے جلوس
کی دوسری سال (فروری سنہ ۲۰ء لغایت جنوری سنہ ۲۱ء) مین فوجداری سرکار قنوج کی نواب کے
بیٹے قایم خان کے نام تھی۔ بعد ازان جب راجہ گردھر بہادر صوبہ الہ آباد سے منتقل کیا گیا تو اوسنے
یہہ درخواست کی کہ مجھکو میرے وطن کے قریب کوئی ریاست عطا فرمائی جاوے جسمین میرے لواحق
سکونت اختیار کرین اوسوقت فوجداری قنوج کی گردھر بہادر کو عطا ہوئی اوسکی وفات کے بعد وہ ایک
سے دوسرے کو منتقل ہوتی گئی یہانتک کہ راجہ بھدوریا نے اُسکو پایا جب محمد خان کو سنہ ۴۵ اہجری مین
صوبہ الہ آباد دوبارہ عطا ہوا تو اُسنے اپنے وطن کی ریاست کو غیر شخصون کے قبضہ مین چھوڑنے سے
انکار مین زیادہ مبالغہ کیا لہذا وہ جاگیر اُسکو عطا ہوئی۔ صاحب رای لکھتا ہی کہ اوسوقت ماحصل اوسکا

آٹھ ہزار روپیہ سالانہ تھا اور جمع سابق پینتیس لاکھ دام تھے لیکن اضافہ ہوکر ایک کروڑ دام تک نوبت پہنچ گئی تھی (شاہ پور) یہہ پرگنہ سنہ ۱۱۳۹ ہجری مطابق اگست سنہ ۱۷۲۶ء لغایت اگست سنہ ۱۷۲۷ء مین بندیل کھنڈ کے جانے کے قبل محمد خان کے قبضہ مین تھا بعد ازان وہ داخل خالصہ ہوکر صرف ایک فصل کے لئے عطا ہوا لیکن باوجود داخل خالصہ ہو جانے کے محمد خان نے چند سال تک اُسپر یونہی قبضہ رکھا اور بعد اُسکے پھر واگذاشت کرالیا یعنی خاندوران خان کی وساطت سے دسوین رمضان المبارک سنہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق تیرہوین فروری سنہ ۱۷۳۳ء کو وہ پرگنہ فصل ربیع سنہ ۱۱۴۰ فصلی سے مطابق مارچ سنہ ۱۷۳۳ء مستقل طور پر عطا کیا گیا چونکہ یہہ علاقہ سرحدی تھا اِسواسطے لُٹیرون کے انتظام مین جو راجہ ہندو سنگھ چچینڈے والے کی ریاست مین پناہ لئے ہوئے تھے کسیقدر دقت واقع ہوئی۔

(اٹاوا) محمد خان اخیر عمر مین اٹاوہ کا فوجدار تھا راج ادھراج جے سنگھ سوائی نے سنہ ۱۱۵۳ ہجری مطابق مارچ سنہ ۱۷۴۰ء لغایت مارچ سنہ ۱۷۴۱ء مین اوسکو وہان سے بیدخل کیا۔

(جلیسر) اِس پرگنہ مین جو جاگیرین گوکل تاش خان کی تعین اونکی بابت بوساطت راجہ جیسنگھ سوائی کے یاقوت خان کے نام سے ایک پٹہ حاصل کیا گیا تھا لیکن نواب نصیر الدولہ سعادت خان ذوالفقار جنگ کو اُس مین انکار ہوا اور اسی وجہہ سے بادشاہ نے دوسری ذیقعدہ سنہ ۱۲ جلوس مطابق ۳۰ دسمبر سنہ ۱۷۲۹ء کو محمد خان کے نام ایک فرمان بھیجا اور محمد خان نے وہ پٹہ واپس کیا۔

(سوج وعلی کھیڑہ) سوج خان دوران خان امیر الامرا کی اور کھیڑہ فرخ خان بہادر کی جاگیر تھی۔

(برنان سوہار) یہہ موضع جاگیرداروں سے یاقوت خان نے دس لاکھ دام پر ٹھیکہ لیا تھا

ندہ پور اکبر آباد و سکندر پورہ کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ وہ نواب کے قبضہ میں تھے - ایکسال اکبر آباد و سکندر پور کا محاصل پنبشہ یا ستر ہزار روپیہ پر پہونچا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۱۱۴۶ف مطابق سنہ ۳۸ و ۱۷۳۹ع مین خشک سالی ہو گئی تھی کوریل اور سکندرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۱۴۶ف مطابق سنہ ۳۸ و ۱۷۳۹ع مین نواب کے قبضہ مین تھے -

(**سکیٹ**) جب سے کہ اوس خزانے کی محافظت کا اہتمام جو جنت البلاد بنگال سے آتا تھا محمد خان کے سپرد ہوا یہہ قصبہ فرخ آباد مین شامل ہوا سکیٹ کا محاصل فوجدار اٹاوہ کی جاگیر کو چھوڑ کر ایک لاکھ روپیہ بیان کیا گیا ہے -

(**کوراولی**) قایم خان کو سترہ یا اٹھارہ لاکھ دام اس پرگنہ سے بطور تنخواہ فوجداری قنوج کے ملتے تھے -

(**شکوہ آباد**) ظاہرا یہہ پرگنہ بطور مضافات اٹاوہ کے محمد خان کے قبضہ مین تھا اور کرمل اوسمین شامل نہ تھا بھونگام و نانگرام سنہ ۱۷۲۶ع مین خاندوران کی جاگیر مین تھے -

(**آنولہ**) یہہ پرگنہ ایک زمانہ مین امیر خان عمدۃ الملک کی جاگیر مین تھا ؛

محمد خان کی زوجہ اور اولاد کا بیان

محمد خان کی نکاحی بی بی صرف ایک تھی جسکا نام مالحہ بانو یا ربیعہ بانو تھا اور بی بی صاحبہ کے لقب سے مشہور تھی اور قاسم خان بنگش کی دختر تھی بی بی صاحبہ کا ذکر پیشتر اوپر ہو چکا ہی اور اوسکے بعد بھی اکثر ذکر آویگا اوسکے دو لڑکے تھے قایم خان جو بعد نواب کے جانشین ہوا اور دایم خان جو بچپنے مین مر گیا - اور دو لڑکیاں تھیں روشن جہان جو روشن خان بنگش کو منسوب تھی اور ایک

اور جو قبل شادی کے مرگئی - بی بی صاحبہ کا انتقال ۲۸ ذیقعد ۱۱۸۲ ہجری مطابق ۵ اپریل ۱۷۶۹ء کو ہوا اور علیحدہ مقبرہ مین بہشت باغ نواب احمد خان کے مقبرہ سے گوشہ جنوب اور مغرب مین مدفون ہوئین شہر مین ایک بہت خوشنما مسجد اوسکی بنائی ہوئی ہے جو بی بی صاحبہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے بلکہ وہ محلہ بھی اسی نام سے مشہور ہے علاوہ اسکے ایک اور محلہ بی بی گنج مئو دروازے کے قریب ہی ناہمواری اوس زمانہ کی اوس سے ظاہر ہوتی ہے کہ محمد خان کے سات بیٹے لڑائی مین مارے گئے اور نو بیٹے مرگ مفاجات مین مرے اور صرف چھہ بیٹے اپنی موت سے مرے محمد خان کے اون بیٹون کے نام جنکی اولاد تتمہ کتاب مین درج کیجائیگی حسب ذیل ہے —

(۱ قایم خان) یہہ ۱۷۴۳ لغایت ۱۷۴۹ء مین اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا ذکر آگے کیا جاویگا اوس نے کوئی اولاد نہین چھوڑی —

(۲ دوسرا احمد خان) ۱۷۵۰ء مین جانشین ہوا اور ۱۷۷۱ء مین وفات پائی —

(۳ تیسرا امزید خان) جو مرتضیٰ خان نمبر ۴ کا حقیقی بھائی تھا قایم خان کے ساتھ لڑائی مین مارا گیا تین لڑکے اوس نے چھوڑے —

(۴ چوتھا) مرتضیٰ خان یہہ بحکم نواب مظفر جنگ خلف احمد خان نمبر ۲ کے مبارک محل مین بحالت قید قتل کیا گیا - اوسنے سات لڑکے چھوڑے تھے —

(۵ پانچوان اکبر خان) یہہ شخص سکندرہ راو مین مارا گیا اوس نے دو لڑکے چھوڑے کہتے ہین کہ ان لڑکون مین سے ایک خان خانان خان تھا جسکی لڑکی سعادت علی پسر نواب شجاع الدولہ

وزیر نواب کو منسوب ہوئی تھی لیکن نواب احمد خان نے شادی روک دی اور یہہ کہا کہ جب تک
لکھنؤ کے خاندان کی کوئی لڑکی میرے بیٹے محمود خان کو نہ ملیگی تب تک خان خانان کی لڑکی
لکھنؤ نہ جائیگی چھوٹا عبد النبی خان یہہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا جب عبد النبی خان قائم جنگ
کے ساتھ لڑائی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوتا تھا تو اوسکو چھینک آئی اور ایک بلی رستہ کاٹ گئی
ان بدشگونون سے نواب عبد النبی خان زندہ نہ لوٹا اوس تاریخ سے چھینک اور بلی اوسکے بیٹے
عبد المجید خان کی چڑ ہوگئی اگر کسی ملازم کو چھینک آتی تو وہ باہر مکان کے جا کر چھینکتا تھا
کسی ملازم کی یہہ مجال نہ تھی کہ بلی کا نام زبان پر لاسکے اگر کسی ضرورت سے بلی کا نام لینا
ضرور ہوتا تھا تو مچھلی کہکر بیان کیجاتی تھی نوکرون کو اس بات کی بھی سخت تاکید تھی کہ کسی کی
موت کا ذکر اوسکے سامنے نکرے اگر کسی دوست کی موت مین نواب بلایا جاتا تھا تو ملازم بطور اوپر
بیان کرتے تھے کہ فلانے شخص کے گھر مین شکر چیشی ہوگئی کیونکہ معمول ہی کہ مرتے آدمی کے
حلق مین شربت ڈالا کرتے ہین اگر تیجے کا ذکر کرنا منظور ہوتا تھا تو ملازم اسطور پر کہا کرتے تھے
کہ فلان شخص کے یہان آج بڑی دھوم دھام ہی۔ جب نواب عبد المجید خان کہین سوار
ہوتا تھا تو کچھ روپیہ اپنے خانسامان کو دیا کرتا تھا اور خانسامان کو حکم تھا کہ ایک روپیہ
مہارام بنیے کو جسکی دوکان دروازہ پر تھی دیوے کہ وہ سوار ہوتے وقت نظر پیش کرے
اور چار آنہ کسی باغبان کو دیے جاتے تھے تا کہ وہ گلدستہ سوار ہوتے وقت پیش کرے یہہ نیک
شگون سمجھے گئے تھے۔ چند دمڑیون کی کوڑیان بھنوائی جایا کرتی تھین اور دو دو پیسے کی کوڑیون کے
ڈھیر الگ الگ رکھے جاتے تھے اور خانسامان کو حکم ہوتا تھا کہ تمام فوج کو آگاہ کردے کہ نوابصاحب

کی سواری آتی ہی اور فوج راہ کی حفاظت کرے چنانچہ خانساماں کا معمول تھا کہ وہ نواب
کی تمام رعایا سے جسمین نیچ اور پنچ ہر ذات کی آدمی تھی کہدیا کرتا تھا کہ نواب صاحب کی سواری
آتی ہی تب نواب ایک گھوڑے پر جو چاندی کے زیور سے آراستہ ہوتا تھا سوار ہوتا تھا
ایک خدمتگار چونری ہلاتا ہوا سامنے چلتا تھا اور چار یا آٹھ مصاحب پاپیوون پر سوار
پیچھے ہوتے تھے جب نواب اپنے دروازہ پر پہنچتا تھا تو مہارام روپیہ بطور نذر کے پیش کرتا
تھا اور پان فروش ایک دونا پان کا پیش کرتا تھا جسمین سے چند پان نواب کھا کر
باقی خانساماں کے حوالے کردیتا تھا - باغبان پھول پیش کرتا تھا جسمین سے ایک پھول
پسند کرکے نواب اپنی پگڑی مین رکھہ لیتا تھا جب سواری واپس آتی تھی تب خانساماں موافق
حکم کے سب فوج کو موجود کردیتا تھا ہر شخص کو ایک ڈھیری کوڑیون کی بطور انعام کے دیجاتی
تھی اور ہر شخص سلام کرکے رخصت ہوتا تھا جب صاحبزادون مین سے کوئی عبدالمجید خان
کے ملنے کو آتا تھا تب مذاق کی راہ سے ناک مین آہستہ سے بتی کرکے خواہ مخواہ چھینک
بلائی جاتی تھی اور اوسوقت نواب سے معافی کی درخواست کیجاتی تھی لیکن نواب عبدالمجید خان
اس سے اور زیادہ غصہ ہوا کرتا تھا اور صاحبزادون سے کہا کرتا تھا کہ آپ میرے پاس کبھی
نہ آیا کرین تب صاحبزادے منہہ مین رومال دیکر ہنسا کرتے تھے -

ساتوان حسین خان یہہ شخص الہ آباد مین صفدر جنگ کے حکم سے مقتول ہوا -

آٹھوان فخر الدین خان کے ایک بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا
دوسرے طور پر یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ الہ آباد مین مقتول ہوا اس نے ایک لڑکی چھوڑی -

نوان اسمعیل خان یہہ منجملہ ان پانچ شخص کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اسنے چار بیٹے چھوڑے

دسوان کریم داد خان یہہ بھی منجملہ ان شخصون کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اس سنے دو بیٹے چھوڑے ۔

گیارھوان امام خان اسکو بی بی صاحبہ نے قائم خان کے بعد جانشینی کے واسطے نامزد کیا تھا اور پانچ مہینے اور چند روز تک وسنے مسند نوابی پر حکمرانی کی وہ گرفتار ہوکر شمول حسین خان اور فخرالدینخان و اسمعیل خان و کریم داد خان کے الہ آباد بھیجا گیا اور وہان ۱۷۵۰ء مین بحکم صفدر جنگ مقتول ہوا اسنے دو بیٹے چھوڑے ۔

بارھوان خدا بندہ خان یا خداوند خان ۔ بعض شخصون سنے اسکو بھی جانشینون کی فہرست مین درج کیا ہی لیکن ظاہرا یہہ امر صحیح نہین ہے بلکہ لوگون سنے خوشامد کی راہ سے اُسکے بیٹے امین الدولہ کے خوش کرنے کے لیے جو ۱۸۴۷ء سے لغایت ۱۸۶۰ء تک ذی اختیار نائب رہا یہہ روایت مشہور کر دی تھی ۔

خدا بندہ خان نے نوین ذی الحجہ ۱۱۹۰ھ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۷۷۶ء دہلی کے قلعہ مین وفات پائی اسکی بیٹی امراؤ بیگم کی نواب مظفر جنگ سے شادی ہوئی تب پرگنہ سکراوہ وسکی جاگیر مین ملا تھا اوسنے ایک بیٹا چھوڑا ۔

تیرھوان منصور علیخان ۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی

چودھوان ہادی داد خان ۔ یہہ شخص قایم خان کے ساتھ مارا گیا اسکی کوئی اولاد نتھی ۔

پندرھوان بہادر خان ۔ یہہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اوسنے دو لڑکے چھوڑے ۔

سولہوان۔ شادی خان۔ جب مرہٹون نے اپریل۔ مئی سنہ ۱۸۱۳ع مین ٹونکڑہ کا محاصرہ کیا تھا
اوسوقت یہہ شخص ایک توپ کا گولہ کھا کر مارا گیا اوسنے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

سترہوان۔ صلابت خان سنہ ۱۸۱۳ع تک زندہ تھا اسنے چار لڑکے چھوڑے۔

اٹھارہوان۔ نام آور خان اس نے چھہ لڑکے چھوڑے۔

ونیسوان۔ محمد امین خان۔ اس شخص نے ایک زمیندار کو گالی دی تھی اسپر اوس زمیندار نے
تلوار سے اوسکو مار ڈالا میان علیم اللہ شاہ پیرزادے جو دروازہ قلعہ پر جان علیخان کی ...
مین رہتا تھا اوس زمیندار کو قتل کیا امین خان نے دو بیٹے چھوڑے تھے۔

بیسوان عطاء اللہ خان۔ ایک روز نواب روشن خان بنگش سنتر زئی نواب محمد خان کا
برادر نسبتی بھیلپور سوارہ مین شیر کا شکار کھیلتا تھا اتفاقاً اوس کی بندوق کی ایک گولی
عطاء اللہ خان کے جا لگی اور وہ مر گیا۔

اکیسوان عظیم خان یہہ شخص محمد خان کے بعد بہت دنون تک زندہ رہا اور دس لڑکے چھوڑے
بائیسوان شایستہ خان یہہ شخص بھی سنہ ۱۸۱۳ع تک زندہ تھا ایک لڑکا چھوڑا۔

زمانۂ عالمگیر ثانی مین (سنہ ۱۷۵۴ع لغایت سنہ ۱۷۵۹ع) نواب احمد خان دو سال تک دربار مین
حاضر رہا اور بخشی گری سلطنت پر معمور تھا جب احمد خان کہین چلا جاتا تھا تو شایستہ خان مکان
مین بیٹھ کر تاج شاہی سر پر رکھا کرتا تھا اور جس طرح بادشاہ دربار عام مین بیٹھا کرتا تھا اوسی طرح
وہ گولال باڑی کرتا تھا اور خدمتگارون کو حکم ہوتا تھا کہ اوس کے حضور مین مثل بادشاہون کے
آداب عرض کرین۔ کئی ہزار روپیہ سنہ ۱۱۷۰ ستترہ آنہ کے ڈھلوائے گئے جسپر یہہ سکہ درج تھا

سے سکہ زد در بحر و بر از اوج ماہی تا بماہ ثانی تمور و بابر حضرت شایستہ شاہ + بخشی فخر الدولہ نے
ان روپیہ مین سے ایک روپیہ احمد خان کے پاس بھیجا اوران تمام حالات کی اطلاع کی۔ احمد خان
بھی نہایت مضطرب ہوے کہ مبادا یہہ حالات بادشاہ کے گوش گذار ہون بخشی کو حکم دیا کہ شایستہ
خان کی جاگیر لے لے اور جہانتک اس قسم کے روپیہ اوسکو ملسکین اسکو حاصل کر کر ضائع کرا دے
اور شایستہ خان کو قلعہ مین محبوس کرے لیکن چند ماہ کے بعد شایستہ خان پھر آزاد ہو گیا۔

محمد خان کے بیٹون کا حال

سنا گیا ہی کہ امیر دوست خان والی کابل کے اسقدر لڑکے تھے کہ وہ خود اپنی اولاد کو پہچان نہین
سکتا تھا۔ بلکہ جب کسی نوجوان کو عمدہ لباس اور عمدہ سواری پر دیکھتا تھا تو وہ پوچھا کرتا تھا کہ
یہہ نوجوان میرا بیٹا ہی یا نہین کچھہ اسی کے مشابہ نواب محمد خان کی کیفیت تھی ایک دن اپنی
ایک کتخدا بیٹے کو زنانہ محل مین دیکھہ کے نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ سے دریافت کیا
یہہ کونسا محل ہی۔ بی بی صاحبہ نے ایک دوہتڑ اوسکے منہہ پر مار کر کہا کہ تمکو کیا ہو گیا ہی تمھاری
لڑکی ہی۔ وہ بیٹیین جنکی جوان ہو کر شادی ہوئی یہہ تھین

۱۔ بی بی روشن جہان حقیقی بہن قائم خان کی تھی اسکی شادی... نواب روشنخان بنگش
اشترزئی سے ہوئی لیکن اوس کی کچھہ اولاد نہین۔ روشن آباد شمس آباد مغربی مین جو کہ قدیم سڑک
پر گوشہ شمال و مغرب مین فرخ آباد سے ۹ میل پر واقع ہے بازار اسی کا بنوایا ہوا ہے وہان
ایک چھوٹی سی مسجد بھی اوس کی بنائی ہوئی ہی جو اب نہایت خراب خستہ حال مین ہی اور روز بروز
کرتی جاتی ہی اور اسکے نقش سب جنپر تاریخ کندہ تھی مٹ چکے ہین۔ اُسکے قریب ایک کنوان بھی

ہی جسکے ایک کنارہ پر ایک پتھر پڑا ہی اور اوسپر کچھ کندہ ہی اب کوئی کوئی لفظ اُسکے پڑھنے
مین آتے ہین ۱۸۶۶ء مین اوس پتھر کا کندہ پڑھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہہ مصرعہ کندہ ہی سہ
چہ شیرین آب چاہ روشن آباد، کالی رائے اپنی تاریخ کے صفحہ ایک سو تیرہ مین لکھا ہی کہ اس
مصرعہ سے ۱۱۴۹ ہجری نکلتے ہین (یکم مئی ۱۷۳۶ء لغایت ۲۰ اپریل ۱۷۳۷ء. بی بی روشن
جہان کو شہر کی بی بی بھی کہتے تھے اور وہان کے دیہاتی اب تک یہہ عقیدہ رکھتے ہین کہ
اوسکو بھوت پلید اوتارنے کی طاقت ہی کہتے ہین کہ وہ قائم خان کے مقبرہ واقع قاسم
باغ مین جو فتحگڈھ مین ہی مدفون ہوئے چنانچہ اسکا ہم پیشتر بھی ذکر کر چکے ہین اوس کی صرف
ایک حقیقی بہن تھی جو بارہ تیرہ برس کی ہوکر ناکتخدا مر گئی۔

۲- بی بی رحمت النسا یہہ عنایت علیخان کو بعد وفات اوسکی زوجۂ اول بی بی فاطمہ جو
دختر ہمت خان اور بھانجی محمد خان کی منسوب تھی اس لڑکی کا کوئی حقیقی بھائی نہین تھا
اسکے دو لڑکے تھے سلطان علیخان اور رستم علیخان۔

۳- کریم النسا. بعد وفات رحمت النسا نمبر ۲ کی یہہ ہی عنایت علیخان کو منسوب ہوئی
اسکے بھی کوئی حقیقی بھائی نہ تھا دو لڑکے اسنے چھوڑے مراد علیخان اور اعظم خان۔

۴- نامعلوم الاسم- یہہ اپنے چچازاد بھائی شجاعت علیخان پسر عنایت علیخان کو منسوب تھی
جو بطن اول سے تھا اس لڑکی کے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا نہ اسنے کوئی اولاد چھوڑی۔

۵- بھوری خانم- یہہ اپنے چچازاد بھائی محمد علیخان بنگش کو منسوب تھی جو حقیقی بھائی
شجاعت علیخان کا تھا اسکے کوئی حقیقی بھائی نہین تھا امیر علیخان اور قطب علیخان اسکے دو بیٹے تھے

۶۔ بیگم صاحبہ۔ یہہ ارادت علیخان بنگش پسر شجاعت علیخان کو منسوب تھی اسکے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی۔

۷۔ بی بی کافیہ حقیقی بہن اسمعیل خان نمبر ۹ کی اور شایستہ خان نمبر ۲۲ کی تھی اور رستمخان بنگش کو منسوب تھی اسکے بھی کچھہ اولاد نہ تھی۔

۸۔ نامعلوم الاسم زوجہ مصطفی خان اور حقیقی بہن حسینخان نمبر سات کی تھی اسکے کوئی اولاد نہ تھی۔

۹۔ بی بی دولت خاتون۔ یہہ خداداد خان بنگش اشتر زئی کرلانی کو منسوب تھی اور منیر علیخان مصنف کتاب لوح تاریخ کی پردادی تھی اوس کا شجرہ یہہ ہے۔

خداداد خان و دولت خاتون

سکندر علیخان [illegible]

سرفراز علیخان [illegible]

منور علیخان حیات علیخان حسین علیخان سعادت علیخان شجاعت علیخان ایک دختر

وفات ۱۸۶۲ء ۔۔۔ پیدایش ۱۷۹۶ء

کہتے ہین کہ بی بی دولت خاتون بہت خوش مزاج اور سخی تھین اپنے باپ محمد خان کے مقبرہ کو جو حیات باغ مین واقع ہے اوسی نے مرتب کرایا اوسنے میان عطا کریم شاہ ساڈنے کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ جب نواب مظفر جنگ نے تمام خاندان کی پنشن روک لی تو وہ دہلی بادشاہ کی حضور مین گئی اور بادشاہ نے بنگش گھاٹ کا محاصل اوسکو معاف کیا۔ جب مظفر جنگ سے اولاد خان

سے صلح ہوگئی تو وہ پھر واپس آئی اور موضع برنہ خورد پرگنہ بھوج پور اور نوسو بگھہ خام اراضی موضع کھنڈ یہ پرگنہ کمپل مین اور تاڑ والا باغ جسکو نولکھہ بھی کہتے تھے اوسکو جاگیر مین ملا۔ سکندر علیخان اپنے بیٹے کے مرنے پر بی بی دولت خاتون نے فقیری اختیار کی صرف سفید کپڑے اور جاڑون مین ایک کمل اوس کی پوشش اوسکے مزاج مین بہت غربت تھی اور اپنا وقت چرخہ کاتنے یا اپنے بیٹے کے مقبرہ مین عبادت مین مشغول رہنے مین صرف کرتی تھی منجملہ دیگر کمالات کے اوسنے معماری اور نجاری کے کام مین بھی دستگاہ حاصل کرلی تھی کہتے ہین کہ قایم خان کی قلعۂ اٹھی مین (۱۷۴۹ء) مقتول ہونے پر بی بی خاتون نے اوسکی ستم رسیدہ بیوہ کی بہت دلدہی اور خبرگیری کی۔ بی بی دولت خاتون کو اپنے پوتے منور علیخان کے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی اور ایک لمحہ اوس کی مفارقت گوارا نہین تھی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اوس کی شادی منجر خان ساکن رودائن پرگنہ کمپل کی بیٹی کے ساتھ کردی اور نواب ناصر جنگ کے حضور سے دس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ اوسکے واسطے مقرر کرایا۔ ایک روز بی بی دولت خاتون اپنے گھر سے جسکو وہ بنگش پورہ کے اوس قطعۂ اراضی مین تعمیر کرتی تھی جو اوس کے باپ نے اوسکو جہیز مین دیا تھا بڑے محل کی طرف کو آئی سواری سے اوترتے کے ساتھ ہی اوسنے پانی پینے کو مانگا اسکی صیلون نے پہلے سے اوسکے زہر دینے سے صلاح کر رکھی تھی فورًا زہر کا ملا ہوا پانی ایک کورے برتن مین اوسکے روبرو لاکر حاضر کیا۔ دولت خاتون نے پیکر تھوڑا سا جو باقی رہا منور علیخان کو پلا یا لیکن منور علیخان کو فی الفور استفراغ ہوگیا اور اس وجہ سے وہ بچ گیا دولت خاتون

نے استفراغ نہین کیا کیونکہ اوسکو کچھ شبہ زہر کا نہ تھا آخر کار جب زہر نے اپنا اثر
کیا اوسوقت ہر طرح علاج کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا شام کے وقت اوسکا پلنگ
باہر نکالا گیا اور اوسکے پوتے سرفراز علیخان نے اپنے ہاتھ سے ایک دوا اوسکو
دی لیکن چونکہ اوسکے دانت بند ہو گئے تھے وہ دوا حلق سے نہ اوتری اور ۱۰ ربیع الاول
[illegible] ہجری مطابق ۱۰ مئی [illegible]ء کو بی بی دولت خاتون نے اس جہان فانی سے رحلت
کی فوراً نواب ناصر جنگ اور سرفراز محل خاتون دولت کے مکان پر آ ملے اور اپنے قفل
دروازون پر لگا دیے اور پہرہ تعینات کردیا تلاشی ہونے کے بغیر کوئی آ جا نہ سکتا تھا
دوسری تاریخ کو امین الدولہ خلف خداداد خان نے غسل میت کے بعد اوسنے کہا کہ میری خالہ
کو ضرور کسی شخص نے زہر دیا ہے لیکن اسکے سوا اور کچھ اوسنے نہین کہا نعش لپیٹ وہین خاص اپنے ہی
مکان مین دفن کی گئی بعد اسکے ناصر جنگ نے اوسکا تمام مال و دولت کو ضبط کرلیا اور
سرفراز محل کے سمجھانے پر منور علیخان کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کردیا بعد اسکے
سرفراز علیخان اوسکا نواسہ اس پر مجبور کیا گیا کہ کچھ وثیقہ لیکر لادعوی لکھدے ۔
سرفراز علیخان نے لوگون کے کہنے سننے سے قاضی کے یہان جاکر راضی نامہ داخل
کردیا [illegible]ء لغایت [illegible]ء مین جب بی بی دولت خاتون نے اپنے شوہر خداداد خان
سے بہ رسم تعزیت نواب احمد خان کے یہان جو اوسوقت مسند نشین حکومت تھے جانے کے
لیے کہا خداداد خان اپنی بی بی سے لڑکر دکن چلا گیا اور وہان سے خط و کتابت نواب سے
جاری رکھی لیکن پھر واپس نہین آیا اور وہان پٹھانون کی ایک بستی مین جسکو کڑپا کھنڈ

یا کر بالکھنڈ کہتے تھے اوسنے دوسری شادی بھی کر لی تھی اوس بی بی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا
وہ واجد علیخان بنگش اوسی شہر کے ایک معزز رئیس کی لڑکی کو اپنے عقد مین لایا۔
خداداد خان کی جوانمردی کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ ہلکر اور دولت رام سیندھیا کی
لڑائی مین پنڈلی کی ہڈی پر گولی کھانے پر باصرار گھوڑے پر سوار رہا ہاتھی یا پالکی پر سوار
ہونے سے اوہن نے انکار کیا دولت رام نے اوسکو عزت دینے کی غرض سے نواب صاحبکا
خطاب دیا لیکن خداداد خان نے اوسکو قبول نہین کیا اور کہا کہ فرخ آباد مین غلامون کو یہہ
خطاب دیا جاتا ہی تب دولت رام نے خان صاحب کا خطاب اوسکو دیا خیراتی خان بنگش
وشیر محمد خان ونجیب علیخان ونواب عبدالکریم خان ومیر نواب اوس زمانہ مین دولترام
سیندھیا کے یہان ملازم تھے۔
۱۰۔ اصالت خاتون۔ جو بنگش خان کی زوجہ اور عطاء اللہ خان نمبر ۲۰ کی حقیقی بہن
اور ولی محمد خان کی مان تھی۔
۱۱۔ نام نامعلوم۔ جو یوسف خان کی زوجہ ومنصور علیخان نمبر ۱۳ کی حقیقی بہن تھی اسکی
کوئی اولاد نہین تھی۔
۱۲۔ کاملہ خانم۔ مراد خان بنگش عنایت علیخان کی چچازاد بھائی کے عقد مین تھی اسکے
کوئی حقیقی بھائی نہ تھا یہہ خیراتی خان بنگش کی مان تھی اوس کے شوہر کے خاندان
کی
تفصیل یہہ ہے
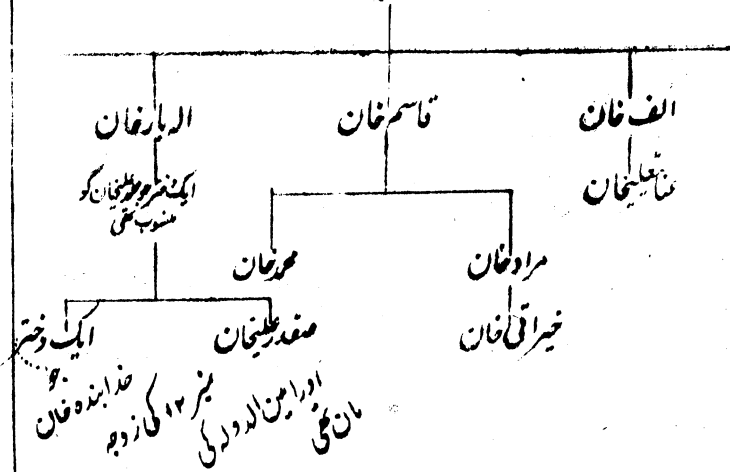
مراد خان کی نسبت بیان کیا جاتا ہی کہ وہ بڑا دولت مند تھا - دورے رسول پور کی لڑائی مین جو نومبر ۱۸۳۱ع مین واقع ہوئی مراد خان اس قدر زخمی ہوا کہ وہ میدان جنگ مین ہاتھی پر سے گر گیا اور تین دن تک نعشون کے درمیان مین پڑا رہا کسیکو اوسکے حال کی اطلاع نہ تھی آخر کار ایک زمیندار نے نعشون مین سے ڈھونڈہ کر نکالا اور پہچانا -

ایک زمانہ مین نواب محمد خان نے اس زمیندار کو محبوس کیا تھا اور مراد خان اوسکی رہائی کا سبب ہوا تھا - یہہ زمیندار ایک ڈولی مین زخمی نواب کو اپنے گانون پر لیگیا اور اوسکے زخمون کا علاج کیا اور اوسکے کھانے کی خبرگیری کی جب وہ اچھا ہوا تو اوسکو فرخ آباد بھجوا دیا مراد خان کے جسم مین مختلف جگہون پر اسی زخم لگے تھے اور ایک تلوار کے زخم نے اوسکی ناک کو ایسا بدقوارہ کردیا تھا کہ وہ نکٹا پٹھان مشہور ہوگیا اوس کے گلے مین بھی ایک زخم

لگا تھا جو مندمل ہونے کے بعد ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جب وہ کھاتا پیتا تھا تو ایک موم کی ٹکیہ دہان پر رکھ لیا کرتا تھا۔

۱۳۔ نامعلوم۔ جو حقیقی بہن کریم داد خان نمبر ۱۰ کی و زوجہ خان عالم خان کی تھی۔

۱۴۔ نامعلوم۔ حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۵ ا و زوجہ علی داد خان کی تھی۔

۱۵۔ نامعلوم الاسم حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۵ ا کی و زوجہ سردار خان کی تھی۔

۱۶۔ صاحب خاتون۔ یہ زوجہ جوہر خان بنگش کی تھیں اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۷۔ عابدہ خانم۔ جو عارفہ خانم کی بیٹی اور حرمت خان بنگش کو منسوب تھی اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۸۔ نام نامعلوم۔ بابر خان کو منسوب تھی۔

۱۹۔ الف خاتون۔ حقدار خان بنگش کو منسوب تھی

۲۰۔ لاڈلی خانم۔ محمد خان بنگش کو منسوب تھی۔

۲۱۔ خانم صاحبہ۔ حقیقی بہن مرتضیٰ خان نمبر ۴ کی تھی قبل شادی کے مرگئی۔

۲۲۔ ننی بی بی۔ یہ باز خان بنگش کو منسوب تھی

رشید خان اور خان زادوں کا بیان

چند خان زادے رشید خان کی نسل میں سے جو مؤمن بحالت افلاس بالفعل پائے گئے وہ اپنے مورث کا حال اسطور پر بیان کرتے ہیں

مولانا شیخ ابراہیم دانشمند

شیخ سراج الدین

شیخ محمود

شیخ احمد

قاضی عبداللہ

خواجہ بایزید (عرف پیر روشن)

شیخ کمال الدین | شیخ خیر الدین | شیخ نور الدین | شیخ جلال الدین

نواب مرزا خان

عبدالسبحان | عبدالرحمن | عبدالکریم | عبدالحلیم | خداداد خان

عبدالباقی | محمد مسعود | نواب سعید خان | نواب الہداد خان

رحمت اللہ خان (ارادت خان)

(انکی اولاد دکن میں تھی)

نواب انعام اللہ خان | حبیب اللہ خان | اسد اللہ خان | صاحبداد خان

خان زادوں سے صرف اسی قدر جانتے ہیں فقط

جلالہ کے بابت جو تاریخ مین حالات مذکور ہین اون سے وہ بالکل ناواقف ہین رشید خان کے
سوانح عمری کا بھی کچھ اون کو حال معلوم نہین نہ یہہ جانتے ہین کہ رشید خان کہان کہان نوکر رہا
اور کب وہ مرگیا۔ مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے جو اوس زمانہ مین قائم گنج کے تحصیلدار تھے
اور جنکا مین اس امر خاص اور نیز دیگر امور کے بابت اطلاع دینے کا مشکور ہون صاف طور
پر ثابت کردیا کہ کس وجہہ وہ نام جو خان زادون نے بیان کیے اسماء مندرجہ بابت جلالہ سے
کس قدر مطابق ہین جسمین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین نہایت تکلیف دی (دیکھو صفحہ ۴۸ و ۵۵ و ۱۰۸
تاریخ حیات افغانی مصنفہ محمد حیات خان مطبوعہ کوہ نور لاہور) اور صفحہ ۲۶۶ جلد اول تاریخ
فرشتہ مطبوعہ لکھنؤ بسبب عدم موجودگی دلائل کی منظور احمد اس باب کے بیان کرنے سے
مجبور رہے کہ رشید خان باقی مؤ اور رشید خان پسر جلالہ جسکے حالات اکثر تواریخ مین مندرج
ہین ایک ہی تھے یا کوئی اور۔ لیکن کتاب معاصر الامرا سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہہ دونون
شخص ایک ہی تھے (دیکھو اوس کتاب کے رشید خان کے بیان مین) یہان پر مین معاصر الامرا
کا ایک انتخاب جو اس بیان مین مذکور ہے مندرج کرتا ہون اور حالات اللہ داد خان داہد اللہ خان
وبادی داد خان اور رشید خان جو کیول رام اگروالہ کے تذکرۃ الامرا مین مندرج ہے وہ بھی
لکھا جاتا ہے۔ بانی ملت و شان کا جسکو مذاق کی راہ سے تاریکی کہتے ہین شیخ بایزید تھا جو
سراج الدین انصاری کی ساتوین پشت مین بمقام جلندھر بابر بادشاہ کے ہندوستان مین
داخل ہونے سے ایک سال پہلے پیدا ہوا تھا یعنی ۹۳۱ھ مین یہہ شخص سن بلوغ کو پہونچنے پر

اپنا مرز وبوم چھوڑکر اپنی مان کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس بمقام کانی گرم واقع کوہستان
روہ گیا سنہ ۹۴۹ ہجری مین مطابق اپریل ۱۵۴۲ء لغایت اپریل ۱۵۴۳ء یہہ مشہور ہوا کہ اوس سے
خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اسپر بہت سے اقوام افغان اوسکے مرید ہوگئے اس زمانہ مین
اوسنے خیر البیان نام ایک کتاب زبان پشتو مین تصنیف کی کہتے ہین کہ جب یہہ کتاب میرزا
محمد حکیم حاکم کابل کے دربار مین پیش ہوئی تو وہان کے علما اوسکی تردید نہ کرسکے جب پیر اوشان فوت
ہوا تو بہتہ پور مین ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا وہ چار پسر اور ایک دختر چھوڑ گیا لڑکون کے نام
یہہ ہین۔

۱۔ شیخ عمر۔

۲۔ نورالدین جسکا بیٹا مرزا خان ملازمت شاہی مین داخل ہوا اور جنگ دکن مین [illegible]
مین بمقام دولت آباد مارا گیا۔

۳۔ جمال الدین۔

۴۔ جلال الدین۔ جلال الدین سنہ ۹۸۹ ہجری مین مطابق فروری ۱۵۸۱ء لغایت جنوری
۱۵۸۲ء بعمر چاردہ سالہ اکبر بادشاہ کے ساتھ بوقت واپسی از کابل ہندوستان مین آیا اوس کی
بہت کچھہ خاطر ومدارات کی گئی مگر کسی وجہ سے ناخوش ہوکر اپنے والد کے مریدون اقوام آفریدی
واورکزئی کے افغانون کے پاس چلا گیا ان لوگون سے اوس سے کچھہ قرابت بھی تھی۔

اکبر بادشاہ کے اکتیسوین سال جلوس مین مطابق اپریل ۱۵۸۶ء لغایت مارچ ۱۵۸۷ء اقوام
مہمند اور غوریہ جو پشاور کے گرد ونواح مین بستے تھے اور جنکے دس ہزار سوار تک جمع تھا ان

لوگون کی تعمیل وار سید حامد کے ملازمین کے ظلم وستم سے عاجز آکر باغی ہوگئے ان باغیون نے جلالا یعنی (جلال الدین) کو اپنا سردار کر کے سید حامد پر حملہ کیا اور اوسکو قتل کر کے پشاور کو اپنے ہمارے امن مقرر کی راجہ مان سنگہ کابل کا ناظم پشاور پر چڑھ آیا اور حملہ کر کے آفریدیون کو منتشر کر دیا اسکے بعد وہ علی مسجد کی طرف بڑھا اور جلالا کو کامل گوشمالی دی تھوڑے روز بعد زین خان کوکا راجہ کی جگہ مقرر ہو کر آیا اور اسنے باغیون کو بیخ و بن سے مٹا دینے کی کوشش کی۔

اکبر شاہ کے تیسوین جلوس مین جو مطابق ۲۳ مارچ ۱۵۸۶ء یا ۲ اپریل ۱۵۸۶ء ہوتا ہے جلالا کو مجبور کیا کہ پشاور کو چھوڑ کر بجور کو چلا جاوے یہہ مقام یوسف زئی پٹھانون کا خاص لشکرگاہ تھا زین خان نے اوسکا تعاقب کیا اور اسمعیل قلیخان اور صادق محمد خان کو راستہ کے روکنے پر مامور کیا جلالا ان سے بچکر نکل بھاگا اور پھر پشاور کو آیا صادق محمد خان نے اقوام ورک زئی و آفریدی کو اس قدر تنگ کیا کہ انھون نے عاجز آکر ملا ابراہیم کو اوسکے حوالہ کر دیا جلالا اوس ملا کو بجاے والد کے سمجھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ اب جلالا نے ان افغانون پر اعتماد نہ کر کے راہ توران کی لی افغانون نے اسکا کل مال و اسباب ضبط کر کے حاکم شاہی کے حوالہ کیا۔

اکبر بادشاہ کے سینتیسوین جلوس مین مطابق ۲ مارچ ۱۵۹۱ء یا ۲ مارچ ۱۵۹۲ء جلالا توران سے واپس آیا اور پھر علم بغاوت کا بلند کیا آصف خان جعفر امن قایم کرنے کے واسطے بحکم سلطانی بھیجا گیا اوسنے باغی مذکور کو شکست دیکر اوسکے خاندان کو گرفتار کر لیا اور اون کو وحدت علی کے سپرد کیا ۱۰۰۸ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۵۹۹ء یا ۱۳ جولائی ۱۵۹۹ء کو جلالا نے غزنی پر

قبضہ کرلیا مگر وہان قائم نہ رہ سکا - پینتالیس جلوس ۱۰۰۸ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۵۹۹ء یا ۲
ستمبر ۱۶۰۰ء مین جبکہ جلالا لوہانیون کے ساتھہ غزنی کے قریب تھا اوسپر اچانک حملہ ہوا اور
وہ زخمی ہوگیا مراد بیگ نے شریف خان کی کچھہ فوج لیکر اوسکا تعاقب کیا اور قتل کیا
اوسکے بعد خلافت احداد پسر شیخ عمر کو ملی احداد جلالا کے برادر شیخ عمر کا بیٹا تھا اور اپنے
چچا جلالا کی بیٹی سے شادی کی تھی - عہد جہانگیری مین ۱۶۰۶ء سے لیکر تا ۱۶۲۲ء اوسنے
افواج شاہی کو سخت حیران کیا کبھی اون پر فتحیاب ہوتا تھا اور کبھی شکست کھا جاتا تھا ۱۰۳۵ھ
سے مطابق ۳۰ ستمبر ۱۶۲۵ء یا ۱۱ ستمبر ۱۶۲۶ء کو ظفر خان ولد خواجہ ابو الحسن نائب ناظم
صوبہ دار کابل نے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا بروز حملہ ایک گولی اوسکے لگی اور فوت ہوا اوسکے
بعد اوسکا بیٹا عبد القادر اوسکا جانشین ہوا اسنے بھی تھوڑی مدت تک جنگ و جدال جاری
رکھی بالآخر سعید خان ناظم کابل نے کوشش کرکے اوسکو بادشاہ کی اطاعت کیطرف مائل
کیا چنانچہ وہ شاہجہان کا مطیع ہوگیا اور سلطان نے اوسکو ہزاری کے رتبہ پر ممتاز کیا ۱۰۴۳ھ
مطابق ۸ ہ جون ۱۶۳۳ء تا ۱۰ جون ۱۶۳۴ء مین کابل مین متعین تھا اور وہین اوسنے
قضا کی - شاہجہان کے گیارہوین سال جلوس ۱۰۴۸ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۸ء تا
۲۰ اکتوبر ۱۶۳۹ء سعید خان نے اوسکی مان بی بی علائی یعنی دختر جلالا کو اور اوسکے دو دامادون
محمد زمان - اور صاحب داد - اور قادر داد پسر محمد زمان کو دربار شاہی کی طرف روانہ کیا
سلطان نے انپر ترحم کرکے ان سب کو تلنگانہ مین سعید خان کے پاس بھیجدیا اوسی سال
کل اقوام نے جلالا کے چھوٹے بیٹے کریم داد کو از سر نو فساد اوٹھانے کے واسطے طلب کیا

یہہ اسوقت لوہانیون مین بطور خانہ بدوشون کے گذران کرتا تھا۔

سعید خان نے گلاب سنگہ کو پٹھانون کی طرف بھیجا۔ باستثنای قوم بیکن کے اور دو اور قومون نے اطاعت قبول کی ان قومون مین کریم داد پناہ گزین ہوا جب بہت عاجز ہوئے تب مجبور ہوکر ان افغانون نے کریم داد کو حوالہ کردیا۔ بادشاہ کا حکم پہونچا کہ اسکو ہمارے پاس بھیجو۔ ازان بعد عمدۃ الملک سعد اللہ خان نے کریم داد کی دختر سے شادی کی۔ اوس سے لطف اللہ خان اور دوسری اولاد پیدا ہوئی الہ ورد جلیل الدین کا بیٹا یا تو اون لڑکون مین سے تھا جو (۱۵۹۰ء یا ۱۵۹۲ء) مین گرفتار ہوکر وحدت علی کے حوالہ ہوئے تھے ویا اپنے باپ کی وفات کے بعد (۱۵۹۹ء یا ۱۶۰۰ء) اپنے بھائیون کے نزاع کے سبب سے ہندوستان کو چلا آیا تھا۔ اگر ان دونون قیاسون مین سے قیاس ثانی صحیح ہے تو گویا جو تاریخ ہمنے مورشید کے بنا ہونے کی لکھی ہے یعنی ۱۰۱۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء وہ قبل از وقت ہے۔ شیخ الہ ورد کا حال لدل اول قابل لحاظ ہے۔ گیارھوین سال جلوس جہانگیر بادشاہ ۱۰ جولائی ۱۶۱۵ء تا ۲۸ جون ۱۶۱۶ء ہوا اسوقت وہ ہزاری بلقب خان مقرر ہوا۔ بارھوین سال جلوس (۲۹ جون ۱۶۱۶ء تا ۱۸ جون ۱۶۱۷ء مین) اوسکو رشید خان کا لقب ملا اور ڈھائی ہزاری مقرر ہوا۔ چودھوین سال جلوس ۷ جون ۱۶۱۸ء تا ۲۷ مئی ۱۶۱۹ء اوسنے بمقام کابل بغاوت اختیار کی مگر پندرھوین سال جلوس ۲۰ مئی ۱۶۱۹ء تا ۱۶ مئی ۱۶۲۰ء اوسکا قصور معاف ہوگیا اور بدستور سابق کے مراتب اوسے عطا کردیے گئے۔ اٹھارھوین سال جلوس ۔ ۵ اپریل ۱۶۲۲ء تا ۴ اپریل ۱۶۲۳ء مہابت خان کی ماتحتی مین دکن مین

کارنمایان کیے (شاہجہان کے اول جلوس) ۴ فروری ۱۶۲۸ء تا ۲۴ جنوری ۱۶۲۹ء وہ اپنی
جاگیر سے آیا اور منصب دار تین ہزاری اور پندرہ سو سوار پر حاکم مقرر ہوکر جھوجھار سنگھ بندیلہ ولد بیر سنگھ
دیو سے جنگ کرنے کے واسطے بھیجا گیا - دوسرے سال جلوس (۲۵ جنوری ۱۶۲۹ء یا ۱۴ جنوری
۱۶۳۰ء) ہمراہ رکاب بادشاہی کے دکھن کو گیا اور تیسرے سال مین بہت اچھے اچھے کام
اس سے وقوع مین آئے - چوتھے سال جلوس (۵ جنوری ۱۶۳۱ء یا ۲۴ دسمبر ۱۶۳۱ء) جب
ہاتھی اعظم خان عادل شاہ و نظام الملک سے جنگ کر رہا تھا تب زخمی ہوا اور اس جنگ
مین اوسکا بھائی اور دوسرے ہمراہی قتل ہوئے - پانچوین سال جلوس ۲۶ دسمبر ۱۶۳۱ء
یا ۱۵ دسمبر ۱۶۳۲ء رشید خان صوبہ اکبرآباد کی کچھہ حصہ کا فوجدار مقرر ہوا - چھٹوین سال
جلوس یعنی ۱۶ دسمبر ۱۶۳۳ء یا ۵ دسمبر ۱۶۳۴ء شاہ شجاع کے ہمراہ دکن کو گیا - اور ساتوین
سال جلوس (۶ دسمبر ۱۶۳۴ء) یا ۲۵ نومبر ۱۶۳۵ء بیجاپور کی افواج سے جنگ کی -
آٹھوین سال جلوس - ۲۶ نومبر ۱۶۳۵ء یا ۱۵ نومبر ۱۶۳۶ء خان دوران کے پاس مامور
ہوا - اور نوین سال جلوس مین اسنے ایک قلعہ کے مفتوح کرنے مین بڑی بہادری کی اور اس سے
ہر شخص کا خیال اسکی جانب ہوا - دسوین سال جلوس مین - ۲۸ اکتوبر ۱۶۳۶ء یا ۱۷ اکتوبر
۱۶۳۷ء وہ چہار ہزاری ہوکر برہان پور کا ناظم مقرر ہوا - گیارہوین سال جلوس مین - ۱۸
اکتوبر ۱۶۳۷ء یا ۷ اکتوبر ۱۶۳۸ء وہ علاوہ برہان پور کے سرکار بیجا گڑھ کا بھی فوجدار مقرر ہوا
اٹھارہوین سال جلوس مین - ۲ اگست ۱۶۴۴ء یا ۲۲ جولائی ۱۶۴۵ء صوبہ تلنگانہ اوسکے سپرد
ہوا - ۲۲ سال جلوس مین - ۲۰ جون ۱۶۴۸ء یا ۹ جون ۱۶۴۹ء اوس ملک مین بمقام

ناندیر فوت ہوا اور مومین پور مین دفن ہوا یہہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے۔ دکن کے
حاکم کسی بڑی مہم کا ارادہ بغیر اوسکے مشورہ کے نہ کرتے تھے۔ بہت سی مسلح سپاہ اوسکی ملازمت
مین تھے یہہ لوگ اوسکے بڑے وفادار تھے اور اوسکو اپنا مرشد تصور کرتے تھے۔ مہابت خان نے
ایک بار بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ رشید خان کے پاس ایسی سپاہ ہی لہذا اصلاح کار یہہ ہی کہ
اوسکو دکن سے واپس بلا لینا چاہیے۔ اوسمین اور خان زمان خان مین نہایت درجہ رابطہ
اتحاد ہی اور دونون کے خیالات ایک قسم کے ہین لہذا ان دونون کا حدود پر ہونا مناسب
نہین مبادا اگر انھون نے بغاوت کی تو انکو زیر کرنا مشکل ہوگا۔ رشید خان نے اپنے
صوبہ کا اسطور سے انتظام کیا کہ چور اور قزاق باقی نرہے جتنے بدمعاش اور بد روش لوگ
تھے سب اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے۔ برہانپور کی عیدگاہ جو اوس زمانہ تک مختصر سی تھی
اوسنے بڑھائی ہی اوسکو تاریخ کا علم اچھا اور مخفی طور پر حنفی مذہب سے تعصب کہتا تھا اوسنے
نظم بہت لکھی ہی جسکو بڑے بڑے مبصر شعرا نے پسند کیا ہی اوسکے حرم کے اخراجات کل امرای عصر
کے اخراجات سے بڑہے ہوئے تھے اپنی بہت سی عادات مین اور شمشیر بازی مین طرز
ایرانی رکھتا تھا۔ اسد اللہ خان اور الہام اللہ خان رشید خان کے دو بیٹون کا نام
تاریخ مین پایا جاتا ہی اوسکا بڑا بیٹا اسد اللہ خان نے اپنے والد کی وفات کے بعد بائیسوین
سال جلوس شاہجہان مین ۲۰ جون ۱۶۴۸ع تا ۹ جون ۱۶۴۹ع ہزاری کا لقب پایا۔ چوبیسوین
سال جلوس مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ع تا ۱۸ مئی ۱۶۵۱ع صوبہ دکن مین چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا
اور ستائیسوین سال جلوس مین ۲۵ اپریل ۱۶۵۳ع تا ۱۴ اپریل ۱۶۵۴ع سرکار سکھر مین دیدوری کا

فوجدار مقرر ہوا۔ اٹھائیسوین سال جلوس مین۔ ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء یا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء ڈیڑھ
ہزاری کا منصب دار ہوکر ایلچپور کا فوجدار مقرر ہوا اور اس سال مین فوت ہوا۔ الہام اللہ
رشید خان کا دوسرا بیٹا بھی بائیسوین سال جلوس شاہجہانی مین اپنے والد کی وفات کے
بعد منصب دار ہوا۔ اور اپنے بھائی اسد اللہ کی وفات کے بعد اٹھائیسوین سال جلوس
شاہجہانی مین۔ ۱۵ اپریل ۱۶۵۵ء تا ۴ اپریل ۱۶۵۶ء اوس کی جگہ چاندر کا تھانہ دار مقرر
ہوا۔ تیسوین سال جلوس مین۔ ۲۴ مارچ ۱۶۵۶ء یا ۱۳ مارچ ۱۶۵۷ء اپنے چچا ہادی داد
کی وفات کے بعد الہام اللہ متعین ہوکر اوسکا جانشین کیا گیا اور اوسنے اوس کی فوج کو
مجتمع کیا وہ ڈیڑھ ہزار سوار پر حاکم مقرر ہوا۔ جب اورنگ زیب دکن سے ہندوستان کو
واپس چلا الہام اللہ اوسکے ہمراہ رکاب تھا۔ جب جسونت پر حملہ بہ کامیابی انتظام کو پہونچا
اپریل ۱۶۵۸ء مندرجہ کتاب الطسین صاحب صفحہ ۱۲۵۔ اوسکو منصب سہ ہزاری و تین ہزار
سوار عطا ہوئے اور اوسکے نام کے ساتھہ رشید خان کا لقب جو اوسکے پدر کو حاصل تھا
اضافہ کیا گیا۔ ماہ جون ۱۶۵۸ء مین داراشکوہ سے جنگ اول کے بعد اوسکو بیس ہزار
روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور جب جنوری ۱۶۵۹ء مین شاہ شجاع کو شکست ہوئی تب وہ
بخشی معظم خان و شاہزادہ محمد سلطان کے ماتحت صوبہ بنگال کو بھیجا گیا۔ چوتھے سال
جلوس اورنگ زیب مین ۲۵ جنوری ۱۶۶۱ء یا ۴ جنوری ۱۶۶۲ء الہام اللہ کوچ بہار
و آسام کی مہم مین شریک تھا۔ پانچوین سال جلوس مین ۱۵ جنوری ۱۶۶۲ء یا ۴ جنوری
۱۶۶۳ء سرکار کامروپ کا فوجدار مقرر ہوا تھوڑے عرصہ تک اڑیسہ کا صوبہ دار بھی رہا۔

اونیسوین سال جلوس ۱۳ اگست ۱۶۵۵ء یا یکم اگست ۱۶۵۶ء مین پھر اوڑیسہ سے منتقل ہو کر دکن کو بھیجدیا گیا۔ کچھہ زمانہ تک باندیر کا بھی فوجدار مقرر رہوا۔ عالمگیر کے اٹھائیسوین سال جلوس ۱۶۸۴ء مین اد سے خلعت سرفرازی مرحمت ہوا۔ ۱۰۹۰ھ ہجری مطابق ۱۶۷۹ء مین عالمگیر اونتیسوین سال جلوس مین وہ بقید حیات تھا اور شمس آباد کا جاگیردار تھا۔ اور ایک پتھر پر جسپر عبارت کندہ ہوئی اور سرائے الھت پرگنہ اعظم نگر جسکو سابق پٹنہ اعظم نگر بولتے ہین او حال مین پرگنہ شمس آباد سے علیحدہ کیا گیا ہی موجود ہی۔ ہادی داد خان برادر رشید خان ابتدا عہد شاہجہانی مین سات سو کا منصب دار تھا۔ گیارہوین سال جلوس مین ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۶ء تا ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۷ء مین منصب ہزاری پر سرفراز ہوا۔ و بائیسوین سال جلوس مین ۲۰ جون ۱۶۴۸ء تا ۹ جون ۱۶۴۹ء بجائے اپنے برادر رشید خان مرحوم کے باضافہ مراتب صوبہ تلنگانہ مین متعین ہوا۔ چوبیسوین سال مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ء یا ۱۸ مئی ۱۶۵۱ء اد سکے نام کے ساتھ مین لقب خان کا زیادہ کیا گیا اور منصب ڈھائی ہزاری پر سرفراز ہوا تیسوین سال جلوس شاہجہانی مین ۴ مارچ ۱۶۵۶ء یا ۲۳ مارچ ۱۶۵۷ء مین اس جہان فانی سے رہ گرا سے عالم باقی ہوا اور بہت سے لڑکے چھوڑ گیا اکثر اون مین سے منصب دار ہوئے۔ اس خاندان مین شیخ نوراللہ نام ایک اور شخص نامور ہوا ہی۔ یہہ شخص قادر داد خان پسر محمد زمان داماد امداد کا بیٹا تھا اور وہ امداد اللہ داماد رشید خان کا بھتیجا تھا۔ عہد عالمگیری مین چار سو سپاہ پر منصب دار تھا دکن مین ایک قلعہ پر مامور تھا بہادر شاہ کے زمانہ مین ۱۷۰۸ء لغایت ۱۷۱۲ء اوسکو ہزاری کا منصب عطا ہوا اور اپنے والد کا لقب قادر داد خان ملا

صوبۂ خاندیس مین جمند کا فوجدار مقرر ہوا - فرخ سیر کے عہد سلطنت مین ۱۱۳۰ھ لغایت ۱۱۳۱ھ
آصف جاہ نظام الملک کے ساتھہ ہوا جو اوس زمانہ مین دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا - نور اللہ
آصف جاہ کی مان کا قرابت دار قریبی تھا سید دلاور علی خان و سید عالم علیخان سے
جنگ کے وقت لڑنے بہت بہادری کی اوس وقت اوسکو منصب ہزاری و دو ہزار سوار و بہادر کا
لقب عطا ہوا جب مبارز خان پر حملہ ہوا تو یہہ ہراول یعنی اول حملہ مین لشکر مین تھا جب
آصف جاہ کل جنگ و جدل سے فارغ ہوا اور اپنے سب بہی خواہون کو زیر کیا تب اوس نے
قادر داد خان کو پنج ہزاری کا لقب اور چار ہزار سوار پر حکومت دلوائی - قادر داد خان
کو اوسکے ایک نوکر نے قتل کیا - چونکہ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی لہذا آصف جاہ نے اوسکی جاگیر
مین سے سیر جانے گانون واقع صوبہ اورنگ آباد و موضع اتبارہ نام ایک گانون واقع خاندیش
اوسکے رشتہ داران کے حوالہ کیا جس زمانہ مین کہ کتاب معاصر الامرا تحریر ہوئی یہہ دونون
مقام اوسکے خاندان کے قبضہ مین تھے - مئو کی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین
رشید خان و ہادی داد خان دکن مین ملازم تھے شمس آباد مرزائی خان کو عطا ہوا تھا اول
اول نواب مذکور شمس آباد مین میر عزیز اللہ کے مزار کے قریب سکونت پذیر رہا اور مئو اسکے دو سال
بعد آباد ہوا - نواب کی فوج جو مئو مین رہتی تھی اوسکی تعداد حسب ذیل تھی طوبیہ سوار محمدزئی
ورک زئی ولارک غلزئی خلیل خٹک متنیا لوہانی آفریدی
۶۰۰ ۹۰۰ ۳۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰۰ …۴ ۳ ۵
بنگش کل شمول دیگر اقوام پندرہ ہزار جنگجو سپاہ تھی -

رام پور واقعۂ پرگنہ اعظم نگر

دکھسی پور فرخ آباد سے ۲ میل کے فاصلے پر جانب پورب واقع ہی عوام کا بیان ہی مئو کو آباد
کرتے وقت رام پور دکھسی پور کے راٹھور سرداران قوم راٹھور سردار مزاحم ہوئے مسلمانون
نے زیر حکم عبدالصمد عرف مرزا خان محمد زئی و داؤد خان و بار خان و مرہان خان طوبہ و دیگر خان
جنگ کنہسی پور کے قریب ان لوگون پر فتح نمایان حاصل کی ـ رام پور کا راجہ زخمی مین ہو کر اسیر
ہو گیا ـ رشید خان کا مقبرہ گو سادہ سی عمارت ہی مگر لداؤ کا مکان ہی اور نہایت مستحکم بنا ہی
اسپر کچھ کتبہ نہین ہی یہہ مکان بڑھ گنگا اونچے کنارہ پر واقع ہے ـ مسٹر ہنوتم صاحب کلکٹر سابق
نے ۱۸۶۲ء مین اسکی مرمت کروائی اسکے ایک جانب ایک پختہ حصار مین نواب کی بیگم کی قبر
ہے ان قبرون کے گرد پرانے درخت اسوپالو اور نیم کے ہین ـ خان زادون مین سے
ایک پیرزن وہان مجاور ہے سیتا خان خان زادہ کی چوپال مین ایک چپٹا پتھر کوئی
دس من وزن کا پڑا ہی جسکی نسبت عوام کا بیان ہی کہ نواب ہر روز اس پتھر کو اوٹھا کر گنگا پر
لیجایا کرتا تھا اور اسپر کھڑا ہو کر نہاتا تھا ـ مورخ کے نزدیک یہہ بیان خالی از مبالغہ نہین ہے
نواب کے قلعہ کی عمارت کو کوٹ کہتے ہین اسمین کاچھی اور کچھہ خان زادے رہتے ہین
دو پھاٹک ابھی تک موجود ہین اور کچھہ اینٹ کا کھرنجہ بھی باقی ہے ـ کچھہ حصہ اس جگہہ کا
آجتک محلہ گاؤخانہ کے نام سے موسوم ہی اور بڑا بازار بھی کچھہ باقی ہی اس مین ایک مسجد
ہے جسکو جامع مسجد بھی کہتے ہین اسپر کتبہ وغیرہ کچھہ نہین ہے ـ دو سال ہوئے کہ نظام علیخان
سنا محلہ قلعہ والے نے اسکی مرمت کروائی ہی یہہ شخص حیدر آباد مین ملازم ہی شمس آباد کے
متصل خان پور مین ایک بارہ دری مرزا خان برادر زادہ نواب کی بنوائی ہوئی ہی

اور مئو مین ایک محلہ اوسکے نام سے مشہور ہی یعنی اسکوٹ مرزا جانی کہتے ہین نواب بادید ابراہیم خان
کے فرہاد مرین واقع کنارہ دریاے گوداوری پر ہے اسجگہہ اوس نے وفات پائی پرگنہ
شمس آباد مین ایک گانون اسکے نام سے موسوم ہی جسکو بادید اد پور کہتے ہین ۔ بی بی
ربیعہ زوجہ الہام اللہ خان پسر رشید خان نے ایک سرا اور ایک باولی موضع کبیر پور مین
بنوائی ہے یہہ موضع مئو سے جانب جنوب اور قائم گنج سے بسمت مشرق واقع ہی ۔ آفریدیون
نے سراے کو توڑ گرا دیا اوسکی اینٹ لکڑی اپنے مصرف مین لے آئے مگر باولی ہنوز باقی ہے
گو بالکل بے مرمت ہی اس باولی کے اطراف کی جگہہ اب تک اوسی بی بی صاحبہ کے نام سے
موسوم ہی ایک موضع جسکو آگے سید پور کہتے تھے درمیان مئو و جک مور شید آباد کے واقع
ہے اسکو اب کٹرہ رحمت خان کہتے ہین یہہ رحمت خان مرزا جان کا پرپوتہ تھا لیکن بعد ازان
نواب عطائی خان کے نام سے مشہور ہوا ۔ سبحان خان ایک دوسرے سردار نے موضع تہوریہ
از سر نو آباد کیا جو قائم گنج کے جنوب ہی اور اوسکے نام سے سبحان پور کہلاتا ہے ۔ ہمیر پور کی
زمین پر کہ وہ موضع مئو کے مغرب سمت ملحق ہی جسمین خان زادون کے جد اعلی پیر اوشان کا مزار
ہے اور موضع مذکور اوسکے واسطے وقف ہی جس پٹواری نے مجھے یہہ موضع بتلایا اوس نے
بلا اشارہ ہمارے کہ اسکا صحیح تلفظ اوشان بہ الف ممدودہ اپنی زبان سے کہلا جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ لفظ اوشان صحیح ہی وہ لفظ روشن غلط ہی مور شید آباد رشید خان کی
نسل مین جاگیر رہے نواب مظفر جنگ نے درمیان ۱۷۸۱ء و درمیان ۱۷۹۰ء مین اسے
ضبط کر لیا اب اونکے پاس فقط دو چار ٹکڑے اراضی معافی کی ہے ۔ اس خاندان کا

ایک شخص اب دس روپیہ ماہواری کا ہیڈ کانسٹبل ہی اور اس مین خوش ہی۔ بم ٹیلا اس نام
کی دو وجوہ تسمیہ بیان ہوتی ہین اول یہہ کہ ایک ٹھاکر سردار نے گنگا کے اشنان کے وقت اپنی
عورت کو وہان کے برہمن کو حسب معمول دان کر دیا اور بعد ازان پھر اوس سے بہت روپیہ دیکر خرید
کرلیا۔ برہمن نے علاوہ اور شرائط کے یہہ بھی ایک شرط کرلی تھی کہ اوسکی اولاد بم ٹیلا کہلاوے
دوسری حکایت یہہ ہی کہ ایک راجہ نے ایک برہمنی کو اپنے گھر مین ڈال لی تھی اوسکی اولاد
بم ٹیلا کہلائی۔ اوسکے تین بیٹے تھے۔ (۱) ہاتھی رائے جسکی اولاد بھاؤ پور جسمی دیورپور د
و ہارانگر وساٹھن پور مین رہتی تھی (۲) نیل دیو جسکی اولاد ہلاون وکھارم پور وگڑھہ پر قابض تھی
(۳) سب سکھہ اسکے تین بیٹے تھے (۱) بھرت شاہ اسکی اولاد ہاتھی پور مین ورواجپور ونعمت پور
وبرون مسوہ مین رہتی تھی۔ اول۔ بندن شاہ اسکی اولاد عدولی ورشید پور پر قابض تھی۔
۳۔ چتر سنگہ جسکی اولاد برون ایک بسوہ وبابر پور مین سکونت رکھتی تھی۔ کہتے ہین کہ اس خاندان
کے بانی سے اب تک چودہ پندرہ پشتین گذری ہین مگر بوقت بندوبست جب آواج پور کے
زمینداروں سے دریافت کیا گیا تو وہ چھہ پشت سے آگے نہ بتلا سکے۔ بم ٹیلا پرگنہ پہاڑا سے
باہر نظر نہین آتے ہین یہہ سب آٹھہ گانون کے بم ٹیلا وباون گانون کے بم ٹیلا مین منقسم ہین
منجملہ آٹھہ گانون کے اون مواضعات ہین جو شہر سے مغرب طرف واقع ہین اونھین کو اختیار
حاصل ہے بالخصوص بھی قریب آٹھوان موضعون ہین انھین کی زمینداری ہے ان ہین سے
بعض بعض مسلمان بھی ہین اور باون موضعون مین سے فقط تیرہ گانون مین انکا نشان پایا جاتا ہے
بہتسے سے موضع شہر مین شامل ہوگئے ہین اور جو باقی ہین وہ محض مختصر طور پر اور کم حیثیت لوگ

آباد ہین۔

بندیلکھنڈ سے متعلق دلیل خان کی بابت حکایات

مصنف کتاب ہذا مسٹر الان گھنڈل صاحب حاکم بندوبست کے نہایت مشکور ہین کہ اونکے ذریعہ سے دلیل خان کے حالات جو اونکے منصرم بندوبست پنڈت متھرا پرشاد نے جمع کیے تھے حاصل ہوئے اور منصرم مذکور نے یہہ حالات زبانی حکایات سے اخذ کیے ہین اکثر حال تو اوسکو روپ رام نام ایک برہمن دیرینہ سال و پرگنہ مودہا کے دیگر باشندگان کے زبانی معلوم ہوا ہے کہ دلیل خان محمد خان بنگش کا بیٹا تھا اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اوسکے والد نے اوسکو راجہ چتیرسال کے حوالہ کیا تھا اور راجہ مذکور نے اوسکو متبنی کیا اور جب سن تمیز کو پہونچا پرگنہ سوندھا یا ہمبوندا اوسکو عطا کیا۔ دلیل خان نے اپنے بھتیجے مراد خان کو ہمبوندا کا تھانہ دار مقرر کیا۔ بعد کچھہ عرصہ کے پردے ساہ ولد چتیرسال کسی فریب کارروائی سے دلیل خان کو ناراض کیا اور دلیل خان نے عزم جنگ کیا اور ہندو راجاؤن کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا ہو کہ کسی وقت دلیل خان ہمکو بیدخل کرے کیونکہ چتیرسال نے گویا مار آستین پالا ہے لہذا سب نے متفق ہوکر اور تلوار ہاتھہ مین لیکر دلیل خان کو خاک و خراب کرنے کے باب مین شاستر اور گنگا جلی کی قسم کھائی اور سب راجے پنا و دتیا و چہرکھاری سے روانہ ہوئے اور باندہ آکر مجتمع ہوئے۔ دلیل خان کو خبر ہوئی کہ بائیس راجے اور تیس سردار تمھارے قتل کے ارادہ سے آئے ہین۔ دلیل خان ہمبوندا سے روانہ ہوا اور راستے مین موگش کے جنگل مین شکار کھیلتا ہوا اپہیروندا کی راہ سے الونا کو پہونچا موگش باندہ سے چھہ میل شمال مشرق ہے اور پیرنرا

مونگش سے سات میل سمت مغرب ہے اور الونا قریب چھہ میل ہیروندا سے ہے - الونا مین اونسے
دریاے کین کے کنارے پر پڑاو ڈالا بندیلے موودہا پر چڑہے جو الونا سے تیرہ میل مغرب کی جانب
ہے اور ہر ایک گانون یعنی - مکراون - واچھرپلا - وبھر ہلا و بندوہی - وانگوٹھا - وہیروندا کی
طرف پڑے - یہہ سب موودہا سے تین یا چار میل شمال مغرب موودہا سے واقع ہین جگت راج کا لشکر
مکراون مین تھا - اور کیرت راج موضع پوتھسا بزرگ کو گیا جو دریا ویٹھوا پر موودہا سے سولہ میل شمال
کی طرف پرگنہ سمیر پور ضلع ہمیر پور مین واقع ہے جب کیرت راج اپنے متعلقین لشکر کو وہان چھوڑ گیا
تو وہ مقام کرات پور کے نام سے مشہور ہوا ایک روز دلیل خان شکار کھیلنے کیلئے الونا سے بھوسی
کو گیا جو کین پار دو تین میل کے فاصلہ پر ہے اور وہان سے بڈہوری کو گیا جو وہان سے ہ میل آگے ہی
اور موودہا سے فقط چار میل ہے موودہا کے مسلمانون نے اوسکی جہالت کی شکایت کی اور کہا یا تو تم
ہمارے گھر مین پناہ گزین ہو یا سبوندا کو واپس جاؤ اور کہا اگر مین واپس جاون تو بڑی بے عزتی
کی بات ہے کیونکہ میرے ساتھ میرا بھائی ابراہیم خان - وعنایت خان - وحید رخان - وہمت خان
ومعز الدین خان وسید حامد علی - وباز خان - ومختار خان - وحیم خان - وپانسو دیگر پٹھان
ہین - اور اپنے سپاہ کی جانب مخاطب ہو کر کہ جن جن لوگون کو مقابلہ آبرو کے اپنے زن و بچہ
زیادہ عزیز ہین اون سب کو تنخواہ دیکر مین ابھی رخصت کرتا ہون ایک جماعت افغانون نے
اوسکا ساتھ چھوڑا اور باقیون نے اوسکے ہمراہ بھونڈرے سے موودہا کی جانب کوچ کیا -
ہمت خان دلیل خان کا بڑا دوست تھا اور ہمیشہ نواب کے قریب قریب رہتا تھا اور اوسکے سے
گفتگو کیا کرتا تھا اوس روز ہمت خان دلیل خان کے قریب افیون کی پینک مین گھوڑے پر

سوار تھا دلیل خان نے اوس سے گفتگو شروع کی اور کہنے لگا کہ اگر ہمت مضبوط ہے تو بالآخر ہمکو فتح
فیروز نصیب ہوگی۔ جب کچھہ جواب نہ ملا تو نواب نے پکار کر کہا بھائی کیا اونگھتے ہو یا نیچے گر گئے
حیدر خان نے جو کہ پیچھے تھا گھوڑا بڑھا کر نواب سے کہا کہ نواب صاحب وہ ہمت خان فقط
روٹیون تک کا تھا اوسنے تو تھوڑی سے ساتھہ چھوڑ دیا ہے آج اس معرکہ مین ہمت خان ہم ہین
جب وہ کورہٹا نالہ پر پہونچے نواب نے اپنے ساتھیون سے کہا آؤ اوتر کر ناشتا کر لین۔ اسکے
بعد سب کے سب اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر حملہ کے واسطے
آمادہ ہوئے اس عرصہ مین بوندیلہ مکرانو و تاندوہی سے بڑہے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ روز اول
پچاس پٹھان اور تین سو بندیلے کھیت رہے۔ دوسرے روز ایکسو پچاس پٹھان شہید ہوئے
اور چار سو بوندیلے مارے گئے۔ حیدر خان مکرانون تک بڑھ گیا اور بڑھتے وقت پانچ سردار
اور ساٹھہ سپاہی بوندیلون کے مارے وہ خود مکرانون مین مارا گیا اوسکی قبر ایک تالاب کے پاس
پختہ سڑک سے جو ہمیر پور کو جاتی ہے مغرب کے جانب ہے اور حیدر شہید کے نام سے مشہور ہے۔ سید حامد
موودہا کی مشرق سمت مارا گیا اور اوسکی قبر قریب تین کوس کے فاصلہ پر شہر سے مشرق طرف ہے اور حامی شہید
یا حامد شہید کے نام سے مشہور ہے۔ باز خان کے قریب شیخ حامد پیر کی درگاہ کے قریب ہے
اور باجا سر مو شہید کے نام سے مشہور ہے۔ عنایت خان کی قبر باندہ سے وجلال پور سڑک سے
جنوب کی طرف ہے اور اوسکو عنائی شہید کہتے ہین۔ خود دلیل خان تیسرے روز مارا گیا اور اوسکے
ساتھہ بہت سے آدمی مارے گئے دلیل خان کا بھائی ابراہیم ایک جگہہ موودہا مین مارا گیا جو اوس
زمانہ مین بالکل جنگل تھا ابراہیم خان ثانی اوس مقام پر مارا گیا جہان اب عبدالکریم قانون گو کا

مکان ہے وہان مودہی شہید کی ایک درگاہ ہے بے شک یہہ معزالدین کی درگاہ ہوگی۔ یہان
ایک اور شہید کی قبر ہے جسکو باباشہید کہتے ہین مسٹر کینی کلکٹر سابق نے نئی سڑک لکاتے وقت اسکی مرمت
کروائی ہے۔ موودہا اور اوسکے اطراف مین اور بے شمار قبرین ہین۔ کہتے ہین جس روز کہ دلیل خان
مارا جاویگا اوس روز بوندیلون کو موودہا تک ہٹا لیگیا تھا جو موودہا سے چار میل جنوب مغرب مین ہے
یہان ایک بوندیلے نے بحالت مایوسی وسپر ایک ہاتھ چلایا اور اوسکا بایان ہاتھ اوڑادیا جہان
پر ہاتھ گرا ہے وہان پر بھی ایک قبر ہے جسکو بھی دلیل شہید کہتے ہین یہہ قصبہ سڑک سے جو مگالون کو جاتی
ہے مشرق سمت واقع ہے۔ آخر کار بوندیلے دلیل خان کو سر موودہا تک ہٹا لے گئے اور یہان اوسنے
شربت شہادت نوش کیا یہان اوسکا مزار ہے اور ایک مسجد اور ایک کنوان ہے اور آجتک
بدستور باقی ہے عوام کے نزدیک دلیل خان کی تاریخ شہادت سمت ۹۲ مطابق ۱۸۳۵ء کے ہے
اسمین چودہ سال کی غلطی ہے کیونکہ صحیح تاریخ ماہ مئی ۱۸۲۱ء ہے اوس زمانہ کے ہندی شاعرون
نے بہت سے دوہے دلیل خان کی شجاعت کے مدح مین تصنیف کیے ہین جو اب تک زبان زد
خلائق ہین۔ روپ برہمن و موودہا کی شاکر نام ایک مسلمان ڈیمورا کے سردار خان نام ایک پٹھان
کی زبان سے سنکر تحریر ہوئی ہیمورا موودہا سے تین میل جنوب مغرب مین ہے۔ جسوقت ہردیشاہ
جگت راج و موہن سنگہ نے گنگا جل کی قسم کھائی موہن سنگہ بیجانگر کو بھاگ گیا جو مہوبہ سے
دو میل سمت مشرق ہے تب ہردے شاہ نے شرکت سے انکار کیا اور جگت سنگہ اکیلا روانہ ہوا
شاعرنے دوہے مندرجہ چتر سال کی زبان سے تصنیف کیے ہین۔

دوھا

موہن ماٹی لے رہے ہردے ساہ گئے رسائے   جگت اکیلے لڑت ہین وہ دُکھ سہو نجائے

मोहन माटी ले रहे हिरदे साह गये रिसाये

जगत अकेले लड़त हैं युह दुख सहो न जाये

یعنی - موہن نے شرکت سے کنارہ کیا ہردیساہ خفا ہوگیا - جگت سنگہ اکیلا لڑتا ہے یہہ دُکھ سہا نہین جاتا ہے -

چہترسال نے ایک طول طویل چٹھی دلیل خان کو لکھی کہ تم لڑائی سے باز رہو - مو دہا کے باشندونکو یہہ دوسے زبانی یاد ہین -

دوھا

ہردے ساہ سے نہ بلی کیرت سین کپوت   بیٹا کہیئے دلیل سے بنگش بنت سپوت
بھائی محمد خان نے ڈارو موری گود   تب سے تم بیٹا مرے جگت سمان سُبود
موہن ٹھارو سے گئے ہردے رہے لوکائے   تم ہو کنیا وادیہہ تو مین جگتے لیون سمجھائے

हिरदे साह से नहिं हुली कीरत सेन कपूत -

बेटा कहिये दलेल से बंगश वंत सपूत

भाई मुहम्मद ख़ान ने डारयो मोरी गोद

तब से तुम बेटा मेरे जगत समान सुबोध

मोहन ठारा है गये हिरदे रहे लुकाये

तुमहूं कन्यावा देहु तो मैं जगते लेहूं समझाये

یعنی - ہردیساہ نے مجھے دہوکا نہیں دیا کیرت سین نافرمان ہے - دلیل خان سے ننگوبش خاندان سے ہے اور جسکو بھائی محمد خان نے میری گودمین دیا ہے جواب میرا بیٹا ہے اور میرے نزدیک سب دنیا سے بہتر ہے - کہوموہن بھاگ گیا ہے اور ہردے ساہ پوشیدہ ہو رہا ہے تم بھی کان لگاؤ اور مین جگت کو سمجھا لونگا -

جواب منجانب دلیل خان -

دوہا

تم راجا مہاراج ہو سب راجن مین چھج　　اب دلیل کیسے سٹے دو دہو دین کی لج

तुम राजा महराज हो सब राजन में छज्ज

अब दलेल कैसे हटे दोहू दीन की लज्ज

یعنی - آپ راجہ مہراج ہین اور سب راجون مین زورآور ہین - اب دلیل کس طرح کنارہ کرے اسمین دونون دین کی بیعزتی ہے -

مختلف دوہے

بہت جگیرین تم چرین کھایو گھی اور کھانڈ　　جونا دلیلے مارہو تو گھر گھر کرہے رانڈ

वहुत जगीरें तुम चरीं खायो घी अरु खांड़

जो ना दलेले मारहो तो घर घर करिहै रांड़

یعنی - تمنے بہت گھی اور شکر کھایا ہے اور جاگیرین حاصل کی ہین اگر دلیل کو نہ ماروگے تو گھر گھر

بیوا ؤن سے بھر دیویگا

بطلب مدد بنام ہردیساہ

دوہا

گاڑی تھاکی مارین بجھولن کری نہ پیش | اب گاڑی ڈھرکاے دے دیول دیس ہردیش

अब गाड़ी हरकाय दे देवल देस हिरदेश | गाड़ी थाकी मार में बकुलनकरी न पेश

یعنی۔ تمھاری گاڑی دلدل مین پھنسی ہے اب لڑکون کا سا عذر نکرو اب ای ہردیساہ اپنے ملک کو مدد دو۔

جواب ہردیساہ

سیکھ مورمانی نہین جگت ڈھٹائی کین | تیسے اب موڑے پڑی پھیر سرن مم لین

तैसे अब मूंड़े परी फेर शरण मम लीन | सीख मोर मानो नहीं जगत ढिटाई कीन

یعنی۔ میری صلاح نہ مان کر جگت نے اپنی مرضی موافق کام کیا اب جب سر پر آفت آن پہنچی تب میری اطاعت کو آیا۔

اشعار در مدح دلیل خان

گج بھر چھاتی دلیل کی نیں بسے کا جوان | جوت مین جوت سماگئی پایو پد نروان

जोति में जोति समा गई पायो पद निरवान | गज भर छाती दलेल की बीस बिसे का ज्वान

ساری سرن سکیل کے تن کیو اک ٹھور | جیون پتنگ دیپک جری یا بدھ دہنسیو دلیل

ज्यों पतंग दीपक जरै या बिधि धंसो दलेल | सारी सरन सकेल के मास किपो एक ठौर

دِلّی سے دلیل خان چلیو کھڑگ گہہ بانھہ

डिल्ली से दलेल खां चल्यो खड्ग गहि बांह

جگت راج سہراج سون مار مودہا بیچ | بھئی جُدھ پٹھان کی بہیو رُکت کی کیچ

भई युध पट्ठान की बह्यो रकत की कीच | जगत राज महराज सों मार मोदहा बीच

تین دِوَس پٹھان نے کرو بڑو گھمسان | جگت راج کمپت بھیو چھوڑ بھگیو میدان

जगत राज कम्पित भयो छोड़ भग्यो मैदान | तीन दिवस पट्ठान ने करो बड़ो घमसान

چوتھے دن دوپہر کو گھیر بوندلین لین | تب دلیل بھوئی مان گرے کھڑگن گھائی کین

तब दलेल भुइँ गिरे खड्गन घाई कीन | चौथे दिन दो पहर को घेर बुन्देलन लीन

یعنی - دلیل کا سینہ ایک گز چوڑا ہے اور وہ کالا سیاہی ہے - روح روح مین ملگئی اور اوسکو بہشت حاصل ہوئی - اپنے سب ساتھیون کو جمع کرکے وہ میدان مین مارا گیا جیسے پروانہ شمع پر جلتا ہی اسی طرح دلیل لڑائی مین گھس پڑا - دلّی سے دلیل خان تلوار ہاتھہ مین لیے ہوئے آیا اور مودہا مین جگت مہراج سے لڑا - جنگ اس قسم کی تھی جیسے مشاق کشتی باز لڑتے ہین اور زمین پر خون سے دلدل ہوگیا - تین روز تک پٹھان بخطر لڑتے رہے - اور جگت کانپ کر میدان سے بھاگ گیا - چوتھے روز بوندیلون نے اوسے گھیر لیا اور وہ زمین پر گر پڑا اور بُندیلون نے اوسکو زخمون سے چور چور کیا -

اشعار ذیل سردار خان ساکن بھموا پرگنہ موڈہا کی زبان سے

دوہا

ہیلو تو سہونڑا گڑہ مین جن آن کے کھوج کیو لڑنا
گہی تیر کمان ارو سیلہ مونگش کے رمنا

मेलो तो सिहुंड़ा गढ़ में जिन स्थान के खोज कियो लड़ना
गहि तीर कमानहि रूपरु मेलेह मुंगसके रमना

سب جنگ کے اوپر کود پرو جس چیل جھکو ہرنا
سب راجن کے دہر سوچ گیو جب پیل دہسو پرنا

सब जंग के उपर कूद परो जस चील्ह झकोर गो हिरना
सब राजन के धर सोच गयो जब पेल दलेल धंसो परना

مونگش چھوڑ پٹھان چلیو پپیرنیڑ مین کین مقام دلیلا
کھیل شکار ہنے مرگ جال سو گولن مار کیو بگھ میلا

मुंगस छोड़ पठान चल्यो पपेरंड़ु मे कीन मुकाम दलेला
खेल शिकार हने मरग जाल सो गोलिन मार कियो बघमेला

پپیرنیڑ ہی چھاڑ الون روپیو کرو ناوتی کی تٹ کین جھملا
بھلسی بیج ٹی آن بنیڈ ہوری ٹکیو لڑیو جابندیل سو بہلا

पपेरंड़ हि छांड़ अलोन रुप्यो करुरणावती के नट कीन झमेला
भुनसी बुयठान पंढोरि टिको लड्यो जाये बुन्देलन सो बहेला

کجل سے کارے مدمتواری اوٹھے دنتارے ہول ہلی
محمد کا نندن اوٹھا جکندن یارن بولے علی علی

कज्जल से कारे मदमतवारे उठे दंतारे हूल हिली
महमद का नन्दन उठा जकन्दन यारन बोली अली २

چلی اٹھہ نالین اور ست نالین اور بڑی جنجال چلی
بھوبھات چلی برچھیون کی ہیلا مرد دلیلا باہ بلی

चलें स्थट नाले स्था सतनाले सोर बड़ी जंजाल चली
बहु भांत चले बरछों के हेला मर्द दलेला बाहु बली

توپن کی تڑک کڑک کر دانن کے بانن کی جھمک بدری جھڑ لاؤ ہے
کڑہی چپ نال چہون اور دیکھو اک بیر مگل او بندیلو اک لہر لگاؤ ہے

तोपन की तड़क कड़क किर बानन की बानन की झमक बदरी झड़ लावो है॥

कढ़ी चपनाल चहुं ओर देखो एक बेर मुगुल औ बुन्देलो एक लहर लगावो है

لوہے کے دریاؤ مین دریاؤ راؤ دلپت چلی مگلانی ترکانی ہوکاؤ ہے

لیجیو لڑائی ہیان کھڑگن کی دہائی یار مودہا کے مار بیچ کھیت جھڑ داوہے

लौहि के दरियाव में दरियाव राव दलपत चली मुगलानी तुरकानी बहुकावो है॥

लीजियो लड़ाई ह्यां खड्गन की धाई यार मोदहा के मार बीच खेत कर धावो है॥

جب لڑائی کی گفتگو آئی وہ سب سہوند امین جمع ہوئے تیر وکمان لیا اوسکار کے واسطے مونگش کو چلے اور دشمنون کے درمیان مانند چیتے کے کود پڑے جیسے وہ ہرن پر جھپٹتا ہے اور اوسکو پکڑتا ہے جب دلیل خان گھسا تو سب راجہ خوف زدہ ہوگئے پٹھان مونگش سے چلے اور دلیل نے پیرپیرے مین مقام کیا اوسنے ہرنون کے غول کا شکار کیا اور اوسکی گولی نے بہتونکو مارا - پیرپیرے سے چلکر وہ الون مین قیام پذیر ہوئے - اور کرنا ولی کے کنارے پر ٹھہرے بہوسے سے گذر کر بند ہوڑی مین مقام کیا اور بہ یلا مین بندیلون سے جنگ کی - کاجل کے سے سیہ ست ہاتھی کیطرح اپنے دانتونکو اوٹھا کر سب کو اپنے سامنے سے بھگا دیا - محمد کے بیٹے نے جست کی اور اوسکے یار بولے علیؑ علیؑ - آٹھ نالی وسات نالی توپین چلین اور بہت سی جنجالین سر ہوئین - اور بہت طور سی شجاع دلیل نے بے شمار کو مارا - توپین گرجتی تھین تلوارین چمکتی تھین اور بان سنسناتے تھے جسطرح سے بجلی ولمے بادل ہوتے ہین - ذرہ اونکی طرف دیکھو تو اونھون نے چھتال کینچے ہین ہر طرف سے مغل و بوندیلے ایک ہوکر حملہ کرتے ہین بہتیرے راجا و سپاہ کے سردار خون کی ندی مین بہن مغلانی اور ترکانی بیدل ہوگئے ہین یار و جنگ کی گفتگو سنو کیسی تلوار مودہا کے میدان مین چلی اور کیسی فتح ہوئی -

اشعار در مدح اسپ دلیل خان

کھودت کھُرن دھرن ڈیہی رکیب پائین | بایو سے اوڑائین یہی چینی رنگ ہین

खोदत खुरन धरन ऐडी रकेब पांय | बायु से उड़ाये रही चिनी रंग हैं ॥

پالے کھانڈ گھی مہیلا مرچ مٹھہ پائے | پُٹھین پناری پرین یہی ماتے تنگ ہین

पाले खांड घी महेला मिरच मुठ पाय | पुट्ठन पनारी परीं यही माते तंग हैं ॥

جکڑے جنجیرن سے پکڑے سئیس دوئی | سکرین دُراوت کرت جور جنگ ہین

जकरे जंजीरन से पकरे सईस दुई | सकरैं दुराबत करत जोर जंग हैं ॥

کلے دار نکرے نکندر جبُر اور جوان | کنچن سو ڈھارے ہی بنائی انگ سے ہے

कल्ले दार मुकरे सिकन्दर जुराबर ज्वान | कंचन सो ढारे हैं बनाये अङ्ग अङ्ग हैं

جھول تاش بادلے کی پای رنگ رنگ ہے | ہری پیری سیاہ سیت بینجنی کرنگ ہے

झूल ताश बादले की पांय रंग रंग हैं ॥ | हरी पेरी स्याह सेत वैजनी कुरंग हैं ॥

چنگ سے چڑہت جور جنگ سے متیگ ہے | صاحب اصگر ایسے سید کے تُرنگ ہے

चंग से चढ़त जोर जंग से मतंग हैं ॥ | साहब असगर ऐसे सैद के तुरंग हैं ॥

یعنی - جون ہین رکاب مین پائون رکھا انھون نے سُموں سے زمین کو کھوڈالا یہہ دودہ سے سفید بچھیڑے مثل ہوا کے جاتے ہین اونکو گھی اور شکر اور ایک مٹھی سیاہ مرچ ملتی ہی وہ ایسے موٹے تازے ہین کہ اون کی پیٹھہ پر ایک خط بنگیا ہے وہ نہایت تیز و قوی ہین دونون طرف زنجیر ز پکڑے ہوئے دو سائیس انکو لیجاتے ہین وہ زنجیرون کو توڑا کر کودتے اور جھپٹتے ہین انکی گردن مثل محراب کے ہے اور سفید رنگ اور جوان اور قوی اور مضبوط ہین وہ ایسے ہین کہ گویا سونے کے

سانچے مین ڈھلے ہین اور شکل وصورت مین نہایت سُڈول ہین انکی پیٹھہ پر زربفت و تاش بادلے کی سبز و زرد و سفید دار غوانی رنگ برنگ کی جھولین پڑی ہوئی ہین وے کودتے اور جست کرتے ہین زور مین وہ ہاتھی سے قوی ہین - اصغر صاحب بڑے مالک گھوڑی ایسے ہین -

دوھا

محمد خان کا پوت سپوت دلیل کری جھک جھور بندیلون سے
मुहम्मद खान का पूत सपूत दलेल करी झिक झोर बुन्देलों से।

کڑھی بہتنگ لگی نہین بیگ سو چھپر بھبوڑ کریجون سے
कढ़ी बहु तंग लगी नहिं बेग सो छप्पर फोर करेजों से॥

جُرین دل بیر لڑین بل بیر مورین نہ موہار فوجون سے
जुरे दल बीर लड़ें बलबीर मुरें न मुहारें फ़ौजों से॥

گہے کربان دلیل پٹھان بدیو کر پھیر سو موچھون سے
गहे किरपान दलेल पठान बढ़्यो कर फेर सु मूछों से

یعنی - دلیل محمد خان کا بیٹا تھا اسنے بہتیرے بندیلون کو منتشر کردیا تلوارین بیشمار کھنچی تھین ذرا بھی توقف واقع نہ ہوا وہ ایسے شجاع تھے کہ انکے جگر کے زور سے کپڑے پھٹے جاتے تھے فوجین مقابل ہوئین اور خوب بہادرے سے جنگ ہوئی - گو اونپر نہایت سختی ہوئی مگر اونھون نے دشمنون کے سامنے سے زمین نہ چھوڑی تلوار سوت کر موچھون کو تاب دیکر شجاع دلیل پٹھان گھسپڑا -

اشعار ذیل اوسوقت کے ہین جبکہ دلیل خان نے مود ہا کے مسلمانون کی عرضی کا جواب دیا

مین دلیل خان کیا ہٹون موہی بنگش کی آن	موہ پر پنجہ محمد شاہ کا جنکی یہہ کرپان
मैं दलेल खां क्या हटों मोहि बंगश की आन	मुह पर पंजा महम्मद शाह का जिनकी यह किरपान
ان بھینیتی باندہی ایسی سنکھہ جو جھبین گے جنگی	جوانی کے بیچا کسم سکیچا این ڈرینگے ہُر دنگی

ज्वानी के बीचा कसमस कींघा हूं नहीं छेमेहुरदंगी ॥ हूं पवनैते बांधे ऐंवे सम्मुख जूझें गे जंगी ॥

بھاگینگے راجا سب مہراجا دیکھہ ہماری کڑگ ننگی ۔ کہے مرد دلیلا رن مین پیلا علیؑ علیؑ کر بجرنگی

कहि मर्द दलेला रन में पेला अली २ कर बजरंगी ॥ भागेंगे राजा सब महराजा देख हमारो खड्ग नंगी

یعنی ۔ میرا نام دلیل خان ہے مین کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہون بنگش کی آبرو میرے ہاتھہ ہے مجھیہ نجیب محمد شاہ کا ہی جسکی یہہ تلوار ہے پٹھان کی عزت میرے گرد ہے مین مقابل ہو کر لڑونگا ۔ پٹھان اپنی جوانی کی شجاعت سے سخت سے سخت جنگ مین گھس پڑینگے وہ کسی معرکے سے نہین ڈرتے ہین راجا اور مہاراجا میری ننگی تلوار کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہو وینگے شجاع دلیل نے یہہ گفتگو میدان مین کی اور علیؑ علیؑ پکارا اوٹھا جیسے ہندو ہنومان کو پکارتے ہین ۔

اشعار زبانی دلیل خان کے جب اوسنے اپنے ہمراہیونکو آتے دیکھا

بیٹا مرے مراد خان بھائی ابراہیم ۔ حامد حید رفتحخان کھاسے کھاسے مرے فہیم

हामिद हैदर फतेह खां खायंखाय मरे फ़हीम ॥ बेटा मेरे मुराद खां भाई इबराहीम ॥ ॥

مرے عنایت خان پُن پہلوان پٹھان ۔ میرا جیون اب بِرتھا یہہ کہہ گہی کرپان

मेरा जीवन अब ब्रथा यह कहि गही कृपान ॥ मेरे इनायत खान पुन पहिलवान पठान ॥

یعنی ۔ میرا بیٹا مراد خان اور بھائی ابراہیم خان چل بسے اور حامد حیدر اور فتحخان افیون کھا کھا کر مر گئے عنایت خان بھی مرے نہایت قوی پٹھان تھا اب میرا جینا محض بےسود ہے یہہ کہکر تلوار لیکر گھس پڑا جب دلیل خان بوندیلون مین گھس پڑا تب بوندیلون کے شاعر نے یہہ شعر کہا ۔

بندیل کی ہلیل مین دلیل بھگے جات ہین

बुन्देल की हुलेल में दलेल भगे जात हैं ॥

یعنی - بوندیلون کے بہرون کے سامنے دلیل بھاگے جاتے ہین - ایک بوندیلے نے اوسکو ملامت کرکے کہا تجھکو یون لکھنا چاہیے تھا -

دلیل کی ہلیل مین بندیل بھگے جات ہین

दलेल की हुलेल में बुन्देल भगे जात हैं ॥

یعنی - دلیل کے حملہ کے سامنے بوندیلے بھاگے جاتے ہین

نواب قائم خان

سنہ ١٧٤٣ء اپنے باپ کی وفات کے بعد قائم خان بلامزاحمت مسندنشین ہوا ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ ١٧٢٩ء مین دلیر خان کے انتقام لینے مین مشغول رہا اور جب ١٧٢٩ء مین اسکے پدر محمد خان کو مرہٹون نے گھیر لیا تھا اسنے اوسکو چھوڑانے کے واسطے فوج مجتمع کی محمد خان کی آخر عمر مین اسنے بطور اپنے والد کے نائب کے دہلی مین سکونت اختیار کی - بہت سی حکایات اس قسم کی مشہور ہین کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی اسکو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اسکو فرزند بہادر کا لقب عنایت کیا تھا مگر چونکہ وہ حکایات محض بےحقیقت ہین اونکے بیان کی چندان حاجت نہین ہے وہ زبردست سُنّی تھا پنجوقت نماز ادا کرتا تھا اور جمعہ کا خیال رکھتا تھا اور ہر روز قرآن شریف کی ایک آیت لکھتا تھا اور کہتے ہین کہ وہ علما کا بڑا حامی تھا اور ہر قسم کے شکار کا بڑا شائق تھا اور بادشاہی شکارگاہ مین دہلی مین اسے شکار کھیلنے کی اجازت تھی وہ بہت اچھا شہسوار تھا

اوس زمانہ مین نیزہ بازی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اسکی سواری کے گھوڑے کا نام پری تھا
اسکی دکھن مین بھی شہرت تھی اسپر سوار ہوکر وہ سارس کا شکار کھیلتا تھا اور اونکو مار لیا کرتا تھا
بہتیرے سوارون نے اسمین کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہوا دوسرے کامون مین بھی
وہ بہت ہوشیار تھا وہ اپنے ہاتھ سے توپ ڈھال سکتا تھا اور بہت عمدہ جوتہ بنا سکتا تھا تیس
چالیس برس گذرے ہین کہ اوسکے ایجاد کیے ہوئے جوتے قائم خانی کہلاتے ہین اور مئو قائم گنج
مین انکا بڑا رواج تھا۔ کہتے ہین کہ اسنے ۵۲ محال پر حکومت کی ہے لیکن انکے نام معلوم
نہین ہین۔ ایک دفعہ ایک مرہٹہ باجی راؤ کا ملازم قائم خان کے ساتھہ نیزہ بازی تبر کی آزمایش
کرنے کے واسطے شہر پونا سے آیا نواب نے امیٹھی مین رہنے کو مکان دیا اور چھہ مہینے تک اسکی بڑی
خاطر او رمدارات کی اور اس عرصہ مین اوسنے مئو کے پٹھانون سے جو پونا مین نوکر تھے دریافت
کر بھیجا کہ یہہ شخص کس غرض سے آیا ہے اونھون نے جواب لکھا کہ جس ہنر مین تمکو مشاقی حاصل ہے
اوسمین یہہ شخص بھی مہارت رکھتا ہی باوجود مجھسے محمود خان کی ممانعت کے اس ہنر آزمائی کیواسطے
ایک روز مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ سب پٹھان قبل طلوع آفتاب کے شکارپور مین تیار رہین شکارپور
شہر سے تین چار میل شمال مغرب مین ہے یہان گنگا کے کنارے ایک بڑا وسیع میدان ہی جہان فوج
کی قواعد ہوتی ہے۔ نواب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مرہٹہ مذکور کو ساتھہ لیکر وہان گیا۔ دوپہر تک
دونون لڑتے رہے لیکن کسی نے کسی کو چھو نہ پایا حسب دستور قوم مرہٹہ کے بازو پر سب کپڑون کے
اوپر ایک رومال بندھا تھا۔ نواب نے اس بات کی کوشش کی کہ مین اس رومال کو نیزے کی نوک سے
اسکے بازو سے اوتار لون۔ نواب نے اسکو چھو تو کئی دفعہ لیا مگر چونکہ پسینے کے باعث سے گرہ نہایت

مضبوط ہوگئی تھی کھل نہ سکا آخر کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد نواب بکامیابی تمام گرہ کھولکر
رومال اپنے نیزے پر اوڑا لیگیا - مرہٹہ کو بہت کچھہ تحائف نذر کیے مگر اوسنے قبول نکی کیونکہ وہ خود
اپنے ملک مین شریف تھا - اسکے بعد مرہٹہ رخصت ہوکر پونا کو روانہ ہوا قائم خان کا گھر اٹھی کے
قلعہ مین تھا اور یہہ اوسنے اپنے والد کی حین حیات تعمیر کرایا تھا - یہہ مکان شہر سے ایک میل نئی
اٹھی کی حد مین جنوب مشرق سمت واقع تھا یہہ نئی نواب کی آبادکی ہوئی ہے اسکے گرد خندق
اور کچی شہر پناہ ہی اور برج بھی تھے جنکا نشان اب تک باقی ہے قلعہ کے آثار و اوسکے مکانات
۱۸۵۷ء مین بباعث بغاوت تا اوسوقت کی نواب رئیس کے ضبط سرکار ہوگئے اور نیلام کر دیے گئے
علی محمد نام اٹھی کے ایک باشندہ نے خرید کیے ہین یہہ شخص اوسوقت وہان کا تحصیلدار تھا اسنے اوسکی
اینٹ سے انگریزی عمارت کی صورت کا ایک مکان بنوایا ہی اور قلعہ کی زمین پر میوہ دار درخت
لگائے ہین - قادری دروازہ کے باہر جو لکھولا باغ آم کا مشہور ہی قائم خان کا لگایا ہوا ہی آمین ایک
لاکھہ درخت ہین یہہ باغ درمیان حدود خان پور - بڑھ پور د چاند پور د مسینی و نیک پور کلان کے
واقع ہے اور اب بھی ایک سو اٹھاون ایکڑ زمین پر ہی - جنگ روہیلکھنڈ پر جانے سے قبل اوسنے
کمال خان جنیلی کو یہہ حکم دیا کہ کالے برج اور ترپولیا کے دروازہ کی تعمیر پوری کردے - یہہ نواب کا
آخر کام تہا - نواب کی سالگرہ کے روز قلعہ خوب آراستہ کیا جاتا تھا بارہ دری و بلند محل مین
سلطانی بانات کے شامیانے منقیشی زربفت لگائے جاتے تھے - بارہ سوچوب سونے چاندیکی
اوسکے توشہ خانہ مین تھین زربفت کا پردہ کمانین دروازہ پر لٹکایا جاتا تھا کسی کا گھوڑا یا پالکی
یا ہاتھی قلعہ مین نہ آنے پاتا تھا سب کو گو کیسے رتبہ کے ہون قلعہ کے دروازہ پر اوترنا پڑتا تھا

علاوہ کنیزون کے نواب کی چار زوجہ تھین۔ اول شاہ بیگم نواب کی پہلی بی بی کالیخان بنگش
کی بیٹی اور قاسم خان کی بھتیجی تھی (۲) بی بی جواہر ایک پٹھانی تھی (۳) خاص محل چلوے
کی ایک ڈومنی تھی بہ موضع چلوہ قریب قائمگنج کے ہے (۴) معتبر محل دہلی کی عورت تھی۔ نواب
کوئی اولاد نہین چھوڑ گیا۔ سوائے مسلمان کے کوئی شخص اُسکی مستورات کا زیور چھونے نہ پاتا تھا
اور نہ کوئی مرد اُسکے کپڑے سینے پاتا تھا اور نہ کوئی طبیب اُسکی عورتون کی نبض دیکھتا تھا چارون
بیبیان مٹھی کے قلعہ مین رہتی تھین۔ بہت سی جاگیرین خاص اونھین کے نام سے تھین جب وہ
مرگئین تو اونکی کچھ املاک تو ناصر جنگ کی بیگم کو یعنی سردار محل کو ملی اور کچھ نصرت جنگ ناصر جنگ
کے بیٹے کو ملی اور کچھ نواب حاکم الوقت کو ملی۔ جب کبھی شاہ بیگم اپنی خوشدامن کی ملاقات کو مٹھی
سے فرخ آباد کو آتی تھی بازار بند ہوجایا کرتا تھا دوکاندار اس بازار بند ہونے کو ہرتال یا ہاٹ
بازار کہتے ہین یعنی ہاٹ بمعنی بازار اور تال بمعنی قفل۔ بیگم ایک چوپہیہ بیل گاڑی پر سوار ہوتی تھی
جو اوپر سے نیچے تک بنات کے پردے سے ڈھکے ہوتے تھے۔ بیگم وسط مین بیٹھتی تھی اوکنیزین
گرداگرد کنارہ پر بیٹھتی تھین پردے ریشم کی ڈوریون سے بندھے ہوتے تھے اور گاڑی سب
طرف سے بالکل بند ہوتی تھی ایک بوڑھی عورت آگے بیٹھتی تھی اور ایک بوڑھا گاڑیبان ہانکتا
تھا۔ راستے پر بیگم ایک بات بھی نہ بولتی تھی خواجہ سرا گھوڑون پر ہٹو ہٹو کرتے چلتے تھے بازار فقط
اس خیال سے مسدود ہوتی تھی کہ بیگم کے کان کوئی بیہودہ بات نہ پڑے۔ کہتے ہین کہ نواب محمد خان
کے چار منتخب دوست تھے (۱) منگل خان موسی نگری موسی نگر کا رہنے والا تھا اور اوسوقت
نواب کے علاقہ جات مین وہ قصبہ شامل تھا جو دریائے جمنا پر واقع ہے (۲) معظم خان دریابادی

(۳) خضر خان (۴) شجاعت خان غلزئی قادر گنج والا۔ محمد خان نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ہمیشہ ان چارون کو اپنا بڑا خیر خواہ تصور کرنا۔ اگر کہین جنگ پیش آوے تو سنگلخان سے صلاح لینا کیونکہ وہ بچپن سے لڑائی مین رہا ہی اگر فوج مجتمع کرنا ہو تو شجاعت خان سے مشورہ لینا یہہ شخص افغانستان مین سردار تھا۔ اگر محصول تحصیل کرنا ہو تو خضر خان سے کام لینا۔ اگر دربار شاہی مین عہد و پیمان کے واسطے کسی کو بھیجنا درکار ہو تو معظم خان کو بھیجنا کیونکہ اوسکو وہان بڑا تجربہ حاصل ہی۔ یہہ چارون جنگ مقام دوری مین قتل ہوئے اسی لڑائی مین قائم خان بھی مارا گیا ان وصیتون پر ذرہ بھی توجہ نہین کی گئی۔ نواب نے اپنے تئین محمود خان آفریدی کے اختیار مین کردیا۔ محمود خان مٹھی کا رہنے والا تھا۔ نواب نے اوسکو اپنا بخشی مقرر کیا تھا اسکے برادر اور رشتہ دار یوسف خان و معظم خان و اعظم خان و سعادت خان و دیگران چند ہزار آفریدیون پر حکمران تھے اور ریاست مین انکی بڑی قوی جماعت تھی قنوج مین محمود خان کا نقارہ بجتا تھا اور اوسکو ایک وسیع املاک پر بڑا اختیار حاصل تھا جس سے بہت سی آمدنی وصول ہوتی تھی اوسکے فقط ایک لڑکا شادی خان نام تھا جسکو شادی سے چوتھے روز گھوڑے نے گرادیا اور پیر رکاب مین لگا رہا اور گھسیٹ کر مار ڈالا ۱۱۶۳ء محمود خان کے دربار کی محرابین ٹوٹی پھوٹی مٹھی مین باقی تھین اب انکا نام و نشان بھی نہین ہی اوسکا خاندان بالکل کالعدم ہوگیا۔

معاملات روہیلکھنڈ

کٹھر یعنی روہیلکھنڈ۔ رفتہ رفتہ علی محمد خان روہیلہ کے قبضہ مین آگیا اور خان مذکور نے باج شاہی دینا بند کردیا۔ ایکدفعہ محمد شاہ نے اپنے دیوان ہرنند کو معہ فوج علی محمد خان سے ملک واپس لے نے

کے واسطے بھیجا یہہ شخص سگڑہ تک پہونچا اور اپنی توہین سمجھی۔ علی محمد خان نے نکلکر اسکو شکست دی کہ افواج شاہی دہلی کو بھاگ گئی۔ محمد شاہ کو نہایت طیش آیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اسنے دوسری فوج طیار کی اور اوسپر خواجہ اصلی صاحب کو سردار کیا اسنے بھی سگڑہ پر توہین سمجھی اور مثل ہرنند کے بعد تلف ہونے بیشمار فوج شاہی کے یہہ بھی بھاگتا نظر آیا۔ تیسری دفعہ محمد شاہ نے اپنی کل فوج قمرالدین وزیر کے ماتحت روانہ کی۔ قمرالدین چونکہ جنگ آزمودہ آدمی تھا اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مین بھی مقابلہ کیواسطے جاؤنگا تو میرا بھی یہی انجام ہوگا کیونکہ یہہ فوج دو مرتبہ شکست کھا چکی ہی اب دو حال سے خالی نہین ہی یا تو بھاگونگا یا میدان مین جان دونگا اور دونون صورت مین وزارت کا زیان ہی کیونکہ ہار وزیر ہمیشہ برطرف ہوجایا کرتا تھا لہذا اسنے بادشاہ کو ترغیب دی کہ خود بدولت بنفس نفیس سگڑہ پر حملہ کرین۔ قائم خان معہ اپنی فوج کے بادشاہ کا شریک ہوا یہہ واقعہ ۱۱۵۸ہجری مطابق جنوری ۱۷۴۵ء لغایت ۱۷۴۶ء مین واقعہ ہوا تین منزل تک فوج نے ایک ندی کے کنارے کوچ کیا اور اوسکا پانی پیا اور اس ندی کا نام بادشاہ نے یاد وفادار رکھا یہہ ندی اوسیت کے نیچے بہتی ہے بالآخر فوج سگڑہ مین پہونچی اور اوسکے محاصرہ کیواسطے آگے بڑہی مرزا مقیم عبدالمنصور خان صفدر جنگ ہراول پر حکم تھا ایک رات پٹھانون نے شبخون مارا اور صفدر جنگ کے مورچہ پر آن پڑے اور بہتون کو تہ تیغ کیا یہ روہیلے سگڑہ کو سلامت پہونچ گئے انکے قلعہ کے گرد اسقدر گنجان بانس بوئے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکے پار نہ جاسکتا تھا۔ چندروز تک گولا باری جاری رہی آخرالامر روہیلون نے علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کرلینا چاہیے کیونکہ جو اپنے سلطان سے جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت

قائم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ علی محمد خان بذریعہ صفدر جنگ حضور سلطانی مین حاضر ہوا اور وزیر
کے دیوان نول رائے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا۔ قائم خان کی افواج صفدر
جنگ کے داہنے ہاتھہ کی طرف تھی۔ ایک روز علی محمد خان ہمراہی بارہ ہزار افغانان زرہ پوش کے
صفدر جنگ کے پاس جاتا تھا جب اسکی نظر قائم خان کے خیمہ پر پڑی تو پوچھا کہ یہہ خیمہ کسکا ہے جواب ملا
کہ قائم خان کا تب اسکے خاص خاص سردارون نے کہا کہ کیا ضرور ہے معاملہ صلح کا اعتبار ایک مغل
اور اوسکے دیوان یعنی نول رائے پر رکھا جاوے یہان تمہارا ہمقوم قائم خان موجود ہے اس سے
سفارش کیواسطے درخواست کیجیے علی محمد خان نے اسبات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس
گیا قائم خان اس سے نہایت تپاک سے ملا جب صفدر جنگ نے جو منتظر تھا یہہ مضمون سنا نہایت
برہم ہوا اور تمام عمر قائم خان سے بغض رکھا قائم خان نے علی محمد خان کے ہاتھہ رومال سے باندھکر
بادشاہ کے حضور مین لیگیا چنانچہ اسکی نذر درجۂ قبولیت کو پہونچی بادشاہ نے اسکی خطا معاف کی اور
خلعت سرفرازی عنایت کیا اور صوبہ سرہند مین اسکو مامور کیا یہہ صوبہ جمنا سے مغرب کی طرف
واقع ہے اسکے بعد بادشاہ معہ امرا و ارکین دہلی کو واپس آیا ۱۷۴۸ء مین جبکہ محمد شاہ نے وفات پائی علی محمد خان
سرہند سے کٹھیر کو واپس آیا اور تھوڑے عرصہ بعد تیسری شوال ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۴ ستمبر ۱۷۴۸ء مین
اس جہان سے رحلت کی اور تین بیٹے عبداللہ خان فیض اللہ خان سعد اللہ خان نام چھوڑ گیا۔

جلوس احمد شاہ بادشاہ

محمد شاہ نے دوران ۱۱۶۱ ہجری مین وفات پائی اور تاریخ دہم جمادی الاول ۱۱۶۱ ہجری مذکور
مطابق ۱۹ - اپریل ۱۷۴۸ء کو بیٹا احمد شاہ کا تخت نشین ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بجاے اعتماد الدولہ

قمرالدین خان کے کہ وہ احمد شاہ سے جنگ کرنے مین مارا گیا تھا صفدر جنگ منصب وزارت پر
سرفراز کیا گیا صفدر جنگ خاندان بنگش کا دشمن جانی تھا اوسنے ایک فرمان بطلب قائم خان کے
جاری کروایا قائم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین
رکھتا ہے کیونکہ وہ اوسکے خاندان کا دشمن جانی ہے اس جواب سے بادشاہ و وزیر دونون سخت
ناراض ہوئے وزیر نے جاوید خان سے صلاح پونچھی کہ اب اسکا انتقام کیونکر لینا چاہیے چنانچہ
ایک فرمان بنام قائم خان اس مضمون کا طیار ہوا کہ ایک بڑا کار اہم تمھارے ذمہ کیا گیا ہے
یعنی بہت سے محال بریلی و مراد آباد کے جو بادشاہ خلد مکان کے زمانہ مین امداد سے حاصل ہوئے
تھے انپر بار دیگر سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلے نے قبضہ کر لیا ہے اور اوسی وقت
صفدر جنگ نے روہیلونکو واسطے مقابلہ کے اشارہ کیا اور یہہ امر کتاب بیان الواقعہ سے تصدیق
ہوتا ہے۔ لہذا یہہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اوسپر قبضہ کر لو یہہ
فرمان بدست شیر جنگ ولد سعادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت خان مرحوم رشتہ دار
وزیر کے روانہ کیا گیا چہارم شوال ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۶ ستمبر ۱۷۴۹ء نواب مذکو فتح آباد کے
قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرا اس نواب اوس کی خبر آمد سنکر نواب قائم خان نے
حکم دیا کہ گلال باڑی عیدگاہ کے قریب لگائی جاوے اسکے بعد وہ بڑے تزک و احتشام سے بھمراہی
امراے فیل نشین کے وہان پہنچا فرمان اوسکو پڑھ کر سنایا گیا۔ نواب آداب بجا لایا اور خلعت
سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان نقارے بجتے ہوئے قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا و مہاجن
وعہدہ داران نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی اوسوقت خاص خاص سردار [illegible]

مشورہ طلب ہوئے سرگروہ ان مین بخشی محمود خان خان بہادر و شمشیر خان و مقیم خان و اسلام خان
و کمال خان و سردار خان چیلون سنے عرض کی کہ روہیلے آپ کے بدخواہ نہین ہین اگر کوئی شخص انکے
پاس اوس طرف گنگا کے بھیجا جاویگا تو عجب نہین ہے کہ سعد اللہ خان آپ کے پاس حاضر ہو جاویگا
بمنظوری اس غرض کے معظم خان برادر محمود خان معہ چند ہمراہیان بجانب آنولا روانہ کیا گیا اور تین
خلعت علی محمد خان مرحوم کے تینون بیٹون کیواسطے اوسکے ہمراہ کیے گئے کہ جا کر اونکو عطا کرے
اور حسب دستور کل جائداد منقولہ مملوکہ علی محمد خان بنام بادشاہ ضبط کر لیوے اگر یہین کوئی اعتراض
واقع ہوگا تو نواب محمد خان بذات خاص حملہ کرنے کو روانہ ہوگا لیکن حکایت کرتے ہین کہ
قبل پہونچنے معظم خان کے ہر سہ پسران علی محمد خان کو وزیر کی طرف سے خلعت سرفرازی پہنچ چکا تھا
خیر کیسا ہی ہوا ہو معظم خان کی سفارت محض ناکام رہی اور وہ بروز دیگر بجانب فرخ آباد
روانہ ہوا۔ جب معظم خان نے اپنی ناکامی کی اطلاع دی تو محمود خان نے کہا کہ خلعت کا
واپس آنا سخت اہانت کی بات ہے اور یہہ اہانت اس صورت سے مٹ سکتی ہے کہ فی الفور
آنولہ کی طرف کوچ کیا جاوے بہت عرصہ تک شجاعت خان غازی و چیلون سے مشورہ
رہا شجاعت خان نے اب تک یہی صلاح دی کہ میدان جنگ سے کنارہ کش رہنا چاہیے
مگر محمود خان کہ املاک و غنیمت کا تشنہ تھا کہنے لگا کہ شجاعت خان فریق ثانی کی ولالی
کرتا ہے محض اس سبب سے کہ اسنے علی محمد خان کے ساتھہ پگڑی بدلی تھی اس توہین سے
طیش مین اکر شجاعت خان نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین جھنڈا اکھڑا کر کے سب سے آگے
ہوتا ہون اوسی وقت خزانہ کے صندوق کھولے گئے جھنڈا اکھڑا کیا گیا اور توپ خانہ بار دے

نکالا گیا اس عرصہ مین احکام بطلب فوج تنخواہ داران جاری ہوئے اور اطراف کے زمینداران بلائے
گئے گسل سنگہ رورہ والا۔ و راجہ نندو سنگہ چھچپڑی والا۔ و راجہ شیو راجپور کے نام حکم بھیجے گئے اور
وہ آنکر معہ بیس ہزار سوار کے قائم خان کے شریک ہوئے کچھہ سرداران مرہٹہ بھی کہ کالپی کے ناظم تھے
فرخ آباد بلائے گئے۔ اور جعفر خان چیلہ ناظم پرگنہ اکبر پور اونکے پاس بھیجا گیا اور شیخ فرحت اللہ
لکھنوی باوجودیکہ سعادت خان و صفدر جنگ سے عداوت رکھتا تھا اگر شریک ہوا فقط
روہیلے حملہ کی صورت دیکھہ کر خوف زدہ ہوئے اور اس بلا کو ٹالنے کیواسطے اُنھون نے ایک عرضداشت
منجانب بیوہ علی محمد تیار کی۔ بدست سید معصوم روانہ کی۔ اوسکا مضمون یہہ تھا۔ کہ جب ان یتیم
کے والد نے قضا کی تب بجز خدا کے اور تمھاری ذات کے اوسکو کسی پر بھروسا نہ تھا۔ اگر تمھارا ہی
منشا ملک چھین لینے کا ہے خیر ایسا ہی سہی۔ شجاعت خان شمشیر خان و خان بہادر کو یہان بھیجدو
ہم سب اونکے ساتھہ حاضر ہو جاوینگے۔ بعوض اپنے والد کے ملک کے ہم بزور شمشیر مشرق مین
کچھہ ملک صفدر جنگ کا فتح کر لینگے۔ جب سید نواب کے روبرو حاضر ہوا اوسنے سعد اللہ خان
کی مان چادر نواب کے قدمون پر ڈالدی اور قرآن شریف ہاتھہ مین اوٹھایا اور اسی طرح سے
نواب سے متکلم ہوا۔ ای قوم افغان کے سردار بواسطہ اس کلام مجید کے اس فقیر بیچارہ کی
معروض قبول فرماکر اور اس چادر کے مالک کی عاجزی و بیکسی پر لحاظ کرکے اس قوم پر ترحم کر اور
غریب بے یار و مددگار معصومون کے خون سے درگذر۔ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ انبیا و اولیا کے
واسطے صلح پسندیدہ ہے۔ سید کی عرض سنکر نواب بخشی محمود خان کی جانب مخاطب ہوا اور اس
کل بحث کا اوسکی راے پر محول کیا۔ اس شخص کے دل مین سوائے ضرر رسانی اور فساد کے دوسری بات

نہ تھی سید سے کہنے لگا کہ تم سید ہو پیرزادہ ہو تمکو معاملات دنیوی کا حال کیا معلوم ہے تم کیون اس
قسم کے کامون مین ہاتھ ڈالتے ہو۔ جب چند سوال وجواب اسی قسم کے ہوئے تو سید کو معلوم ہوا
کہ یہان کچھ امید صلح و آشتی کی نہین کئی دفعہ اوسنے کہا کہ تکبر خدا اور رسول کے نزدیک بہت
ناپسندیدہ ہی اور مغرور ضرور مقہور الٰہی ہوتے ہین اگر خدا اور رسولؐ کو نہین مانتے تو ضرور تمپر کوئی
نہ کوئی آفت پڑیگی اسکے بعد وہ آنولہ کو واپس گیا اور روہیلون سے کہا کہ تم جنگ کی طیاری کرو
فی الفور روہیلون نے قریب پچیس ہزار آدمی کے جمع کرکے دوری رسولپور کے باغات مین خیمہ زن
ہوئے یہہ مقام بدایون سے بہت قریب ہی روہیلے شب ور وز درگاہ حافظ حقیقی مین اپنی حفظ
کے واسطے دست بدعا رہتے تھے۔ قائم خان اور محمود خان بخشی نے اب ارادہ بڑھنے کا کیا انکے
ساتھ پچاس ہزار سوار و پیادہ تھے جنکو سرکار فرخ آباد سے تنخواہ ملتی تھی علاوہ اسکے فوج دوسو برادر
اور سرداران بنگش اور سب کے پاس ہاتھی تھے اور سب طرحکا سامان جنگ اونکے پاس موجود تھا
اور ینکے بعد دیگرے سب لوگ سامان جنگ مین زیادہ کوشش کرتے جاتے تھے بخشی محمود خان نے
نواب احمد خان و قائم خان مین رنجش ڈالدی تھی اس باعث سے وہ تھوڑے عرصہ سے دہلی
مین سکونت رکھتا تھا اس جنگ کا حال سنکر وہ بھی آکر اپنے بھائی کا شریک ہوا علاوہ جادر کی توپون و
رہکلہ اور زنبورک دوسو بڑی بڑی توپین تھین جو ہاتھیون پر ہودہ مین کسی ہوئی تھین جیسا کہ انگریزون
کے پاس ہوتی ہین اور بارود اور گولی بافراط تھی۔ دوسری ذی الحجہ ۱۱۶۱ہجری مطابق ۱۲
نومبر ۱۷۴۸ء کو فوج آگے بڑھی اور منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے دریای گنگا کے کنارے قادرگنج
مین پہنچی یہہ مقام فرخ آباد سے تینتالیس میل شمال و مغرب مین ہے اور یہان کشتیون کے پل سے

اوترکر ضلع بدایون مین پہونچی شمشیر خان و خان بہادر آگے روانہ کیے گئے - اور اوسیت اور دوسرے موضعون کی راہ کاٹ کر نواب کی لشکرگاہ ندی کے کنارے تیار کی - اور کچھہ فوج تیر و کمان سے اور بندوق سے مسلح نواب قائم خان کی فوج سے لڑنے کو جایا کرتی تھی نواب قائم خان کے لشکر کا ملاحظہ حضرت ملک الموت نے آکر کیا یعنی ان افغانون مین خوف و ہراس نے اس قدر غلبہ کیا کہ دو رات فتح کیواسطے خدا سے دعا کیا کرتے تھے - اور ۱۱- ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۲۱- نومبر ۱۷۴۹ء کو تمام شب سب لوگ مصلے پر بیٹھے دعا کرتے رہے اور یہان روہیلون نے راہ فرار کی مسدود دیکھکر اپنے خیمہ کے گرد دوری رسولپور کے قریب جو بدایون سے چار میل جنوب مشرق مین ہے خندق کھودنی شروع کی - ۱۲- ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۲۲- نومبر ۱۷۴۹ء بروز دوشنبہ علی الصباح قائم خان نے حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہنکر معہ اپنے پندرہ بھائیون و خاص خاص سرداران و رشتہ داران و بخشی محمود خان کے بھائی بندون مثل معظم خان و اعظم خان و یوسف خان و سعادت خان و صلابت خان و احمد خان و نیز راجہ ہای جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوئے - چیلہ شمشیر خان و مقیم خان و اسلام خان و جعفر خان و رستم خان و کمال خان و خان بہادر خان پیش لشکر کے ساتھہ روانہ کیے گئے اور یہہ لوگ بعجلت تمام اوس باغ مین جہان روہیلے معہ سرداران حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتحخان کے مقیم تھے جا پہنچے شمشیر خان نے باغ جنوبی گوشہ کیطرف حملہ کیا اور وہان کی سپاہ کو تہ تیغ کرکے توپین چھین لین بعض روہیلے جو درختون پر چڑھے ہوے چھپے بیٹھے تھے اور کسیکو نظر نہ آتے تھے اوپر سے گولی و تیر برسانے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہہ تیر و گولی آسمان سے برستے ہین کئی گولیان بہادر خان کی زرہ مین لگین اور ایک تیر شمشیر خان کی پیشانی سے چھلتا ہوا نکلگیا اور بہت سے

مارے گئے بعد ازان قائم خان و دیگر سردار اول حملہ کی مدد کو پہنچے پہلے تیر و تفنگ چھوڑے اور پھر شمشیر بدست ہو کر بہت سے روہیلون کو قتل کیا اوسوقت جنوبی گوشہ کی طرف سے معظم خان برادر محمود خان اور منور خان و نامدار خان برادر عزت خان سعد اللہ خان کی طرف بڑہے اوسوقت سعد اللہ خان اس باغ کے شمالی گوشہ کی طرف تھا یہہ لوگ لڑتے لڑتے سعد اللہ خان تک پہنچ گئے منور خان کے ہاتھ مین ایک گرز تھا اوسنے اوٹھا کر چاہا کہ سعد اللہ خان پر مارے مگر معظم خان چلاا وٹھا بھائی اسکو زندہ گرفتار کرو اور اوسیوقت اپنا ہاتھ بڑھا کر لیگیا کہ اپنی چادر کا پھندا بنا کر سعد اللہ خان پر ڈالے مگر سعد اللہ خان اپنے ہودے مین دبک گیا اور پھندے سنے خطا کی بخشی ملا سردار خان کا مورچہ باغ کے جنوب مین تھا چنانچہ ملا سردار خان معہ چند سوار دن و بندوقچیون کے اپنے مورچہ سے جھپٹا اور تمام بنگش سردارونکو باڑھ پر دھر لیا انکے ہاتھیون کے بھی گولیان لگین اور معظم خان و اعظم خان و صلابتخان و جلالخان و دیگر آفریدی سردار مارے گئے یہہ دیکھکر محمود خان بخشی اپنا ہاتھی آگے بڑھا لایا اور تھوڑے عرصہ کے بعد گولی سے مارا گیا تب نواب قائم خان نے اپنے بھائی عبد النبی خان کو اوسکی کمک پر جانیکا حکم دیا عبد النبی خان و شاہ اسد علی ایک ہاتھی پر سوار تھے عبد النبی کو مارا گیا اور اسد علی کی ہاتھ گھنی کے اوپر زخم لگا۔ نواب قائم خان کے حکم سے نواب محمد خان کے بیٹے یکے بعد دیگرے تڑپنے لگے اور قتل ہوئے۔ عبد النبی خان و ہادی خان و بہادر خان و مرید خان تو قتل ہوئے اور امام خان فخر اللہ خان و مرتضی خان مجروح ہوئے۔ ان امیرزادون نے اپنی بہادری مین کوتاہی نہین کی لیکن جو کچھ مقدر ہو چکا ہو اوسمین کسیکو اختیار نہین ہی فتح و شکست خدا کے ہاتھ ہے۔ بعض کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نا دانستہ کمین گاہ مین جا پڑنے سے مارا گیا مگر دوسرون نے اس بیان کو نہین لکھا ہے

اور ظاہر ہے کہ ایسے ہی کسی باعث سے ایسے سردار قتل ہوئے بیان اسکا حسب ذیل ہے منگل خان
موسی نگری نے نواب قائم خان سے مشورتاً یہہ کہہ کہا تھا کہ تاوقتیکہ جنگ کا تصفیہ نہو جاوے ہرگز
آگے قدم نہ بڑھانا مگر نواب نے اوسکی نصیحت کو محض لغو تصور کیا دونون فوجون کے درمیان
بڑا طویل و عریض خندق تھا جیسے قلعہ کی خندق ہوتی ہے اس خندق کے کنارے جسکو ہندی
زبان مین بٹیر کہتے ہین اور اس کھیت کی زمین مین کنارہ تک کھیت باجرہ کا تھا۔ تین ہزار روہیلے
ایک طرف اور پانچہزار دوسری طرف بندوقین بھری ہوئے طیار بیٹھے تھے۔ قائم خان نے
غرور سے روہیلون پر حملہ کیا۔ روہیلے بہیر کیطرف بھاگے اور قائم خان انکے تعاقب ہمراہی سولہ ہزار
جوان کارآزمودہ و اکیاون سرداران فیل سوار کے اوس بہیر کے اندر گھس پڑا اور چونکہ یہہ لوگ
پیادہ تھے لہذا باسانی اوپر چڑھ کر بھاگ گئے۔ قائم خان اس خندق مین نصف راہ بھی نہ جانے پایا تھا
کہ چور روہیلے کمینگاہ مین تھے سب کے سب اوٹھ کر دفعتاً کنارے پر آئے اور آٹھ ہزار نے ایکدفعہ
باڑھ ماری ایسے نازک وقت مین راجہ ہند سنگہ و گنگا سنگہ و کسل سنگہ جو قائم خان کی داہنی جانب
تھے مونہہ پھیر کر بھاگے اور کالپی کے مرہٹون نے بھی انکی دیکھا دیکھی ویساہی کیا یہہ حالت دیکھکر
حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتح خان باغ سے نکلے و ملا سردار خان سے متفق ہو کر قائم خان پر
آن پڑے۔ نواب کے ہمراہی جو ہنوز محفوظ تھے اوسکے ہاتھی کے گرد جمع ہوگئے دشمن برابر باڑھین مارتے رہے
لیکن دست بدست لڑائی کا ارادہ نہین کیا جب نواب کے گرد بہت سے سپاہی مارے گئے تب
روہیلون نے اوسکے ہاتھی کو گھیر لیا اور اوسپر گولیان چلانے لگے شیخ فرحت اللہ لکھنوی جو داہنے
بازو پر تھا اپنا ہاتھی قریب لایا مگر فی الفور مارا گیا تھوڑی دیر بعد قریب ڈیڑہ گھنٹہ دن چڑھے
نواب قائم خان کی پیشانی مین ایک گولی لگی اور فوراً سرد ہوگیا دلاور خان ترکشی جو نواب کے

پاس بیٹھا تھا اوسکو اپنی گود مین لیا اور اپنے رومال سے خون پونچھنے لگا بہت کچھہ کوشش کی گئی
کہ نواب کی لاش اوٹھا لیجاوین مگر روہیلون نے آکر اوسکا سر کاٹ لیا جو لوگ اس لڑائی مین مارے گئے
اونکے نام یہہ ہین منگلخان موسی نگری و معظم خان دریابادی و خضر خان بینی - و خان بہادر خان خواجہ سرا
و رستم خان و کمال خان چیلے و روشن امام ولد میان نقل امام - خان بہادر علیگنج مین مدفون ہوا - عوام مین
مشہور رہے کہ اوسکا ہاتھی اوسکی لاش کو میدان جنگ سے لیکر چلا آیا تھا - اس جنگ مین شجاعتخان غلزئی
محض اسوجہ سے آیا تھا کہ وہ نواب کا ملازم تھا ورنہ یہہ لڑائی بالکل اوسکی مرضی کے خلاف تھی تنہا
ایک جانب کھڑا تھا جب اوسنے یہہ سنا کہ قائم خان مارا گیا رویا اور کہنے لگا کہ ایسا سردار مارا جاوے
اور مین سلامت جاؤن بی بی صاحبہ کو کیا موںھہ دکھاؤنگا یہہ مجھہ سے نہو سکیگا - وہ دشمن کے سردار و نکے
روبرو اپنے تئین حوالہ کردینے کی غرض سے گیا جب وہ حافظ رحمت خان کے قریب گیا اوسکے
لوگون نے کہا تمھاری موںھہ مین خاک پڑے - مگر حافظ رحمتخان نے کہ ہاتھی و تر چکا تھا اوس سے کہنے لگا
تم اوترو پالکی منگواتا ہون مگر دیوان مانسنگہ جو قریب کھڑا تھا زبان پشتو مین کہنے لگا عقلا بچھو کو مارکر اوسکے
بچے کو زندہ نہین چھوڑا کرتے ہین - اس اثنا مین ایک روہیلے نے ایک جانب سے آکر شجاعتخان
کے سینہ مین گولی لگائی اور وہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا -
جب نواب قائم خان مارا گیا تو باقی ماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ و خراب وہان سے بھاگ گئے
مفرورین کی تفصیل یہہ ہے نواب احمد خان زخمی شدہ اور اوسکا پسر محمود خان و حسین خان و فخرالدینخان
و اسمعیل خان و امام خان و کریم داد خان یہہ سب قائم خان کے بھائی تھے اور شمشیر خان و مقیم خان و
و اسلام خان چیلے تھے جب وہ بھاگے کسی نے اونکا تعاقب نہین کیا اور نہ کوئی اونکا سد راہ ہوا - ایک تو
سب کے سب منتشر و پراگندہ تھے اور دوسرا اوسطرف کے زمیندارون نے اونکو بہت تنگ کیا - خیر جیون تیون
کرکے دریای گنگا کی کنارے یہہ سب مجتمع ہوئے پہلے کشتیون کا پل باندھا گیا مگر نواب احمد خان نے اس

پل کو توڑ واڈالا اور ہاتھیون پر دریا پار ہوئے ۔ اور پیادہ کپڑے اوتار اوتار کر دریا پیر گئے
سب کے سب شہر مین شاہراہ چھوڑ کر گلیون سے آئے اور اپنے اپنے گھرون مین چھپ رہے
جب شہر مین یہہ شور ہوا کہ نواب قائم خان مارا گیا اور اوسکی فوج نے شکست کھائی گلی کوچہ
مین آہ و واویلا مچا گھر گھر ماتم سرا ہو گیا ۔ اس حادثہ سے کوئی متنفس خالی نہ تھا بہتیرے زخمی
و اسیر ہوئے اور ہزارون کی لاش میدان مین پڑی تھین ۔ جو پہچانی گئین اونکی لاش اونکے
اعزا نے لیجاکر دفن کین ۔ نواب مقتول کی لاش کو نفیس پوشاک پہنا کر فرخ آباد کو میدان
جنگ سے روانہ کیا فاتحہ پڑھولتے اور ماتم کرنے ولے اسکے ساتھہ ساتھہ تھے ۔ لڑائی سے
تیسرے روز تین لاشین بے سر بی بی صاحبہ کے روبرو گئین ۔ نواب قائم خان کی لاش
اسطرح سے شناخت کی گئی کہ نواب کے پانون پر ایک پدم تھا ۔ بی بی صاحبہ بعد نوحہ و زاری کے
اپنے بیٹے کی لاش حیات باغ کو لیگئی اور وہان اونھین کپڑون مین لپیٹ کر جو مرتے وقت اوسکے
بدن پر تھے اوسکے پدر مرحوم کے پہلو مین دفن کیا ۔

قائم خان کے وفات کی تاریخ ذیل کے الفاظ سے نکلتی ہے

پاک بیعہ بد شہید قائم خان	کنجشک بباز کرد شکار	قائم بہشت شد
۱۱۶۴ھ	۱۱۶۴ھ	۱۱۶۴ ہجری

بعد فتح کے روہیلے یہہ سمجھے کہ گویا ہم از سر نو زندہ ہوئے اور اونھون نے ہزار ہا ہزار شکر بدرگاہ
مجیب الدعوات ادا کیے اور طبل فتحمندی بجاتے ہوئے اپنی دار الریاست آنولہ کو پہنچے اور سپاہ فرخ آباد
کے پرگنہ جات کو جو دریاے گنگ کے اوتر جانب واقع ہے تعینات کی گئی اوس زمانہ مین احمد بنگش

محال تھے یعنی بدایون اوسہسوان سیت جلال آباد مہرآباد واوسیا اونجیبالی کھاکت مئو ملہا وغیرہ دیگر دو کے نام شاید امرت پور اسلام گنج و پرم نگر و شاید ایک اور نمبر۔ اسہسوان ہو روہیلے کھاکت مئو تک بڑھ آئے یہہ جگہہ فرخ آباد کے قریب واقع ہے اور ایسی جگہہ پر اونکی اول اول روک کی گئی۔ ایک چیلہ یہان کا عامل تھا اسنے انپر خوب بندوقین سرکین اور بہتیر ونکو مار لیا جب اسنے پرگنہ کو چھوڑا تو روہیلون نے خیال کیا کہ ہمکو اپنے تئین خارون مین پھنسانے سے کیا فائدہ ہے لہذا سب کے سب واپس ہوئے گنگا کے پار کے کچھہ پرگنہ جات ہمیشہ کے واسطے فرخ آباد کے نواب کے حکم سے نکل گئے صرف امرت پور و کھاکت مئو و پرم نگر اس گمنام چیلہ کی شجاعت سے باقی رہے فقط

جلد اول تمام ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتدائے ۱۷۱۳ء لغایت ۱۸۵۷ء

مولفہ ولیم آروین سی ایس فتحگڑہ ممالک مغربی و شمالی

حصہ دوم

احوال مسند نشینی و ریاست امام خان

قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے شوہر کے سب بیٹون کو طلب کیا اوسکی آرزو سے دلی یہہ تھی کہ امام خان جانشین ہو مگر ازراہ تزویر اوسکو مخفی رکھکر اوس نے احمد خان کی جانب اشارہ کیا کہ تم سرداری اختیار کرو احمد خان نے بفراست اوسکی منشاے باطنی پر مطلع ہوکر صاف انکار کردیا اور ہر ایک بیٹے نے نوبت بہ نوبت ایک ہی جواب دیا بالآخر امام خان منتخب ہوکر مسند نشین ہوا مگر احمد خان کو اس مسند نشینی سے اصلا اختیار حاصل نہ تھا لوگ سلام کو تو حاضر ہوئے لیکن کسی نے نذر نہ دی مہینے گذر گئے مگر خراج کی ایک کوڑی بھی اسکو وصول نہ ہوئی۔ چونکہ کہین سے کوئی آمدنی نہ تھی کہ وہ اظہار و نمود اپنے اس مرتبہ کا کرتا لہذا لوگون نے بعد چندے آنا بھی ترک کردیا۔ جب قائم خان کی شکست و موت کی خبر دلی میں پہونچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا اور کف افسوس ملنے لگے۔ سواے عبد المنصور خان صفدر جنگ

کہ وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوا اور خوب ہنسا اور کلمات ہنرل امیز زبان پر لایا اسوقت اُسنے
بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بنفس نفیس فرخ آباد کی طرف نہضت فرمائیے تاکہ
بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور سب مطیع ہو جاوین۔ اور اگر کوئی بندگی
سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اُسکا وہی انجام ہو جو قایم خان کا ہوا وہ
سب بھگا دیئے جائینگے اور اُن کی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجاویگی۔ بادشاہ چونکہ وزیر کا
بندہ ہو رہا تھا جو جو تدابیر اُسنے پیش کیں سب پر بے تامل راضی ہو گیا اور آخر ذی الحجہ ۱۱۶۲ہجری
مطابق نومبر ۱۷۴۹ء احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل پہونچا اور صفدر جنگ شاہ کو اوسی
مقام پر چھوڑ کر خود تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھا یہہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں فرخ آباد
سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی
مغل تھے اور یہہ سب اوسکے قرابت داروں مرزا نصیر الدین و نواب شیر جنگ خان و نواب
اسحق خان وغیرہم کے زیر حکم تھے۔ باوجود اس کے وزیر نے راجہ نول رائے کو یہہ حکم بھیجا
کہ تم فی الفور آکر میرے شریک ہو یہہ نول رائے وزیر کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کا یتھ
چکوا خاندان سے تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانونگو تھا اپنی خوش لیاقتی سے صوبہ اودھ
و الہ آباد کا نایب صوبہ ہو گیا تھا اول اول رتبخند قوم تنبا عبداللہ خان و حسین علی کی دیوان
کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ ۱۷۱۲ و ۱۷۱۶ء میں ہوئی تھی نول رائے نے سرکار لکھنو کو چھوڑ کر
فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۶۳ء مطابق ۱۵ دسمبر ۱۷۴۹ء معہ رام نراین
جو ہمراہ دس ہزار جوان کے ساتھ اُس سے آن ملا تھا دریاے گنگا کو عبور کیا اور دوسرے روز
کالی ندی کے کنارے کے طرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے روانہ
ہوا اسکے دوسرے روز نول رائے اور بقاء اللہ خان ایک گھاٹ سے ندی کے پار ہو کر پاپیادہ
کھڑے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے
مقابلہ کرنا ندی اُسوقت بڑے جوش و خروش سے جاری تھی پانی لشدت برس رہا تھا اور ہوا سے

شمال خوب سردی چمکا رہی تھی اور رسد کی نہایت قلت تھی غلہ زعفران کے بھاؤ تھا ایک دن
کپڑے اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا زان بعد فوج نے خداگنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا
یہان افغان معہ فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپ خانہ کے مقیم تھے وزیر کی فوج نے ڈیڑہ کوس کا اور
کوچ کیا اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ میر محمد صالح و راجہ پرتھی پت پیش لشکر پر متعین
تھے۔ قلب لشکر خود نول راے کے زیر حکم تھا میسرہ نواب بقا اللہ کے تحت مین۔ اور میمنہ راے
رام نراین کے حکم مین تھی کل لشکر مین پچیس[۲۵] ہزار نوسوار تھے اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر
کا کچھہ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھہ کوس کے میدان مین استادہ تھے بلکہ جہان نظر جاتی تھی خیمے
ہی دکھلائی دیتے تھے شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوئے اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئے۔
۲۳۔ محرم مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۷۴۹ء کو نول راے خداگنج کو پہونچا اُسوقت یہہ مشہور ہوا کہ نواب
وزیر کاسگنج کو پہونچ گیا ہے اور فرخ آباد کو محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اب یہان فرخ آباد
کے حالات مذکور ہوتے ہیں۔ اگرچہ قایم خان کے چھوٹے بھائی اور بہت سے کارآزمودہ چیلے
زندہ موجود تھے مگر ابتدا مین کوئی طیاری نہ کی گئی مگر آخر کار چیلہ شمشیر خان کی کوشش سے چند
آدمی فراہم ہوئے اور کالی ندی کے کنارے پر شہر سے ۷ میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق
متعین کئے گئے تاکہ نول راے کو بڑھنے سے باز رکھین مقیم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل
مقرر ہوکر دوسری سمت بھیجا گیا اور اوسکو یہہ حکم ملا تھا کہ خان بہادر خان مرحوم کی جائداد پر قبضہ
کرلیوے۔ داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلام خان۔ اور دوسرے چیلے شب و روز شہر
کے گرد گشت کرتے تھے اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالی مین دست بدعا رہتے
تھے کہ بار خدایا ایسا نہ ہو کہ بادشاہ بداندیش وزیر کی صلاح پر عمل کرکے ہمارا قصد کرے اور
محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہمارے خاندان سے چھین لیوے ازراہ پیش بینی بطور تقدم
بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی عبد المنصور صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار
کے ساتھہ روانہ کی کہ زمانہ سابق میں یہہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ میں مارا جاتا تھا

تو اُسکے خزائن ضبط ہو جایا کرتے مگر اُس کے مراتب بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکھے جاتے تھے لہذا امر اہم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض زن بیوہ کی درجہ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرائم سابقہ و عطاء ریاست امام خاں مرحمت ہو وزیر نے اپنے لشکر گاہ مقام دریا گنج سے یہہ جواب بھیجا کہ مین نے قبل ازین ایک عرضداشت بہین گزارش خدمت سلطانی مین پیش کر چکا ہون اور جہان پناہ نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی بنسبت عطاء ریاست بنام امام خان فرین بدستخط خاص عنایت فرمایا ہے وہ مین اپنے ساتھ لایا ہوں - اوس زمانہ مین یہہ دستور معین تھا کہ جس کسی کو ایسی غرض پیش آتی وزیر کے قیام گاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم [illegible] نذرانہ کے پیش کرنا وزیر کو توکل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اُسکے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا تھا کہ خلعت سرفرازی بھی ملتی تھی اور مراتب نواب سابق بحال ہو جاتے تھے صرف اُس وقت حسب مذکورہ بالا اپنے تئین مطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی غرض یہہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا وزیر کے خط مین اور بھی مکر اور خوشامد کے الفاظ تھے یعنی اُسنے تحریر کیا کہ قایم کی وفات سے مجھے کمال صدمہ ہوا میں اُسکو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا لیکن اگر فضل الہی شامل حال ہے میں روہیلوں کا نام و نشان ملک ہندوستان میں باقی نہ رکھونگا بی بی صاحبہ نے اُس کی تحریر کو بہت تصور کر کے اور اُس کے مواعید فریبی پر بھروسہ کر کے اُس کے لشکر گاہ میں جانے کی تیاری شروع کی - اور ایک شتر سوار شمشیر خان و جعفر خان کو خدا گنج سے واپس لانے کے واسطے دوڑ آیا یہاں یہہ دونوں نیول رائے کو روکے ہوئے تھے ان دونوں کو یہہ بھی حکم بھیجا کہ نیول رائے سے بھی حتی المقدور اسباب میں کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہئے کیونکہ یہہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے یہان نیول رائے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدال رہا ستہ پانا بہت مشکل ہے فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان جعفر خان کے پاس بھیجی کہ میں غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہوں اور جسوقت مین وزیر کے پاس پہونچونگا تا بمقدور تمہاری بہت کچھ سفارش کرونگا اور تمہارے منشاے دلی کے حصول مین کوئی دقت واقع نہ ہوگی

اون چیلوں نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سے اُس کی سخنان فریب امیز کو بھی سچ جانا اور
چونکہ اُسوقت اُنکو یہہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ میں جانیکا قصد رکھتی ہیں لہذا
اوربھی اُسکے اقراروں پر بھروسہ کیا اور فی الفور خدا گنج سے کوچ کرکے فرخ آباد کو واپس آئے
اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے معہ اپنے چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کی طرف کوچ کیا جسوقت
مئو مین پہونچی سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوئے اور جسوقت وہان سے روانہ ہوئی سب اُنکی جلو
مین اُسکے ساتھہ ہوئے۔ جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچے سب پٹھان سرداروں نے وہان
مقام کیا۔ وزیر نے جب م بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سُنی شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔
جسوقت شیر جنگ قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر کر باادب کھڑا ہوا اور آنکھوں مین آنسو بھر لایا
اور قایم خان کے قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا۔ وہ خوب رویا اسوجہہ سے کہ وہ دونوں ایک طور سے
بھائی ہوتے تھے کیونکہ اُنہوں نے باہم پگڑی بدلی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا مین تم کو بجائے
قایم خان کے سمجھتی ہوں اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ اوس نے جواب دیا میں بسر و چشم
حاضر ہون جان تک دریغ نہ کرونگا بعد اِس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنے فرودگاہ
کی طرف گئیں۔ اب بتوسط شیر جنگ شرایط عہد و پیمان شروع ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد نول رائے
وہاں پہونچا لیکن جب وہ وزیر کے روبرو حاضر ہوا اُس نے اون قول و قرار پر پہاں بالکل عمل کیا
جو اُس نے خدا گنج مین کئے تھے بلکہ جو کچھہ وہان وعدہ کرایا تھا یہان بالکل اُس کے خلاف گفتگو
کی اور بجز برائی کے ایک بات بھی خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی مُنہہ سے نہ نکالی چونکہ
اِس مکار کو بمقابلہ اور نوکرون کے وزیر کے مزاج مین زیادہ رسوخ تھا لہذا جو کچھہ برائی اُسنے
بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اوسوقت شیر جنگ سے کچھہ کام نہ رہا اور معاملہ بتوسط نول رائے
شروع ہوا اُسنے فوراً شمشیر خان و جعفر خان نے علیحدہ جا کر باہم کچھہ مشورہ کیا اور آکر نول رائے
سے کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین اِس مین سے نو لاکھہ سر دست کچھہ نقد اور کچھہ
اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین اور باقی اکیس لاکھہ تین سال کی مدت مین ادا کر دینگے مگر شرط

یہہ ہی کہ فرمان شاہی بعطلے حقوق نواب سابق و خلعت سرفرازی حاصل ہونا چاہئیے راے مذکور
وہان سے یہہ کہتا ہوا اُٹھا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہومین وزیر سے اطلاع کئے دیتا ہون اور
جو کچھہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سے مین مطلع کر دونگا۔ یہہ کہکر وزیر کے پاس گیا اور کل ماجرا
بیانکیا اونہوں نے باہم صلاح و مشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا
بی بی صاحبہ نے اُس کی نذر چھو کر واپس کی مگر جسوقت بی بی صاحبہ کی نگاہ یعقوب خان
پر پڑی اُسکو اپنا چیلہ یعقوب خان بہادر یاد آیا اور اُسکو یاد کرکے خوب روئی۔ ناظر نے خان
بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی بعد ازان جس پیام کے واسطے آیا تھا اوسکا
مذکور شروع کیا کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی مان کے برابر چاہتا ہون غضنفر جنگ
اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے اور ضرور ہی کہ اُونکے جانشینون کو بھی وہی مرتبہ حاصل
رہے بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہئیے بی بی حجیا [illegible] بے سمجھے
بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس عالم مجبوری میں
کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھہ روپیہ دینگی ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ [illegible] مہر
بی بی صاحبہ سے طلب کیا اور بی بی صاحبہ نے اِس امر کی اطلاع بھی شمشیر خان اور
جعفر خان کو نہ کی اور کاغذ ناظر کے حوالہ کر دیا ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا اور وزیر نے
ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا اقرار نامہ لکھدیا اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ اور ناظر
یعقوب خان و جوگل کشور کو روپیہ لانے کے واسطے ساتھہ کر دیا راے نول راے نے شمشیر خان
و جعفر خان کو طلب کیا اور اُنسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے
ساٹھہ لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہی چنانچہ یہہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی تم جواب دہ
ہو اسکے عوض لقب اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہی شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ
کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہم نے تو تیس لاکھہ روپیہ پر تصفیہ کر لیا تھا آپ نے سات لاکھہ
کا اقرار کیون لکھہ دیا بی بی صاحبہ نے جوابدیا کہ اِس مین صلا میرا قصور نہین ہی جو کچھہ کیا

بی بی جمیان نے کہا خود کردہ علاج نیست + ناچار بی بی صاحبہ بہمراہی ناظر یعقوب خان جو گلکشور
فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین وہان پہونچکر جو کچھہ از قسم نقد و جواہر گھوڑے ہاتھی مویشی اسباب
خانہ داری باورچی خانہ کے باسن وغیرہ جو کچھہ ہاتھہ لگا سب وزیر کے مختارون کے حوالہ کیا
وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا اور ہر شی کی نصف قیمت لگائی اور جو قیمت اس طور سے
مشخص ہوئی اوس مین سے نصف لاکھہ روپیہ منہا کر لیا۔ یہہ سب اسباب ۱۱ لاکھہ کا ٹھہرا
تب مختارون نے باقی ۱۰ لاکھہ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا مگر اُنہون نے
یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ کو
چلیں جو کچھہ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہو جاویگی۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ معہ بیٹون
و چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئین جب مئو مین پہونچین پٹھان استقبال کو
آئے اور وہان سے اُسکے جلو مین ہمراہ ہوئے جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچین
وہان اپنا پڑاؤ قایم کیا۔ روز دیگر نیول راے نے شمشیر خان و دوسرے چیلون کو بلا بھیجا
اور باقی رقم کا مطالبہ کیا۔ تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا اور شام تک وے اسی میدان میں
بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائیگا۔ اب نیول راے بذریعہ ہرکارہ کے اول اطلاع بھیجکر
وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا۔ قریب دس بارہ ہزار ہرکارون کے ہمیشہ ساتھہ رہتے
تھے یہہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے۔ چیلون کے مذکور مین نول راے نے وزیر سے
یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھہ ایک انبوہ پٹھانون کا آیا ہے۔ اوسوقت
چیلون سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہیں رہو تمہارا معاملہ کل پر ملتوی کیا گیا ہے۔ اور نیول راے
نے اس احتمال سے بنظر احتیاط کہ شاید پٹھان بمقابلہ پیش آئین بی بی صاحبہ کے خیمہ کے روبرو
چند توپین زنجیرون سے جکڑی ہوئی تمام رات قایم رکھیں رات کی تاریکی بیان سے باہر ہے اب
بی بی صاحبہ سے یہہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرایط آئی ہین یا بقصد جنگ اگر
بارادہ صلح آئی ہیں تو ان مسلح افغانون کو جو آپ کے ہمراہ آئے ہیں اپنے اپنے مکانون کو واپس

بھیجدیجیے۔ بی بی صاحبہ نے ہرایک تمن کے سردار کو بلاکر حکم دیا کہ سب مئو کو واپس جاؤ پٹھانون
نے عرض کی کہ ہم ملازم موروثی ہین ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آپ کو اِس صورت سے دشمن کے
قابو مین چھوڑ جاوین کیونکہ تنہا چھوڑنے سے ہمین خوف ہے کہ کچھہ آسیب آپ کو نہ پہونچے۔
بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر اوچھائی
مین پڑنا پسند نہ کریگا تب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری غرض کارگر نہوگی
لاچار مئو کو واپس گئے اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان
شب و روز مسلح کھڑے رہتے تھے شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم
دیکر وزیر نے مشرق کی جانب کوچ کیا جب یہہ خبر پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہوگئے
ہین اور وزیر مشرق کی طرف بڑھتا آتا ہے سب شہر کو چھوڑ کر معہ علایق مئو کو اُٹھہ گئے اور ایک
متنفس بھی شہر مین باقی نہ رہا جب وزیر معہ لشکر مئو کے قریب پہونچا تو نیول راے نے اجازت
چاہی کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلاکر خاک سیاہ کردون کہ نام و نشان اِس قوم پٹھان کا باقی نہ رہے
ہر چند کہ وزیر کی آرزوی دلی بھی یہی تھی مگر ازراہ دوراندیشی یہہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت
زور باقی ہے اور بہت کثرت سے ہین شاید اونکو غلبہ حاصل ہو جاوے لہذا ابھی حملہ کرنا خوب نہین
اِس ارادہ کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیئے یہہ بڑے شکر کا مقام ہے کہ قایم خان کی مان
اور اُس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھہ آگئے ہین جب وزیر مئو کے قریب پہونچا تو جو اندیشہ
کہ اُسنے اپنے دل مین تصور کیا تھا اوسکو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل کیا سوار سب کے سب
تیر تبر بان بندوق سے مسلح پا پیادہ صفین باندھے کھڑے تھے وزیر اونسے دست اندازی کی
کوشش نہ کرکے مشرق کی طرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتا چلا گیا یہان تک کہ یاقوتگنج
مین داخل ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے چھہ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق کی طرف واقع ہے یہان
وزیر نے پڑاو ڈالدیا۔ نیول راے شمس آباد سے گذر کر فرخ آباد کو پہونچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور وہان
بوجوہ چند مقام کیا جب اُسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہ اونہیں مکانات کے بھروسے پر باون ہزاری

بنے تھے قلعہ تو چھوٹے سے زمیندار کی گڑھی کے برابر بھی نہین ہے اور اسی طرح کے الفاظ زبان پر
لایا دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین وزیر سے جا ملا۔ جیسے کہ چڑیمار چڑیون کو دام مین لانیکی
غرض سے دانہ چھینکتا ہے اوسیطرح سے وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرح طرح کی نعمتین کھلاتا تھا
اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتا تھا اور بی بی صاحبہ وغیرہ
کا ہر روز اِس امید مین گذرتا کہ آج ہم بعطاے خلعت و خطاب رخصت کئے جائینگے۔ ان بیچارون کے
کتنے روز اِس امید موہوم مین کٹے۔ ایک رات وزیر نے نیول راے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا
چاہئے اُوس نے راے دی کہ چیلون کو پا بہ زنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف
روانہ ہون اور بعد آپ کی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اُس کے پانچون بیٹون کو گرفتار کرکے
الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا۔ وزیر نے اِس عرض کو منظور کیا اور روز دیگر پانچون چیلون یعنی
شمشیر خان و جعفر خان و مقیم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا
اور فوج منزل بہ منزل محمد آباد و سراے اگہت کی راہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی
روانگی کے بعد ایک روز کاینہ مذکور نے پانچون صاحب زادون کو طلب کیا اور اُن کے روبرو
ازراہ مکر اونکے خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد ازان
خود کسی حیلہ سے اوٹھا اور ایک معتمد سے یہہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادون کے واسطے خلعت لاؤ
یہہ کہکر وہ تو چلا گیا۔ اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر معہ زنجیرون کے
آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب
کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اِس کافر نے یہہ کام آپ کے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سیّد ہوکر
ایسے نالایق کام کو اختیار کرین۔ کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت ہوتے تو تلوار کا
لطف دکھاتے یہہ کہکر پاؤن بڑھا دیا ہر ایک بھائی نے بوجہہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان
میرے پانون مین ڈالو۔ بعد ازان انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ کو بھیجدیا جب اُن کی
گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانون کو بڑا انتشار پیدا ہوا نواب وزیر کے حکم سے نیول راے نے

قنوج مین قیام اختیار کیا یہہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا و کالی ندی کے اتصال پر واقعہ ہی۔ یہہ شہر اسوجہہ سے پسند کیا گیا کہ یہہ صوبہ اودہ والہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہے۔ نیول راے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کے سرائے کے بانی نے تعمیر کروایا تھا اس مکان کو نیول راے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تھا خاص نیول راے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے اسکے سوا بہت سی فوج سرداران بقاء اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچاپ و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر یمنی میر قدرت علی خان دائی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھے۔ قنوج سے عامل و سزاول روانہ کئے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانون مین افغانون کی شکست و مذلت کی منادی کرین ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑھایا کہ شہر شمش آباد و عطای پور و قایمگنج کے علاقہ مین جو بستے ہیں وہان سے جرمانہ بھی وصول کیا فقط مئو اس ظلم سے مصئون تھا اور یہہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوریہ و خٹک و غلزئی و درکزی و کوچر و دلازاک و خلیل و مہمند بستے تھے یہہ سب شب و روز مقابلہ کے واسطے امادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچاوین جو نیول راے کے اختیار مین تھین اب یہہ تجویز ہوئی کہ منشی صاحب راے قدیم ملازم بنگش کو جو نیول راے سے شناسائی بھی رکھتا تھا نیول راے کے پاس روانہ کرین چونکہ نیول راے اور صاحب راے دونون ایک قوم سے تھے اور صاحب راے نے دہلی مین نیول راے سے شناسائی بھی حاصل کر لی تھی تھوڑے دنون میں اُسنے اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی میں بھی آنے جانے لگا اور یہہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے ہوا کرتی تھی ایک رات نیول راے بدمست ہوا اور گو کہ دھرم شاستر کا اسکو صلا علم نہ تھا مگر اُسوقت حالت نشے مین کچھہ مذکور دھرم کا اور کچھہ برائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب راے بھی اُسوقت موقع الا تھا

اور اوسی کی طرح سے گفتگو کرنے لگا کہ یہہ سب صحیح ہی لیکن جب تک قول اور فعل یکسان نہ ہون
توسب دھرم ہیچ ہی کیونکہ مین دیکھتا ہون تمہارے سب کام شاستر کے خلاف ہین - نیول راے
جوابدیا کہ مین نے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہووے - صاحب راے
نے کہا اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھاہی اور کس منی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ
عورت پر ظلم روا ہی اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ نیول راے نے جواب دیا
کہ مین نے کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی - صاحب راے نے موقع دیکھکر کہا کہ مین نے ایک
پٹھانی کو قید مین دیکھا ہی اور لوگ کہتے ہین کہ اسکا کچھہ بھی قصور نہین ہی پھر یہہ ظلم نہین تو کیا ہی
اب جو تم دھرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین - اور فرض کیا جاوے کہ اوس نے قصور بھی
کیا سہی لیکن ابتو تمام ملک تمہارے قبضہ مین ہی اور تم نے امن بھی قایم کرلیا ہی پھر ایک بیگناہ
بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہی صاحب راے کی یہہ تقریر نیول راے کو معقول معلوم ہوئی
اوسوقت آدھی رات تھی اوس نے صاحب راے سے کہا اچھا تم جاکر اوسکو چھوڑ دو صاحب راے
نے کہا بغیر تمہارے تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نیول راے نے ایک تحریری
حکم پر اپنی مہر ثبت کرکے صاحب راے کے حوالے کیا صاحب راے فی الفور پھاٹک پر
پہونچا سپاہی کو حکم دکھلایا اور اونکو کچھہ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہان سے نکال کر
تاکید کی کہ فوراً اپنی رتھہ پر سوار ہوکر بعجلت تمام یہان سے روانہ ہو انہون نے اسقدر جلدی
کی کہ ایک سٹھہ میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین طی کیا اور سو پہونچکر ایک بیل گرکر مرگیا - جب
قنوج مین صبح ہوئی تو صاحب راے نے سب لوگون کو خاموش رکھنے کی غرض سے خود
نیول راے سے پیشتر سے پوچھا کہ تم نے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہی جب
نیول راے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا اوسوقت نیول راے نے
صاحب راے کو بہت ملامت کی کہ تم نے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے جواب دیا
کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہی تب نیول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہمارے سامہنے سے

چلے جاؤ یہہ کہکر اُوسنے حکم کیا کہ پانچسو سوار پٹھانی کے گرفتار کرلانے کے واسطے فوراً روانہ
ہون یہہ سوار نبی گنج و کالی ندی تک گئے مگر اوسکو کہین نہ پایا اب کایتھہ مذکور نے کل
ماجرا وزیر کو لکھہ بھیجا مگر اس طرح سے بنا کر لکھا کہ کسی صورت سے اپنے اوپر حرف نہ آوے نیول راے کے
اہلکارون و ملازمون کا ظلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون سے مقابلہ کی فکر کرنا
شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانوں کو جبراً آمادہ بجنگ ہونا پڑا
صورت اُس کی یہہ ہی کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو نے
اُسکا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا بعد ایک مہینے کے ہندو مذکور سوت واپس لایا اور عورت
سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور پھیرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین
واپس نہیں دیسکتی ہون اور نہ زمانہ مین ایسا دستور ہی کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاوے
اُوسپر ہندو نے اُوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا تب ہندو نے پانوسے
جوتا اُتار کر اوس غریب عورت کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون
کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تم پر کہ پگڑی
باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھہ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو
کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہہ ماجرا سُنا اونکو تاب نہ رہی اور رستم خان ایک متمول
آفریدی اور دوسرے افغان جو تمن کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور
عرض کی کہ اب ہمسے نیول راے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا آخر صلاح
کیا ہی تب اُنہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنی ایک بیٹے کو ہم پر سردار کرین تو ہم نیول راے سے
جنگ کرین اُسنے جواب دیا کہ یہہ خیال اپنے دل سے دور کرو مین تم کو کیسے لڑاؤن میرے پانچ
بیٹے توالہ آباد کے قلعہ مین مین اور خاص خاص چیلے دہلی مین مقید ہین جب رستم خاں نے دیکھا
کہ بی بی صاحبہ کچھہ خیال ہی نہیں کرتین تو اوس نے دوسری تدبیر سوچی ۔

حال نواب احمد خان غالب جنگ

احمد خان نواب محمد خان کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بڑے بھائی قایم خان کے زمانہ حیات مین
وہ کچھہ عرصہ تک دہلی مین رہا زان بعد اوس نے موضع سکراوان و دیگر مواضعات قایم خان
سے ٹھیکہ پر لئے مگر اون کے لگان کی ایک کوڑی بھی کبھی نہ دی اور کل محاصل اپنے ہی تصرف
مین لایا اس روپیہ سے اُسنے ایک نقرئی ہوادار بنوایا جیسا سوائے قایم خان کے دوسرے
کے پاس نہ تھا اور طاؤس کے پرون کے مورچھل بنوائے جو ہمیشہ اُس کے سر پر جھلے جاتے
تھے - محمود خان بخشی نے احمد خان کی اِس ہمسری کی خبر قایم خان کے کان تک پہونچائی بلکہ
یہہ بھی ترغیب دی کہ اُسکو کچھہ گوشمالی دیجانا چاہئیے اسپر نواب قایم خان نے ایک ہزار سوار
سکراوان کو روانہ کئے اور انکو حکم دیا کہ احمد خان کا سر کاٹ کے لاؤ یہہ خبر سنکر احمد خان اپنے
سسر کے پاس موضع رووایں کو بھاگ گیا یہہ موضع پرگنہ کمپل مین فرخ آباد سے بیس میل
گوشہ شمال مغرب مین واقع ہی اور وہان سے دہلی کی راہ لی اور یہان غازالدین خان فیروز
جنگ کے پاس پناہ گزین ہوا جب روہیلون سے جنگ شروع ہوئی تب فیروز جنگ کی
صلاح سے بے حصول اجازت شاہ دہلی پوشیدہ نصف شب کو وہان سے بھی فرار ہوا اور
جو شرکت اسکی جانب سے جنگ مذکور مین ہوئی اوسکا بیان پیشتر ہوچکا ہی - جب وزیر بعد ضبطی
ریاست دہلی کو واپس آیا اوس زمانہ سے احمد خان نے اپنے گھر مین گوشہ عافیت مین سکونت اختیار
کی یہہ مکان بہشت باغ کے قریب واقع ہی اور چند روز قبل کے قلعہ کے نام سے مشہور تھا اسوقت
اوسے صرف اسقدر مقدرت تھی کہ اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے
یہہ رمضانی ایک بڈھے خادم کا بیٹا تھا چند مہینے اسی حالت مین گذرے ایک روز پندرہ جوان
مئو سے اُسکے مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے وقت
پہونچے اونکو دیکھہ کر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سے آئے ہو اُنہون نے

اُنہون نے بخوف نبول راے کے جاسون کے کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے جواب دیا
کہ ہم شادی کے واسطے سامان خرید کرنے کو آئے ہین نواب نے اون کے واسطے کھانا تیار کرنیکا
حکم دیا بعد ازان افغانوں نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھہ کہا چاہتے ہین دونون خادم اور
رمضانی کو باہر کر دیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہہ سب زنانے مکان میں تھے اور زنجیر اندر
سے بند تھی رمضانی سقہ پر حقہ بھرلاتا تھا جسوقت رمضانی آتا پٹھان خاموش ہو جاتے تھے
مگر جو آواز باہر جاتی تھی اوس سے یہہ مفہوم ہوتا تھا کہ باہم کچھہ مشورہ ہو رہا ہے جس مین بعض بعض
امور مین تو احمد خان اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے اور بعض کی تردید کرتا ہے غرض پانچ چھہ گھنٹہ
تک یہی گفتگو رہی آخر الامر یہہ معلوم ہوا کہ نواب نے اون سے کہا کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں کہ
جیسے تم نے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسیطرح پر میرا ساتھہ بھی چھوڑ دوگے
اونہون نے عہد کیا کہ ہم سے ہرگز ایسا نہ ہوگا اور ہاتھہ جوڑکر کہا کہ ہم کسی حال میں آپ کا ساتھہ
نہ چھوڑینگے یا تو جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اون سے قسم چاہی اور اُنہوں نے
قرآن مجید کی قسم کھاکر کہا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے قریب غروب پٹھان رخصت ہوئے
اور کہا کہ ہم کو کل مئو پہونچنا ضرور ہے دن بہت کم ہے اور سودا سلف کرنا ہے وہان سے وہ اُٹھکر
بازار کو پہونچے جو جو شی جس جس کو مطلوب تھے خرید کی نبول راے کے جاسوسون اور سپاہیون
نے اُنہیں روکا اور پوچھا تم کہان آئے ہو اُنہون نے جواب دیا کہ ہم بازار سے کپڑا خرید کرنے آئے
ہیں یہہ سب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھے یہہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنی
حسب منشا اوس سے عہد و معاہدہ کرکے مئو کو واپس آئے۔ تھوڑے دن بعد گل میان نام ایک
قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہہ پیغام لایا کہ بی بی صاحبہ
نے آپ کو بلایا ہے فی الفور احمد خان نے آٹھہ کہار کرایہ کئے اور اپنی کہنہ پالکی میں سوار ہو کر چلا
اس پالکی کی یہہ صورت تھی کہ اسکا بانس بالکل ٹوٹا ہوا تھا اور رسی سے بندھا تھا وہان
پہونچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نذر گذرانی شاید اس باب میں بی بی صاحبہ

سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی اسوقت وہ اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نیول راے پر حملہ کیا جاوے۔
صرف اسقدر دقت تھی کہ روپیہ نہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ حاضر کیا کہ جسقدر ریاست
واپس ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہہ روپیہ بحسب ضرورت اوس کے بھائیون اور تمنداران
مین تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجے گئے کہ اپنی ابتدا ضروریات مین صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنے سپہ سالار مقرر کیا اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا موضع
قایم گنج کے متصل موضع چلولی کے ایک کورمی نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع
مذکور کے معافی اسے دیجاویگی اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنے ایک
مہاجن کا مکان جو مئو سے سولہ میل ہے لوٹ لائے یہان ستر توڑے روپئے کے اور ایک توڑہ
اشرفیون کا ملا یہہ روپیہ حال مین لکھنؤ سے آیا تھا جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہو گیا
تو احمد خان نے چلولے کے پاس موتی باغ مین جھنڈا گاڑا قریب چھہ ہزار فوج مجتمع ہو گئی اور
افواہ یہہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی ہے بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر
نواب عنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانی گھسا کورمی شمس آباد کے تہانہ پر حملہ کرنے کیواسطے
بھیجا گیا شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل بسمت مشرق واقع ہے اوس روز لوگون نے جو خاص اسواسطے
مقرر ہوئے تھے نیول راے کے سب تھانون پر حملہ کر کے اوس کے ملازمون کو بھگا دیا۔ آٹھہ دن سے
نو روز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمے مین لا کر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسی کو نہایت احتیاج
ہو تنخواہ فاقے اسمین سے پانچ پیسے فی پیادہ اور تین آنے فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے
اور جسکے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے کے مجتمع ہو گئے
اور موتی باغ سے کوچ کیا پانچ روز مین فرخ آباد کے جسمے دروازہ کو پہونچے یہان مشتاق علی شاہ کے
مکان پر مقام کیا بھادون کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی کسینے بوریکسی نے کمل کسینے سر کنڈے
اپنے بچاؤ کے واسطے لگائے اور بعضے ایسے بھی تھے کہ جنکے پاس کچھہ بھی نہ تھا اور برستے پانی مین
اترے یہہ صلاح ہونے لگی کہ اول تم رشید پور کے بم محلہ جس نے [illegible] پر قبضہ کر لیا تھا حملہ

کرین مگر نواب نے اِس تجویز کو نامنظور کیا اور کہا کہ ابھی اِس اولجھاؤ مین نہ پڑو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے چھہ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خداگنج و قتل نیول راے

پٹھانون کے سر اوٹھانے سے تھوڑے ہی دن بعد نیول راے کو یہہ خبر پہونچی کہ مئو کے افغان جنگ پر امادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہیں۔ نیول راے نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگا کہ ان نان بزدون اور کونجڑون کو معہ اونکی عورتون کے برہنہ کرکے سب کو ہاتھی کے پانون تلے روندوا ڈالون تو سہی یہہ کہکر معہ اپنے توپخانے و لشکر کے شاہ آباد سے مغرب جانب کوچ کیا اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار توپین تھیں۔ اوس نے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اس ندی کو اوترکر اوس کے بائیں کنارے پر خداگنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کی طرف لفاصلہ ۱۷ میل اور قنوج سے شمال مغرب میں میل کے فاصلہ پر ہے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے یہہ حکم پہونچا کہ مین خود آتا ہون جب تک مین پہونچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر اِن جانورون یعنے افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے سب کے سب گردن مین پتھر باندھکر ندی مین بہا دیئے جائینگے یہانتک کہ اونکا تخم سرزمین ہند مین باقی نہ رہے۔ نیول راے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاو کے گرد خندق کھدوائے اور خندق پر توپین لگا دین اور سب کو زنجیرون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردے اور کہدے کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا۔ اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کے مشرق سمت کوچ کا حکم دیا اوس کی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جس کی عمر اوس وقت صرف پندرہ سال کے تھی اور باقی افواج

ذوالفقار خان و خانساماں خان و جمال خان و بہادر خان و محمد ماہ خان و باز خان دائے پوری و روشن خان و لکھن خان و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان کشمیری و مرزا انوار بیگ کے تحت مین تھے اور محمد خان غظنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے یعنی حاجی سردار خان و رن مست خان و سرمست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان خورد و شیر دل خان و ناہر دل خان و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان باز خان و پہاڑ خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے دو بیٹے مقیم خان کے عثمان خان ولد سلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے نیول راے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔ یہہ پڑاؤ راجے پور کے پختہ سڑک پر خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین واقع ہے۔ نیول راے کی کمک کیواسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی سنہ ۱۷۵۰ع کو فوج تعدادی بیس ہزار بماتحتی نصیرالدین حیدر و اسمعیل بیگ و محمد علیخان رسالدار و دیبی دت فوجدار کول کو روانہ کئیے۔ جب جسونت سنگھ راجہ مین پوری نے سُنا کہ یہہ فوج سکیٹ کو پہونچی تو اوس نے نواب خان سے کہلا بھیجا کہ یہہ فوج ایک دن مین پوری پہونچیگی اگر اسکے پہونچنے سے قبل تم نے نیول راے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا یہہ خبر سنتے ہی اوس نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا اور اونسے کہا کہ یہہ ماجرا ہی اب تمہاری صلاح کیا ہی اُنہون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا کل تائیدالہی پر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو جاوے گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تھا فقیر بھیس کرکے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا یہان اسنے دیکھا کہ سب طرف توپین چڑھی ہوئی ہین اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہی کہ جس طرف حملہ کیا جاوے صرف ایک طرف خندق پر بار ہا کے سید متعین کئے گئے تھے اس جانب البتہ توپین نہ تھیں یہہ پڑاؤ کی پشت تھی اور اسیطرف کالی ندی کا کنارہ تھا۔ گل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب ہی کہ جہان صرف پانچ سو بندوقچی متعین ہین اور یہان پہونچنے مین تین کوس کا چکر پڑیگا لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو وہان تک ضرور پہونچا دونگا ۹ رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۳ ہجری

مطابق یکم اگست سنہ ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گھنٹے بعد اپنی پالکی مین سوار ہوا اور بہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سوار دشمن کی طرف روانہ ہوا رستم خان اوس کی بائین جانب تھا مینہ بشدت برس رہا تھا گل میان فوج کے آگے ہولیا اور بہت ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ الگ لیچلا تاکہ گھوڑون کے ٹاپوں کی آواز دشمن کے کان تک نہ پہونچے اس صورت سے نول رائے کی فوج کے سامہنے کا رخ چھوڑکر ٹھیک اوسکے عقب مین کالی ندی کے کنارہ جہان پانچ سو بندوقچی متعین تھے جا پہونچے قصبہ خداگنج سے ایک میل مغرب سمت درمیان حدود دو موضعون کھمتیا و گنگنی کے یہہ پڑاو واقع تھا طلوع آفتاب سے ڈیڑہ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکھہ تو یہان سپاہی اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان حملہ کے ارادے سے آئے ہین یہہ کہکر خوب ہوشیار ہوگئے - اب افغانون نے حملہ کیا اور دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین اور تلوارین بھی نکلین - کیمپ مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے آئے ہین پانی اسقدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھہ مین نہ آتی تھی اور تاریکی بقدر تھی کہ دوست و دشمن مین فرق معلوم نہ ہوتا تھا - توپین فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی جس سمت کو لگی ہوئی تھین اوس طرف سرکردی گئین - سیدون نے اول حملہ مین افغانون کو ہٹایا پٹھان کچھہ دور بھاگ گئے تب احمد خان نے اوسکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجھے یہان سے لائے ہو کہ مین تم کو نامردون کی طرح بھاگتے دیکھون کل تمہاری عورتین بے آبرو کیجاوینگی اور تم برہنہ کئے جاؤگے یہہ کہکر غصہ مین اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے مگر رستم خان وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو تو اپنے گھوڑون پر سے اوتر پڑو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون پر سے اوتر پڑے ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اوترتا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے کیونکہ اوسوقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کرکے سرنگب ہوکر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے

کے دامن کمر سے باندھے اور وہاں تلوار لیکر گھس پڑے کچھہ سید تو مارے باقی فرار ہوئے اور
رستہ کھل گیا۔ تب سب افغان اندر گھس آئے اور نیول راے کے سراچہ کے پاس جا پہونچے
یہان فوج بھی کم تھی کیونکہ اصل فوج حفاظت کیواسطے جابجا منقسم تھی۔ ایک قاصد نے نیول راے
کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مارکر اور بھگا کر اندر گھس آئے ہین اور آپ کے سراچہ کے نزدیک تیر
چل رہے ہین چونکہ نیول راے بغیر پوجا کے کبھی باہر نہ نکلتا تھا لہذا یہہ خبر سُنکر وہ پوجا کے
واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھہ مضائقہ نہین ہین اون کونجبڑون کو اپنے کمان کے گوشہ سے باندھ
لاؤنگا دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا ای بیوقوف تو یہان بیٹھا ہی اور پٹھان تیرے
دروازہ تک آپہونچے ہین یہہ سُنکر نیول راے مسلح ہوا اور اون دونوں ہاتھیون مین سے جو
اوسکے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا اون ہاتھیون پر زرکار ہودہ کسا جاتا
تھا اور ہودے مین دو کمانین اور دو ترکش تیرون سے بھرے ہوئے لگے رہتے تھے نیول راے
نے دو تیر ایک ساتھہ چلے مین رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر
مارو سارے کنجڑون کو پٹھانون پر چلائے ۱۰ رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب
ہورہی تھی یہان نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تھا اور اُس کی حفاظت کو افغان ڈہال
تلوار سے کھڑے تھے تاکہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے پچاس ساٹھہ کہار پالکی ساتھہ تھے
اُن مین سے ایک زخمی بھی ہوا رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار
پیدل کے اوس جگہہ آپہونچے جہان نیول راے بہمراہی تین چار سو جوان اور چھہ سات
ہاتھیون کے ہاتھی پر سوار کھڑا تھا اِس تھوڑی جمعیت کا تو کچھہ خیال نہ کرکے نیول راے کی
تلاش مین بڑھے وہ چند ہی قدم گئے ہونگے کہ نیول راے کے ہمراہی کے ایک افغان نے
ہشیلائی زبان پشتو مین کہا ای کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی آنے نہ پاوے
یہان سرداران فوج کھڑے ہشیلائی بھی کی آواز تو سب نے سُنی مگر اوسکا کہنا کوئی نہ سمجھا
ہشیلائی پشتو زبان کا لفظ جسکو ہندی میں الگوزہ کہتے ہین محمد خان کا بھائی

افغانستان سے آیا تھا نیول رائے کے افغان کو ادس جملہ کا ترجمہ کرکے اپنے ساتھیون کو
سُنایا محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلون سے کہا
کہ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوئے مگر باقی آگے بڑھے اوسوقت نیول رائے نے
گالی دیکر کہا ای کوہجڑو مین تمکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک
بھی باقی نہ رہیگا یہہ کہکر اوس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینہ مین لگا محمد خان نے تیر کو
ہاتھہ مین لیکر کہا ای تیر تو کس نامرد کے ہاتھہ سے آیا ہی کہ تجھہ مین کچھہ بھی زور نہ تھا نیول رائے نے
یہہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کے گردن مین لگا
جو گھوڑے سے گر گیا اوسوقت بارہا کے ایک سید محمد صالح نام نے نیول رائے سے کہا مین
نہ کہتا تھا کہ پٹھان فریب دینگے انپر ذرہ رحم نہ کرنا چاہیئے اب جہان تک ممکن ہو اونہین خوب
درست کیا چاہیئے وہ اس لفظ تک پہونچا تھا کہ محمد خان کے والد نے اوسپر بندوق چلائی گولی
پیشانی پر لگی اور وہ ہودے مین سرد ہو گیا اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے بڑھکر نیول رائے
کے گولی لگائی کہ وہ بھی فی النار ہوا پھر تو پٹھانون نے دشمن کو تلوار پر رکھہ لیا اور ہزارون کو
خاک و خون مین ملا دیا نیول رائے کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی
کو ہانکا اور کالی ندی پر لیگیا اور قنوج جا پہونچا جب راجہ کی فوج نے نیول رائے کے ہاتھی کو نہ دیکھا
اونکے دل مین خیال گذرا کہ یہہ دو حال سے خالی نہین ہمارا سردار یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا پس فوراً
کل فوج نے پیٹھہ پھیر دی ہزارون سوار و پیادون نے بھاگنا شروع کیا جو شناوری مین شاق تھے
یا جو گھوڑے پر اچھا بیٹھہ سکتے تھے وہ تو ندی پیر نکلے اور جو اچھے سوار نہ تھے دریا مین ڈوبے۔
فتح افغانون کی نیول رائے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل مگر دشمن کی ہزیمت
کے بعد محمد خان اتفاق سے صرافون کے ڈیرون کی طرف جا نکلا۔ ایک چھوٹے سے خیمہ مین چند
موٹے موٹے بنیئے چوپڑ کھیل رہے تھے اُنھون نے اُسکو نیول رائے کے ملازمین سے تصور کیا اور
پوچھنے لگے بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی

اُنکو تو کبھی خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی اوس نے جواب
دیا کہ نیول رائے مارا گیا اور دور تک نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی اور تم ابھی تک اسی
خواب و خیال مین غرق ہو انہوں نے یہہ خبر متوحش سُنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا اتنے میں چالیس
پچاس افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ اُونکو قتل کرڈالین یہہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس
روپے اشرفیون کے صندوق ہیں سو ہم حوالے کئے دیتے ہیں ہم کو کیون مارتے ہو نواب
صفدر جنگ کی رعایا تھے اور نواب احمد خان کی رعایا ہیں پٹھانون نے یہہ ارادہ کیا کہ پہلے
روپیہ لے لین پھر اونکو قتل کرڈالین مگر محمد خاں نے اونکو اس ارادہ سے باز رکھا جب احمد خان
نے دیکھا کہ لوٹنیوالے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہیں تب اوس نے اوس غلام کو جس نے
محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین
لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپئے
کے لانے کیواسطے بھیجدئے ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھہ آئی اس عرصہ میں
نیول رائے کا ایک ہاتھی جسپر ملمع کار ہودہ اور زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان
کو قتل کرین مگر اوس نے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کے پالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارک باد
دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے پٹھانون نے اِس بات کو بہت پسند کیا اور فیلبان کو
لاٹھیون کے ہوئے سے گرا دیا اس صورت سے اُس کی جان بچی رمضانی اُسوقت نواب کی پالکی
پکڑے ہوئے ساتھہ موجود تھا نواب نے اوسکو حکم کیا کہ تو ہاتھی پر سوار ہولے گو وہ کبھی سوار نہ ہوا
تھا مگر اوسوقت سوار ہو کر بخوبی ہانک لیگیا اب لوٹ شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سوای ہاتھیون
و توپون و خیمون و طبل جنگی کے جو شی جسکے ہاتھہ آوے وہ اوسکا مالک ہے مال غنیمت اسقدر ہاتھہ آیا
کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھہ کا مال ملا اس لڑائی مین علاوہ نیول رائے اور محمد صالح کے اور
بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف تبصرة
الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے تیس اعلی عہدہ دارون کے نام بیان کئے ہین جو جنگ

میں کام آئے نواب بقاء اللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تھا ۹ رمضان مطابق یکم اگست ۱۸۵۷ء کو محسن پور سے روانہ ہوا محسن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہی علی الصباح وے سب روانہ ہوئے جب نبول رائے کا لشکر چار کوس رہ گیا ہوگا کہ یک بیک مفرورین انبوہ انبوہ پہونچنا شروع ہوئے۔ راے پرتاب سنگھ جو زخمی ہوکر بھاگا تھا اول اوس نے کیفیت شرح اس مصیبت کی بیان کی۔ بقاء اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہہ خیال کرکے کہ پاس فوج نہایت قلیل ہی قنوج کی طرف واپس چلا تاکہ راجہ کے مستورات و بچون کو کہین لیجاوے ان سب کو مجتمع کرکے معہ راجہ کے لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے واسباب وغیرہ ملسکا اونکو ساتھہ لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفرورین بھی اُن کے ساتھہ ہوئے اِن مین پرتاب سنگھ و حسن علیخان بھی تھے جو دونون زخمی تھے۔ بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ رمضان مطابق ۳ اگست ۱۸۵۷ء کو وہ محسن پور پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہی دوسرے روز جاجمئو

پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارہ پر واقعہ ہی ۱۲ رمضان یعنے ۴ اگست ۱۸۵۷ء کو کانپور پہونچے یہہ کوڑہ سے پانچ کوس ہی یہانسے راجہ متوفی کے گھربار کو لکھنؤ بھیجدیا اور بقاء اللہ خان نے کوڑہ مین قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھہ ہزار فوج مجتمع ہوگئے اِس مین صاحبزادے اور چیلے اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور بیشمار تاجر اور گاؤن والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب ہم ٹیلون نے اِس فتح کی خبر سُنی خوف زدہ ہوکر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑکے اپنے اپنے گانون کو بھاگ گئے جنگ کے بعد احمد خان نے بھورے خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانچ سو بند وقچیون کے ساتھہ قنوج پر قبضہ کرنیکے واسطے روانہ کیا اور اوسکو حکم دیا کہ نبول رائے کے رنگ محل پر جاکر قبضہ کرو اور وہان کی ہر چیز کی حفاظت کرو اس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی۔ یہان ۱۱ لکھون روپے نقد تھے اور غلہ بھی بافراط تھا۔ رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے چند روز بعد میں اسباب لاد ور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہان کے حاکم کے رنگ محل مین بھی گیا اوسوقت یہہ

مکان بالکل خالی پڑا تھا مگر روپئے اور اشرفیون کے توڑے جابجا پھیلے ہوئے تھے یہان زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑھے تھے ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا اور سبز مخمل کے تکئے دھرے ہوئے تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو ہالیت کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہان سے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر بعیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا بی بی صاحبہ کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرانی اور تینتیس محل کے تھانون پر اپنے آدمی متعین کئے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پور پرگنہ قایم گنج کے ایک بھاٹ مسمی بھبوتے نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کرکے سنایا جس پر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا وہ گیت مندرجہ ذیل ہے **وہو ہذا**

عجب وہ صاحب قدرت ہی جسنے جگ سنبھارا ہے — خدا ہی پاک مولی ہے وہی پروردگار ا ہے
کھڑا باندھا کمر کسکر غنیم اوپر سے لشکر — لگے اوسکے عجب چکر غروری کا خمار ا ہے
نیول سے مرد غازی کو پوچھے بات پاجی کو — نیول سے مرد غازی کو پہونچ گولی سہی مار ا ہے
نیول ہو وہ سہی ملکہ موڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا — قبایل بھی کہیں چھوڑا نہ سر چیرا سنبھارا ہے
چلین توپین دھڑا دھڑ سے رہکلے بھی تڑا پڑ سے — شتر نالین پڑا پڑ سے تہور کا پہار ا ہے
چلین تیرین سناسن سی چلین گولی ہنامن سے — کٹین بکر جھن جھن جھن بڑی تلوار دھار ا ہے
بھبوتی نام ہے میرا عطائی پور مین ڈیرا — یہی ہے مئو کا کھیڑا تلے گنگا کنارا ہے

وزیر کی چڑھائی

افغانون کے آمادگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصے مین دہلی پہونچی ۱۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری ۶ جولائی سنہ ۱۷۵۰ع کو یہہ خبر سنکر وزیر دہلی سے روانہ ہوا اور دریاے جمنا سے اوترکر اپنی طیاری مین مصروف ہوا

۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ء اوسنے کچھ فوج نصیر الدین حیدر کے زیر حکم
نیول راے کی کمک کو روانہ کی۔ سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۲۳ر جولائی ۱۷۵۰ء کو واپس آکر
بار دیگر شاہ سے رخصت حاصل کی اور بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تیس ہزار آدمی سورج مل
جاٹ بھرت پور والے کے ساتھ بھی اوسکو وزیر نے تنخواہ پر نوکر رکھ لیا تھا۔ اور باقی فوج
پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے یعنے نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ
و مرزا نصیر الدین حیدر و مرزا محمد علیخاں کوچک و مرزا نجف علی بیگ و اسمعیل بیگ خان چیلہ
آغا محمد باقر برمنی و مرزا مشہدی بیگ و نعیم خان۔ دہلی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل
آئے تھے کہ اونہون نے نیول راے کے شکست کی خبر سنتے ہی وزیر کو کمال غم و غصہ آیا
اور کہنے لگا افسوس اس خود بین دایم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو
ان کسانون کو فتح نصیب نہ ہوتی یہہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھ دے مارے اور تکئے
پر سر رکھکر بیہوش ہو گیا اس عرصے مین اسمعیل بیگ خان جو راجہ نیول راے کی کمک کیواسطے
بھیجا گیا تھا جب مین پوری کے قریب پہونچا تو اوس جاسوسون کی زبانی نیول راے کی شکست
و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس آکر وزیر کے لشکر سے آن ملا وزیر کا لشکر اوسوقت مارہرا
کے قریب مقیم تھا جب وزیر نے تکیہ سے سر اٹھایا اور اوسکو غش سے افاقہ ہوا ایک منشی کو بولایا
اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بفور صدور حکم
ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑے عقوبت سے قتل کرے
اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور
ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کرکے سر اونکے میرے پاس بھیجدو بموجب حکم وزیر کے
شیخ سنگدل معہ چند اشقیا کے خدا اور خدا کے رسول کا خوف دل سے بھولا کر پاس قیدیوں کے
بہ ارادہ معلومہ پہونچا جسوقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے شیخ سے
مخاطب ہوکر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے مین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو

ہین ہون اِن بیچارون کا کیا قصور ہے لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دی اور تا صدور حکم ثانی انکا قتل ملتوی رکھا شیخ تیمرہ درون نے ایک نہ سُنی آخر جلادون کی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین بمقابلہ اپنے دوسرے بھائیوں کے پیشدستی چاہتا تھا غرض سب کے سب قتل ہو کو قلعہ مین مدفون ہوئے - یہہ بھی مشہور ہے کہ جو کوئی اِن کی قبر پر منت مانتا تھا پوری ہوتی تھی جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر کو پہونچا اوسنے زین العابدین داروغہ محبس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ - زین العابدین پالکی لیکر محبس مین گیا اور چیلون سے کہا کہ وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل جانے کا حکم آیا ہے لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جواب دیا مین خوب جانتا ہون جیل سے ہمین پہونچانے کا حکم ہے خیر چارو کو تو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کر کے کپڑے بدل لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ لون - زین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم سے مجبور تھا شمشیر خان کو چھوڑ باقی چارون کو پالکی پر بٹھلا کر لے گیا جب یہہ مقتل مین پہونچے جلادنے بڑھکر چارون کے سر تن سے جدا کر دیئے اِس عرصے مین شمشیر خان نہا دھو کر نئی پوشاک پہن خوشبو لگائے اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہونچا اور کہا پالکی پر سوار ہو کر تشریف لیچلیے - تب اوس نے قران مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور پچاس اشرفیان دیتا کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا فاتحہ کرا دینا - اور جوتہ اپنے پانو سے نکالکر دیا کہ یہہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اُتار کر اپنے نوکر کے حوالہ کی کہ یہہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح معہ فرقان دی اور کہا کہ اگر شیر علی کوئی اولاد ہو تو اوسکے گلے مین ڈالدینا یہہ سب وصیتین کر کے برہنہ پا مقتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہر چند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہو گئے ہین مگر میرے کل حوصلہ دنیوی اب ختم ہو ئے جب مقتل مین پہونچا اور جلادون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بھائیو انا انشاء اللہ لکم لاحقون [illegible]

اوسکو دیکھکر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اسوقت کہان ہی جواب مین اوس نے یہہ قطعہ پڑھا

ہمان شیر و شمشیر بران منم | چہ سازم کہ قبضہ نہ دارد سرم
دگرنہ ترا خان و مانت حریص | بیک دم تہِ خاک کردم عدم

یہہ سُنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سرتن سے اُرادے جلاد نے تلوار کا ہاتھہ
لگایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھہ لگایا پھر بھی خطا کی تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا
تھا کہا تو اِسی قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکے اصرار سے تلوار ہاتھہ مین لی اور ایک ہی ضرب
مین سرتن سے جدا کر دیا لاش کلمہ پڑھتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی انگلیان دونون
ہاتھون کی اب تک دانہ ہاے تسبیح پر جنبش کرتی تھین یہہ حالت دیکھکر مغل اوسکی طرف متعجبانہ
بڑھا اور پیٹھہ پر ہاتھہ رکھکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئے جو ہین یہہ الفاظ اوس نے
زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہہ حالت دیکھکر زار زار رونے لگا
اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھہ سے قتل کروایا پھر
اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا۔ پھر جلال الدین نے پانچون لاشون کو
کنوئین مین ڈلواکر کنوان پتھرون سے پر کروا دیا صبح کو پانچ تازہ پھول چنبیلی کے کنوئین پر ملے
اور ہر روز پژمردہ پھول اوٹھہ جاتے تھے اور اونکی جگہہ پر تازہ پھول رکھے ملتے تھے جب سنہ ١٧٦١ع
احمد شاہ درانی دہلی مین آیا نواب احمد خان ہمراہی عمر علیخان پسر شمشیر خان شہید وہان گیا
ایک روز عمر علیخان نے شمشیر خان کو خواب مین دیکھا کہ شمشیر خان کہتا ہی مین بارہ
سال سے یہان کنوئین مین پڑا ہون مجھے یہانسے نکالکر فرخ آباد پہونچا اور جامن کے درخت کے
نیچے مسجد مین دفن کرو عمر علیخان چونک پڑا اور بیقرار ہوکر رونے لگا کیونکہ اوسوقت وہ نہایت
مفلس تھا اتنے مین اوسکا ایک دوست صراف وہان آیا اور اوس نے رونے کا سبب پوچھا
اوسنے کل کیفیت خواب کی بیان کی غرض مزدورون کو بولاکر کنوئین کو کھدوایا لاش وہان
سے بالکل مسلم نکلی کپڑے اوسپر موجود تھے مگر بالکل بوسیدہ ہوگئے تھے غرض کہ لاش کو

تابوت مین رکھکر فرخ آباد پہونچایا اور وہان مسجد مین جامن کے درخت کے نیچے
دفن کیا اِس مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہے ؎ بگفت ہاتف غیبی کہ نوزدہ رمضان
سنہ ۱۱۶۳ ہجری

شکست وزیر

مارہرا مین ایک مہینہ مقام کرکے وزیر مشرق سمت بڑھا اور رام چتونے مقام مین قیام پذیر ہوا
اور گرد لشکرگاہ خندق کھدوائے رام چتونے سہاور سے ۸ میل مشرق اور پٹیالی سے پانچ
میل مغرب مین واقع ہے سورج مل اپنی فوجون سمیت وزیر کے داہنے بازو پر پیش لشکر کے
قریب تھا اور اسمعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا احمد خان نے شاہجہانپور وتلہر
وبریلی وآنولہ وجونپور کے پٹھانون سمیت امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند جہاز
آکر آباد ہوئے تھے۔ احمد خان اوسوقت معہ رستم خاں کے اوسکا بڑا مشیر کار تھا مغرب سمت
روانہ ہوا نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھ
ہم پر چڑھائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ فوج علیحدہ علیحدہ کرکے اپنا حریف پسند
کرین۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا
مین سورج مل کا مخالف ہونگا۔ بتاریخ ۲۲ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری و ۱۳ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ء علی الصباح سورج مل
جاٹ و اسمعیل بیگ خان چیلہ معہ پچاس ہزار جوانون کے رستم خان کے جانب بڑھے اور حملہ
شروع ہوا اوس کے بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسمعیل خان اور سورج مل
اس بلندی کے دامن مین مقیم ہوئے اور چوٹی پر چند توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر
ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب کے پاس گیا اور حملہ کی اجازت چاہی نواب کا منشا یہہ تھا
کہ جنگ مین تھوڑا توقف ہونا چاہئے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہے کیونکہ دشمن
قوی ہے لہذا اوسنے لڑائی شروع کردینا قرین مصلحت ہے وہ اپنی پالکی پر سوار ہوکر واپس آیا اور
اپنے آدمیون کو جنگ کیواسطے امادہ کیا۔ جب بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان فوراً شمشیر بدست حملہ

کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے اور توپون پر قبضہ کرلیا رستم خان نے تھوڑے فاصلے پر بہت
فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہے اوس نے حکم دیا کہ حملہ موقوف نہ ہو۔ یہہ سورج مل کی
فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی سورج مل نے اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست
مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہے بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو
اسمعیل بیگ خان اور ہمت سنگہ بھدوریہ سے جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تھے مشورہ کرنے
لگا اون کی بھی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پاوین بلکہ ہم اونکو داہنے و بائین طرف
سے گھیرلین لہذا یہہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قائم کرکے پٹھانون کی طرف بڑھین انہون نے
توپ اور بندوق و تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی مگر انہون نے اوسکا کچھہ خیال نہ کیا
رستم خان اسم بامسمی تھا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور بہتیرون کو ہلاک کیا افغانون نے
اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر رستم خان چھہ سات ہزار سوار جوانون کے اس معرکہ مین
قتل ہوا سورج مل و اوس کے رفیقون نے باقی لوگون کا تا علی گنج تعاقب کیا یہہ مقام میدان
جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق واقع ہے اوسوقت رستم خان کی داہنی جانب چند کوس کے
فاصلہ پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوس کے کان مین کہا کہ رستم خان
نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف یا رنج کے چہرے پر نمایاں نہ ہونے دیئے
اور عالم سکوت مین اپنے سردارون کے طرف پھر کر اوس نے بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے
فتح حاصل کی و سورج مل و اسمعیل خان و ہمت سنگہ تینون کو گرفتار کرلیا چلو ہم بھی کوشش کرین
نہین وہ بہادری مین ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین اگر ہم اوسپر غالب آئے
تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی غیر کو منہہ دکھلانے کے قابل نہ رہیگا سردارون
نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھہ ہوتا ہے آپکو دکھلائی
دیتے ہیں جب کل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھہ اوٹھا کر خدا
سے دعا مانگی اور اپنی جانون کو اوسکے حفظ و امان مین سپرد کرکے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب دونون

فوجین مقابل ہوئین نصیر الدین حیدر نے جس کی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم کیا مگر
پٹھانون نے ایسی عجلت کی کہ اونکا کچھہ بھی نقصان نہ ہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفی خان نے
جو جنگ تنہائی مین مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اوسکا مقابل ہوا اور دونون
مرکر گھوڑے سے گر گئے جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا اونکی پانون
اوکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفی خان
اور نصیر الدین حیدر کی لاشین پڑی تھین وزیر کو یہہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ فوجدار
شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے
دیکھا کہ سپہ پھیر لیا ہی تو اوس نے بعجلت تمام محمد علیخان رسالدار و نور الحسن خان جمعدار بلگرامی
وغیرہ و عبد النبی خان چیلہ محمد علیخان کو یہہ حکم دیا کہ جلد بڑھکر پیش لشکر کو کمک پہونچا چونکہ
مغلون مین ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی کوششین محض بیکار ہوئین
محمد علیخان بائین بازو پر گیا یہان تین ہزار پیدل فوج صف باندھے کھڑی تھی اور اونکے
پیچھے کچھہ سوار بھی تھے جب پٹھان قریب آپہونچے تب نور الحسن خان اور اُس کے سپاہیون نے
کمان اُٹھائی اور عبد النبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سرکین اس سے بہت سے پٹھان
مارے گئے اور منتشر بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑھتے چلے آتے تھے محمد علیخان
کے داہنے ہاتھہ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کے ہاتھی کے چند زخم تلوار کے لگے جسوقت نواب
احمد خان میدان مین پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین ایکبارگی سرکین اُن مین گولہ
اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے انکی آواز سے زمین تو لرز اٹھی مگر افغانون کو کچھہ بھی نقصان
نہ پہونچا فقط پر سول خان کی ایک اونگلی کی کھال اودھڑ گئی مگر زمین و آسمان دہوان دھار
ہوگیا بالکل تاریکی چھاگئی احمد خان نے تھوڑی دیر توقف کیا جب دھوان کم ہوا تو ڈھاک
کے درختون کی آڑ مین بڑھنا شروع کیا سوارون نے گھوڑون سے اوترکر تلوار ہاتھہ مین سنبھالی
اور آگے ہو لئے نواب کہارون سے بہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑھائے چلو ادر

دشمن کی فوج مین پہونچا تو وہ پکار کر یہی کہتا تھا اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا جب پٹھان
توپون کے قریب پہونچے بندوقون سے گولندازون کو بھگا دیا زنجیرین لشکرگاہ کی تلوارون سے
کاٹ دین اور وہان جا پہونچے جہان وزیر کھڑا تھا اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب بھی
فوراً ایک کمکی فوج لیکر اُنسے آملا نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا - پٹھانون نے تلوارین
ہاتھہ مین لین اور کشتون کے پشتے لگا دیئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک
روہیلہ پٹھان وزیر کے عقب مین آپہونچا اور لڑائی ہوتی دیکھکر اوسنے ایک شترسوار خبر لانے
کے واسطے روانہ کیا اوسکو حکم ملا کہ تم اس جانب سے حملہ کرو جسطرف چتردار ہودے کا ہاتھی
کھڑا ہے اس مین وزیر سوار ہے اوسطرف آدمی بھی کم ہین اس سے امید کیجاتی ہے کہ تمہاری کوئی
روک بھی نہ کر سکیگا - تلہر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھہ اس طرف گھس آیا جہان وزیر
کھڑا تھا اوس کے بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین وزیر کا فیلبان مارا گیا اور
اُسکے بیٹے شجاع الدولہ کا اوستاد مرزا علی نقی بھی زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا
گولی جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر ہودے
مین گر پڑا اوسکا ہودہ نہایت مضبوط آہنی بہیرونکا بنا ہوا تھا اور اسقدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر
نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہا پٹھانون نے ہودہ خالی اور ہاتھی کو
بے مالک دیکھکر اوسکا کچھہ خیال نہ کیا اور مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے فقط نور الحسن خان
و محمد علیخان اپنے حال مین رہے یہہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب
کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوا دیو مگر باوجود اس طبل بجنے کے سوائے دو سو (۲۰۰)
جوانون کے ایک متنفس بھی وزیر کے پاس نہ آیا اب رات ہونے لگی تب لچھمی نراین جگت نراین
کا بھائی بجائے مہاوت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا
مگر بمجبوری میدان جنگ سے مارہرا کی طرف واپس چلا وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی ہی
دیر بعد سورج مل جاٹ و اسمعیل بیگ و راجہ ہمت سنگہ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست

کامل دئیے ہوئے اور انکو منتشر کئے ہوئے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے نواب احمد خان
معہ چند جوانون کے اسوقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کئے ہوئے تھا جب اوسکی نظر اس لشکر
عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کر کے ہاتھہ آسمان کی
طرف اٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھہ ہے تیرے سوا
اوسکو آفت سے بچانیوالا کون ہے دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو
پہونچی انکے حواس جاتے رہے اون کی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے
کانپتے دہلی کی طرف راہی ہوئے - نواب احمد خان شکر بجالایا - اتنے مین جو لوگ وزیر کے
تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہو گیا اسنے
بہادری سے کہا کہ مین وزیر عبدالمنصور ہون یہہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور
ہاتھی پر سے اوسکو پکڑکر اوسکا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور
کہنے لگے کہ یہہ وزیر کا سر ہے - جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہہ اسحق خان کا
سر ہے نہ وزیر کا بعد جنگ ایک شب وزیر نے مارہرا مین مقام کیا اور وہان اپنے زخم
کی مرہم پٹی کی یہہ مقام میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے
۱۹ شوال و ۲۰ ستمبر ۱۷۵۰ء کو دہلی مین داخل ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گیا یہان
جاوید خان کے سازش سے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور
بجاے اوس کے وزیر سابق مسمی قمرالدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خانخانان
مقرر ہو جب وزیر کی شکست و ذلت کی خبر پہونچی تب بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ
ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آوے تو کیا کرنا چاہئے اسنے
عرض کی اگر حکم ہو تو کچھہ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے
کل کیفیت بشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض بیان مین لایا اور
کہا کہ یہہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوئے ورنہ وہ مطیع

سرکار تھے بعد گفتگوے بسیار اونسنے کہا اب آپ ہی انصاف کیجئے اِس مین کسکا قصور ہی بادشاہ
نے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھہ تم نے عرض کی سب صحیح ہے محمد خان غضنفر جنگ اور
اوسکے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہین کی یہہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہی۔
لیکن تمہاری کیا راے ہی اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم
کرے اوسوقت کیا کیا جائیگا فیروز جنگ نے التماس کی کہ صلاح دولت یہی ہی کہ نواب احمد خان
کو ایک فرمان شاہی معہ خلعت وفیل واسپ وشمشیر بھیجا جاوے اوسکو لکھا جاوے کہ اب تک
جو کچھہ ہوا اوسکا کچھہ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنی کیفر کردار کو
پہونچا اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہہ صلاح بادشاہ کو
نہایت پسند آئی فرمان شاہی معہ خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس
گیا شاہ دل خان شجاعت خان غلزئی کے بھتیجے کو معہ دس ہزار سپاہ وسرداران ماتحت
اوس حصہ ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑا یہہ مقام پیشتر اوس کے چچا شجاعت خان کے
حکم مین تھا اب نواب احمد خان خود فرخ آباد کو واپس گیا جو ملک کہ اب حاصل ہوا تھا اوسکے
کامل نظم ونسق کیواسطے نواب نے اپنے بھائیون اور قرابت دارون کو جابجا حاکم مقرر کیا مرتضی
خان نواب محمد خان کا چوتھا بیٹا اٹاوہ کو بھیجا گیا اور اوسکا تیرھوان بیٹا پھپھوند کا حاکم مقرر
ہوا اوسکے متعلق مقامات ذیل بھی سپرد کئے گئے یعنے سورکھہ وسکت پور وسکراوا وسوج اعظم خان
اکیسوان بیٹا شکوہ آباد مین مقرر ہوا اوس کے متعلق سکیٹھ کوراولی علی پور کھیڑا کیا گیا
نواز خان خٹک اکبر پور وشکار پور مین مقرر ہوا ذوالفقار خان چیلہ عرف منجھلے نواب شمس آباد مین
مامور ہوا اوسکے متعلق چھبرامئو وسکندر پور وبھونگاون کئے گئے منور خان اٹھاروان
بیٹا پالی وساندہی کا حاکم مقرر ہوا خدا بندہ خان بارھوان بیٹا بلگرام کا فوجدار کیا گیا نواب
احمد خان کا بڑا بیٹا محمود خان وجہان خان چیلہ معہ دس ہزار سوار وبیشمار پیادون کے لکھنو وصوبہ
اودھہ پر قبضہ کرنے کے واسطے بھیجے گئے اس زمانہ مین شادیخان سولھوین بیٹے دکا لیخان ولد

ولد شمشیر خان چیلہ کو کوڑہ کیطرف بڑھنے کا حکم ہوا کوڑہ جہان آباد صوبہ الہ آباد میں
واقعہ ہی محمد امیر خان اونیسوان بیٹا غازیپور پر قبضہ کرنے کے لیئے روانہ کیا گیا اور روہیلوں
نے بھی شیخ کبیر و پرمول خان و دیگر سرداران کو معہ افواج شاہ آباد و خیر آباد کی طرف
روانہ کیا اور اُنہوں نے اِن پرگنون پر بہ آسانی قبضہ کر لیا نیول رائے کی شکست
و موت ہونے سے صوبہ الہ آباد کے بڑے حصہ مین بدانتظامی واقع ہوگئی روپ سنگھ
کھنچر جو پرگنہ کروالی پر قابض تھا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقعہ ہی دسمیر سنگھ
ولد ہندو سنگھ چندیلہ و گھنسام سنگھ کھنچر جو سابق مین پٹھانون کے دوست تھے اب
ان سب سے مرہٹون نے سازش کی اور مثل سال گذشتہ اب بھی مرہٹون کو ندی اسپار
بلانے کا ارادہ کیا ماہ ذلیقعد ستمبر و اکتوبر ۱۷۵۰ء مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ
قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی۔ سانڈی مین جو اب ضلع
ہردوئی مین ہی گر بڑ کر دیا اور امیٹھی کو جو اب ضلع سلطانپور مین واقع ہی لوٹ لیا اور
بڑی فوج سے دالمئو کے جو گنگا کے کنارے ورائے بریلی کو بھی قبضہ کرنے کا سامان
کیا کہتے ہین کہ بعد فتح نواب احمد خان اکثر بی بی صاحبہ سے کہا کرتا تھا کہ قادر مطلق
نے مجھے بفضل نامتناہی سے ایک فتح مین دو فتحین عنایت کیں ایک تو عبد المنصور کو زک
دی دوسرے یہہ کہ رستم خان سے بھی نجات پائی کہ وہ نصف ریاست کا دعویدار
تھا یعنے یہہ اوس اقرار کی طرف اشارہ تھا جو نواب نے نیول رائے پر حملہ کرنے سے قبل
رستم خان کے ساتھہ کیا تھا کہ اگر وہ روپیہ دیگا تو بعد فتح نصف نوابی کا مستحق ہوگا +

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام نواب احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان و بریتاب نراین
سرداران وزیر جو ایک ہزار پانسو سپاہ کے ساتھہ وزیر سے ملنی لاتے تھے لکھنؤ کی

راہ سے جھوسی کو بھاگ گئے تب علی قلی خان صوبہ الہ آباد کا اونسے ملنے کو آیا اوسوقت
اُنہون نے معلوم کیا کہ شادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ آیا ہی علی قلی خان اپنی فوج اور
کچھہ راے پرتاب نراین کی فوج کی لیکر شادی خان کے مقابلہ کو بڑھا دونوں فوجون کا
کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھا کر لوٹا جب
اِس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اُس نے ارادہ کیا کہ بہت سے کمک بھیجے مگر
صلاح کارون نے کہا کہ اپ خود وہان چلئے کیونکہ آپ کی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
کا قلعہ خالی کر دینگے بقا اللہ خان و علی قلیخان نواب احمد خان کی آمد سُنکر بعجلت تمام
وہانسے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوئے ۔ احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین
پہونچکر چند روز قیام کیا اور یہہ عزم کیا کہ خود وہان سے گھر کو واپس آوے اور جنگ اِن
تین سردارون یعنے منصور علیخان و رستم خان بنگش و سعادت خان افریدی برادر محمود خان
بخشی نواب قایم خان کے ہاتھہ چھوڑ دے اِن تینون سردارون کے پاس بہت سی
سپاہ نوکر تھی لیکن مشرقی صوبہ جات کے حاکمون یعنے پرتھی پت ولد چتر دھاری ولد جی سنگھ
سوم منبی حاکم پرتاب گڈھ و راجہ بلونت راو حاکم بنارس کے وکیل جو اوسکے پاس پہونچے
تو اوسکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی یہہ وکیل بذریعہ مستجاب خان و حاجی سردار خان
کے جو اُسوقت حاضر تھے نواب کے روبرو پہونچے مضمون نامہ جات کا یہہ تھا کہ اگر
آپ الہ آباد کی طرف بڑھینگے تو ہم لوگ کوشش کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرا دینگے
پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپ کے قبضہ مین آجاویگا ان نامون کے پہونچنے سے
نواب الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پرتھی پت پرتاب گڈہ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے
کنارے خیمہ زن ہوا جب نواب وہان پہونچا اوسنے دریا پار ہوکر نواب سے ملاقات کی
اوسوقت نواب نے اوسکو خلعت عطا کیا اور خود اوس کی درخواست پر اوسکو پیش لشکر مین
قایم کیا ۔ الہ آباد کو پہونچکر نواب دریاے گنگا کو عبور کرکے جھوسی کو پہونچا اور یہان

اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کی اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہرلونگ تھا تمام الہ آباد
کو خلد آباد سے لیکر قلعے تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا
کوئی جگہہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریا باد کے لوٹ سے باقی نہ رہی اِن دونون
جگہون پر پٹھان قابض تھے بقاء اللہ خان و علی قلیخان وزیر کی جانب سے حفاظت قلعہ کی
کرتے تھے - اتفاقاً اندر گر نام سنیاسے معہ پانچ ہزار برہنہ جنگجو فقیرون کے وہان تیرتھہ
کو آیا اور پرانے شہر اور قلعہ کے درمیان ٹھہرا یہہ فقیر وزیر کے لوگون کی جانب شریک
ہوئے بقاء اللہ کار آزمودہ آدمی تھا اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اوس نے دریا پر
ایک پل اوس مقام پر باندھا جو درمیان تربینی جو قلعہ کا پھاٹک ہے اور قصبہ ارایل کے
واقعہ ہے یہہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا
لشکرگاہ تو اوس قصبہ مین چھوڑا اور خود معہ فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا اور اوسوقت
فصیل سے برابر توپین دشمن پر یعنے نواب احمد خان پر چھوٹتی رہین اوسکی جانب سے
راجہ پرتھی پت اور دوسرے سردارون نے قلعہ کو لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے
راجہ بلونت سنگہ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جھونسی کو پہونچا اور نواب کے
بیٹے محمد خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا محمد خان حال مین لکھنو سے
آیا تھا راجہ بلونت سنگہ نے ایک لاکھہ روپیہ نذر گذرانا اوسکو خلعت مرحمت ہوا اور
نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کرائی گئی باقی نصف پر صاحب خان دلازاک جونپوری
نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگہ کو حکم کیا کہ تم محمد خان
کو ساتھہ لیکر ارایل کو جاؤ اور دشمن کو وہانسے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاؤ وہان ڈالو تاکہ
قلعہ کی آمد و رفت رُکے اور ارباب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام
جھونسی کو آکر ناوین مہیا کرنے کا حکم دیا جب نواب بقاء اللہ خان کے جاسوسون نے
اِس ارادے کی خبر اوسکو پہنچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی اور باہم اپنے لوگون سے

مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر کرنا چاہیئے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ نہونے یاوے آخر اسپر رایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کرین چنانچہ بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے متفق ہوئی اندر گیر سنیاسے بھی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑھا اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر بعزم جنگ کھڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان نے یہہ خبر سُنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اونسے نواب منصور علیخان و نواب شادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بھیجا بموجب حکم کے وے آگے بڑھے علاوہ ازین اونکے ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش و چار ہزار ماتحت سعادت خان آفریدی اور دو ہزار منگل خان کے حکم مین اور تین ہزار یکہ جوان محمد علیخان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تھے اونکے سوا اور بھی سردار ساتھ تھے یعنے نامدار خان برادر نواب عزت خان نور خان ولد خلیل خان مٹنیہ نامدار خان برادر ہمت خان مٹنیہ و عبداللہ خان ورک زئی نواب نے اِن سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھکر دشمن کو بھگادین راجہ پرتھی پت سے نواب نے کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ راجہ حملہ مین آگے ہوا اور جنگ شروع ہوئی تین گھنٹہ توپ و بندوق وبان کا ہنگامہ گرم رہا آخر کار راجہ پرتھی جو آگے تھا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین در آیا یہہ دیکھکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑھے راجہ ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا تب اوسکے ہمراہی اپنے گھوڑون سے اوترکر شمشیر بدست دشمن پر جھپٹے اِس مقام پر پہونچکر منصور علیخان بھی اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہونچا بقاء اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے اور جب بقاء اللہ نے دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا اور گولنداز توپین قلعہ مین چھوڑکر پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنے کنارہ کی طرف پُل توڑ دیا نواب احمد خان کی فوج کو اِس صورت سے یہہ فتح بھی

نصیب ہوئی اور میدان جنگ پر قابض ہوئے جسجگہہ یہہ لوگ مقیم تھے وہانسے پل تمام وکمال
نظر آتا تھا جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج
کو دشمن پر بڈھا لیگیا جب منصور علیخان کے لوگون نے یہہ حال دیکھا ازراہ رشک جلد
بڑھکر اون لوگونسے آگے ہوئے حسام الدین کہتا ہی کہ مین خود اوسوقت موجود تھا اور منصور علیخان
کی فوج مین تھا بعد فتح کے حسام الدین وسعادت خان فصیل کے قریب کھڑے تھے جہان
سے سب کا سب پل معلوم ہوتا تھا انکا یہہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جاوین راجہ پرتھی پت
کی بھی رائے ہوئی لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سنی فوراً ایک شتر سوار
نواب منصور علیخان کو واپس بلانیکے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر
سر دے مارنے کے برابر ہی حکم پاتے ہی منصور علیخان نے قصد لوٹنے کا کیا مگر پرتھی پت نے
کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ خالی ہوگیا ہی پس اس مین کیا قباحت ہی اگر ہم
پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی متنفس باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی
چلا دیگا پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جاوے گی تو تصور کرینگے کہ قلعہ خالی ہی اور اوس پر
قبضہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصد نہین کرسکتا ہون یہہ
کہکر شادیانے فتح کے بجوائے اور نواب کی خدمت مین واپس آکر معہ دوسرے سردارون
کے نذر گذرانی جسوقت محاصرہ ہو رہا تھا نواب نے صاحبزمان خان ولد اک جونپوری کو
مقامات جونپور اعظم گڈھ اکبرپور و دیگر مقامات مین اپنا نایب مقرر کیا بلونت سنگہ نے
نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہونچا کہ اوسکو ملک
سے بھگا دو اوسکو کمک بھیجی گئی اور اکبر شاہ راجہ اعظم گڈھ اور شمشاد جہان زمیندار اول
اوسکے آکر شریک ہوئے مادل اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی فوج اکبرپور
مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہان پور کا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا
زان بعد جونپور کی طرف بڈھے اور چھہ گھنٹے سخت لڑائی کی بعد حملہ آور ہو کر گھس آئے

اور اوس مقام پر قابض ہوگئے صاحبزمانخان نے آپ ہی بڑھنے مین تاخیر کی اور الٰہ آباد کی طرف کوچ کیا یہہ مقام جونپور سے بیس میل شمال مشرق ہی بلونت سنگہ نے عہد و پیمان ہونے کے بعد جیسا مذکور ہوچکا ہی صاحب زمان خان معہ سردار خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقعہ ہی اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد نواب احمد خان یہہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کی طرف بڑہہ گئے ہین اوس طرف روانہ ہوا بلونت سنگہ گنگا پور سے جو بنارس سے تھوڑے فاصلہ پر واقعہ ہی روانہ ہوکر مرباہو مین پہونچا یہہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے اور صاحبزمانخان سے اپنے ملک کے واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا بلونت سنگہ کے افغان سرداروں نے اپنی ہم قوم افغان یعنی صاحبزمان خان سے جنگ کرنے کا انکار کیا لاچار ہوکر بلونت سنگہ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا صاحبزمانخان نے چاندی پور مین پڑاو ڈالا دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت تقایاے تنخواہ کے بلوہ ہوگیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کیطرف روانہ ہوا صاحب زمان خان ملک بنیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اوسکو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگہ نے پھر اُسے مقرر کردیا اوسکی وفات کے اوسکے بیٹے اوسکے جانشین ہوئے مگر اونمین سے کوئی قابل مذکور نہین ہین۔ نقل ہے کہ جب بنارس کے مہاجنون نے پٹھانون کی آمد سنی تو اُنہون نے کہا ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آوین انکا یہہ حال تہا کہ کہتے تھے کہ اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دور سے دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ غرض کہ دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئے۔

فتحگڈہ کا محاصرہ اور نواب کا بھاگنا

وزیر رام چھونی مین شکست کھا کر ۲۹ شوال مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۵۳ء کو دہلی کو واپس آیا اور یہان
پہونچکر اوسنے دیکھا کہ بادشاہ مجھہ سے سخت ناراض ہین تو نہایت غمگین ہوا ایک عرصہ تک
وہ گھر سے نہ نکلا ہر وقت سر پر ہاتھہ رکھے بیٹھا رہتا تھا آخر الامر اوسکی بیگم نے اوسکو
ڈھارس دی اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہے سب تمکو دیتی ہون یہہ سنکر اوسکو
ہمت ہوئی اور اوسنے راجہ ناگر مل اور لچھمی نراین اور اسمعیل بیگ خان کو طلب کیا اسمعیل بیگ
نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہیے ناگر مل کی رائے ہوئی کہ روہیلون کو بلانا چاہیے
اور کہا کہ قایم خان کے حملہ کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے
ہین وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین ولیکن اگر کوئی
اور غنیم اونسے لڑنے جاویگا تو سب متفق ہو جاوینگے تب وزیر نے لچھمی نراین سے صلاح
پوچھی اوسنے مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ جی آپا اور ملہر راؤ کے پاس ستر اسی
ہزار فوج اسوقت کوٹہ کے قرب و جوار مین ہے ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کیواسطے
بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹوں سے مدد
مانگنے کا ارادہ کیا وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت رضامند
کرنا چاہیے بدین غرض وزیر نے جوگل کشور کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور
اوس سے اعانت چاہی اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا
وزیر کا حال بالتصریح سننے کے [illegible] جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی گفتگو باہم [illegible]
ہونی چاہیے بروز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المشایخ نظام الدین
اولیا کی درگاہ کو جاؤنگا بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤنگا اوسوقت جن جن پیچیدگیون
کو وہ سلجھانا چاہیے مجھہ سے بیان کرے جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے اوسکا پیام
بیان کیا چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار شریف کی زیارت کے
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ

کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پھر گیا ہی کسیکو جرات نہیں ہی کہ کوئی بات
بہتری کی تمہارے حق مین حضور مین عرض کرے اور نواب فیروزجنگ نواب احمد خان کیواسطے
سعی کرنے پر اسقدر مستعد ہی کہ کسیکی مجال نہین ہی کہ اوسکے خلاف ایک بات بھی موہنہ سے
نکال سکے وزیر نے بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اِس
معاملہ مین دست اندازی کرین اور بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین
تو خوب ہو نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہارے
حق مین سفارش کرونگا اور انشاء اللہ تعالی بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع
کردونگا بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک خبارنویس
کے پاس سے جو احمد خان کے لشکرگاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات
مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت و راجہ بلونت سنگھ دوسرے زمیندار معہ زرکثیر نواب کے
خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے تئین نواب کا مطیع قرار دیا یہہ بھی الہ آباد کے محاصرہ کے
واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین بڑی فوج جمع ہوگئی ہی اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہی
ایک لاکھہ سوار اور بیشمار پیدل زیر لوائے نواب احمد خان مجتمع ہوگئے ہیں دیکھا چاہیے
بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح
وزیر سے اقرار کرایا تھا لکھنا شروع کیا اور جو جو باتین وزیر نے ازراہ دوراندیشی اسکو
سکھلائی تھین اونسے بادشاہ سے بیان کین ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دل پر
بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہون مجھے سخت تردد ہوتا ہی
میری نیند جاتی رہتی ہی صفدرجنگ کے شکست کھاکر واپس آنے کے بعد فیروزجنگ نے
ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامہ کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست موروثی بھجوایا
تھا اوسپر قناعت نہ کرکے اوسنے ریاست ہائے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہی اور اپنے بیٹے
کو بغرض تسخیر ملک اودہ کے روانہ کیا ہی اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہی اسکے بعد

اسکے بعد بنگال کا عزم کریگا اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہے کہ اوسنے
لشکر عظیم اکٹھا تو کیا ہی علما یہہ کہتے ہین کہ کتاب آخون دریوزہ مصنفہ مرشد ودی افغانان
مین یہہ لکھا ہی کہ کوئی افغان سردار جمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہونچیگا
پس اسصورت مین احمد خان جس کے پاس ایک لاکھہ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے
قبضہ مین ہین اپنے تئین بادشاہ قرار دینے سے کیونکر باز رہ سکتا ہی جب جاوید خان نے
اِس طوالت کے ساتھہ یہہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہوکر پوچھنے لگا کہ اب
اِس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہے یہہ سنتے ہی جاوید خان نے عرض کی کہ صفدر جنگ
کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوسکو تفویض کیا جاوے بادشاہ نے
اوسکا جواب یہہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہیں ہی کیونکہ وہ فوج کثیر توپ وبندوق
وبان سب کچھہ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوسکو شکست فاش دی
اور اب جبکہ احمد خان کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اوسی دل ہاری فوج سے
اب کیا کر سکتا ہے اور زدہ را باید زد مثل مشہور ہے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ
میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام ہے مین اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون
کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی خفت نہوگی۔ جاوید خان نے جوابدیا کہ کمترین کی این تجویز کے
متعلق اور بھی تدابیر ہین آیا سیندھیا اور ملہر راؤ جو اسوقت راجپوتانہ مین ہین اور گواہ
اوسکے مخالف ہین لیکن اگر طلب کئے جاوین تو حضور عالی کی نوکری کرینگے اور اپنی
انتفاع کی امید سے جو حکم اونکو دیا جاویگا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھہ عمل مین لاوینگے
سورج مل جاٹ کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھہ گئی تھی مگر اوس نے شکست
نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے حافظ رحمت خان روہیلیون کا سردار صفدر جنگ کا
دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان کی باتون مین آگیا اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے
کہو کہ اوسکا قصور معاف ہوگیا ہے اور کل دربار مین حاضر ہو جاوید خان خوش

اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہونچا پہلے دونون باہم بغلگیر ہوئے بعد ازان جو گفتگو
بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان جوگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان
کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہو اور فی الفور ایک فرد نذرانہ کی
تیار کرے تعداد نذرانہ کی ۲۵ لاکھ روپیہ سے کم نہو جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ
۲۵ لاکھ نذر مقرر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہئیے دوسرے روز
علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہوکر دیوان عام مین سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا
امرا و اراکین حاضر ہوئے اور آداب بجا لاکر اپنے اپنے پایہ پر کھڑے ہوئے اوسوقت ناظر جاوید خان
کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ سلطانی مین حاضر کرے جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہونچا
بیس خوان جواہر و پارچہ ہاے قیمتی کے اوسکے روبرو پیش کئے گئے بعد ازان وے حضور مین حاضر
ہوئے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر چھاتی سے
لگایا وزیر نے عرض کی غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہی بقول سعدی علیہ الرحمہ بندہ
ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتواند
کہ بجا آورد + بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے بعد غور تمہارا قصور معاف کیا اور عذر پذیرا کیا
خلعت دہ پارچہ معہ فیل و اسپ از اصطبل شاہی و شمشیر وزیر صفدر جنگ کو مرحمت ہوئی وزیر نے
اپنی فرد نذرانہ تعدادی ۲۵ لاکھ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات
کرتا ہوا گھر کو روانہ ہوا حسب استدعاے جاوید خان ملہر راؤ و آپا سیندہیا کے نام
ایک فرمان شاہی جاری ہوا رام نراین قاصد کوکوڑہ سے دوڑا اوسطرف اور دہلی سے
دو سو اکسٹھ میل جنوب مین مرہٹے ملے۔ آپا سیندہیا نے دو کروڑ روپیہ طلب کئے
رام نراین نے کہا کہ پچاس لاکھ روپیہ دینگے آخر کار ملہر راؤ ایک کروڑ پر رضی ہوا
اور آپا صاحب کو بھی سمجھا کر رضی کیا اور بعض کہتے ہین کہ ۲۵ ہزار روپیہ تا زمان جنگ
کا اقرار ہوا بہرحال مرہٹے دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور جلد آپہونچے ایک عہدہ دار

کچھہ فاصلہ تک اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہراؤ اور آپا صاحب بادشاہ
کے حضور مین حاضر ہوئے اور خلعت مرحمت ہوا وزیر نے سورج مل جاٹ کو بلوایا اور اوسکو بھی
خلعت ملا وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا
اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو صفدر جنگ اپنی فوج لیکر معہ اونکے جو اوسکے
شریک تھے یعنی فوج شاہی و جاٹ کے دریاے جمنا پار رہا صفدر جنگ نے پہلا یہ
حکم مرہٹون کو دیا شاہ دل خان فرخ آباد کے عامل کو کوئل کی نواح سے بھگانا چاہئے اور
جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے فرخ اباد کی طرف بڑھنا چاہئے
ملہرراو اور آپا صاحب نے پنڈارا سوارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور
ویران کرتے چلے جاؤ بموجب حکم کے لوٹنا شروع کیا اور شادل خان کو جا گھیرا تھوڑے عرصہ مین
ملہرراو اور آپا صاحب خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا اگرچہ شادل خان کے پاس
بمقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا اور جہانتک
ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے
آدمی مارکر آخرکار گنگا پار ہوکر قادر چوک کو پہونچا وہان سے اوسنے گل خان احمد خان کو مقام
الہ آباد لکھہ بھیجا اور مشرق سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا شادل خان
ابتداے جمادی الاولی ۱۱۶۴ھ یعنے مارچ و اپریل ۱۷۵۱ء کو پسپا ہوا وزیر کی شکست مورخہ
ستمبر ۱۷۵۰ء سے چھہ مہینے بعد احمد خان نے مرہٹون کے مقابلہ سے شادل خان کا پسپا
ہونا سُنا نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے پھر کی
طرف جانا ضرور ہے انشاء اللہ تعالی اوسکو بار دگر واپس آتا ہوں اوسوقت اضلاع مشرق پر قبضہ
کرونگا راجہ پرتھی پت نے کہا میری ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب
معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکا ہے اب آپ کیسی عجلت کرینگے تاہم بوقت پہونچنا
محال ہے اور بالفرض آپ عین وقت پر پہونچ بھی گئے تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جاویگی اوسکے جمع ہونے

کی دقت ہوگی لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودھ کو چلین اور وہانسے
جانب مغرب روانہ ہون اِس مین چند فواید ہین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑیگی فوج بھی
منتشر نہ ہوگی اور زمیندار لوگ اودھ کے جو اپنے اپنے گھرون سے بھاگ گئے تھے وے بے مانگے
مدد روپے اور سپاہ سے دینگے دوسری وجہہ یہہ ہے کہ بہت سی زر آشنا فوج یعنی کرایہ
کی فوج جو آپ کے عکم مین جمع ہو رہی ہے جب آپ فرخ آباد کو بعجلت روانہ ہونگے یہہ سب
ساتھہ چھوڑ دینگے۔ نواب نے کہا مین اپنے سردارون سے مشورہ کرون دیکھون اونکی کیا
رائے ہے راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و منگل خان غلزئی و محمد خان افریدی و ستجا خان
درکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سرداران کو طلب کیا جسوقت اُنہون نے راجہ کی صلاح سُنی
اُنہون نے کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دینگے زاید لوگون کی رائے تو یہہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اُترنا
چاہیئے فقط حاجی سردار خان کی رائے اسکے خلاف تھی۔ سب افغان سردار نواب کے پاس
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر گنگا پار جائینگے تو دشمن بالیقین یہہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے
بھاگ گئے ہم کو خوف نہ کرنا چاہیئے یہہ وہی وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہیں اور
اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دیوینگے اور ہمارے
نزدیک اوسکے فوج کی یہہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہے
نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو اوسنے جوابدیا
کہ میری بات سے یہہ لوگ خوش نہ ہونگے میری رائے راجہ پرتھی پت کی رائے سے مطابق
ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اون کی رائے بہت مناسب ہے حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھہ مشورہ قرار پایا تھا اوسے او سکو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب
کے چھوڑے جاتا ہون لہذا تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودھ کے زمینداروں سے کہو
کہ اپنے اپنے گھرون مین جا بسو راجہ کو اسوقت خلعت مرحمت ہوا اور وہ رخصت ہوکر دریا کے

گنگا کو عبور کر کے اور ملک کو روانہ ہوا تو اوسکے حکم کے بموجب نواب کا بیٹا محمود خان جس کی عمر
اسوقت ۱۵ سال کی تھی اودہ ہوکر جھونسی سے بسمت مغرب روانہ ہوا اثنائے راہ میں للیا
کھیری کے زمینداروں نے نواب کے توشہ خانہ کی گاڑیاں لوٹ لین یہہ کھیڑہ ۵
میل لکھنؤ سے جنوب کی طرف واقع ہے جب محمود خان کو یہہ خبر پہونچی کہ اسباب لٹ گیا اور چند
سپاہی مارے گئے اوسنے فوراً مقام کیا اور گانوں کو لوٹ کر باشندون کو قتل کر ڈالا بعد
لڑائی کے کئی ہزار صندوق گانوں سے واپس ملے جب وہ مغرب کی طرف آگے بڑھا اوسنے
سنا کہ لکھنؤ اور کاکوری کے شیخون نے سر اوٹھایا ہے اور پٹھانون کو نکال دیا ہے چونکہ اوسوقت
مین انتقام ممکن نہ تھا یہہ نوجوان نواب آگے بڑھتا ہوا بلگرام کے قریب پہونچا یہان
اوسکو روک ٹوک ہوئی بالآخر سانڈی پالی سے گذر کر دریائے گنگا کے کنارے اوس مقام
پر پہونچا جس کی دوسری جانب بمقام فتحگڑھ اوسکے باپ کا لشکرگاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد
سے روانہ ہوکر چھہ روز کے عرصہ مین اپنی دارالریاست کو پہونچا مگر اوسکے ساتھی جو محض زر
آشنا تھے راستے سے اوسکے ساتھ چھوڑ چھوڑ کر جائے عافیت مین پناہ گزین ہوئے صرف
وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا وہ ساتھ رہگئے پہلے اوسنے بی بی صاحبہ اور اپنے
دوسرے رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہونچا دینے کی فکر کی یہہ سب بمشکل تمام
دہانسے آنولہ شاہجہانپور کو روانہ ہوئین شہر کے بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ
کو دہانسے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا اور اونسے
صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہئے تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر وہانکے
اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لئیق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر
ہوئے اونہون نے عرض کی کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہی اور نواب کی فوج بمقابلہ اوسکے
گویا دال مین نمک کے برابر ہے یہہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین مگر بہادر ہین
لیکن بزرگون کا قول ہی کہ ایک شخص بمقابل حریف کے جنگ کر سکتا ہی اور نہ ایک جماعت

اِس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو مگر وزیر اسوقت
سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر
آیا ہے جاٹ و مرہٹے مور و ملخ کی طرح ایک انبوہ کثیر کے ساتھہ آئے ہین لہذا مصلحت وقت
یہہ ہی ہے کہ یہانسے حسین پور کے گھاٹ پر گنگا کے کنارے اُٹھہ چلنا چاہیئے وہان ایک
چھوٹا سا قلعہ ہے جہان سے تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کرسکتی ہو اس قلعہ کے گرد بڑا
وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس میدان کے کنارے پر بڑے غار او خندقین ہین لہذا
اس مقام پر پڑاو ڈالنا خوب ہوگا اِسکا مذکور نہین ہے کہ شہر کا قلعہ کیون بیکام ٹھہرا شاید اسوجہ
سے کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روک دین اور آمد رسد بند کردین فتحگڑہ کے نیچے دریاؤ
بھی ہے جسمین کشتیان بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہین مگر تاوقتیکہ دشمن پار ہوکر دوسرے کنارے
پر قابض نہ ہو یہہ خوف کشتی موجود ہونے نہین ہوسکتا ہے باستماع صلاح سرداران و رشتہ داران
و مشیر کاران نواب نے اسی مشورہ پر اتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہوکر معہ
لشکر دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہونچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے
روز توپخانے پہونچے اور توپین لشکر مین داخل ہوئین نواب خود خندقون و غارون کی طرف
جنکا مذکور ہوچکا ہے گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین توپون پر اپنے
بھائیون اور رسالدارون کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا اور ناؤون کا ایک پل تیار کروایا
جس روز پل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنے بائین کنارے پر
پہونچا اور شاہدل خان قلعہ دار بھی قادر چوک سے آیا اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون
نے نواب کی ملازمت حاصل کی اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری جب
وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری
کر رہا ہے اوسنے شہر کو خالی [illegible] کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے انہون نے جواب دیا
کہ ہم تمہارے [illegible] وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ

احمد خان کے محاصرہ کیواسطے بھیجدو کہ جاکر چارون طرف رسد بند کردے اور کہین سے کھانا پانی
یا چارہ نواب کو نہ پہونچنے پاوے بموجب حکم کے اُنہون نے تانتیا کو جمعیت دس ہزار سوار
فرخ آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہونچے اُنہون نے دیکھا کہ سردار چھوڑ کر
چلے گئے ہین اُنہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگادی جب مرہٹون کے سوار شہر
مین پہونچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بھوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید
اونکے دل مین تھی وہ سب جاتی رہی اب وے اوس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہان نواب
آمادہ جنگ مقیم تھا جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہر راو و سندھیا نے ہمکو
اس فوج سے لڑنے اور اوسکے محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہہ نواب ایسا جری ہے اور اوسکی
قوم ایسی بہادر ہے کہ اوسنے تھوڑی سی فوج سے وزیر کی بیشمار فوج کو زک دی ایسے لوگون کے
ساتھہ بڑے حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہیئے یہہ سُنکر کہ کچھہ توپین یاقوت گنج مین رکھی ہین
جو شہر سے پانچ میل اور فتحگڑھہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے لینے چند سوار
اوس طرف روانہ کئے اُنہون نے چند گنوارون کو جمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لیچلے
جب قاسم باغ کی قریب پہونچے جو فتحگڑھہ سے نصف میل جنوب مین ہے یہان پٹھان گڈھون مین
کمین گاہ مین تھے فوراً مرہٹون پر آن پڑے توپین اُنسے چھین لیں اور پھر کر اونہین پر سرکین
اور گولی اور بان اُنپر چلانا شروع کئے یہانتک کہ کتنے مرہٹون کے آدمی کھیت رہے اور باقی
بھاگ نکلے جب تانتیا نے یہہ آفت دیکھی خود گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی فوج کو نکلنے کا حکم دیا تانتیا
کی کل فوج پٹھانون پر آپڑی اور گولی اور بان اونپر چھوڑنا شروع کئے یہہ بندوقون کی آواز سُنکر
نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آ کھڑا ہوا اوسنے اپنے رسالدارون حکم دیا
کہ جن پٹھانون پر گولی چل رہی ہے اونکی جاکر مدد کرو شادل خان غلزئی و سعادت خان آفریدی
و محمد خان آفریدی و محمد علیخان آفریدی خان میان خان خٹک عمر خان گوالیاری و نامدار خان
برادر نواب عزت خان نور خان و لد خلیل خان مٹیہ منگل خان تلہر والا و دیگر افغانان سردار

مورچہ کو چہوڑکر پٹھانون کی مدد کو پہونچے تانتیا بھی اونپر بڑھا کہ انکو لڑکر بھگا دیوے جب دونون
فوجین قریب ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی پٹھانون نے یہان تک سختی سے
حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر تلوارین چھین لین آخرکار مرہٹے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگے جب اس فتح
کی خبر احمد خان کو پہونچی اوسنے شتر سوار بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھین یہین سے واپس آوین
سردارون نے یہہ حکم سُنکر توپین جو واپس لی تھین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ
اونکے پیچھے ہو لئے۔ نواب نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردار کو خلعت عنایت کیا اور
اپنے خیمے کو واپس گیا۔ تانتیا کی شکست کی خبر سُنکر وزیر معہ جاٹ و مرہٹون اور باقی فوج کے کوچ
کرکے نواب کے لشکرگاہ کے خندق کے قریب آ پہونچا۔ ملہرراو و آپا سیندھیا و تانتیا کو قاسم
باغ مین چھوڑکر خود آگے بڑھا اور سنگی رام پور مین پہونچا۔ یہہ ایک گھاٹ دریائے گنگا کا دریائے
مذکور کے دہنے کنارے پر قریب بارہ میل فتحگڈہ سے بڑھکر پرگنہ بھوج پور مین ہی یہان اوسنے
اپنا لشکرگاہ قایم کیا اور نور الحسن خان بلگرامی کو حکم کیا کہ کشتی کا ایک پل تیار کراو جب
نواب احمد خان نے یہہ خبر سُنی اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین
کرد و تا کہ وزیر پل نہ بنوانے پاوے اِس نوجوان نواب نے شیام سنگہ برادر شمشیر جنگ
چیلہ مرحوم کو اوس طرف بھیجا یہہ سردار معہ فوج کے اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پل تیار ہو گیا
تھا اوسنے ایسے گولے اور بان اونپر چھوڑنا شروع کئے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے اِس
مرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع کیا اور زیادہ کامیابی
حاصل ہوئی۔ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی نواب نے ہر جانب مدد
کے واسطے لکھا علاوہ دوسرون کے اوسنے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان سرداران
روہیلہ کو بھی طلب مدد کے تحریر کیا اور یہہ لکھا گو ہمارے اور تمہارے درمیان مین مناقشہ ہے
لیکن باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے لیکن یہہ ضرور نہین ہے کہ غیر کے ہاتھ سے بھی ضرر روا
رکھا جاوے۔ امید ہے کہ آپ فوج برائے مدد روانہ کرینگے تا کہ ہم اس غنیم پر جو ہم دونون کا

دشمن ہے حملہ کرین حافظ رحمت خان نے پہلے تو یہہ عذر کیا کہ ابھی تم کو قایم خان کے خون کا
دعوی باقی ہے تاوقتیکہ تہہ ہو جاوے ہمکو اپنے آدمی تمہارے قابو میں کرتے سے خوف آتا ہے
نواب نے جواب دیا کہ ہم نے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوسکا دعوی ہم
نہ کرینگے بغور پہونچنے اِس خط کے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان دوندے خان و ملا
سردار خان و بہادر خان چیلہ و فتح خان کو طلب کیا رحمت خان بباعث اسکے کہ وزیر سے اور
اوس سے اتحاد تھا خاموش بیٹھا رہا اور دوسرے سردار بھی اوسکی خاموشی کی وجہہ سے کچھہ
نہ بولے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم کچھہ بولتے نہین تب حافظ رحمت خان
نے کہا آخر تمہارا ارادہ کیا ہے اوسنے جواب دیا جو سب سرداروں کی راے ہوگی وہی میری راے
ہے حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ اِس لڑائی مین کسی جانب شریک نہ ہونا چاہیئے بہادر خان
چونکہ شجاعت خان کے باعث سے سب روہیلوں سرداروں مین نمود رکھتا تھا بول اُٹھا پھر
کیا ای سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیون نہین ہین لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کبھی
کسی پٹھان کے منہہ سے نہ نکلے ہونگے اور نواب کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر کوچ کا حکم
نہ ہوگا تو کل مین اپنی پلٹن لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاؤنگا اور جس پٹھان کو اپنے نام اور ابرو کا خیال
ہوگا اوسکو ساتھہ ہونیکا اختیار ہے یہہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا
نواب سعد اللہ خان محل مین گیا اور جو صحبت حافظ رحمت خان و بہادر خان مین ہوئی تھی لفظاً
لفظاً اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان کا
شریک ہون مان نے جواب دیا کہ ایسے امور مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے
جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری راے مین یہہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری
کی وجہہ سے منع کرتا ہے اور بہادر خان اپنے عزت و نام کے واسطے یہہ عزم کرتا ہے یہہ گفتگو
اپنی مان سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آیا اور اپنے خاص خاص سرداروں کو طلب کیا
اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو سو ہو کل مین

روانہ ہونگا جسکا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرون کو ختیار ہی تب اوسنے بہادر خان
کو بُلاکر یہہ حکم دیا کہ میری فوج مین یہہ حکم سُنادو کہ جو جو اپنے تئین میرا ملازم جانتے ہین
تیاری روانگی کی کرین نہین تو مین سب کو برطرف کردونگا بہادر خان نے یہہ حکم سنادیا سوائے
حافظ رحمت خان دوندی خان کی فوج کے باقی بہرایی فتح خان خانساماں روانگی پر آمادہ
ہوئے اور دہ سراکوچ ہوا۔ یہان کچہہ مذکور فتحگڑہ کے لڑنے والون کا ہوتا ہی۔ ہر روز ملہر راو
اور آپا سیندھیا کے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا قریب غروب
برابر توپین چلا کرتی تھین اور ہر شام کو افغان اپنی خندقون سے نکلکر توپ خانہ پر حملہ کرتے
تھے اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگاکر دو ایک چھوٹی توپین اپنے لشکر
مین کھینچ لاتے تھے تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر
اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وے سب نواب کے خیمہ کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو ایکجا
دیکھکر اپنی ایک بڑی توپ اُنکی طرف رخ کرکے سر کی۔ اتفاقاً گولہ کاظم خان ولد شمشیر خان
شہید کے پہلو مین لگا یہہ اوسوقت عصر کی نماز پڑہ رہا تہا علاوہ ازین نواب شادی خان
محمد خان کے سولہوین بیٹے کا بازو اس سے اوڑ گیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہہ سب مر گئے
جب یہہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ پالکی پر سوار ہوکر وہان آیا اور اونکے کفن دفن کا
حکم دیا اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ انکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور
ہلاک کرونگا۔ لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا ایک دستہ محاصرہ میں سے نکلا اور
مرہٹوں کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم ہٹا دیئے
جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے مرہٹون کے سر
نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہونچی اُسنے
مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہہ کیا بات ہو کہ احمد خان باوجودیکہ

محصور بھی ہے تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھہ سپاہی نکلکر مرہٹونپر حملہ کرتے ہین اور اونکی
سر تیرون پر لیجاتے ہین آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمہاری ڈاڑھی
پر تھوک دونگا۔ آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور اون دونون باتون
مین سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اون کے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو
و یا اپنی جان دو۔ یہہ شیر بچے اگر مرہٹون مین شریک ہوئے اور تہوڑی دیر کے آرام کے بعد
قاسم باغ کی طرف اوس جانب بڑھے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علیخان تیرھوین بیٹے نواب
محمد خان کے قایم تھا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تھی فقط ناہموار زمین تھی جب
قزلباش سوارون نے دیکھا کہ شیر بچے توپخانہ کے قریب پہونچے وے اپنے گھوڑے پر سے
اُتر پڑے اور اُنکی مدد کو پہونچے اون سب نے متفق ہو کر حملہ کیا پٹھان جو دشمن کے منتظر تھے
پہلے ایک باڑہ توپون کی سر کی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کھینچ کھینچ کر اونپر جھپٹے اور
بہت سے حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اُنہون نے بھاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی
پٹھانون نے اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اونکو بھگا کر خود قابض ہو گئے داہنی طرف باغ کے
مشرق مین کچھہ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہے یہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تھی جب
مرہٹون نے دیکھا کہ وزیر کی فوج بھاگی اور پٹھان اپنا مورچہ چھوڑ کر اونکے متعاقب باغ تک
بڑھ آئے ہین بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکے توپخانہ کے در آئے
یہہ تمن زیر حکم تانتیا کے تھا جب شجاعان قوم افغان نے دیکھا کہ دشمن نے ہمارا واپسی کا رستہ
روک دیا ہے باہم یہہ کہا یارو پہلے تیر گھوڑون کے پیرون پر چلاؤ اور تلوارین بھی پہلے گھوڑون
ہی کے پیرون پر لگاؤ جب دشمن گر جاوین پھر اونکو قتل کر لینا باہم یہہ تجویز ٹھانکر اسی طور سے
مرہٹون پر حملہ کیا اور بہتون کو مار لیا آخر مرہٹے اوتر پڑے اور جنگ شروع ہوئی منصور علیخان
صاحبزادہ یہہ جنگ اپنے مورچہ سے دیکھہ رہا تھا یہہ دیکھکر اوسنے اپنی تلوار لی اور پیادہ
پا دشمن کی طرف چلا اوسکے ہمراہی بھی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے ہوئے منجملہ اور ونکے حسام اللہ

گرالیاری بھی ساتھہ تھا اس حسام الدین کی کتاب سے ہم نے اس کتاب مین درج کیا ہی منصور علیخان
نے اپنے ساتھیون لیوراون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب
ایکہزار آدمیون کے تھے یہہ سب پرھکر افغانون اور مرہٹون کے بیچ مین گھوس پڑے اُنہون نے
دوسری جانب حملہ کیا اور اس موقع پر بائین یعنے مشرقی سمت سے دوسرے مورچہ کے لوگ
اونکی کمک کو آپہونچے عبداللہ خان ورک زئی و ضابطہ خان خٹک انور خان گوجر اور
دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ مرہٹون کے قدم اُٹھہ گئے جب تانتیا نے دیکھا کہ
میرے لوگ بھاگنے پر ہین کہ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا اور
اوسوقت وہی آثار نمود ہوئے اور گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور چلایا کہ مین پیچھے ہٹنے سے جان دینا
بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے نوکر اوسکو سوار کرا کے بزور لشکر کو واپس لائے جب مرہٹون نے
شکست کھا کر بھاگنا شروع کیا تب منصور علیخان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے
منگوائے اور سوار ہو کر اون کے تعاقب مین باغ کے مشرقی گوشہ تک گئے یہان سے اُنہون
نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر مین پہونچے منصور علیخان اور سب سردار باغ
کے مشرقی کنارہ کو داہنے ہاتھہ پر چھوڑ کر گھوم کے باغ کے بائین گوشہ کی طرف آئے اور
یہان مقیم ہوئے نواب احمد خان اوسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا اور
تمندارون سے کہا کہ مورچہ چھوڑ کر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آیندہ
مرہٹے تم کو زیادہ تکلیف نہ دینگے منصور علیخان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اوسکی بہت
تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان اپنی
قیام گاہ کو واپس آیا۔ جب فتحگڑھ کے محاصرہ کو ایک مہینے سے زاید عرصہ گذر گیا تب خبر
مشہور ہوئی کہ سعد اللہ خان قریب آپہونچا اس خبر سے وزیر و ملہر راؤ اور آپا سیندھیا کو
نہایت تردد پیدا ہوا حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ ہرچند مین نے سعد اللہ خان کو
بہت روکا مگر اوس نے نہ مانا اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوا ہے لہذا میری صلاح یہہ ہے کہ جب

خوبی سے ممکن ہوا احمد خان سے صلح کرلو مثل ہے کہ صلح ہر حال مین عداوت سے بہتر ہے دوسرے
روز وزیر ملہر راو و آپا سیندھیا کے لشکر مین گیا اور سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کرکے
کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہے ملہر راو اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص عہدہ دارونکو بلایا
اور اونسے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا جملہ سردارون نے باستثنائے آپا سیندھیا کے
جو پوشیدہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر مین ہمارے پوچھنے کی کوئی
حاجت نہین ہے ہمین جو حکم ہوگا اوسکے بجالانے پر مستعد ہین تب وزیر نے آپا سیندھیا کی
طرف متوجہہ ہوکر پوچھا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی اوسنے جوابدیا کہ عیان راچہ بیان جو کچھہ
ماجرا اب تک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہین یہہ لوگ جنگ کرنے سے کچھہ عاجز نہین ہین
راو نانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھے مگر اوسکو کامیابی نصیب نہین ہوئی وزیر کے لشکر مین
گو کہ چیدہ فوج ہے مگر اوسکی جو کچھہ حالت ہے اوس سے وزیر خود واقف ہے احمد خان دونون
کی فوج پر غالب رہا ہے اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہوجاویگا تو افواج متفقہ کو
شکست دینا مشکل ہوویگا وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت اللہ خان
لکھتا ہی کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوا ہی لعد اس مذکور کے
حافظ مسطور صلاح دیتا ہے کہ احمد خان سے صلح کرلینا چاہئے اب تمہاری صلاح کیا ہے انہون نے
جوابدیا از ین چہ بہتر اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی اب یہہ پوچھا کہ اس عہد و پیمان
کی ابتدا کیونکر ہونا چاہئے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تحریک ہوگی تو اوس سے
ہماری کسر شان ہے آپا سیندھیا نے کہا کہ میری راے مین نواب عزت خان و ہمت خان کے
بلانے سے یہہ حجت رفع ہوسکتی ہی ملہر راؤ اور آپا سیندھیا معہ دیگر سرداران وہانسے اوٹھے
اور دوسری جگہہ جاکر مجتمع ہوئے اور نواب عزت خان او ہمت خان کو بلوا بھیجا مشورہ لیے اونسے
کہا کہ ہم یہہ نہین جانتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جاوے یا وہ اپنے ملک سے بھگا دیا جاوے
یا میدان مین اپنی جان دیوے چونکہ ہمارا منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان مین صلح ہوجاے

لہذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرایط تجویز کرین تب اون دونوں پٹھانوں نے جو جو
ظلم وزیر کے ہاتھہ احمد خان کے خاندان کو پہونچے تھے بیان کئے اور مرہٹوں کو بھی ملامت کی
کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان میں جو اتحاد تھا وہ تم بسرا گئے مرہٹوں نے تسلیم کیا کہ
بیشک ہم سے سابق مین دوستی تھی مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس مضمون
کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون اور ابتک ہم نے بالکل بے پرواہی سے جان توڑ کے
جنگ کی ہے تب عزت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا جو ایسا سلوک
غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کئے بعد اس قیل وقال کے پوچھا کہ
اب تجویز کیا ہے مرہٹوں کہا اسوقت آپ تشریف لیجاوین ہم باہم سردارون سے مشورہ کرتے
ہیں جو کچھہ طے پاویگا اوس سے آپ کو اطلاع دیجاویگی دونون پٹھان رخصت ہوکر اپنے خیمون
کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھہ روپیہ بطور
خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹوں کے ادا کرے اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال
سانڈی و پالی احمد خان کے حوالے کردیوے جب انہون نے اس شرایط کی اطلاع وزیر کو
کی اوسنے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان اور ہمت خان کے خیمون کو گئے اور
اونسے شرایط مجوزہ بیان کئے انہوں نے اون شرایط کو بحق نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب انہون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے اس معاملہ کے نواب احمد خان کے پاس بھیجا جاوے
نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کیواسطے منتخب کیا الف خان نے
نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ دس لاکھہ روپیہ اور سانڈی پالی آپ کو
دینا تجویز ہوا ہے - جوہین یہہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ اگر وزیر دس کروڑ روپیہ
میرے بھائیون کے خونبہا مین دے مین قبول نہ کرونگا اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہون
تب بھی مین راضی نہ ہونگا اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا
اور مصرعہ پڑھا ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش کردند ٭ دشمنونکو یہہ نہ تصور کرنا چاہئے

کہ مین مجبور ہون کیونکہ مین کسیوقت اونسے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون وزیر کو جو مین نے زک دی ہے وہ ایک تمثیل ہوگئی ہے سورج مل بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھہ بھاگ گیا انشاءاللہ تعالی بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذیعزت اور نامور لوگ کسطرح مقابلہ کرتے ہین یہہ کہکر اور الف خان کو خلعت وشمشیر واسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے بعد قاصد نے آکر خبر دی کہ کل نواب سعداللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کریگا فوراً حکم ہوا کہ نواب محمود خان ومنور خان اوسکی پیشوائی کو جاوین طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونون سردار نواب سعداللہ خان کے استقبال کو گئے روز دیگر نواب سعداللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی اور تلوارین کھینچے ہوئے نظر آئی کہتے ہین کہ یہہ بارہ ہزار جوان تھے - تمام افغان اور روہیلی اور ہرطرف کے سپاہی اس کمک کو آتے دیکھکر فرط خوشی سے توپین داغنے لگے وے خوشی سے ایسے پھولے کہ خدا کو بھول گئے سید اسد علیشاہ معہ حسام الدین ودیگر اشخاص دریا کے کنارے پر بیٹھا ہوا سعداللہ خان کی فوج کو آتے دیکھہ رہا تھا جب شاہ صاحب ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اسپر طاری ہوئی اور اُس حال کی حالت مین فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے جب وہ کیفیت زائل ہوئی کہنے لگے کہ ان کی خوشی اور خرمی خدا کو خوش نہ آئی وے دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے سعداللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے دوسرے یعنے بائین کنارے پر استادہ کئے اور احمد خان نے اوسکے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان ودرگزئی کے ہاتھہ بھیجا اور نواب احمد خان نے سعداللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوترآؤ کیونکہ فوجون کا متفق ہونا ضرور ہے یہہ پیغام سعداللہ خان کو پہونچا لیکن اوسنے کہا کہ مین اپنے خاص خاص سردارون سے مشورہ کرکے جواب دونگا تب اوس نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اون سے احمد خان کا پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے روبرو بے نذرانہ جانا مناسب نہین ہے احمد خان کو جواب بھیجنا چاہئیے کہ انشاءاللہ کلھہ

آپ کے ہواخواہ آپ کے دشمنون یعنے وزیر اور سرداران جاٹ و مرہٹہ کے سر
بطور نذر پیش کرینگے سعد اللہ خان چونکہ نو عمر اور ناتجربہ کار تھا اوسنے وہی پیغام بھیج دیا
احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دہیان رہے
کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر مرہٹے مونہہ موڑین تو اونکا تعاقب نہ کیجیو اونپنے
سپاہیون کو اُن کے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے
اپنے دشمن کو اوسکی جگہہ سے دور کر دیتے ہین تاکہ مدد اوسکو نہ پہونچ سکے روز دیگر سعد اللہ خان
و منور خان و محمود خان آمادۂ جنگ ہوئے اور اپنی فوجون کی صف باندھکر دشمن کی طرف
بڑھے وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہا تھا اوسنے ملہر راؤ اور آپا
سیندھیا و سورج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان
سے لڑنے کیواسطے بھیجی جاوے قبل ازان کہ سعد اللہ اور احمد خان متفق نہ ہونے پاوین سنگرام پور
کا پل جو خراب ہو رہا تھا اوس کی مرمت کی گئی پھر کھانڈ راو ولد ملہر راو و تانتیا گنگا دھر
بجمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوئے جواہر سنگہ ولد سورج مل جاٹ و راناہ بھیم سنگہ
زمیندار گوالیار معہ چالیس ہزار سوار و پیادہ اونکی کمک کو پہونچے اور روہیلیون پر حملہ
شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانونکا مینہہ برسانا شروع کیا ازان بعد بندوقین
سرکین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بند کین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندؤن پر حملہ آور
ہوئے اور ہندوان نے فی الفور پشت دی بہادر خان احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے
دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑھے بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار
آدمی تھے یہہ بہ شتاب پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہونچے۔ دشمن نے دیکھا
کہ فقط ایک ہاتھی ہے اور تھوڑے سے جوان ہین اور اُن کے پیچھے کچھ کمک بھی نہین مڑکر چارون
طرف سے بہادر خان کو گھیر لیا بہادر خان ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکے جوان بھی
تلوار کھینچ کر اوسکے ہمراہ ہوئے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ہندؤن نے اونکو

اِس طرح سے گھیر لیا تھا جیسے شکار کو گھیر لیتے ہین اور تیر اور گولی اُنپر برسانا شروع کی اُنھون نے ہی تلوار اور دہوپ اور برچھی و نیزہ سے بعض کو زخمی و قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھ سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوس کی مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھ سپاہی باقی رہ گئے اونہوں نے بھاگ کر جان بچائی اِس منحوس شکست سے جنگ کی صورت بالکل بدل گئی تاریخ اِس شکست کی ابتدا ے جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ ہجری ہر ۱۶ اپریل سے لغایت ۱۵ مارچ ۱۷۵۱ء جب سعد اللہ خان نے سُنا کہ بہادر خان قتل ہوا اوس نے فتح خان خانسامان سے پوچھا کہ اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولہ سے رخصت ہوتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پاوے اور وہ مغلوب ہوکر مارا جاوے اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا۔ اگر کہین احمد خان وزیر پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوی کریگا کیونکہ پھر کوئی اوسکی مقابلہ کو باقی نہ رہیگا اور اوسوقت قایم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکال دیگا جب سعد اللہ خان نے فتح خان سے صلاح پوچھی اوسنے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہی کہ انولہ کو واپس چلو سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جوان مردی مانع ہی کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہہ میں چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کے کامیابی کی کوئی صورت نہین ہی وہ بھی تھوڑے عرصے مین آنولہ کو آویگا وہان جو کچھ صلاح ٹھہرے اوسپر عمل کرنا سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین آگیا اور آنولہ کی طرف نواب منور خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگہ و جواہر سنگہ ولد سورج مل جاٹ جو اسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر تھے کہ صاحبزادون کو روک سکین جواہر سنگہ نے چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیرخواہ تھا دلیر خان جو نواب غضنفر جنگ کا مشہور چیلہ تھا اوسکا چچا تھا رانا نے جب اسطرح

جواہر سنگہ کو سدراہ ہونے سے ممانعت کی تو صاحب زادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب
کے پاس حاضر ہوئے جب یہہ خبر مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا اور سعداللہ خان آنولہ کو واپس گیا
تو سب لوگ لشکر مین مثل بید کے لرزنے لگے نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر توپخانہ کے قریب
آیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھہ سعداللہ خان کی مدد پر منحصر نہ تھی اگر خدانے
چاہا کل توپخانہ بڑہ سنگی رام پور کو جاکر وزیر سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ
بلاکر کہا خوب ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی
باتین کرکے وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوسنے پل کو توڑنے کا حکم دیا اب محاصرہ کو ایک مہینہ اور
گیارہ روز ہو چکے تھے پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعداللہ خان کے خیمون مین آگ لگا
دی اور شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکرگاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہوگئی فوج کے جن
آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے سردار اور نامور لوگ
تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے۔ ان سردارون نے فوج کا خوف دیکھکر نواب کے پاس جا کر
سب حال کہا نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اونہون نے جواب دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے
پہلے تو اوسنے انکار کیا مگر بالآخر یہہ دیکھکر کہ کوئی دوسری صورت نہین ہے وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور
اپنے بھائیون مرتضی خان وخدابندہ خان اعظم خان منور خان صلابت خان وشایستہ خان اور
سردارون مین سے خاص خاص کو مثل رستم خان بنگش وعنایت علیخان ومہتاب خان وشاہ دل خان
ومنگل خان وسعادت خان ومستجاب خان کو ساتھہ لیکر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی مین جانب پچہم
دریا کے کنارے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانون کے عقب لشکر پر بمقام شکار پور آپہونچے
یہہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹتا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل
اوپر واقع ہے اور یہان اوسکا ہاتھی کالا پہاڑ نامے دریا پر نکلا رمضانی اوسکو ہانکتا تھا نکلتے وقت
اشرفیون کا توڑا دریا کے جہیتون کے نذر کیا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پر لے جانے کی
کوشش مین ضائع ہوئے نواب امرتپہر کی راہ سے شاہجہانپور پہونچا اور وہان سے آنولہ مین داخل ہوا

اس عرصے مین نواب منصور علیخان صاحبزادہ وعبداللہ خان ورکزئی کو نواب کی روانگی کی کوئی خبر
نہ پہونچی انکا مورچہ نواب کے خیمہ سے بائین جانب واقع تھا جب کہ نواب کے گریز کی افواہ پہونچی
منصور علیخان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا حسام الدین و رسول خان اوسکے ساتھ ہوئے اوس نے
اپنے جمعدارون کو بولا کر کہا کہ نواب نے مجھے طلب کیا ہے اور مین جاتا ہون دیکھون کہ کیا حکم ہوتا
ہے یہہ کہکر وہ بھاگ گیا جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی رن خان نے حسام الدین سے کہا کہ مین
سمجھتا ہون کہ نواب چلا گیا اور اوسنے ایک ادمی دریافت حال کیواسطے روانہ کیا یہہ بھی لوٹکر
نہ آیا اس انتظار مین رات آخر ہوگئی جب نواب کے فرار ہونے کی خبر پھیلی سب کے دلون پر خوف
طاری ہوگیا ادہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا بعضے تو جہاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے
اور بعضون نے گھوڑے دریا مین ڈال دیئے اس امید سے کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے
حسام الدین کہتا ہے کہ اوس دن کا ماجرا بیان نہیں ہوسکتا جو کچھہ مجھپر بیتی وہ مین بیان کرتا ہون
جب دن چڑھا حسام الدین عزت خان رسول خان وعبداللہ خان ورکزئی نے ارادہ کیا کہ ہم
خوب لڑکر جان دینگے وے خود اپنے مورچہ سے نکلے اُنہون نے دیکھا کہ جو لوگ بھاگ سکے
تھے یا دریا مین نہ ڈوبے تھے مرہٹے اونکے کپڑے اتار رہے ہین چند مرہٹے حسام الدین کے
قریب بھی آئے اور اونکو گھیر لیا اس جماعت مین صرف تین شخص گھوڑون پر تھے یعنے حسام الدین
و رسول خان وعبداللہ خان ورکزئی اپنے گھوڑون پر تھے باقی پیدل تھے۔ پیدلون اپنے
کپڑے اُتارے اور دشمن کے حوالہ کئے عزت خان تلوار کھینچکر دشمن پر جھپٹا اور چند حملہ کرکے
زخمی ہوکر گرا دشمنون نے اوسکو شناخت کرکے گرفتار کرلیا رسول خان وعبداللہ خان کا بھی
یہی حال ہوا حسام الدین معہ چند اشخاص کے ایک طرف کھڑا رہا سرفراز خان دلازک دھولپور
شکاربند کا رہنیوالا حسام الدین کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا یہہ سیدون کا بڑا خیرخواہ اور محافظ
تھا حسام الدین نے اوس سے کہا تم دیکھتے ہو کہ دوسرونکا کیا حال ہوا اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے
اوسنے جواب دیا کہ جب مین نے نوکری کی تو جسکا مین نوکر ہون اوسکے واسطے سر دینا بھی لازم ہے

حسام الدین کا زخمی ہو کر گرفتار ہونا

اب ضرب سے بھاگنا ہمدونکا کام ہے تب اپنے تینون بھائیون کو بُلا کر چارون ملکر تلوارین کھینچ کھینچ دشمن پر جھپٹے خوب لڑکر مارے گئے تب دشمن کے سوارون نے حسام الدین کو گھیر لیا اور کہا کہ اگر تم کو جان بچانا ہے تو گھوڑے کی لگام چھوڑ دو اوسنے جواب دیا کہ جان و سر گھوڑے کے ساتھ ہے جب مین گر جاؤنگا اوسوقت گھوڑا تمہارا ہے اسپر اُنہون نے مرہٹی زبان مین کچھہ باہم کہا جو اوسکے سمجھہ مین نہ آیا اس مین ایک مرہٹے نے داہنا ہاتھہ اُٹھا کر حسام الدین کے بائین بازو اور پہلو کے درمیان مین لگا اوس شخص نے دوسرا نیزہ بائین ہاتھہ سے مارا دوسرا نیزہ داہنے پہلو مین لگا یہہ دونون ایک دوسرے پر گذر کر باہم شکل مقراض کے پہلون کے چسپان ہوگئے زخم سے حسام الدین کو چکر آگیا اور طاقت تلوار چلانے کی باقی نہ رہی اتنے مین ایک برچھی کی چھپر گر پڑی اور گھوڑی کی دُمچی پر لگی جس سے گھوڑے نے جست کیا حسام الدین کا آسن چھوٹ گیا اور زمین پر آرہا اور برچھی اوسوقت تک چھدی ہوی تھی تب چند بدذات اپنے گھوڑونسے اوتری اور اوسکو گرفتار کرلیا اور تلوار اوسکے داہنے ہاتھہ سے چھین لی حسام الدین شکر خدا بجا لایا کہ جزوی جان بچی یا نہ بچی مگر زیادہ بے ابروئی تو نہین ہوئی حسام الدین نے پڑے پڑے گنگا کے طرف مُنہہ پھیرا چونکہ وہ بلندی پر پڑا تھا اس سبب سے نیچے کا سب حال معلوم ہوتا تھا جن فغانون نے جان کے خوف سے اپنے کپڑے اُتار دئے تہے پانی مین دب کے بیٹھے ہوئے تھے اوس مین چند مرہٹہ آئے اور اونکو پانی مین ڈوبا دیا بعضون نے دانتون مین اونگلی داب کر پناہ مانگی اونکو گرفتار کرکے اپنی لشکرگاہ مین لے گئے اس عرصہ مین اور سوار وہان پہونچے اور حسام الدین سے پوچھا کہ تم یہان تنہا کیون بیٹھے ہو حسام الدین نے کہا اب مین کیا کرسکتا ہون اُنہون نے کہا ہمارے ساتھہ آؤ اوسنے جواب دیا مین چل نہین سکتا ہون اونکے پاس ایک زخمی گھوڑا تھا اوسپر اوسکو سوار کرایا اور وہ سوار ہوکر اوسکے ساتھہ چلا سوار اونکو سیدھا ملہر راو کے پاس لیگئے وہ اُسوقت اپنے ہمراہیون کے ساتھہ قاسم باغ کے قریب کھڑا تھا۔ ملہر راو نے اون سے

پوچھا کہ احمد خان نے دریا کو ابتدائے شب مین عبور کیا یا زیادہ رات گئے۔ حسام الدین مجھکو معلوم نہین۔ ملہر راو مجھے کیسے یقین آوے کہ تم احمد خان کے لشکر مین تھے اور تم کو یہہ بات معلوم نہین ہی۔ حسام الدین۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو مین اوسکے ساتھہ کیون نہ جاتا۔ ملہر راو یہہ سچ ہی ملہر راو نے حکم دیا کہ اسکو کھانڈے راؤ کے پاس لیجاؤ اور جسقدر آرام قیدی کو جائز ہو اوسکو دیو۔ جب کھانڈے راؤ کے پاس پہونچا اوسنے حسام الدین کو بہت آرام کی جگہ دی۔ دوسرے روز ملہر راو معہ اپنے خاص خاص سردارون کے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کی ملاقات کو گیا محی الدین بھی اُسکے ساتھہ تھا یہہ شیخ محی الدین ساکن نرمال پور انہال راؤ گوالیاری کا تھا یہہ شیخ حسام الدین کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ حسام الدین۔ حسام الدین۔ محی الدین۔ تمہارا وطن کہان ہے۔ حسام الدین۔ گوالیار۔ محی الدین۔ تم کس محلہ مین رہتے ہو۔ حسام الدین۔ میرا گھر شہر کے باہر ہے جسے غوث پور کہتے ہین۔ محی الدین۔ حضرت غوث الاسلام سے اور تم سے کوئی قرابت ہی۔ حسام الدین۔ میرے دادا مخدوم ابوالحسن قدس سرہٗ حضرت غوث الاسلام کے ہمشیرزادے اور داماد تھے یہہ سُنکر محی الدین اوسکو نواب منور خان ولد انور خان کے پاس لیگیا نواب انور خان شاہ عیسیٰ برہان پوری کی اولاد سے تھا شاہ عیسیٰ شاہ لشکر عارف کا مرید تھا اور لشکر عارف میران حمید الدین کا مرید تھا جو غوث گوالیاری کے نام سے موسوم تھا نواب سے اپنے کل حال تفصیل وار بیان کیا جب نواب نے یہہ حال سُنا اپنے انبوہ سے نکلکر بڑے ادب اور تعظیم سے حسام الدین کے روبرو آیا اور کہا مجھے آپ اپنا دوست سمجھئے اور بڑی عزت اور حرمت سے اپنے گھوڑے پر سوار کرکے مکان کو لیگیا یہان اوسکا اچھی طرح سے معالجہ ہوا۔ ایک روز نواب نے اوس سے کہا کہ تم نوکری کرلو مگر حسام الدین نے انکار کیا اور کہا مین آپکا نہایت ممنون ہونگا اگر آپ مجھے گنگا پار پہونچا دوین تاکہ مین نواب احمد خان سے جہان کہین وہ ہو جا ملون۔ آخر نواب نے حسام الدین کو روکنے کا ارادہ دور کیا اور تیسرے روز خود حسام الدین کے

ساتھہ دریا کے کنارے پر گیا اور کھڑا رہا یہانتک کہ حسام الدین بخیریت گنگا پار ہوگیا۔
عبد اللہ خان جمعدار معہ ایک جماعت افغانون و روہیلیون کے اوسوقت دریا پار ہوا تھا
حسام الدین کے ساتھہ ہوکر نواب احمد خان کے لشکر کی جانب روانہ ہوا۔

جنگ روہیلکھنڈ

جب احمد خان کا ساتھہ سب نے بجز اوسکے عہدہ دارون کے اور جمعدارون کے چھوڑ دیا تب
اوسنے دل مین خیال کیا کہ آنولہ کے حاکمون نے بہادر خان کو دور کرنے کی غرض سے نواب
سعد اللہ خان کو مجہہ سے شریک ہونے کے واسطے بھیجا یا اونکی غرض تھی کہ احمد خان کے سپاہی
مایوس ہوکر اوسکا ساتھہ چھوڑ دین اور ہم سے آملین۔ اگرچہ وہ ان امور سے بخوبی واقف تھا
مگر اوسکو بھی معلوم ہوا کہ اوس کے سپاہیون کی حالت ایسی خراب ہوگئی تھی جسکے سبب سے
مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوا بہر صورت وہ گنگا اوترکر آنولہ کو آیا یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات
کو آئے مسٹر ہملٹن لکھتا ہے کہ حکمت عملی کی رو سے روہیلیون نے یہہ بڑی حماقت کی کہ اپنی
کچھہ فوج کو احمد خان کے شریک کر دیا مگر معائنہ اوسوقت کی صورت کے اس اعتراض کا
جواب بہت آسان ہے کیفیت اوسوقت کی بالکل ویسی ہی مسٹر ہملٹن نے بھی بیان کی
جیسی ہم نے لکھی ہے یہہ کارروائی تندمزاج نوجوان سعد اللہ خان سے بخلاف رائے
سرداران تجربہ کار کے ہوئی تھی۔ اگر موقع ملجاتا تو وزیر یا مرہٹے سعد اللہ خان کی عداوت
اور دوسرون کی دوستی مین کچھہ بھی فرق نہ کرتے اور کل روہیلیون پر حملہ کیا جاتا احمد خان
اور روہیلہ سردارون کے مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل کوہ کمادن کے دامن مین
پناہ گزین ہونا چاہیئے دوسرے روز احمد خان معہ روہیلہ سردارون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر
مرادآباد پہونچا ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چندروز مقام کرنا پڑا اس عرصہ مین یہہ خبر آئی کہ وزیر مرہٹون
ملہر راؤ و آپا سیندھیا کو سنگہی رام پور مین چھوڑکر لکھنؤ کو گیا ہے یہہ خبر روہیلون نے احمد خان سے

کہا کہ مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولہ کو واپس چلین چونکہ بارش قریب ہے ہم بے کھٹکے آرام کرینگے
اور اپنی ہم قومونکو پھر فراہم بلائینگے اور مرہٹونسے جنگ کرینگے جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات ختم ہوا
جنگ کی تیاری شروع ہوئی کشتی جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل بنایا گیا یہہ ندی روہیل کھنڈ مین
بہتی ہوئی گنگا مین قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب سے گنگا مین آملی
ہوئی ہے جب معلوم ہوا کہ دشمن معہ روہیلون اور دوسرے افغانون کے ساتھہ لئے حملہ کرنیکو بڑھتا
ہے اونہون نے کھانڈے راؤ ولد ملہر راؤ کو بیشمار فوج کے ساتھہ اوس سے جنگ کرنے اور
بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان اور روہیلہ سردار اپنے پل پر سے رام گنگا کو پار ہوئے
اور اپنے سپاہیون کے تئین سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا اوسی کے کنارے کنارے
چلنا۔ ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے
ارادے سے مقام کیا تھا دوندے خان جو پیش لشکر مین تھا دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال
کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون لہذا اوسنے کوچ موقوف کرکے
دریا کے گہماو کے دونون گوشون یعنے مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا اس تدبیر سے اوسنے
دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کردی جب کھانڈے راؤنے راہ ہر طرف سے مسدود پائی
اور دیکھا کہ پٹھانون نے سب طرف سے آمدرفت بند کردی ہے تو اوسنے احمد خان کے پاس
پیغام صلح کا بھیجا۔ قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا کہ ہم حسب الحکم سلطان ہند کے
اس جنگ مین شریک ہوئے ہین مگر ہم ویسے وزیر کی طرف سے نہین لڑتے ہین بعض وقت کا
نباہ کرتے ہین اسوقت جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر طے پا جاویگا ہم قسم
کھا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ کماؤن شروع ہوگی ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہہ پیام
احمد خان نے سُنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اوس سے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی
اور یہہ بھی کہا کہ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تھا بعد اسکے اوسنے رحمت خان نے
کہا کہ تم دوندے خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹون کی راہ جو اوسنے بند کردی ہے کھول دے حافظ

نے جوابدیا کہ لڑائی کیوقت دوندے خان کسیکا حکم نہین سنیگا ہان نواب خود اگر وہان تک چلنے کی
تکلیف کرین تو شاید وہ مانے۔ اور مین آپ کے ساتھہ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج ذیل کی ترتیب
سے تھی: دوندے خان کے عقب مین کمک کیواسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اُنکے پیچھے
فتح خان خانساماں تھا اور اُون کے بعد سعد اللہ خان و رحمت خان یہہ دونون ہاتھی پر سوار تھے
یہہ سب نواب احمد خان کا ہراول تھا نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندیخان
کے پاس گئے اور مرہٹون کی درخواست سے اوسکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنہون نے اپنے اقرار پر قسم
کھائی ہے اوسنے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خوامخواہ درخوست مصالحت کی کرینگے کیونکہ
اونکی حالت نہایت نازک ہورہی ہے تین طرف تو اونکے ندی حایل ہے اور چوتھی جانب ہم نے
راہ بند کردی ہے اب اونکا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع و بے تضیع اوقات اونکو ہم بآسانی شکست
فاش دیسکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے نواب نے جواب دیا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہے
مگر مذہب اسلام مین امان مانگنیوالے کو امان ندینا جائز نہیں بلکہ سخت بُرا ہے۔ اگر وہ جھوٹھی
قسم کھائینگے خدا اونکو سزا دیگا دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا اور اپنی پلٹنون کو حکم بھیجا
کہ رستہ کھول دین سپاہی وہانسے ہٹ گئے اور دشمن کے واسطے راستہ کھول دیا نواب احمد خان
اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کرواے روز دیگر افغان ناؤ کے پل پر
پر پہونچے جو وزیر نے سنگی رام پور پر بندھوایا تھا مسلمانون کے پہونچنے سے قبل مرہٹون نے پل
کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان وہان پہونچا اوسنے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا
حایل ہے دونون جانب سے توپین چلنے لگین جن مرہٹونکا نازک حالت مین رستہ کھولدیا گیا تھا
وہ بھی نواب کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئے مگر قریب نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر
دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھہ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی
روہیلا سرداروں نے نواب احمد خان سے صورت حال عرض کی اوسنے پوچھا تمہارے نزدیک
کیا مناسب ہے اُسوقت حافظ رحمت خان نے کہا کہ شب گذشتہ ایک خط نجیب خان کا سعد اللہ خان

کے نام آیا ہے وہ لکھتا ہی کہ مین تھوڑے عرصہ مین کمک کو پہونچتا ہون وہ دریاے گنگا کے
دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا آتا تھا جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو یہی مناسب نظر آیا کہ آگے
چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیئے سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہی اور فرخ آباد سے بیس میل
اور سنگی رام پور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے اونہوں نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی
مل سکینگی اور ہم دریا سے بہ آسانی اوترکر نجیب خان سے جا ملینگے اور بہ رسم یلغار ملہر راو کیطرف
بڑھینگے کیونکہ اسوقت ملہر راو کے پاس فقط تھوڑی سی فوج تھی لہذا ایل کی مرمت مین تضیع اوقات
کرنا خوب نہین اور کوچ کے وقت یہہ مشہور کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ
اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے اور تازہ رسد بہم پہونچا کر ہم پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ
شروع کردینگے - نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا اور افغانون نے کوچ کیا جب وے
چلے سرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش
کا مذکور سنا بہ تعجیل تمام پیچھے ہٹ کر اور سیدھی گھاٹ سے اوترکر بتاریخ ۹ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ مطابق
۱۷ نومبر سنہ ۱۷۵۱ع ملہر راو سے مقام سنگی رام پور جا ملا سیدھی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے
نیچے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی جب وزیر وہان داخل ہوا کل توپین سلامی مین سر ہوئین -
اونکی آواز سے پٹھانوں کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی
آمد سنی سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہہ بات قرار پائی کہ سیدھے بنگدہ کی طرف کوچ کرچلین
بنگدہ پرگنہ بداؤن مین خاص بدایوں سے دس میل ہی بازید خان حاکم توپخانہ طلب ہوا اور اوسکو حکم
ہوا کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سرکرکے روانہ ہو جاوے بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ روانہ ہوا اس کی
تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین دیگئی جب توپخانہ روانہ ہوگیا کل فوج مین پریشانی پھیل گئی
ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار و خاص خاص لوگ تو البتہ اس خوف سے
محفوظ تھے جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہہ حال دیکھا متردد ہوکر کہنے لگے کہ ہم کو توبے جنگ
شکست ہوگئی نواب [illegible] خان معہ فوج سعد اللہ خان کی فوج سے نصف کوس پر تھا اور اوسکو

اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلیون کا کیا حال ہے آفتاب طلوع نہ ہونے پایا تھا کہ سعد اللہ خان و حافظ
رحمت خان ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و دیگر سرداران نواب احمد خان کے پاس
پہونچے نواب اوسوقت سوتا تھا مستجاب خان و سرفراز خان نے جاکر اوسکو جگایا اور کل حال کہا اور
یہہ بھی کہا کہ سعد اللہ خان وغیرہ یہان موجود ہین - یہہ سُنکر نواب نے اپنے سردارون رستم خان
بنگش و سعادت خان آفریدی و منگل خان و جمال خان و ضابطہ خان و محمد خان و عبد اللہ خان
و انور خان و سعادت خان طویہ و شمشیر خان و محمد شاہدل خان غلزئی و دیگر کو طلب کیا اور شاہدل خان
و سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ پل کو توڑ ڈالو اور ناوین سو رجپور گھاٹ لیجاؤ
اور وہان پل طیار کرو مین آج مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم
مسلح ہو کر تیار رہو جب وہ خود روہیلیون کی طرف چلا اور اوسکو ساتھہ لیکر ایک کھلے ہوئے
وسیع میدان مین مقام کیا روہیلیون نے تب نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ
توپخانہ کے روانہ ہو جانے انکے دلون مین ہراس پیدا ہو گیا ہے اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین
جب یہہ حال ہے تو ہم میدان مین کیسے جنگ کر سکتے ہین نواب نے کہا اونکے ارادے سے مجھے
پیشتر ہی سے اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب
بات ہے دنیا بھر مین کوئی اوسکو پسند نہ کریگا روہیلیون نے سر نیچا کر لیا اور کچھہ نہ بولے بعد ایک
لمحہ کے کہنے لگے جو کچھہ ہوا سو ہو چکا تیر از کمان جستہ باز نہ آید بعد ازان بعد گفتگو و سوال جواب کے
اونہون نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے اس صورت مین بہتر ہے کہ آنولہ کو واپس جاوین اور
وہان اپنے خاندان کے لوگون کو مجتمع کرکے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہین نواب
کو گو یہہ منظور نہ تھا مگر بضرورت بزنہا پڑا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب بسمت آنولہ کو پہونچے
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین مقام کیا اور یہان ۹ گھنٹے مقام بھی کیا جب
صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا - دوسرے لوگ تمام رات
گھر کے کام مین نقد و جنس جمع کرنے مین اور مدفون کرنے مین اور یہان اور توپخانہ کے کام مین

مشغول رہے پھر گھرون کو چھوڑکر اپنے اہل و عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گھرون مین آگ لگادی پہر رات گئے رامپور پہونچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مرادآباد کی نواح مین پہونچے اور یہان چھہ گھنٹہ ٹھہرکر کاشی پور کی طرف چلے جو مرادآباد سے تیس میل شمال مین ہے اوسوقت ایک جاسوس آیا سیندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا اس مین یہہ لکھا تھا کہ جب وزیر نے سُنا افغان پہاڑ کی طرف ہٹے جاتے ہین اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہوکر دوا دوش کوچ کرتے ہوئے دشمن کے متعاقب جاوین اور کہین مقام نہ کریں ملہراؤ تانتیا بجمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کیواسطے معین ہوئے ہین وے پہونچنے ہی چاہتے ہین لہذا اتمکو لازم ہے بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر جا رہے امن تلاش کرو احمد خان نے اِس خط کو پڑھکر سرداران روہیلہ و احمد خان کو طلب کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیان دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئے اور دوسرے روز جنگل مین پہونچ گئے اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان تھا اور ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودے اور برج بنائے اب یہہ مقام قلعہ دولت آباد دکھن کی طرح مستحکم و بے گذر ہوگیا اِس جنگل کے وسط مین اپنا لشکرگاہ قائم کیا آنولہ کے سردارون نے بھی اپنے خیمے کھڑے کئے اور توپین قرینے سے نصب کرکے زنجیرون سے کس دین باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تھا اور کھانا اونکے پاس بالکل نہ تھا تھوڑے عرصے تک اُنھون نے نیشکر پر بسر کی تین چار روز اس صورت سے گذر گئے اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا تب نواب احمد خان نے روہیلیوں سردارون کو طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے ہمکو جائے امن تو ایسی عطا کی ہو کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے بھی جنگ کر سکتے ہین مگر غذا بہم پہونچانا نہایت ضرور ہے روہیلیوں نے جوابدیا کہ الموڑہ کا راجہ اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور سید موصوف ہماری قوم کا بھی ہواخواہ ہے اگر آپ سید کو کچھہ تحفہ تحایف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوس سے ذرخواست

بہم رسانی غلہ کی کرین تو بہت مناسب ہوگا نواب نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان نواب سے
رخصت ہوکر سیدھا سید کے پاس گیا سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانہ مین تھا اور جو تجویز
کیا گیا تھا اوس سے بیان کیا سید کو نواب کے پاس بولا لائے نواب نے اوسکو خلعت و تحائف
دیئے اور الموڑا کی طرف رخصت کیا سید کے پہونچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کے راہ سے
راجہ الموڑا کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے ہم تمہاری
دوستی سے امید رکھتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہونچنے پاوے بہ عوض اسکے روہیلیون کا تمام ملک
تمہاری ریاست شامل کردیا جاویگا جب سید معہ تحائف وہان پہونچا اور نواب کا خط دیا
الموڑا کے راجہ نے وزیرنے وزیر کے وکیل کو رخصت کیا اور کہا کہ یہہ انسانیت سے بعید ہے
کہ جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اوسپر کھانا بند کرین اوسنے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا
کہ جو گانون والے نواب کے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو بہت جلد اناج لاد کر نواب کے لشکر
مین پہونچا دین اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا سید وہان پہونچنے ہی نہ پایا تھا کہ ہزارون
پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے نمود ہوئے اور بیچنا شروع کیا افغانون نے اس غلہ کو نعمت
عظمی تصور کیا اور بیچارے بھوکھون مررہے تھے اوسکو بہت غنیمت جانا جتنا جس کو درکار تھا
خرید کیا اور شکر خدا بجا لائے اور کھانے پکانے مین مصروف ہوئے بعد ازان سید جواب خط
لیکر پہونچا اسکا مضمون سوائے خاص خاص لوگون کے اور کسی کو نہ سنایا گیا جب وزیر کا یار
ہوا اوسنے ملہر راؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سردارون
نے بہ ایفائے اپنے قول کے توقف کیا اور یہہ عذر کیا کہ تانتیا گنگا دھر اور مغل افغانون کے تعاقب
مین گئے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ اتنی انتظار کیجاوے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتے ہین
جب معتبر خبر ملجاوے گی تو اوسوقت کوچ بلیغار کرنا مناسب ہوگا تھوڑے سے ہی عرصہ مین خبر مشہور
ہوئی کہ نواب احمد خان و روہیلے دامن کوہ کی طرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا یہانتک
کہ نواب احمد خان کے قیام کے تین کوس قریب جا پہونچے یہان پر اونہون نے مقام کیا اور

اپنا لشکر موضع جکپا مین ڈالا ہر روز وزیر خود تو پیچھے رہتا تھا اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتا تھا روز شام کو وہ واپس آتے تھے وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہو کر اور اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لایا وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ نواب کے نواب کے توپخانے کے اوپر سے گذر کر لشکر کے پیچھے میدان مین جا کر گرتا تھا اس کوس بھر کے میدان مین اولے کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھین اور رات نہین ہونے پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کھچوا لیجاتا تھا دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچھہ بھی ضرر نہ ہوا پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہہ اور بھی وزیر کی تدابیر مین حارج تھا روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اسکا پانی اپنے لشکر کے گرد پہونچایا تھا ملہر راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش رستہ معلوم کرنے کی کی مگر سب بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اوس کے کارندہ کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنے ہم قوم افغانون کی مدد کو آیا ہے اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہے کہ مین آتا ہون سب کے سب دریاے سندھ کے کنارے مجتمع ہو کر میرے منتظر رہین خط مین یہہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی نہایت متردد ہو کر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور مقام سے زمینداروں کو لیکر بیہودہ جنگ کرنے گیا ہے اب تک یہہ بھی نہین معلوم ہوا ہی کہ وہ احمد خان پر غالب آیا یا فتحیاب ہونے کی کچھہ امید بھی ہے اب ہم کیا کرین فیروز جنگ نے آداب بجا لا کر التماس کیا کہ جو کچھہ غلام سمجھتا تھا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا چونکہ سلطان نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تھی لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے بادشاہ سلامت نے فرمایا یہہ تو سچ ہے مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہی اسوقت تم کو یہہ لازم ہے

کہ مشورہ دینے سے انکار کرو تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے
کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کرلو اور یہہ صلاح دی کہ علی قلیخان
چھگا اس قاصدی پر بھیجا جاوے اور علی قلیخان شقہ لیکر روانہ ہوا ہے +

راجہ اندر گیر کے اٹیٹون کا حملہ

وزیر نے اس خبر کو اپنے معتمدوں سے بھی مخفی رکھا . دوسرے روز اوسنے ملہر راو و آپا سیندھیا و تانتیا
گنگا دھر و سورج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو مہینے تو گذر گئے مگر ہنوز روز اول ہے تم ذرہ بھی آگے
نہ بڑھے اور نہ کچھہ مدد دی آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جوابدیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں
اور نہ خارستان و قلعہ و خندق کے اندر گھیرتے کہا کہ تمہارا دشمن میدان مین ہے نہ وہ قلعہ مین ہے
نہ خندق مین فقط پانی سدراہ ہے دو گوشون مشرق و مغرب کی طرف پانی نہین ہے مشرق کی طرف
نجیب خان و سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب سمت نواب احمد خان ہے اگر کوئی شخص تھوڑی بھی
تکلیف کرے تو اوسپر فتح حاصل کرسکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تم
اتنی تکلیف کیون نہین کرتے ہو اندر گھیر نے کہا کل مین نواب احمد خان کے مورچہ پر حملہ کرونگا اور
بے مدد اوسپر قبضہ کرلونگا - وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کرلاونگا یا اوسکا سر نیزہ پر
لاؤنگا سردار مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے اور سب سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے
مقام کو گئے آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گیر تم پر حملہ کریگا اور مجھے امید ہے
کہ یا تو وہ مارا جاویگا یا شکست کھاویگا جب رات ختم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گیر
بجمعیت سہ ہزار سوار و پیادہ تمامی از قوم اتیٹہ و ناگا مسلح با بان و بندوق وزیر کے روبرو گیا
اور حملہ کرنے کا حکم پایا قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گیر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر بچہ کو حکم
ہو کہ اول وے داؤ کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچہ پر کرین تاکہ کل پٹھان اوسطرف مخاطب ہون
اور نجیب خان کی مدد کو جاوین اور احمد خان کا جانب خالی چھوڑیں اور پٹھان اوسکا کوئی معاون نرہے

اوسوقت مین اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکے حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندگیر نے بڑھکر نشیب مین مقام
کیا اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچہ پر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی مغلوں نے
حتی المقدور بڑی جوانمردی کی مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھہ مقابلہ کیا اور اپنے دوستوں
سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا نجیب خان نے
سردار خان و دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنے اپنی جگہین چھوڑ کر آئین کیونکہ وہ سمجھتا تھا خاص
حملہ میری طرف کیا گیا ہے حافظ رحمت خان نے یہہ دیکھکر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے سوار
ہوکر نواب احمد خان کے پاس پہونچا مگر قبل اوسکے پہونچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہوکر
اپنے مورچہ کو جا چوکا تھا رحمت خان نے نواب سے عرض کی کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے تو پخانہ
کی طرف ہے نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ احمد خان پر قوم
اٹیٹہ کے ہاتھہ سے ہوگا لہذا تم اپنے مورچہ کو جاؤ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب ہشیار رہین
دیڈھ گھنٹہ دن رہے اٹیٹوں کی فوج میدان مین آئی پٹھان تمنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی
کی اجازت چاہی نواب نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھکر ارادہ جنگ کا کرو چنانچہ افغانون نے
دونون ہاتھہ آسمان کی طرف اُٹھائے اور فاتحہ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے دونون جانب سے
پیشتر بان و بندوق سر ہوئی اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی آخر الامر پٹھان
بڑھکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اٹیٹوں نے تاب
نہ لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندرگیر کا چیلہ اٹیٹوں پر حکمران تھا جب اوسنے دیکھا کہ ناگا اور
اٹیٹوں نے منہہ پھیر لیا وہ گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کیا چاہا اور اپنے خاص خاص
ہمراہیوں سے کہا تلوار لیکر حملہ کرو اونہوں نے اوس کے حکم کی تعمیل کی اور خوب جان بازی
سے لڑنے بھڑنے اُن میں سے مارے گئے اور باقی منتشر ہوگئے تب خود اٹیٹوں کا سردار شمشیر
بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوس کے مقابل ہوا تہوڑی دیر لڑکر پٹھان نے
اوسکو مار لیا اور اوسکا سر تن سے جدا کر لیا جب اٹیٹوں نے دیکھا کہ اوسکا سردار قتل ہوا بھاگ

دوسرے روز نواب راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ اوس کے استقبال کو نکلا یہہ دونوں بڑے تپاک
سے ہاتھہ مین ہاتھہ دئیے ہوئے راجہ کے خیمہ مین داخل ہوئے راجہ نے نواب کو بڑی بیش بہا
مسند پر بٹھلایا اور کوہستانی اشیا نذر گذرانین مثلاً باز وجرہ و دیگر طیور شکاری نافہاے مشک
و جور وسونا سوگند۔ یہہ ایک خوشبو مثل عطر گلاب کے ہے۔ اور رنگ برنگ کے نایاب راس
ٹانگن نذر کئے سوائے اسکے راجہ نے طرح بہ طرح کے جواہرات قیمتی پیش کئے نواب نے انکو
قبول کرنے سے انکار کیا تب راجہ نے کہا سید احمد سے کہ مین خود مقر ہون کہ یہ چیزین محض
بیقدر ہین لیکن اگر نواب توجہات سے قبول فرماوے تو مجھے نہایت درجہ خوشی حاصل ہوگی۔ تب
نواب نے اوسکی خاطر سے سب چیزین قبول کرلین دوسرے روز راجہ رخصت ہوکر اپنے پہاڑ کو روانہ ہوا۔

عہد و پیمان بتوسط علی قلیخان

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دنرات تردد رہتا تھا اسوقت علی قلیخان عباس [illegible]
اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہہ شقہ بدستخط خاص تھا جس مین
یہہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہئیے یہہ شقہ وزیر کو حوالہ کرکے علی قلی نے بادشاہ
کا زبانی پیغام یعنے احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری
طرف سے ہوگی تو اوس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنا چاہئیے
علی قلیخان نے جواب دیا کہ تجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ اتحاد ہے اگر
تمہاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کی طرف مائل کردون وزیر اس
تدبیر سے نہایت محظوظ ہوا علی قلیخان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے
تمہاری ملاقات کی کمال آرزو ہے بوصول اس خط کے نواب نے حافظ رحمت خان و دیگر
سرداران روہیلہ کو طلب کیا اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلیخان یکا
دوست ہے لہذا ملاقات مناسب ہے نواب نے جواب لکھا کہ آپ کے استفسار کی کیا ضرورت تھی

گهر آپ کا ہی جب یہہ جواب باصواب پہونچا علی قلیخان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی
کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ متصور ہو۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ
مین سمجھتا ہون کہ تمہاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہی جب علی قلی خان نواب کے توپخانہ کے
قریب پہونچا نواب احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا جب محمود خان وہان پہونچا دونون باہم
بغلگیر ہوئے اور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر احمد خان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نواب اوٹھہ کر لب فرش
استقبال کو آیا اور اوس سے بغلگیر ہوا ہاتھہ مین ہاتھہ دئے ہوئے مسند تک گئے بہت دیر تک
باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہونچایا جو خاص اوسی کے آرام
کیواسطے استادہ ہوا تھا بعد ازان طعام ترسم کا تیار کر کے بھیجا گیا شام کو احمد خان علی قلی خان
کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کی بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا
دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شقہ کو سر پر رکھا تعظیم کی
خاطر اپنی جگہ سے اُٹھہ کھڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہہ کر کے آداب بجالایا بعد ازان شقہ کو کھولکر پڑھا
اسکا مضمون بجز خاص خاص سردارون کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا شرائط صلح شروع ہونے سے
تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا کہ سلطان نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے احمد خان نے شقہ شاہی کو
پڑھکر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہی علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور
حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدیو تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین
کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے
محمود خان اور خاص سردار کو نواب سعد اللہ خان کے ہمراہ وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا
اس مین وزیر کی بھی آبرو بنی رہیگی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہینگے احمد خان نے جوابدیا کہ اس
امر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچھہ نہیں کہہ سکتا ہون احمد خان نے الفور سوار ہو کر
سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون کو طلب کر کے
امر مذکور مین صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اوس سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی

بساط ہی کیا ہی نواب نے پوچھا تمہارے اِس سوال سے غرض کیا ہی ملا سردار نے جوابدیا کہ معاملا
صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہیئے کہ جو خود کچھہ قوت اور اختیار رکھتا ہو کہ اگر ضرورت پڑے
تو تعمیل شرایط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے اوسکا مطلب یہہ تھا کہ
صلحنامہ ملہر راو و آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہیئے مگر کسی حال مین مجھے یہہ منظور نہین ہے
کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جاوے حافظ رحمت خان کو اختیار ہی کہ چاہے جاوے
یا نہ جاوے کیونکہ اوس مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے احمد خان نے سردار خان کو جوابدیا کہ مین
تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہون اور اوسپر عمل کرونگا بعدازان نواب اپنے لشکرگاہ مین واپس
آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تم پر اعتماد کامل ہی مگر روہیلہ سردار میرے
بیٹے کے بھیجنے مین رائے نہین دیتے ہین یہہ سنکر علی قلی خان نے جوابدیا واللہ تمہارے سردار
نہایت ذی ہوش اور دوراندیش ہین یہی میری خواہش تہی جو اونہون نے صلاح دی میری
مراد صلح سے تھی وہ حاصل ہی کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کی طرف راغب کرنے کی تھی
نواب نے جواب دیا کہ تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے
علی قلی خان رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا اور
کہا کہ مین نے احمد خان کو صلح پر توراضی کرلیا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ صلحنامہ بتوسط ملہر راؤ و آپا
سیندھیا کے ہونا چاہیئے لہذا کھانڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کیواسطے بھیجا
جاوے وزیر نے ملہر راؤ و آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب کے بیٹے کے یہان لانے کی
تدبیر کرو جب وہ یہان آویگا ہم کوئی تصفیہ کرلینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہہ
کہا کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پاوے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہی تب ملہر راو نے اپنے بیٹے
کھانڈے راؤ کو نواب کے بیٹے کے وزیر کے لشکر مین لانیکے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے احمد خان
سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راؤ ہمراہ ہوئے کہ نواب کے

مورچہ کے قریب پہونچا اوسکے آنے کی خبر نواب کو پہونچی اوسنے اوسیوقت محمود خان کو طلب کیا اور
کچھہ ہوسکے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھہ کیا اونمین حسام الدین بھی تھا جسکی
تصنیف سے ہم نے اس کتاب مین نقل کیا ہے اور سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا
جب کھانڈے راے نے اِس نوجوان کو یعنے محمود خان کو آتے دیکھا اپنے ہاتھی سے اُتر پڑا
اور اوس سے بغلگیر ہوا بعد ازان جب پھر سوار ہو گئے کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی محمود خان کے
ہاتھی کے پیچھے رکھا اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکر گاہ مین پہونچے ملہر راؤ و آپا سیندھیا
تانتیا اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے جب وہ سامنے پہونچے اوتر پڑے اور صاحبزادے
سے بغلگیر ہوئے بعد ازان ملہر راؤ نے اوس خیمہ مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار اوسکے
گرد بیٹھے تب دکھن کے تحایف نذر گذرانے گئے چند اشیا تو اوس نے قبول کین باقی گھوڑا
و ہاتھی وغیرہ اوسنے واپس کردین بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے اور کہا
سردار ذی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلیخان
کو جانے کا حکم ہوا سرداران اونکے ہمراہ واپس آئے جب مناسب فاصلہ پر پہونچے صف
صف باندھکر کھڑے ہوئے اونکے آنے کی خبر سنکر محمود خان و رحمت خان لشکر سے نکلے اونکو
آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا اور
اوسے بغلگیر ہوا تب یہہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا صاحبزادہ
ٹھہر گیا ملہر راؤ و آپا سیندھیا نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جا کر وزیر
سے اجازت لیجیے کیونکہ مین یہہ چاہتا ہون میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون
وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے۔ اور اسمعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تاکہ نواب کے آدمیون
کو روک نہ ہو مرہٹہ صاحبزادے کو وزیر کے خیمے مین لیگئے یہان وہ منتظر ملاقات کا بیٹھا تھا اِس
سراچہ مین تین صحن تھے صاحبزادہ دو صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوا
دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوترا اوتر کر پالکی مین سوار ہوئے تیسرے دروازہ

پر صاحبزادہ سے سنے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہونچ گئے
اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب ملہرراو و آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا
اور اوسکے ساتھ چلے صاحبزادہ لب فرش پہونچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون
ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہہ رسم سلام مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات
جنکو وہ زیادہ عزیز رکھتے ہین اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے ہین وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب
کی مسند پر صاحبزادہ کو بیٹھنے کو کہا صاحبزادے نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھہ مین لیکر
نذر گذرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی مگر صاحبزادہ نے اصرار کیا تب
اوسنے تبسم کرکے نذر قبول کی اوسکے بعد صاحبزادہ بیٹھا وزیر نے اوسکا ہاتھہ لیکر اپنے سینے
سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگا ادھر اودھر کی باتون کے بعد وزیر نے
کہا کہ پٹھان بھاگا نہین کرتے ہین تمہارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے محمود خان نے جواب
دیا کہ اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ میرا باپ دوغلہ ہے وزیر نے پوچھا اسکے کیا معنی صاحبزادے نے
کہا کہ میرے والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی تحریک
پاتا ہے بہادری سے میدان مین آتا ہے اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہوگیا کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھا اسکے بعد وزیر نے ملہرراو
و آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے ابھی کچھہ کھایا نہین ہے آپ براہ عنایت بابا
محمود خان سے رخصت ہوجئے یہہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے وزیر تب محمود خان
و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گیا اور خاصہ طلب کیا لقار اللہ خان نے مہمانون
کے واسطے کھانا بھیجا جب کھانے سے فارغ ہوئے وزیر نے اسمعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچہ
کی داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب خیمے کھڑے ہوچکے محمود خان و حافظ رحمت خان
وزیر سے رخصت ہوئے جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے کئی ہزار مغلون نے ان دونون
شخصون کے خیمون کو گھیر لیا جب نواب کے نوکرون نے یہہ حال دیکھا ہر ایک نے فوراً جاکر اپنے

مالکو نسے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھہ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے لہذا نہایت
متردد ہو کر اپنے سردارون کو جا کر خبر دی کھانڈے راو یہہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے بعجلت
تمام فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالایقون پر حملہ کر کے انکو منتشر کر دو یہہ حکم سنکر مغل
بھاگ کھڑے ہوئے سراسیچہ پہونچکر کھانڈے راؤنے دیکھا کہ محمود خان اور حافظ رحمت خان مسلح بارادہ
مقابلہ کھڑے ہین کھانڈے راؤ کو دیکھکر نواب محمود خان نے مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا
کہ مین کسیصورت سے وزیر تک پہونچ جاؤن اور خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر
سپاہی میرے تابع کر دو تاکہ وزیر کو اپنے زور کا مزہ چکھا دون کھانڈے راؤنے جواب دیا
جب وزیر فقط اپنے ہی بھروسہ پر رہ جائیگا تو وہ آپ اپنے کئے کی سزا پاویگا اب تم کو لازم
ہے کہ فوراً یہانسے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹہ کے لشکر کو بائین جانب چھوڑکر
دامن کوہ کی طرف روانہ ہوے جب وے احمد خان کے لشکر کے قریب پہونچ گئے کھانڈے
راؤنے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے راؤ کے واپس آنے سے قبل ملہر راؤ
و آپا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور ہی تو ہم کو درمیان مین ڈالنے
کی کیا ضرورت تھی اور کسقدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا
خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اصل حال ہے وہ علی قلیخان
سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنیسے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے جب علی قلیخان وہان
آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ انسے کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے
سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اونکو کچھہ ضرر پہونچا ئین لہذا مین نے وزیر سے مشورہ لیکر
ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کر دیا +

افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش

جب صلحنامہ کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا

رہنیوالا محبوب عالم نام بڑا ذولعلم اور عقیل تھا یہہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر
ہوگیا تھا۔ اوسکی ذہانت کی وجہہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے
اوس سے کہا کہ مین نے اِن افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون
اس موقع پر راست آتا ہے کہ چند بیشمار پر غالب رہینگے تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے
مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون۔ سید نے جوابدیا کہ اس ہیچ اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر
مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے نیز اِس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے
پسند خاطر نہ آوے معرض عرض مین نہ لایا وزیر نے جوابدیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجکو تم پر
اعتبار ہے جو کچھہ خیال تمہارے دل مین ہو بلاتکلف وبخطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت
کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے یا کل قوم افغانان کا قلع قمع
ملحوظ خاطر ہے وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہے مگر چونکہ دوسرے بھی اوس سے شریک ہوئے
ہین لہذا مجھے تمام قوم افغان کے استیصال کرنی پڑی تب اوسنے پوچھا کہ اگر دوسرے پٹھان
احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا اوسنے کہا اونکے
مرتبہ وعزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اونکو رتبہ وجاگیر ہوگی
اور باقی داخل لشکر کئے جاوینگے تب سید نے عرض کی کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین
کی گذارش یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط ومہر خاص لکھوا دیجیے اور
یہہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھہ اِسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب راے عالی ہو مجھے
ملے وزیر نے سید منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم
پروانجات تیار کرے اور جب سب تیار ہوچکین سید موصوف کے حوالہ کرے میر قدرت علی وسید
محبوب عالم تب رخصت ہوکر منشی کے پاس آئے جب پروانجات تیار ہوچکے وزیر کی خدمت مین
بغرض منظوری پیش ہوئے اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمہ مین محبوب عالم کے حوالہ کئے گئے ایک
شخص میر معز الدین نامی ولد شاہ ظہیر الدین گوالیاری حسام الدین کا چچا زاد بھائی تھا مگر اوسوقت

وزیر کے لشکر مین حاضر تھا میر قدرت علی اوسپر بہت اعتماد رکھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا
سبب اوسکا یہہ تھا کہ قدرت علی سید حسن دانشمند داتی پوری کی اولاد سے تھا اور یہہ سید حسن دانشمند
خلیفہ میران حمید الدین حضرت محمد غوث گوالیاری کا تھا اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمہ مین
آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہوگئی جبین گفتگو
محبوب عالم کو یہہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچا زاد بھائی ہے اور نہایت دوست بھی ہی محبوب عالم
نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھہ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کر رکہ وہ تو
تھوڑے عرصہ مین یا تو قتل ہو جاویگا یا گرفتار ہوگا لہذا مصلحت یہی ہی کہ تم فوراً وہانسے یہان
چلے آؤ اور کل اسباب اپنا وہین چھوڑو یہان اور مہیا ہو رہیگا جسوقت تم یہان پہونچوگے اوسوقت
وزیر سے تمہاری ملاقات ہو جاویگی اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا میر معز الدین نے اس مضمون کا خط
لکھکر محبوب عالم کے حوالہ کیا اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا مؤ و شمس آباد کے
تھے اون سب کے نام چٹھیان لکھین اونکا مضمون یہہ تھا کہ مینی وزیر سے تمہاری سب کی سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبہ کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین نے مضبوطی کے
واسطے شقہ بہر وزیر لکھوا لیا ہے لہذا انکو لازم ہے کہ فوراً وہانسے چلے آؤ سب پروانے اور اپنے خطوط
اکٹھا رکھکر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھہ اپنے خاص نوکر بھائی خان کے ساتھہ احمد خان کے لشکر کو
روانہ کئے صاحب داد خان خٹک و محبوب عالم دونون شمشیر خان چیلہ کے پاس نوکر تھے اور یکجائی
کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہوگئی تھی گویا ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسہ پر محبوب عالم
نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی داد خان خدمتگار صاحب داد خان کے خیمہ کو پہونچا اور کل خطوط
و پروانجات اوسکے حوالہ کئے اور وہان حسام الدین کے خیمہ کی طرف چلا اور پہونچکر معز الدین کا خط
حسام الدین کو دیا حسام الدین نے کھولکر اس خط کو پڑھا اور حسب ذیل جوابدیا آپ یہہ خیال فرماتے
ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف مین ہون یہہ تصور آپ اپنے دل سے
دور رکھئے نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھہ جوان ہین اور یہہ سب کے سب بڑے بہادر

کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین بلکہ جان سے ہاتھہ دہوئے بیٹھے ہین اور اسپر کمربستہ
ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین یا میدان ہین مرین آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر امادہ ہو
اوسکا مارنا آسان نہین ہی **قطعہ** ہرکہ دست خویشتن از جان بشست * خود بماند دشمن خود را بکشت
مردہ می یابد نجات از دست موت * زندہ ہا اورا نماید حملہ پشت * دیا بالغرض یہہ بہی تسلیم کیا جاوے
کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کریگا اب مین آپ سے پوچھتا ہون
کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھونسے خوف مین ہوتا اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑکر ہماری طرف آکر
اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اسبات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچاکر
آبرو خاک مین ملا دیتے مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھہ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نمی پسندی
بہ دیگرے مپسند مجھے آپ معاف رکھئے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کرسکتا ہون یہہ جواب
بھائی خان کے حوالہ ہوا اور وہ لیکر صاحب داد خان کے خیمہ مین آیا اور اوسنے بہی جواب خط کا
دیا اور تحریر کیا کہ مین نے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کردئے جو کچھہ اوسکا نتیجہ ہوگا اوس سے بعد ازان
اطلاع دیجائیگی مین قاصد کو نہین رکھہ سکتا ہون کہ اس سے مین خود آفت مین پڑجاؤنگا لہذا قاصد کو
واپس بھیجتا ہون قاصد یہہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا روہیلہ جو رہزنی و لوٹ مین جو سعد اللہ خان
و احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و رہزنی مین طاق تھے اب انہون نے یہہ اختیار
کیا تھا کہ توپخانے داہنی و بائین جانب پوشیدہ رہتے تھے جب رات ہونی تھی وزیر کے لشکر مین
جاتے اور گھوڑا اور اونٹ و سامان جو کچھہ ملتا لوٹ لاتے وا وسکو لیکر پھر اپنے مقام معہود مین مخفی جا بیٹھتے
تھے اتفاقاً یہہ قاصد اونکے قریب سے ہوکر گذرا اور انہون نے اوسکو گرفتار کرلیا اور نواب کے روبرو
لائے نواب نے قاصد کو سامہنے بولاکر پوچھا کہ تم کس غرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان
کے خوف سے کل حال بیان کردیا اور دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالہ کئے جب نواب نے ان
خطوں کو دیکھا اوسنے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے
گرفتار کیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے

مخاطب ہوکر پوچھا یہہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم کتابت رکھتے ہو اوسنے جواب دیا حضور
میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوسنے کیا لکھا تھا اوسنے جواب دیا جو کچھہ تحریر کیا تھا حضور
کے روبرو ہے اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے رستم خان بنگش و حاجی سردار خان و مستجاب خان
اوسوقت حاضر تھے اونکی طرف متوجہہ ہوکر نواب نے کہا کہ یہہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اوس نے
نہایت حق نمک خوب اداکیا دیکھو اوسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب نواب نے وہ خط با آواز بلند
پڑھکر سنایا اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی نواب نے حسام الدین کی طرف
پھر کر کہا کہ جو کچھہ مجھے تم سے امید تھی وہی تم نے کیا انشا اللہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ مین تمہین اس
صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان
و سید احمد کو بلا کر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کی کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے
لیکر سیل بھیت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوسکو
فوراً قتل کر ڈالو اور اوسکا اسباب ضبط کر لو اب پانچون روہیلہ سردار رخصت ہوئے نواب نے حاجی سردار
کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اوس حکم کی تعمیل ہوئی +

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

غنیم کے لشکر کی صورت حال یہہ تھی کہ مغرب کے بعض راجگان نے ملہر راو و آپا سیندھیا کو لکھا
کہ احمد شاہ درانی قوم افغان کی مدد کو آتا ہے اور اوسنے دریاے سندھ کو عبور کیا ہے اور سریع ملغار
بڑھتا آتا ہے اس خبر نے مرہٹون کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب واسطے مشورہ کے مجتمع ہوئے
اور متفق الراے ہوکر وزیر کے پاس گئے اور اوسکو ملامت کر کے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد
ہم سے مذکور نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور اونہون نے یہہ بھی کہا کہ یہہ تو بخوبی معلوم ہو چکا کہ
کہ ہماری اور تمہاری دونون کی سپاہ نے ہم کی صعوبت دیکھکر بالکل دل ہار دیا ہے اور
عاجز ہوگئی ہین سواے اسکے پہاڑ کے پانی نے اوس مین ایسا اثر پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اکثر مرگ

مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہین چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اونمین بڑا خوف
پھیل رہا ہے اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سُنینگے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع
کرینگے اب وزیر کا کام یہہ ہے کہ اس امر کو انصاف کرے ہمارا کام فقط مان لینا ہے وزیر دریاے
حیرت مین ڈوبا اور بعد بڑے غور و تامل کے اوسنے کہا کہ مین نے اسکا تصفیہ تمہاری راے پر
چھوڑا جو تمہاری راے مین آوے سو کرو مرہٹون نے کہا اب تلوار میان مین کرنا چاہئے اور نواب
علی قلیخان کو لشکر مین بھیجنا چاہئے وہ اوس سے جا کر کہین کہ وزیر بہ تعمیل حکم بادشاہ جنگ سے
دست بردار ہوا ہے لہذا تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو احمد خان کو کل ملک موروثی اوسکو دیا جاتا ہے
بدین شرط کہ اوسکے عوض وہ بیس لاکھ روپیہ بطور نذرانہ کے داخل کرے اور جب تک یہہ روپیہ
ادا نہ ہو نصف ملک مکفول رہے یہہ شرایط وزیر نے منظور کین اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد
آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دونون
ایلچی روانہ ہوئے وزیر سے پوشیدہ ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہہ کہدیا کہ تم
احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرایط علی قلیخان پیش کرے تم
بلا رد و کد منظور کر لینا کیونکہ اسوقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہارے بہر حال ہوا خواہ ہین
اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمگی پر وزیر کے لشکر مین بھیجدو جب یہہ دونون احمد خان کے لشکر مین پہونچے
علی قلی خان نے کہا ہم دونون ایک ساتھ ملاقات کرین مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کر لو
مین کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا بعد ادھر اودھر کی باتون کے معاملہ کی گفتگو
شروع ہوئی علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ گنگا دھر مرہٹون کا وکیل کل حاضر ہوگا تانتیا
دوسرے روز نواب کے روبرو حاضر ہوا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے ملا سردار خان کی یہہ
راے ہوئی کہ معاملہ ملہر راو و آپا سیندھیا کی راے پر چھوڑنا چاہئے اسپر نواب نے بعد وداع علی قلیخان
و تانتیا کو بلا بھیجا اور اونسے کہا ہم ملہر راو و آپا سیندھیا کو ضامن رکھنے کے واسطے نصف
ملک تا اداے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہین بعد ازان نواب علی قلی خان کے خیمہ کو گیا اور

ادس سے کہا کہ فقط بادشاہ سلامت کی خوشنودی کے واسطے ہم صلح منظور کرتے ہیں اسکے بعد
اوسنے منشی کو طلب کیا اور خط مشعر شرایط مجوزہ سرداران مرہٹہ تحریر کر دیا یہہ خط تانتیا کے
حوالہ کیا اور زبانی یہہ کہا کہ مین تمہاری ضمانت پر نواب محمود خان کو بھیجتا ہون - ایک نقل یون تہی
کہ شرایط تانتیا کی پتّروں تانیہ پر کندہ کی گئی تہی جسکو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل
کرلیا جب نواب محمود خان و حافظ رحمت خان مرہٹون کے لشکر مین قریب پہونچے ملہر راؤ
وآپا سیندہیا وپٹیل راؤ واتما گیرد دوسرے سرداروں کے استقبال کو آئے دوسرے روز ملہر راؤ
وآپا سیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور تانتیا گنگادھر نے کہا کہ محمود خان ورحمت خانسے
کہو کہ وزیر کے لشکر کو چلین بعد ملاقات کے وزیر نے اپنی میر منزل کو حکم دیا کہ خیمہ خرگاہ روانہ
کرو ہمارا عزم کوچ کا ہے دوسرے روز کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے
کنارہ پر پہونچے اور یہان اوسنے ملہر راؤ وآپا سیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا اور خود معہ
محمود خان ورحمت خان کو لئے ہوئے لکہنو کی طرف روانہ ہوا اونسے اوسنے کہا کہ جب معاملہ
کی تکمیل ہوجاویگی مین تم کو رخصت کرونگا - بموجب حکم کے مرہٹون نے دریائے گنگا کو عبور کرکے
قنوج کی روانگی کے بعد نواب احمد خان ونواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل نکل کر اوس مقام
پر خیمہ زن ہوئے جہان وزیر کی فوج قایم تہی وہان سے کوچ کیا اور فرخ آباد احمد نگر کو جا پہونچا
اوسکے واپس آنے کی تاریخ ابتدائی ۱۷۵۲ء ہوگی اس عرصہ مین وزیر لکہنو کو پہونچا چار پانچ روز
بعد اوسنے نواب محمود خان اور حافظ رحمت خان کو طلب کیا پہلے محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ
عنایت کی بعد ازان اوسکے والد کا ملک بحال کردیا اور اوسکو قایم جنگ کا لقب بہی دیا حافظ
رحمت خان کو بہی خلعت عطا ہوا بعد ازان تانتیا کو سند اسبات کی کہ تا اداے نذرانہ شاہی
احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرلے یہہ ملک اوسکو بہ عوض اوس بقایا کے ملا جو وزیر سے اوسکو
یافتنی تہا محمود خان وتانتیا رخصت ہوکر جانب مغرب روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان انولہ کی
طرف چلا جب محمود خان قنوج کے قریب پہونچا سب مرہٹے اوس سے ملنے کو آئے اور مہمانداری

کی تیاری کی دو روز مقام کرکے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام کو پہونچکر اوسنے اپنے باپ کی ملازمت حاصل کی اور اوسکو جعفر خان کا مکان رہنے کو ملا بعد ازان وزیر لکھنؤ سے فرخ آیا اور وہان سے ملہر راؤ و سیندھیا کو ہمراہ لیکر براہ اٹاوا دہلی کی طرف روانہ ہوا اوسکے تھوڑے روز بعد احمد خان نے محمد جہان خان کو اپنے اہل و عیال کے لانے کے واسطے دہلی کیطرف روانہ کیا دولہن بیگم فی الفور فرخ آباد کو واپس آئی اوسکے بعد نواب کے بھائی بھتیجے چیلے رعایا اور سب خوش و خرم آ آکر اپنے اپنے گھرون مین بسنے لگے صاحب بیگم بیوہ قایم خان بھی واپس آئی اور قلعہ امیٹھی مین رہنے لگی عالیہ بیگم بی بی صاحبہ نے بلند محل مین سکونت اختیار کی یہہ مکان سابق مین اوسکے بیٹے قایم خان کے قبضہ مین تھا +

احمد خان کی دوسری شادی

جب نواب کا سب کار و بار درست ہوگیا تو وہ عیش مین مشغول ہوا اور نئی زوجہ کی فکر اوسے پیدا ہوئی اوسکے درباریون نے اوس سے کہا کہ ایک حسین لڑکی ہے جو آپ کے بستر کے قابل ہے ایک شخص عالی خاندان جو نواب خان جہان کی اولاد سے تھا اور جسکو عہد شاہ جہانی مین بڑا اقتدار حاصل تھا گردش زمانہ سے بگڑکر مفلسی مین مبتلا ہوگیا اتفاقاً اوسنے شمس آباد مین رہنا اختیار کیا بعد تھوڑے عرصے کے وہ اس دار فانی سے ایک بیوہ اور ایک بیٹی خیر النسا نام چھوڑکر رخصت ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ یاقوت خان خان بہادر نے اس لڑکی کو اپنی تبنیت مین لیا یہہ لڑکی اب تک دوشیزہ تھی اور خان مرحوم کے گھر مین رہتی تھی۔ یہہ حال سنکر غائبانہ اوسپر عاشق ہوا اور اوسکو بلاکر خاص محل مین داخل کیا اور بعد تیاری اوسکے ساتھ نکاح کیا اوسوقت سے وہ اوس سے ایک لمحہ جدا نہ ہوتا تھا اور اکثر یہہ شعر اوسکی زبان پر رہتا تھا۔ دو سالہ و محبوب چاردہ سالہ + ہمین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر + بعد ایک زمانہ کے سنہ [illegible]ع تا سنہ [illegible]ع مطابق سنہ [illegible] ہجری مین اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اس خوشی سے

اوسنے عزیزون اور مسکینون کو بہت کچھہ دیا لیا نواب نے لڑکے کے نام نکالنے کے لئے قرآن کھولا
اوس مین حرف دال نکلا تب اوسنے نجومیون کو طلب کرکے کہا کہ لڑکے کا زائچہ کھینچو آخر اوسکا نام
دلبر ہمت خان قرار پایا اوسکی خبر بادشاہ سلامت کو معہ تحایف مناسبہ بھیجے گئے بڑی دھوم دہام
رہی اور چھہ روز تک بڑی ضیافت و مہمانی ہوتی رہی عاقلہ نام ایک دائی اوسکی رضاعت
کے واسطے متعین ہوئے بادشاہ نے ماہی مراتب معہ لقب و خلعت لڑکا کو بھیجا نواب نے
ایک گلال باڑی عیدگاہ مین قایم کیا اور لڑکا کو پالکی پر بٹھلاکر بادشاہ کی عطیات لے آنے
کے واسطے لیگیا اوس لڑکے کو خلعت پہنایا گیا اور مظفر جنگ کا خطاب ملا توپین سلامی سر
ہوئین نوبتخانے بجتے ہوئے و روپئے اشرفیان لوٹاتے ہوئے آہستہ آہستہ قلعہ کو لوٹے
جب لڑکا چار برس چار مہینے چار دن کا ہوا اوسکو بسم اللہ پڑھائی اور مکتب کو بھیجا اوسکو ایک
اتالیق کے حوالے کیا اور علما اوسکی تعلیم کی خاطر مقرر ہوئے تھوڑے عرصے مین اوسنے علم
حاصل کیا تب اوسکے باپ نے اوسکو امور ملک داری تعلیم کئے

غازالدین خان عمادالملک کی پہلی ملاقات

۱۱۷۰ ہجری مطابق ۲۱ ستمبر ۱۷۵۶ء لغایت ۱۰ ستمبر ۱۷۵۷ء احمد شاہ درانی نے پانچوین حملہ کے
زمانے مین غازالدین نے اس امر کی اجازت حاصل کی کہ ملک مابین گنگا جمنا سے کچھہ زر بطریق
نذرانہ وصول کرے مگر اوس سے اوسکا اصل منشا یہہ تھا کہ شجاع الدولہ اودہ کے نواب وزیر سے
روپیہ جبراً وصول کرے دہلی کے شاہزادون ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی و مرزا بابر برادرزادہ
شاہ مذکور و اعزالدین معہ افواج درانی زیر حکم جانباز خان ساتھہ لیکر غازی الدین فرخ آباد کی طرف
بڑھا اور اپنی فوج بہ سرداری یحیی خان ولد زکریا خان روانہ کردی اس فوج نے تھوڑے عرصے مین
دریاے گنگا کو عبور کیا اور گڑا وہاری ندی تک جو ملک اودہ کے حدود کے قریب ہی جا پہونچے
شجاع الدولہ لکھنو سے روانہ ہوکر حملہ آور ون کے رد کرنے کے ارادے سے ساندھی پالی تک آیا

یہہ مقام لکھنؤ سے ۸۰ میل ہی مگر آخر کار سعداللہ خان روہیلہ کی حسن تدبیر سے فقط پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ دینے سے تصفیہ ہوگیا۔ شوال سنہ۱۱۷۰ ہجری مطابق ۲۵ جون سنہ۱۷۵۷ع غازالدین معہ ہر دو شاہزادگان فرخ آباد مین داخل ہوا اس عرصہ مین احمد شاہ درانی یکایک متھرا سے دہلی کو واپس آیا اور شاہ دہلی کے عمادالملک کی شکایت اور نجیب خان کی سفارش کرنے پر احمد شاہ درانی نے نجیب خان کو امیرالامرا کیا اور انتظام دارالخلافت اوسکے سپرد کیا عمادالملک نے اسکا عوض یون لیا کہ احمد خان کو امیرالامرا کا لقب دیکر اوسے کو عہدہ پر مامور کیا غازالدین خان اب دہلی کی طرف بڑھا اور کچہہ احمد خان کی فوج اور مرہٹون کی مدد سے اوسنے فوراً نجیب خان کو دہلی سے نکالدیا اس ملاقات سے غازالدین خان اور احمد خان مین نہایت درجہ اتحاد ہوگیا یہانتک کہ وزارت سے معزولی کے زمانے مین نو سال تک اوسنے احمد خان کے پاس پناہ لی اب اونکی دوسری ملاقات کا مذکور آگے چلکر ہوگا ❊

جنگ پانی پت مین احمد خان کی کارروائی

جب سنہ۱۱۷۳ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ۱۷۵۹ع لغایت ۱۳ اگست سنہ۱۷۶۰ع احمد شاہ درانی چھٹوین بار ہندوستان پر حملہ آور ہوا احمد خان معہ سرداران روہیلہ اوسکی ملازمت کو گیا چہارم ذی الحجہ سنہ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۸ جولائی سنہ۱۷۶۰ع بمقام کویل اوس سے ملاقات حاصل ہوئی اسکے تھوڑے عرصہ بعد داتاجی سیندھیا کو شکست ہوئی احمد خان حملہ آور کا بخوبی مطیع ہوا ہوگا کیونکہ اوسنے بافراط رسد اوسکو اپنی فوج کے بدرقہ کے ساتھہ روانہ کی تھی۔ ہولکر جو اس شکست سے محفوظ رہا تھا اسوقت آگرہ میں تھا اس بدرقہ کی خبر سنکر دریاے جمنا کے پار ہوا بہت سی رسد چھین کر اور برباد کرکے پھر جمنا پار چلا گیا افغانون کی ایک جمعیت اوسپر بھیجی گئی جنہون نے پاشنہ کوب اوسکا تعاقب کرکے بڑی خونریزی کے ساتھہ اوسے شکست دی احمد شاہ نے جمنا پار آگے بڑھ کر انوپ شہر مین اپنی لشکر گاہ کا پڑاؤ ڈالا تھوڑے عرصہ بعد شجاع الدولہ بھی اطاعت کی طرف مایل ہوا ایک مورخ اوس مقام پر لکھتا ہی کہ اسکا باعث حافظ رحمت خان و احمد خان تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد سداشو بہاؤ ایک لشکر عظیم بہ سرداری جنکوجی ولد اپاجی سیندھیا و ابراہیم

گاردی ملہر راو و دیگر سرداران کو لیکر دکہن سے داتا جی کی شکست کا انتقام لینے کے واسطے آیا ۲۵ اکتوبر ۱۷۶۰ء احمد شاہ اوس شہر سے روانہ ہوا اور دہلی سے بیس میل اوپر دریائے جمنا کو عبور کیا احمد خان غالب جنگ بھی بجمعیت پانچ ہزار جوان حاضر تھا مرہٹے پانی پت کے مقام پر اپنا لشکر ڈالنے اور خندق بنانے کے واسطے بڑھے اور احمد شاہ اونکے مقابل خیمہ زن ہوا روز چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی اور ایک دو چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین اس مین دو مہینے کے قریب گذر گئے اور مرہٹون کی رسد بھی اختتام کو پہونچی تب اونکو مجبوری جنگ عام کرنا پڑی ـ نقل ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کا سر کاٹ لائے اوسکو ایک روپیہ انعام ملے ہر روز دس ہزار سوار گانون کو لوٹنے اور رسد کو روکنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے ان سوارون کو جو سائیس یا گھاس کاٹنے والا یا مزدور یا کوئی چھوٹا بنیا ملجاتا اوسکو پکڑ کر اوسکا سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ انعام لیتے جب یہہ خبر احمد خان کو معلوم ہوئی اوسنے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کو زندہ پکڑ لاویگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی لانے لگے اور دو روپیے لینے لگے آدھی رات کو انکو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہہ لوگ بھاو کے لشکر مین پہونچے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے شجاع الدولہ و نجیب خان نے اوسکی خبر احمد شاہ درانی کو پہونچائی اور اوس روز سے وہ نواب سے ناخوش ہوگیا ناراضگی بڑھانے کی غرض سے ہر روز سرداران مذکور نے یہہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونیکے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے بادشاہ نے کچھہ جواب نہ دیا مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ خود خاندان بنگش سے تھا احمد خان کو بلوا بھیجا جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اوٹھا اور اوسکو اپنے پاس جگہہ دی اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا ای غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین سے ہو مگر تھوڑی سی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے احمد خان نے جنگباز خان بنگش کی زبانی سب برائیان سنی تھین جو اوسکے دشمنون نے کہی تھین بجواب شاہ ولی خان وزیر کے سوال کے کہنے لگا کہ مین نے بھی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون

کیونکہ گوبند راو پنڈت بوندیل کھنڈ سے تین ہزار جوان لیکر آیا ہے اور جمنا ان اوتر کر دریاے مذکور کے کنارے پر خیمہ زن ہوا ہے اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست و میرا مکان لوٹ لیا جاتا ورا سے ازین مین نے اِس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صفدر جنگ کو معہ سورجمل و ہمت سنگہ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے اور اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس قصد سے باز رہا شاہ دلے نے جوابدیا جو کچھ تم نے اِسوقت بیان کیا مین نے اِسکی خبر کامل سُنی تھی آخر نواب یہہ کہکر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا احمد خان کے توپخانہ کے مقابل ابراہیم گاردی کا توپخانہ تھا اوسکے زیر حکم بارہ ہزار باقاعدہ پیدل فوج تھی واوسکی فوج قواعد دان ہونے کی وجہہ سے اوسکا لقب گاردی تھا یہہ انگریزی لفظ ہے ایک رات تاریکی شب مین ابراہیم نے یہہ دیکھکر کہ احمد خان کے زیر حکم فوج کم ہے یہہ حکم دیا ہم اوسپر شبخون مارینگے تھوڑی رات باقی رہے اوسنے احمد خان کے مورچہ پر یک بیک آپڑنی کی کوشش کی مگر احمد خان کی سب توپین چڑھی ہوئی تھین اور بعض بعض پر چادرین بھی تھین چونکہ موسم جاڑے کا تھا جابجا الاؤ لگے تھے اور اُنپر متعلقین لشکر تاپ رہے تھے اوہنون نے گھوڑون کی ٹاپون کی آہٹ سُنکر ایک دوسرے سے کہا کہ مرہٹے ہم پر آتے ہین یہہ کہکر اور چھوٹے ٹھیکرے مین الاؤ مین سے آگ نکالکر توپون کی سوراخ کی راہ سے توپون پر ڈال دی اور سب توپین یکبارگی چل گئین بہت سے دشمن ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اور احمد خان کی جانب ایک متنفس کو بھی صدمہ نہ پہونچا [illegible] ہوگیا مگر نواب کو جگایا بھی نہین صبحکو شاہ درانی میدان جنگ کے موئنہ کو آیا احمد خان اوسکے استقبال کو گیا تب شاہ نے کہا کہ جس بہادری کا مین نے مذکور سُنا تھا اپنی آنکھونسے دیکھی اوسنے اپنا جیغہ اوتارا اور نواب کو انعام دیا اسکے بعد نواب کے دشمن نادم و شرمسار ہوئے ۔ ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ع کو بروز جنگ عظیم احمد خان کو یہہ حکم ہوا چونکہ تمہاری فوج کم ہے لہذا تم عورتون کی حفاظت کرو نواب نے غصہ مین آکر جوابدیا کہ یہہ کام مخلیون کا ہے میرا کام میدان مین لڑنے کا ہے تب شاہ ابدالی نے اسکو داہنے بازو کی طرف بھیجا اور اس جانب اول

حملہ ہوا بعد تھوڑی لڑائی کے جس مین ابراہیم گاردی زخمی بھی ہوا مرہٹے غالب رہے احمد خان اپنے
داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس بطلب مدد بھیجا جب قاصد بادشاہ کے پاس پہونچا شجاع الدولہ
اور نجیب خان نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ عنایت علیخان
ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے لہذا نواب کو کوئی ضرورت کمک کی نہیں ہے
البتہ عنایت علیخان کو زیادہ کمک کی حاجت ہے جب مشرف خان نے جاکر نواب سے کہا کہ بادشاہ
نے کچھہ جواب نہین دیا اونسے کہا کہ تم جاکر بہ اصرار کہو آخر کار دو دستون کو جانیکا حکم ہوا اونکی پہونچنے
سے میمنہ کو قوت ہوگئی اور مرہٹے ہٹنے لگے بسواس مارا گیا سداسیو بھاؤ بھاگا اور بڑا ہنگامہ برپا
ہوا اور قریب دو بجے دن کے میدان ہاتھہ آیا دائم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ احمد خان
خلعت کیواسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر
میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس مین نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا
شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگا کیا باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین نواب نے جواب دیا
کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف ہین یعنے اونسے وزیر کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا
تب نجیب خان شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور ہجو ملیح کے اوسکی خوب تعریف کی اور کہا
یہہ تو مجھے عنایت کیجئے نواب احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے نجیب خان نے کہا لوہا مفت
نہین لیتے ہین لہذا اونسے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرہ پن سے بڑے ادب کے ساتھہ اوسکو دونون
ہاتھون پر رکھہ کے نواب کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسہ کو اٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا
جا سے ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے ملازم تھے ۔ اور یہہ بات سچ
تھی کیونکہ نجیب خان نے پہلے محمد خان غضنفر جنگ کے پاس جمعدارون مین پانچ روپیہ ماہواری
کی نوکری کی تھی اور بعد ازان غازی الدین کلان کے پاس سات روپیہ ماہواری پر نوکر ہوا
پہلی ملاقات نواب احمد خان سے ہوئی اور اوسکو خاص اجازت تین آدمیون یعنے فخر الدولہ بخشی
و مہربان خان دیوان و دایم خان کو ساتھہ لانے کی ملی شاہ ولی خان وزیر چونکہ بنگش خاندان

سے تھا اوسنے نواب احمد خان کی بڑی سفارش کی اور اسی واسطے وہ پیشتر طلب ہوا جب دوسرے امیر وہان پہونچے بادشاہ نے احمد خان کو حکم بیٹھنے کا دیا ۔

نواب کے آخر زمانے یعنی سنہ ۱۷۵۹ع سے لیکر سنہ ۱۷۷۱ع تک بہت سے ذی رتبہ لوگ وقتاً فوقتاً فرخ آباد مین آئے

بہت سے دہلی کے امرا نے وقت زوال شاہی و مرہٹون کے دار السلطنت پر قابض ہونے کے فرخ آباد مین پناہ لی جب عبد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے حافظ رحمت خان کو قتل کرنیکی کوشش کی تب وہ بھاگ کر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا اور احمد خان کے درمیان پڑنے کے سبب سے اوسکا قصور معاف ہوا اور پرگنہ اوجہانی اوسکو گذارہ کے واسطے عطا ہوا ۔ اور چونکہ احمد شاہ درانی نے ہندوستان سے جاتے وقت پرگنہ شکوہ آباد و بھپھوند دا ماد روہیلون کو مرحمت کئے تھے لہذا وہان جاتے وقت حافظ رحمت خان معہ اپنے بیٹے کے فرخ آباد سے ہوکر گذرا ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۶۴ع مین جنگ بکسر کے بعد شجاع الدولہ تھوڑے دنکے واسطے فرخ آباد کو آیا اور ایک زمانہ مین نواب احمد خان کا فخر حد سے زیادہ تھا کہ اوسنے ایک ہی وقت دو معزول وزیرون کو اپنے شہر مین پناہ دی تھی یعنے عماد الملک کو ایک بھاٹک پر ٹھہرایا تھا بڑے ذی رتبہ فرخ آباد کے رہنیوالون مین ایک تو غازی الدین عماد الملک تھا اور اوسکے رشتہ دار اور احباب تھے جنکو اوسنے پناہ دی تھی اور اونکی کفالت بھی کی ان سبکا ہم تفصیل وار بیان کرتے ہین ۔

عازی الدین عماد الملک میر شہاب الدین میر محمد شاہ کا بیٹا تھا اور لقب اوسکا غازی الدین خان فیروز جنگ پسر کلان نظام الملک آصف جاہ تھا اوسکی مان وزیر قمر الدین خان اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی عماد الملک کے حالات سنہ ۱۷۵۳ع سے لیکر سنہ ۱۷۶۰ع تک بخوبی معلوم ہین مگر جب سے اوسکا اقتدار جاتا رہا اوسوقت سے سوای اسکے اور کچھ حال اوسکا معلوم نہین کہ اوسنے سورج مل کے کسی قلعہ مین پناہ لی تھی لیکن ایک کتاب سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل گاڈرڈ کو مقام بندر سورت مین سنہ ۱۷۷۹ع مین ملا تھا اور بحکم سرکار عالیہ وہ مکہ کو پہونچا دیا گیا اور وہان سے وہ لوٹ کر نہ آیا اب ہم بیان کرتے ہین کہ اس بیان کی صحت کہان تک ہے کتاب خزانہ امرا مین جو سنہ ۱۷۶۲ع سے سنہ ۱۷۶۳ع تک تحریر ہوئی عماد الملک کا حال

صرف وہان تک مذکور ہے جب کہ بھرتپور مین پناہ گزین ہوا مگر اس مین شک نہین کہ اوسکے قرابت دار
اور احباب فرخ آباد کو بھیجدیے گئے اور وہ خود بھی سنہ ۱۷۶۲ء سے وہان آکر رہا وہ حصہ شہر کا جہان وہ رہتا
تھا یعنے قادری دروازہ اب تک غازی الدین کی چھاونی کی نام سے مشہور ہے اور جب تک وہ
فرخ آباد مین رہا نواب احمد خان پرگنہ بلہور کی آمدنی جس کی تعداد بارہ ہزار روپیہ ماہواری تھی اوسکو
دیتا رہا جب سنہ ۱۷۷۱ء مین احمد خان فوت ہوا اور سلطان شاہ عالم فرخ آباد کی طرف آیا غازی الدین نے
اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ اپنے والد عالمگیر ثانی کے خون کا انتقام لے فرخ آباد سے اوسوقت
نکلجانا مناسب جانا اوسنے اپنے رشتہ دارون اور ملازمون کو وہین چھوڑا اور خود معہ چند معتمد نوکرون
کے وہان سے روانہ ہوا ہمکو معلوم نہین ہے کہ اوس زمانے مین اوس کی کیسی گذری مگر کتاب مآثر الامرا
مین تحریر ہے کہ سنہ ۱۱۸۹ ہجری یعنے مارچ سنہ ۱۷۷۵ء سے مارچ سنہ ۱۷۷۶ء تک وہ مالوہ مین تھا اور وہان مرہٹون
نے اوسکے گذارے کے واسطے چند محال اوسکو دیئے تھے اور تاریخ مظفری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ
فروری سنہ ۱۷۸۱ء مین بمقام بندر سورت کرنل گاڈرو کو ملا تھا اور وہان سے برائے حج بھیجدیا گیا۔ اور
لوٹنے کے وقت بصرہ کی راہ سے وہ کابل قندھار مین آیا اور وہان اوسنے وہان کے حاکم تیمور شاہ
ولد احمد شاہ درانی سے ملاقات کی۔ اس زمانہ مین شاہزادہ احسان بخت ولد شاہ عالم کہ سنہ ۱۷۸۸ء
سے غلام قادر خان کے خوف سے جس نے اوسکے باپ کو اندھا کیا تھا دہلی سے نکل بھاگا تھا
دبی خانمان وہان راجپوتانہ مین بیکانیر وجیپور وملتان مین پھرتا پھرتا تیمور شاہ کے دربار مین پہونچا ملحوظ
اسکے کہ وہ تیمور اعظم کی نسل سے تھا اور شاہ عالم کا بیٹا تھا اور بہر صورت اس رتبہ کا مہمان تھا
کہ اوسکی خاطر و مدارات فرض تھی تیمور شاہ اوس سے بڑی توجہہ سے پیش آیا اوسنے اپنی کچھہ فوج
شاہزادہ عماد الملک کے ہمراہ ملتان تک کردی اور اقرار کیا کہ مین خود تھوڑے عرصے مین فتح ہند کے
واسطے لشکر کشی کرونگا اس سے تھوڑے ہی دن بعد وہ بادشاہ مرگیا اور اوسکا بیٹا زمان شاہ
اوسکا جانشین ہوا وہ اپنی رعیت کی بغاوت کے باعث گھر سے نہ نکل سکا جب احسان بخت و عماد الملک
سندھ مین پہونچے کابلی فوج تیمور شاہ کی وفات کی خبر سنکر اپنے ملک کو واپس گئی عماد الملک

اور ناصر خان بلوچ بہاولپور کو گئے اور چونکہ شاہزادہ کے مصاحب اکثر نالایق اور کمینے لوگ تھے اس باعث سے عماد الملک مین اور شاہزادہ مین ناچاقی ہوگئی شاہزادہ ملتان مین رہا وہان اوسکو مالیخولیا ہوگیا و بقیہ عمر اوسکی اوسیجگہہ دیوانگی مین بسر ہوئی اس عرصے مین عماد الملک کا گذر علی بہادر مرہٹہ ولد شمشیر بہادر کے پاس ہوا اوسنے تھوڑی فوج اور کچہہ ملک بوندیل کھنڈ مین تھا۔ اسنے عماد الملک کو باون موضع دیئے وہ مقام اب تک چھوٹی سی ریاست باونے کے نام سے مشہور ہے اور ہر جانب سے پندرہ میل طول مین ہے اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقعہ ہے۔ عماد الملک دہم ربیع الثانی ۱۲۱۵ ہجری مطابق یکم ستمبر ۱۸۰۰ء مین مقام کالپی مین فوت ہوا اوسوقت اوسکی عمر ۶۸ برس کی ہوگی اپنی وصیت کے بموجب وہ شیخ فرید شکر گنج کی درگاہ مقام پاک پٹن مین مدفون ہوا جب ۱۸۰۳ء مین انگریزون نے بوندیل کھنڈ پر قبضہ کیا اوسوقت اوسکی ریاست پر اوسکا بیٹا ناصر الدولہ قابض تھا اور حسب منشاے چٹھی صاحب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۰۶ء وہ ریاست اوسکے نام عطا ہوئی اس خاندان کا اور حال گزٹ سے معلوم ہو سکتا ہے جس مین باونی کی حالات کے ضمیمہ مین مندرج ہے۔ عمدہ بیگم دختر معین الملک ولد قمر الدین خان سے جو ۱۷۲۱ء سے ۱۷۴۹ء تک دہلی کا وزیر تھا اوسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عالیجاہ تھا اور بنو بیگم دختر علی قلی خان داغستانی سے جسکا تخلص والہ تھا اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا اور ایک دوسری بیگم سے غلام جیلانی نام ایک بیٹا تھا جو دہلی مین برف کھانے سے مر گیا مآثر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا بڑا گھرانا تھا اوسکا ایک بیٹا حیدر آباد کو پہونچا اور چونکہ وہانکے حاکم سے اوراوس سے قرابت تھی اس سبب سے وہان اوسکو عہدہ پنجہزاری ملقب حمید الدولہ عطا ہوا اور کچہہ زر نقد بھی مقرر کردیا گیا بنو بیگم عماد الملک ساتھہ فرخ آباد کو آئی وہ علی قلیخان شاعر کی بیٹی تھی اور خود بھی شاعر تھی آگرہ سے تریسٹھہ میل کے فاصلہ پر بسمت جنوب مقام نور آباد مین اوسکی قبر ہے یہہ مقام گوالیار سے پندرہ میل جانب شمال ہے اسپر مختصر سا کتبہ درج ہے جسکا مضمون یہہ ہے واے ـ بنو بیگم ۱۱۸۰ ہجری مطابق ۲۵ مارچ ۱۷۶۶ء لغایت مارچ ۱۷۶۷ء (۲)

نواب خادم حسین خان - اس شخص کا مکان نواب اعظم خان کے مکان کے پاس تھا جب مراتب اوس مکان مین مدفون ہوا اوسکو پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر حاصل تھی ۱۷۵۶ع مین سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی وفات کے بعد اوسکو پورنیہ کا صوبہ عطا ہوا مگر شرط یہہ تھی کہ وہ اپنے صرف سے اوسکو حاصل کرے وہ وہان کے حاکم سابق کا ملازم تھا جسکا نام سید احمد خان تھا وہ میر جعفر کا بھانجہ نہ تھا جیسا کہ اوسنے اپنے تئیں مشہور کیا تھا بلکہ سید خادم علی کا بیٹا ایک کشمیری عورت سے تھا اوسکے باپ نے بعدازان میر جعفر کی ہمشیرہ سے شادی کی -

منتخب از سیر المتاخرین (۳) نواب میر جملہ عبد اللہ خان صدر الصدور یہہ میر جملہ فرخ سیری کا بیٹا اور شریعت اللہ خان کا بھائی تھا شریعت اللہ خان عظیم اللہ خان کی معزولی کے بعد صدر الصدور مقرر ہوا اور ۲ رجب ۱۱۶۰ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۷۴۷ع مین فوت ہوا وبتاریخ ۲ ذیقعد ۱۱۶۰ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۷۴۷ع عبد اللہ خان اوسکی جگہہ پر مامور ہوا جب یہہ نواب فرخ آباد مین پہونچا ولی اللہ نے اوسکو دیکھا اور اوسکے علم کی بڑی تعریف کرتا تھا نواب احمد خان کی وفات کے بعد اوسنے فرخ آباد کو چھوڑ دیا اور کہین اور رہنے کو گیا اور وہین فوت ہوا اوسکو پانچ سو روپیہ ماہواری ملتے تھے -

(۴) **نواب یحیی خان** یہہ خان بہادر ذکریا خان محتسب دہلی کا بڑا بیٹا تھا یہہ فقیر ہوگیا اور اسکا لقب یحیی شاہ ہوا بعد وفات یحیی گنج مین مدفون ہوا یحیی گنج شیخپور کے پاس کانپور کی سڑک پر ایک موضع ہے اور بعض کہتے ہین کہ کمال گنج مین ہے۔ خواجہ داؤد خان یحیی خان کا بیٹا اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کے بیٹی سے تھا اوسکی ما عماد الملک کی خالہ تھی اور خالہ بیگم کے لقب سے مشہور تھی داؤد خان فرخ آباد مین فوت ہوا شاہنواز خان یحیی خان کا چھوٹا بھائی لاہور مین مرا اوسکا بیٹا مرزا جان اور اوسکا دوست مولوی رحیم یار خان بخاری معہ دیگر اشخاص فرخ آباد کو آئے اور وہان رہے اور وہین مرے - میر مغل رحیم یار خان کا بیٹا نواب مظفر جنگ کا نایب ہوگیا اور بعدازان جلاے وطن ہوا

(۵) **نواب سلیم خان** اسکا مکان شہر مین نکونہ تھانے کے پیچھے ہے اوس مکان مین بعد ازان فیض اللہ نواب مظفر جنگ کا خواص آکر رہا تھا اور ۱۲۹۰ء تک اوسکی اولاد اوس مکان پر قابض تھے

(۶) **نواب بو علیخان** یہہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا اور نواب عالیجاہ تھا یعنے نواب قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ چچازاد بھائی تھا ایک کٹرہ بو علیخان کے نام سے مشہور ہے شاید بعد اوسکی وفات کے اوسکے نام سے نامزد ہوا اوسنے نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۷۷۱ء مین فرخ آباد کو چھوڑ دیا۔

(۷) **چھوٹے صاحب**

(۸) **بڑے صاحب** بڑے صاحب وزیر قمر الدین خان کے ہمشیرا اور چھوٹے صاحب اوسکی بیوہ تھی انکا مکان نواب عبد المجید خان کے گڈھی مین تھا ان دونون کو بالاشتراک پانچ سو روپیہ ماہوار ملتے تہے نواب احمد خان سال مین ایکدفعہ اونکی ملاقات کو جاتا تھا اور وے ایک طشت مین جواہرات نذر کرتی تھین میان لال مظفر جنگ کا اتالیق اونکا خواجہ تھا وہ دونون فرخ آباد مین مرین اور اونکی قبرین پنڈت دیا رام کے مکان کے پیچھے محلہ چھاونی مین احمد خان کے خانساماں شجاع خان کے باغ مین ہین یہہ مقام مدرسہ کہلاتا ہے ۔ میان لال انکے پائنتی مدفون ہے میر بہادر علی کہتا ہے کہ انکے نام چھوٹے وبڑے مین یائے معروف تانیث کی ہین انکے نام ہمشیہ یائے مجہول سے بولے گئے

(۹) **حکیم سید امام الدین خان** ولد سید غریب اللہ ولد سید غلام محی الدین ساکن سونپتی بانگر مئو موہانی کا حاکم تھا یہہ حکیم محلہ لوہائی مین رہتا تھا اور پانسو روپیہ وظیفہ پاتا تھا۔

(۱۰) **حکیم شفائی خان** کہتے ہین کہ جان علیخان چیلہ جسنے قلعہ دروازہ پر مسجد بنوائی اس حکیم سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اوس سے پگڑی بدلی تھی جب حکیم دہلی کو چلا جانعلی نے اوس سے پوچھا کہ مجھے کوئی نسخہ بتلائے جس سے میری قوت مین نقصان نہ آوے حکیم نے جواب دیا کہ تمام کتابون عطر یا جوہر مین تمکو بتلاتا ہون کہ صبحکو پاؤ سیر حلوان کا گوشت اور ایک چھٹانک روغن زرد حسب معمول پکواکر کھایا کرو اور شام کو دہوئی ماش کی ڈال اور چھٹانک گھی جانعلیخان نے تمام عمر یہی خوراک رکھی اور اوسکی قوت مین کبھی نقصان نہ آیا۔

سے واقع ہے بطور نانکار کے عنایت کی تھی معہ اوسکے وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڈھ کے متعلق ہے یہہ زمین تہوڑے عرصہ سے انگریزون نے واپس لی۔ حیدر قلی خان کے پوتے احمدی بیگم سنہ ۱۸۲۹ء تک تاحیات تھی اور چیپنی والے محلہ مین اپنے لڑکون مرزا حیدر و مرزا محمد کے ساتھہ رہتی تھی۔

(۱۵) **نواب جعفر قلی خان** یہہ نواب حیدر قلیخان کا برادر حقیقی تھا اسنے فرخ آباد مین انتقال کیا ۔۔۔ مین مدفون ہوا۔

(۱۶) **راجہ جوگل کشور** یہہ شخص قوم کا بھاٹ تھا مشہور ہے کہ اسنے اپنے لڑکے کی شادی مین اسقدر روپیہ لگایا کہ قیاس سے باہر ہے فقط مداری حقہ وسفالی ہزارون روپیہ کے خرچ ہوئے یہہ شہر دہلی مین مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کا وکیل تھا اور اوسکا تو ندکور ہم نے پیشتر ہی کردیا ہے کہ بعد وفات قایم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کیواسطے صفدر جنگ نے اوسکو مقرر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگل کشور مکن پور سے لوٹے ہوئے آتے تھے تینوں کے ہاتھی ایک ہی قطار مین تھے اتفاق سے زنوا کے میدان مین جہان سے یاقوت گنج سے شہر کی طرف راستہ جاتا ہے جاتا ہے اور جس جگہہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے راجہ جوگل کشور بضرورت اپنے ہاتھی سے اوترا اوسیدم اوسکے ہاتھی نے اوسپہ حملہ کرکے اوسے ہلاک کیا اوسکے نوکر چاکرون مین آہ واویلا مچا احمد خان نے اوسکا کل اسباب ضبط کرلیا۔ یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش آیا کیونکہ اونھون نے راجہ کے مہاوت کو اشارہ کیا سبب اسکا یہہ تھا کہ جوگل کشور نے اون دونون نوابون کی تعظیم مین کوتاہی کی۔ اوراس مین شک نہین کہ احمد خان کو ضرور اوس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے زمانے مین اوسکی مخالفت مین شریک تھا جوگلکشور کا پوتا شتابو سنہ ۱۸۲۹ تک زندہ تھا اوسکا مکان محلہ نونہائی مین تھا اور ہولی مین جوگیون کے سوانگ مین وہ جوگی کا سوانگ کرکے ناچتا تھا۔

گے واقع ہے بطور نانکار کے عنایت کی تھی مع اوسکے وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڈھ
کے متعلق ہے یہہ زمین تہوڑے عرصہ سے انگریزون نے واپس لی۔ حیدر قلی خان کے پوتے
احمدی بیگم ۱۸۳۹ء تک تا حیات تھی اور چلینی والے محلہ مین اپنے لڑکون مرزا حیدر و مرزا محمد
کے ساتھ رہتی تھی۔

(۱۵) **نواب جعفر قلی خان** یہہ نواب حیدر قلیخان کا برادر حقیقی تھا اسنے فرخ آباد مین
انتقال کیا ۱۱۰۰ مین مدفون ہوا۔

(۱۶) **راجہ جوگل کشور** یہہ شخص قوم کا بھاٹ تھا مشہور ہے کہ اسنے اپنے لڑکے کی
شادی مین اسقدر روپیہ لگایا کہ قیاس سے باہر ہے فقط مداری کے صرف سفالی ہزارون روپیہ
کے خرچ ہوئے یہہ شہر دہلی مین مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کا وکیل تھا اور اوسکا تذکرہ ہم نے
پیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قایم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کیواسطے صفدر جنگ نے
اوسکو مقرر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگل کشور مکن پور سے لوٹتے ہوئے
آتے تھے تینوں کے ہاتھی ایک ہی قطار مین تھے اتفاق سے زنوا کے میدان مین جہان سے
یاقوت گنج سے شہر کی طرف راستہ جاتا ہے جاتا ہے اور جس جگہہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے
راجہ جوگل کشور بضرورت اپنے ہاتھی سے اوترا اوسیدم اوسکے ہاتھی نے اوسپر حملہ کر کے اُسے
ہلاک کیا اوسکے نوکر چاکر دن مین آہ واویلا مچا احمد خان نے اوسکا کل اسباب ضبط کر لیا۔
یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش آیا کیونکہ اُنہون نے راجہ
کے مہاوت کو اشارہ کیا سبب اسکا یہہ تھا کہ جوگل کشور نے اون دونون نوابون کی تعظیم مین کوتاہی
کی۔ اور اس مین شک نہین کہ احمد خان کو ضرور اوس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے
زمانے مین اوسکی مخالفت مین شریک تھا جوگلکشور کا پوتا ششتا بو ۱۸۳۹ء تک زندہ تھا
اوسکا مکان محلہ نونہائی مین تھا اور یہی ہے جو گیون کے سوانگ مین وہ جوگی کا سوانگ کر کے
ناچتا تھا۔

(۱۷) نواب جلال الدولہ المعروف بہ میر سلیمان اوسکا مکان محلہ بنت گنج مین تھا یہہ عماد الملک کا بڑا دوست تھا کہتے ہین کہ اسی کے اغوا سے عماد الملک نے احمد شاہ کو نابینا کیا و عالمگیر ثانی و انتظام الدولہ خانخانان عاقبت محمود خان کو قتل کر دایا۔ اسکو چارسو روپیہ ماہوار ملتے تھے اور اپنے ٹبر کی کے ساتھہ فرخ آباد مین رہتا تھا۔

(۱۸) نواب رعایت خان یہہ ظہیر الدولہ عظیم اللہ خان صوبہ دار مالوہ کا بیٹا تھا جو بعدازان وہان کا صدر مقرر ہوا یہہ عظیم اللہ خان رعایت خان برادر محمد امین خان کا بیٹا تہا رعایت خان کی مان نورالنسا بیگم ہمشیرہ اعتماد الدولہ قمرالدین خان کی تھی۔ رعایت خان نے قمرالدین کی بیٹی کے ساتھہ شادی کی نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۱۸۵ع مین وہ فرخ آباد سے چلا گیا تاریخ مظفری مین مذکور ہے کہ اسکا ایک بھائی قطبی خان ۱۱۸۶ع مین فرخ آباد مین تھا

(۱۹) میر فخرالدین خان یہہ شخص نواب شاہ جوگی لقب سے مشہور تھا یہہ اعتماد الدولہ قمرالدین خان وزیر کا بیٹا تھا اوسکو مظفر خان برادر صمصام الدولہ خان دوران خان کی بیٹی بیاہی تھی اسکو ایکہزار روپیہ ماہوار ملتے تھے احمد خان کی وفات کے بعد وہ دہلی کو واپس گیا اور وہین فوت ہوا۔

(۲۰) نواب احمد علیخان سید سعادت خان فرخ سیری کا بھانجا تھا جو آصف جاہ کی وفات کے بعد تھوڑے زمانے تک امیرالامرا رہا تھا اوسوقت اوسکا لقب ذوالفقار جنگ تھا اور اوسکا بھانجا اوس زمانے مین احدیون کا بخشی مقرر ہوا احمد علیخان محلہ اسمعیل خان مین راجہ رانی گھر مین رہتا تھا اوسکا وظیفہ تین سو روپیہ ماہوار تھا فرخ آباد مین فوت ہوا۔

(۲۱) نواب عبدالباقی خان حمیدالدین نمچہ عالمگیری کا بیٹا تھا محلہ بنت گنج مین کرایہ کے مکان مین سکونت رکھتا تھا وہ سید احمد علی ولد مفتی ولی اللہ کا بڑا دوست تھا اور ولی اللہ کو بھی بہت عزیز رکھتا تھا جب شاہ عالم دہلی کو واپس آیا نواب عبدالباقی خان بھی وہان گیا اور وہین سے ملک بنگالہ کو راہی ہوا اوسکے فرزند بباعث ہم عمری ولی اللہ کے دست تھے

ایک بیٹا مرزا مغل نام شاعر بھی تھا۔

(۲۲) **نواب دارا خان** تربیت خان امیر محمد شاہی کا بیٹا تھا فرخ آباد مین مرا اور مدفون ہوا۔

(۲۳) **سید حشمت علیخان** عہد محمد شاہ ۱۷۲۸ء سے ۱۷۴۶ء تک نواب آصف جاہ نظام الملک کی طرف سے دربار شاہی مین وکیل تھا ولی اللہ نے کئی بار اوس سے ملاقات کی بخشی قمر الدولہ کے زمانے مین ۱۷۳۸ء لغایت ۱۷۴۸ء فرخ آباد سے نکالدیا گیا۔

(۲۴) **منور خان** نواب روشن الدولہ بہادر سرور کا چھوٹا بھائی تھا تاریخ مظفری مین مذکور ہے کہ نواب روشن الدولہ کا ایک بیٹا انور خان نام ۱۷۳۵ء مین فرخ آباد مین موجود تھا۔

(۲۵) **غیاث الدینخان** سعید الدین خان کا بیٹا تھا اور محمد شاہ کے زمانے مین میر آتش تھا

(۲۶) **بہادر خان** اعظم خان کا بیٹا تھا۔

(۲۷) **غلام حسین خان** اس شخص کا نام تاریخ مظفری مین مندرج ہے یہہ معین الدین دلدار خان نامر جنگ کا پوتا تھا اور معین الدولہ یحیی خان منصوری کا بیٹا تھا۔

(۲۸) **حکیم شیخ فخر الدین عباسی**۔ قمر الدینخان وزیر کے مطبخ خانے کا داروغہ تھا اوسکو ڈیڑھ روپیہ یومیہ ملتے تھے

(۲۹) **حکیم روح علی خان**

(۳۰) **حکیم محمد علیخان**

(+) اس زمانے مین بہت سے جاگیردار و پنشن خوار و ارباب نشاط دہلی سے بھاگ بھاگ کر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوے علاوہ ازین راجہ بجے نگر و راجہ راٹھور و راجہ جودھپور و راجہ جاٹ یعنے سورج مل جو ڈیگ کیہر کا راجہ تھا و راجہ چیترپت گوہد کا راجہ بوندیل کھنڈ یعنے پناہ دتیا و سونڈھا وچندیری و راجہ کوٹہ بوندی و شاہ آباد و راجہ بھدادر چکما پور وغیرہم وکلا بھی غازالدین خان عماد الملک کے دربار مین حاضر رہتے تھے۔

شجاع الدولہ و شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش

جب شاہ عالم ناکام ہو کر بنگال کی مہم سے پھرا تب شجاع الدولہ ضلع بنارس مین کرم ناسہ کے قریب

سراے سید راجہ تک اوسکے استقبال کو گیا اور الہ آباد اور جھوسی کی راہ سے جاجمئو کو لے آیا
بعد موسم برسات ماہ ربیع سنہ ۱۱۷۵ ہجری مطابق اکتوبر سنہ ۱۷۶۱ء شاہ عالم کالپی کی طرف روانہ
ہوا اور وہان سے جھانسی کو گیا۔ وہانسے بسمت الہ آباد واپس آتے وقت سنہ ۱۱۷۶ھ مطابق ۲۳
جولائی سنہ ۱۷۶۲ء ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۶۳ء شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے
نواب احمد خان پر فوج کشی کرے اور خود بھی ساتھہ ہوا۔ کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوج کشی کے
واسطے تین وجوہ نکالی وجہہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنے
ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان
پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیون کی لڑائے دیکھتا ہے کلال باڑی تیار کروائی ہے اور بہت سے
مراتب شاہی اختیار کیے ہین شجاع الدولہ نے یہہ حال سنکر مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور
یہہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کر دیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ
احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے بادشاہ کو احمد خان کا یہہ سب حال سنکر کمال
غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھہ فرخ آباد کی مہم کو چلنے کو مستعد ہو گیا دوسرے وجہہ
جو غالبًا اصل وجہہ بھی یہہ تھی کہ بابتہ قبض ملک جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست واقع
جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مین خالی کیا تھا تنازعہ واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکل گئے تھے اور نواب
احمد خان نے کل پرگنہ جات جو سابق مین اوسکے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لئے اور شاید
کچھہ زاید بھی جن پر اوسکو کچھہ حق بھی نہ پہونچتا تھا بخلاف اسکے شجاع الدولہ کا یہہ منشا تھا کہ احمد خان
صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوسکو بموجب صلحنامہ سنہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک
جو واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتا تھا۔ ایک اور بھی وجہہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امراوگیر کو پناہ دی تھی۔ امراوگیر نواب کی طوالف یعنے اشنا بتہنا نام لکھنؤ سے
لے بھاگا تھا اور بارہ ہزار ناگا سپاہی لیکر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا وہ شہر کے متصل ایک باغ
مین خیمہ زن ہوا اور فخر الدین خان بخشی کے توسط سے ملازمت نواب کی حاصل کی نواب کے مشیر کارون

نے نواب کو صلاح دی کہ اوسکو پناہ نہ دیجیے کیونکہ اسکے پاس فوج قوی ہے اور سوا اسکے
نواب کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو
مین ہرگز نہ بھیجونگا یہہ مجھہ سے کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ اور امراؤ گیر کو کاس گنج مین روشن خان
چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھہ محال کا عامل تھا بھیجدیا امراؤ گیر
کے سپاہی ہمت بہادر نے امراؤ سنگہ کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑکر جس نے
تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کے رفاقت اختیار کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہیں دیسکتا ہے
امراؤ گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے مین نے یہان چند مہینے کے
قیام کا ارادہ کیا ہے اور اگر نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو مین اوس سے
تنخواہ بھی نہ مانگونگا ہمت بہادر نے یہہ خط شجاعت علیخان اپنے عرف میان عیسی کو دکھلایا اور
اوسنے شجاع الدولہ سے اوسکا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا
جس کا مضمون یہہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکال دو احمد خان نے جواب لکھا کہ جو کچھہ
تمہارے کئے ہوسکے سو تم کرو مین امراؤ گیر کو بولانے نہین گیا تھا وہ از خود میرے ملک مین پناہ گزین
ہوا ہے اور پناہ لینے والے کو مین کبھی دور نہین کرتا ہون شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھہ
رنج کیا مگر چند مہینے تک اوسکا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے امرا نے امراؤ گر سے
کہا کہ تمہارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات ہوجاویگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گیر
انکے یعنے خاندان بنگش کا تخریب کا باعث ہوا امراؤ گر نے اونکی بات مانکر وہان سے چلے جانے
کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تمکو میرے ملک سے نکال نہیں سکتے
ولیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمہارے پانون مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤ گیر
آگرہ کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی ہی دور یعنے ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی
چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ
ہزار فوج ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنہ جات پر تعینات ہے۔ اوسنے مشہور کیا کہ مین ملک گیری

پر جاتا ہون یعنے جن جن زمینداروں نے مالگذاری نہین دی ہے اونسے روپیہ وصول کرنے
جاتا ہون کچھہ فوج دوآب کی طرف بڑھی اور اثناے راہ مین موسی نگر کو جو دریاے جمنا پر واقع
ہے لوٹ گیا خاص لشکر تھوڑے عرصہ تک خواجہ پل کی سرا مین قیام پذیر رہا شجاع الدولہ نیض آباد
سے آہستے آہستے اپنے ملک کے اندر اندر کوچ کرتا ہوا پرگنہ بلہور مین نانا مئو گھاٹ تک پہونچا لشکر تو
اوتر کر فوج کیطرف بڑھا مگر شاہ عالم و شجاع الدولہ مکن پور ایک بنگلہ اور باغ مین مقیم رہے یہہ باغ
احمد خان کا تھا اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا جو مواضعات کہ قنوج و مکن پور کے آس پاس
واقعہ تھے سب کے سب لوٹ لئے گئے - اخبار نویسون نے احمد خان کو یہہ خبر دی رکھی تھی کہ
یہہ فوج فقط ملک گیری کے غرض سے روانہ ہوئی ہے - جب شجاع الدولہ مکن پور کو پہونچ گیا
اور اوسنے دریافت کیا کہ یہانسے فرخ آباد تک پہونچنے مین کتنا عرصہ لگیگا تب اسکا حال کھلا محمدی
کے راجہ گنگا سنگہ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوسنے اپنے
قاصد کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اوسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام مین
اور کسی حال مین ہو تم اوسکو یہہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی
ڈیوڑھی پر پہونچا اور شرف خان داروغہ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کھانا
کھا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علیخان اندر گیا اور نواب کے
پانون داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیئے بخشی لعجلت تمام طلب ہوا اوسنے
نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے تب نواب نے حکم دیا کہ محررون کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار
کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہوں اوسوقت مظفر الدولہ معہ فوج
کثیر و نا زمیندار کو کسیلنے سے جو مارہرا کی مغرب سمت واقع ہے لڑ رہا تھا یہہ موضع پرگنہ سکندر راو
ضلع علیگڈہ مین واقعہ ہے اور اس زمانہ مین وہان جنگل اسقدر گنجان تھا کہ بالشت وہان پکڑے
جاتے تھے سالہا سال سے انسان کا گذر وہان نہین ہوا تھا پروانہ پہونچنے سے تھوڑے ہی عرصہ
بعد بخشی معہ فوج فرخ آباد مین آپہونچا مئو و شمس آباد و عطائی پور و تلہر و شاہجہانپور و بریلی و بداؤں

وسوسے اوجہالی سے مدد طلب کی اسوقت حافظ رحمت خان اپنے حدود کے قریب پرگنہ مہرآباد
جوار ضلع شاہجہانپور مین ہی مقیم تھا نواب نے بخشی فخر الدولہ کو اُسکے پاس بھیجا اور افغانون کو
بیعزتی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظ رحمت خان نے بخوف اسکے کہ اگر احمد خان کو
شکست ہوئی تو میرے علاقہ کو جو میان دوآب واقع ہی یعنے اٹاوہ اسکوہ آباد وبھپھوند کو
نہایت ضرر کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہوگیا اوسنے جواب دیا
کہ مجھے اسکی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے اور اسیواسطے حدود پر مقیم ہون ملکن سب طرح سے شرکت کے
واسطے حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہیں ملی ہی اگر روپیہ ملے تو مین سعد اللہ خان و محمد خان
و دوندے خان و فتح خان و دوسرے سردارون کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہ بھی ہوسکیگا
تو مین اپنی فوج سے حاضر ہون جب بخشی نے آنکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا
اوسنے بخشی مذکور کے ہاتھہ دولاکھہ روپیے بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ تم یہہ اپنے صرف مین لاؤ
اور اقرار کیا کہ جب سعد اللہ خان وغیرہ آجاوینگے تب اونکو بھی روپیہ دیا جاویگا جسوقت روپیہ پہونچا
اوسوقت حافظ رحمت خان نے سعد اللہ خان و دیگر سرداران سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک
لمحہ کے اسطرف روانہ ہون اور اُس نے اپنے نایب مقیم اٹاوہ کو بھی لکھہ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر
فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خداگنج کے نیچے مقام کرے بخشی نے وہان سے واپس آکر جو کچھہ
گذرا تھا بیان کیا اسکے بعد نواب نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا
روانہ کیا کہ آکر مدد دیجیے وزیر مذکور اوسوقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان
عماد الملک کے وکیل کے حوالہ کیا گیا اور نواب نے وکیل مذکور سے یہہ کہدیا تھا کہ اگر خدا
نخواستہ سورج مل کو اسکا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے کیون نہ طلب کیا تو اسکا جواب
یہہ دینا چاہیے کہ سابق مین تم نے حق ہمسائگی ادا نہین کیا ورنہ تم صفدر جنگ کے شریک
نہ ہوتے لہذا مناسب تو یہہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھے تمہارے
مدد کی چندان ضرورت نہین ہے جب خواجہ خان دیگ پہونچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے

فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے تنگ حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہے راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے نفرتاً لفظاً نواب کا پیغام اوس سے کہدیا راجہ نے کہا جو کچھہ نواب نے کہا سچ ہے مگر مضی ما مضی اب میں بے مانگے مدد دیتا ہوں اور تین ہزار سوار جسپت جالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہوں اگر شجاع الدولہ قنوج سے آگے بڑھے تو وہ کوچ درکوچ چلکر احمد خان کے شریک ہو جاویں۔ علاوہ ازین مین چند ہزار سوار وزیر معزول کے ہمراہ روانہ کرونگا۔ یہہ سب روانہ ہوئے جب عماد الملک شہر کے قریب پہونچا احمد خان خود اوسکے استقبال کو آیا او اسکو اوس خیمہ حیات باغ مین لیگیا۔ بجواب پروانجات فوجین دور و نزدیک سے شہر مین آنا شروع ہوئین۔ اور معہ افغانان شاہجہانپور و شاہ آباد وغیرہ کے کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی جب حافظ رحمت خان بریلی سے آیا اوسکا خیمہ فتحگڑھ کے قلعہ مین استادہ ہوا۔ ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور ملا سردار خان اور دوندے خان معہ فوج اوسکے ذریعہ سے اتر آئے توپخانہ باہر نکالا گیا درست کیا گیا بعد ازان یاقوت گنج کے اوس پار بگار ندی کے کنارہ پر بھیجدیا اس مقام پر کل خیمے جو صفدر جنگ کے و نول رائے کی لوٹ سے ہاتھہ مین آئے تھے لگائے گئے تب نواب نے اپنی فوج کو ساتھہ لیکر کوچ کیا ایک رات باہر رہکر اپنے بخشی کے زیر حکم کر کے خود قلعہ کو واپس آیا روشن خان و امراؤ گر کو یہہ حکم ملا کہ چار ہزار جوان ساتھہ لیکر کالی ندی کے کنارے خداگنج کے نیچے شیخ کبیر سے جاکر شریک ہون تھوڑے ہی عرصہ مین شجاع الدولہ ملکن پور مین پہونچا اوسکا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھہرا یہہ محض اوس حصہ ملک کا دعوی کرنے کے واسطے آیا تھا جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج روہیلی کی جملہ سرداران پناہ گزین و ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کر کے خواجہ سرا کو طلب کیا خواجہ سرا نے ایک فرمان شاہی نکالا جو نواب نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جسنے اوسکو باواز بلند پڑھا نواب نے اوسکا جواب شجاع الدولہ بڑے غیض و غضب سے لکھا دوسری مرتبہ وزیر کا

سالا سالار جنگ قاصد ہوکر آیا شجاع الدولہ کا قیاس یہہ تھا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین مگر بجای
اسکے کہ روہیلے سالار جنگ کی بات سُنیں اُنھوں سنے اُسکو قید رکھا عماد الملک سنے اسوقت
یہہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہیئے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول
حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کا شریک ہی لوگ یہہ بھی کہینگے کہ اسنے
بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہی لہذا مناسب وقت یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کو شکایت لکھکر بھیجیں
دیکھیں کیا جواب آتا ہی جیسا کچھہ جواب اویگا ویسی کارروائی کیجاویگی - ایک عرضداشت تیار ہوئی
جسکا مضمون یہہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمکخوار قدیم ہی شجاع الدولہ سنے کمترین سے ناحق عداوت پیدا
کرلی ہی شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت پالکی میں
سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی اُس سے اُن کل شکایتون کا ثبوت طلب فرمایا جاوے اگر مست
ہاتھی زنجیر توڑکر جنگل کو بھاگ جاوین اور وہان جاکر لڑین تو اس میں کسکا قصور ہی گلال باڑی کے
نسبت عرض یہہ ہی کہ یہہ محض غلط فہمی ہی پٹھان چونکہ قاعدہ ادب آداب سے واقف نہین ہین لہذا
چند لکڑیان کھڑی کرتے ہین وہان انکو قطار سے کھڑا کرکے قاعدہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہی
اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانہ مین کہ غلام کو بخشی
سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہی کہ احمد شاہ درانی نے
کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو
حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بہ مجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم اکید کے مجبور تھے اسوقت سے
شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب خان جو کہ سابق مین کمترین کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہی
کہ دعوی ہمسری کا رکھتا ہی اور چونکہ کوئی اُسے ہمسر تصور نہیں کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہی
اِس عرصے مین احمد خان نے اون لوگون کی اُوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اُنھوں سنے احمد شاہ
درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھیں - بعد ازان اُسنے انصاف چاہا تھا
کہ سلطان خود امور متذکرہ بالا پر توجہہ مبذول فرمادیں اور تھوڑی دور اس مقام سے کسیطرف

نہضت فرماوین تاکہ ہم تخاصمین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت غلامان
حضور سے شرف اندوز ہو یہہ عرضداشت بصحب مہتاب خان ارسال ہوئی یہہ مہتاب خان نہایت
لئیق آدمی تھا اور صلح اور معاہدہ وغیرہ کے کام مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ایک آدمی اوسکی جلو مین
جانے کے واسطے متعین کیے گئے تھے اور نواب نے اوس سے یہہ بھی تاکید کردی تھی کہ
اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہانسے چلے آنا مہتاب خان وہان پہونچکے
خدمت شاہی مین باریاب ہوا منشی نے باآواز بلند عرضداشت لفظاً لفظاً پڑھ سنائی سنکر بادشاہ
نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہہ رائے ہوئی کہ اسکا کچھہ
جواب نہ دینا چاہئے خاموشی بہتر جواب ہے مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا جب کچھہ جواب نہ ملا
تو بلا اجازت وہانسے چلا آیا اور فرخ آباد مین پہونچکر کل حال سنایا دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا عماد الملک کی یہہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہئے
اوسوقت یہہ خبر پہونچی کہ نجیب خان نبی گنج میں آپہونچا ہے نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین بیور و
چھبرامئو کے فرخ آباد سے ۸ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے نجیب خان جو کسی وجہہ سے دہلی مین تھا
براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف بر سم یلغار کہنے کو چلاتا ہوا اور موضعات مسمار کرتا ہوا بڑھا نجیب خان
شجاع الدولہ کا گڑھی بدل بھائی تھا۔ احمد خان اڑھائی سوخوان کھانے کے ایک سو پچیس کہارون
پر ہمراہی شاہ محمد خان جمعدار و گلشیر خان سو سنیٹوالے کے بھیجے اور پیغام دیا کہ طعام تو نجیب خان
کے خرچ کے واسطے ہے اور ملک اوسکی سپاہ کے صرف کے لئے ہے کیونکہ بھائی بھائیون مین تکلف
نہین ہوا کرتا ہے نجیب خان نے غضب مین آکر کہا کہ کھانا یہان سے اٹھاؤ اور اسپر اپنے نواب کا
فاتحہ پڑھو کہتے ہیں کہ مقام نبی گنج مین چھہ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب خان کی نوکری چھوڑ دی
نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کے خلعت دی اور روزانہ کھانا مقرر کردیا دوسرے
روز نجیب خان نے وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین شیخ کبیر و راجہ امراؤ گیر
و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا نجیب خان نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ مین تم سے

ملاقات کرنا چاہتا ہون اُوسنے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی شجاع الدولہ
کے مدد کو آئے ہو اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب خان بغیر ملاقات کئے ہوئے
وہاں سے روانہ ہوا اور قنوج میں پہونچا شجاع الدولہ نجیب خان کو بادشاہ کے حضور مین لیگیا اور
تدابیر کے دفتر کھلے نجیب خان نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہے کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری
کا مل گیا اور اُسنے فوج مجمع کرلی اور کہنے لگا کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو پہلے مین سید امین جاؤنگا
مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے افغان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے اسواسطے میری تجویز عہد وپیمان
کی ہے دو تین روز کے بعد نجیب خان اپنی سپاہ کو لیکر فرخ آباد کی طرف بڑھا یہ سُنکر شیخ کبیر
نے اُسے پیغام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل مین تمہاری مُدارات کرنیوالا ہون نجیب خان نے جواب دیا
کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون شیخ کبیر نے جواب دیا
کہ اس صورت مین تم کو اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ نجیب خان اپنی فوج چھوڑ کر آگے بڑھا اور کالی ندی
اُتر کر اپنے خیمے کھڑے کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوا جب وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا
اُسنے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادۂ جنگ تھی
نجیب خان انکو دیکھتا گذر گیا اوسکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج مین خود اسکی
فوج کی نسبت زیادہ سردار فیل نشین تھے نجیب خان نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب
نہ دیا بڑھکر نجیب خان کشتیوں کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوا اور سعد اللہ خان اور فتح خان و ملا
سردار خان و حافظ رحمت خان و دوندے خان سے ملازمت حاصل کی - اوسکے خسرو دوندیخان
نے نجیب خان کو ملامت کی کہ بخلاف قوم پٹھان تم نے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُسنے
یہہ جواب دیا کہ جب مرہٹوں نے سکرتال مین مجھپر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے
نازک حال مین میرے مدد کی تھی تمام رات توسورہ مین گذری نجیب خان نے کہا کہ اگر رہیلے
احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا
حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست احمد خان کا ساتھ نہ چھوڑونگا آخر تصفیہ

اسپر ٹھہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے حافظ رحمت خاں نے اقرار کیا کہ مین
کل احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا جب رحمت خان نواب کے حضور مین پہونچا اوسنے نواب کو اس
خبر خوشی کی مبارک باد دی نواب نے پوچھا کہ یہہ مبارک باد کیسی ہی۔ حافظ رحمت خاں نے
جواب دیا کہ ہمیں بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریوں سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب خان کو
سعد اللہ خاں کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا ہے احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ تمہاری
راے ہوگی میں تو اُسپر رضامند ہون مگر اسباب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ
سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوسنے کہا کہ شجاع الدولہ و نجیب خان امید کامیابی کی نہ دیکھہ کر مائل
بہ صلح ہوئے ہین مگر یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جب کبھی موقع ملا اونکی نزدیک نقض عہد کوئی بات
نہین ہی حافظ رحمت خاں نے کہا یہہ بالکل صحیح ہی مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اُسکو جیسی اسوقت
سزا دی جاسکتی ہی اُسوقت مین بھی ممکن ہی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی تب
عماد الملک نے کہا کہ اگر تمہاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے اب معاملہ صلح یون
طی ہوا کہ جو کچھہ طی پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب خاں کو دی۔ اور کہا کہ صرف
بادشاہ سلامت کی موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین وگرنہ اونکو کسی
حال مین صلح منظور نہ تھی۔ تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور پٹھانوں کی حدود سے چلا جاوے
نجیب خان نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہوں بلا اجازت نواب کے کیسے جا سکتا ہون نجیب خان نے
کہا تم نے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خاں نے کہا ہر اور دوسرے بھی اسی صورت سے
ملازم مین سعد اللہ خان اور اُسکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اُنکے کل اخراجات اپنے
خزانہ سے ادا کئے ہین اور آجکی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہے خیر مین کل احمد خان کے پاس
جاؤنگا اور اُس سے اجازت حاصل کرونگا احمد خان نے کچھہ تعرض نہ کیا دوسرے روز حافظ
رحمت خان و نجیب روانہ ہوئے خدا گنج پہونچکر شیخ کبیر کو اپنے ساتھہ لیا اول خدمت مین بادشاہ کے

حاضر ہوئے بعد ازان شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جانب مشرق واپس جاؤ۔ غرض شجاع الدولہ و بادشاہ نے جانب مشرق کوچ کیا اور واپس گئے جب کوڑہ میں پہونچے نجیب خان و حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب خان دہلی روانہ ہوا اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آیا دوسرے روز نواب سعد اللہ خان و دیگر سرداران روہیلہ نواب کے خدمت میں بہ غرض حصول رخصت حاضر ہوئے نواب نے انکو انعام دیکر رخصت کیا عبد اللہ خان و دیگر سواران شاہجہانپوری کو بھی نواب نے انعام و اکرام و خلعت عطا کر کے رخصت کیا۔

شجاع الدولہ کے فرخ آباد میں پناہ گزین ہونے کا بیان

شجاع الدولہ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو جنگ بکسر میں شکست کھا کر پہلے روہیلون کے پاس بریلی مین مدد مانگنے گیا اور اپنے اہل و عیال کو مع زیورات و جواہرات وہان پناہ لینے کے واسطے بھیجا مگر روہیلون نے انگریزون کا مخالف بنکر اوسکا معین ہونا قبول نہ کیا تب وزیر و حافظ رحمت خان احمد خان کے پاس فرخ آباد میں آئے جب کوئی پٹھان اوسکے شریک نہ ہوئے شجاع الدولہ وہان سے پھر جانب مشرق روانہ ہوا اور بار دیگر کوڑہ جہان آباد مین ۱۷۶۵ء مین شکست کھائی اور پھر فرخ آباد کی طرف بھاگا تب حافظ رحمت خان اور احمد خان نے اُسے صلح کی ترغیب دی اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اگست ۱۷۶۵ء مین مقام الہ آباد ایک صلحنامہ تیار ہو کر دستخط ہوا جو فقط طویل تقریر احمد خان نے شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھہ مصالحت کرنے اور اوسنے ترک عداوت کے باب مین کی تھی کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے یہان چند حکایات شجاع الدولہ کی فرخ آباد مین آنے کی مذکور ہوئی ہین شجاع الدولہ کا مقام بہشتیہ حیات باغ مین تھا بعد ازان فتحگڈھ مین ہوا ایک روز پٹھانون نے یہہ تجویز کی کہ اُ وسے قتل کر ڈالیں کیونکہ اوسکے باپ صفدر جنگ نے نواب کے پانچ بھائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ نواب نے یہہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہہ کام نہین کہ دغا کرین اگر فضل خدا سے مین نے اپنے دشمنون کو مارا ہی تو میدان میں مارا ہی ایکبار شجاع الدولہ

اور نواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا ہوا میر اکبر علی اوستاد نواب سعادتعلیخاں نے مصنف لوح
سے کہا کہ مین بھی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا شجاع الدولہ کی عمر اوسوقت مین بیس سال کی تھی
نواب احمد خاں نے کچھہ اسلحہ اپنے سلح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی بعدازان جواہرات
طلب کیے ایک موتیوں کا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا اور سب نے اس کی
تحسین کی احمد خان نے وزیر کی گردن میں ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگیا اور اس ہار کو
اُتار کر دیر تک ہاتھہ مین لئے رہا اور ہر ایک دانہ کو گھوما گھوما کر دیکھا بعدازان ہار کو تکیہ پر رکھہ کر
اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہا مین رخصت ہوتا ہون نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اُٹھہ کھڑے ہوئے شجاع الدولہ
شکرگڈھ کو روانہ ہوا اور آکر اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد خاں نے یہان تک زیادتی کی کہ مجھے ہار
موتیونکا بطور خلعت کے دینے چلا دوسرے روز احمد خان ملاقات کو گیا دونوں سردار باہم بیٹھے دایم خان
چیلہ احمد خاں کے گود مین تھا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا دایم خاں نے کہا مین بھی
پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا شجاع الدولہ
نے حکم کیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ بعدازان خود شجاع الدولہ نے پیا اوسوقت سے الماس علیخان
دایم خاں کی بڑی عزت کرتا تھا اور ۱۷۸۰ء لغایت ۱۷۹۵ء مین آصف الدولہ سے دایم خان بکماولن
واقعہ پرگنہ شاہ پور اکبر پور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی ✽

مظفر جنگ کی شادی

جب نواب احمد خان کو یہہ خیال ہوا کہ اپنے بیٹے مظفر جنگ کے واسطے دولہن تلاش کرے اُسنے
قابلہ خانم مظفر جنگ کے زمانے کی ایک عورت کو طلب کیا اور اوس سے پوچھا کہ ہمارے بھائیون
مین کس کس کی بیٹیان ہین اور کہان ہین اپنے بیٹے مظفر جنگ کی شادی کردون قابلہ خانم نے
جوابدیا کہ تین لڑکیان مرتضی خان کی ہیں اور تین ہی لڑکیان خدابندہ خان کی ہین نواب نے کہا
مرتضی بدمزاج آدمی ہے اگر عذر کریگا تو رنجش پیدا ہوگی خدابندہ خان البتہ نیک مزاج اور اچھا آدمی ہے

تم اُوسکے یہان مظفر خان کی شادی کا پیغام لیجا وہ عورت وہان گئی اور ادہر اودہر کی باتین کرکے پیغام کا مذکور درمیان مین لائی نواب نے کچہہ جواب نہ دیا بعد ایک لمحہ کے عورت نے کہا ای خدابندہ خان کیون نہین بولتے ہو فوراً منظور کیون نہین کرتے نواب خدابندہ خان نے جوابدیا کہ نورالنسا کو اسد علیشاہ نے گود لیا ہی اس سبب سے مین لاچار ہون اب منظور کرنا نہ کرنا اوس بزرگ کے اختیار مین ہی اگر وہ منظور کرے تو مجہے کوئی عذر نہین ہی خانم نے کہا آپ شاہ صاحب کے پاس جاکر اس پیغام کا مذکور کیجیئے وہ البتہ منظور کرینگے نواب خدابندہ خان نے کہا مین آج شام کو جاؤنگا خدابندہ خان وہان گیا سید نے پوچہا تمہاری کیا مرضی ہی نواب نے کہا مین نے تمہاری مرضی پر محول کیا ہی سید نے دیکہا کہ نامنظوری مین قباحت ہی لہذا اُسنے کہا مجہے بدل منظور ہی نواب خدابندہ خان نے قابلہ خانم سے آکر کہا کہ سید نے اوس پیغام کو منظور کیا یہہ خبر سنکر نواب احمد خان نے بی بی صاحبہ یعنے بیوہ محمد خان کے پاس گیا اور اوس سے اپنا منشا ظاہر کیا اور پوچہا کہ کل آپ خدابندہ خان کے یہان رسم چڑہاوا کی واسطے تشریف لیجاوینگی اوسنے اپنی رضامندی ظاہر کی اور دوسرے روز بڑے دہوم دہام سے خدابندہ خان کے یہان پرگئے اور رسوم معمولی ادا کین دوسرے روز فریق ثانی کی طرف سے مستورات کچہہ نوشہ کو لیکر آئین اور رسوم بجا لائین بعد ازان نواب احمد خان نے نواب خدابندہ خان کو طلب کیا اور بڑے تپاک سے اوس سے بغلگیر ہوا دوستانہ گفتگو شروع ہوئی تب نواب نے بخشی فخر الدولہ کو طلب کیا اور کہا کہ قصبہ سکراوان کی معافی ہمارے عزیز بہائی خدابندہ خان کے نام کرو منشی سے کہو کہ اپنے کاغذ تیار کرے اور سب منشیون کے دستخط کے بعد کاغذ میرے سامنے پیش ہو حسب کاغذ معافی نامہ تیار ہوکر آیا نواب نے خدابندہ خان کے حوالہ کیا کہ یہہ سابق کی جاگیرون کے علاوہ ہے اسکے بعد خدابندہ خان رخصت ہوا اب تیاریان شادی کی ہونے لگین و مہربان خان کو حکم ہوا کہ پہلے روز سے تا روز نکاح برابر طعام انواع واقسام کا سب مسلمانون کو جایا کرے ہندؤن کو شیرینی و بادام کا مربا بہیجا جاوے خانسامان تابعدار خان کو حکم ملا کہ امراے دہلی کو واسطے

قلعہ مین خیمہ استادہ ہون تاکہ ہر ایک کا جلسہ علیحدہ علیحدہ ہو طوائفین دور نزدیک سے جمع کئے گئے تاکہ ہر خیمہ مین ایک ہی وقت مین ناچ ہوتا رہے رات کو اُمرا طلب ہوئے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خیمہ دیا گیا ہر ایک کیواسطے دو دو چیلے مامور ہوئے تاکہ اونکی ضروریات کو پورا کرین نواب احمد خان اپنے دالان میں چند ذی رتبہ امیران مثل ناصر خان معزول صوبہ دار کابل نواب شاہ جی ولد قمر الدینخان وزیر و نواب اعتقاد الدولہ سلطان احمد شاہ کے پھوپھی کا بیٹا و نواب منور خان برادر روشن الدولہ کو لیکر بیٹھا تمام شب بڑی عیش و کامرانی سے ناچ و رنگ و نقل و گانے میں گذری روشنی کے واسطے رستہ پر دو رویہ بانس کی ٹٹیان قلعہ کے دروازہ سے خدا بندہ خان کے یہانتک لگائی گئیں یہہ ٹٹیان ابرک سے آراستہ تھیں اور اُنپر کنول چڑھے تھے اور تخت رواں جنپر زربفت کے فرش اور ریشمی چادرین پڑی ہوئی تھیں اسواسطے تیاری ہوئی تھی کہ طوائفیں اُنپر ناچتی ہوئی چلین اور اسکا انصرام حاجی سردار خان و نامدار خان کلان کے سپرد ہوا تھا آتشبازی کا انتظام ناصر خان کے حوالہ تھا شفیع خان داروغہ فیلخانہ کو حکم ہوا کہ ہودے و بنگلے و عماریان چاندی سونے کے کام کی طیار کرا دی ہاتھی قلعہ کے دروازہ پر طیار رہین بخشی فخر الدولہ و دیوان مہربان خان کو حکم ہوا کہ جسوقت نوشہ اپنے ہاتھی یعنی مگیڈمر پر سوار ہو اُسوقت امراے دہلی بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہو جاوین منصدار و جمعدار سبھے سجائے اپنے اپنے مرتبے کے لایق ہمراہ تھے جسوقت بارات طیار ہوئی اور روشنی کا حکم ہوا روشنی کا یہہ عالم تھا کہ قلعہ سے اوس نواب خدا بندہ خان کے یہانتک ایک شعلہ آتشین نظر آتا تھا رستہ پر دو رویہ ابرک کے کنول اور قمقمی روشن تھے سامنے پانچ پانچ چھہ چھہ شاخوں کے جھاڑ بھی جو تعداد مین پچاس ساٹھہ ہزار کے قریب ہونگے ۔ طوائفین تخت رواں پر ناچتی ہوئی چلی جاتی تھیں غرض بڑی شان و شوکت و دہوم دہام سے برات قدم بقدم روانہ ہوئی آگے جابجا آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی ہر دو جانب سے سونے چاندی کے پھول نوشہ پر لوٹاے جاتے تھے آخر ام دولہن کے دروازہ پر پہونچی نواب و نوشہ و امراو داخل مکان ہوے دوسرے سردار باہر کھڑے رہے اب ناچ گانا شروع ہوا تمام شب یہی عالم رہا علی الصباح نوشہ بغرض ادای رسوم معمولی محل میں گیا جب نوشہ وہانسے باہر آیا دولہن کو چنڈول پر

چڑھایا اور برات اُسی دھوم دھام تُوزک و احتشام سے واپس چلی خدا بندہ خان کے پاس جسقدر اسباب و ظروف تھے سب اپنی بیٹی کو جہیز مین دیدیئے قلعہ مین پہونچکر تمام امراو سردار و مہاجن و حرافت نواب کو مبارکباد دینے لگے اور نذرین گذرانین دوسرے روز نقالون و طوائفون و بھانڈون کو بہت کچھہ انعام و اکرام دیا ہر امیر و نواب کے بھائی بھتیجون و خاندان بنگش کے جملہ سرداروں کو اور سب ملازمین کو جوڑے دیئے۔

حالات قوم مرہٹہ

سنہ ۱۷۵۲ تا سنہ ۱۷۷۱ء جوکسیقدر راولجھاؤ کا بندوبست سنہ ۱۷۵۲ء کے صلح میں ہوا تھا اُسکا ذکر ہم کر چکے ہین صفدر جنگ مرہٹوں کا بیس لاکھہ روپیہ کا مقروض تھا اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھہ کا اور یہہ قرضہ بابت اوس نوکری کے تھا جو اُنہون نے اوس زمانہ مین کی تھی۔ بار اس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا اور اسکے اداکی ضمانت کیواسطے منجملہ ۳۳ محال کے ملک فرخ آباد سے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے قبضہ مین کرا دیئے گئے مرہٹے بدستور تو اس سے خود کل منتفع ہوتے تھے اور صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھہ حاصل ہوا کہتے ہین کہ کسیوقت مین ریاست فرخ آباد مین چوالیس محال تھے اُنمین سے گیارہ محال کا جاننا محال ہی کیونکہ اُنکے نام تک نہین معلوم ہین منجملہ ۳۳ محال کے ساڑھے سولہ تو مرہٹوں کے قبضہ مین اور باقی ساڑھے سولہ محال نواب کے قبضہ مین اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تلنبے کے پتر پر تحریر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی معافی نواب بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہہ تھا کہ تا زمانیکہ خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہیگا ان سب محال مین مرہٹون کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہو گی تفصیل ۳۳ محال حسب ذیل ہی۔

اول شمس آباد واقع ضلع فرخ آباد یہہ تین حصون مین منقسم ہے شمس آباد مغربی جسمین تحصیل قایم گنج اور شمس آباد نواب و پرگنہ محمد آباد جو صدر تحصیل ہی نواب کے زمانہ مین اسمین شاہ اعظم نگر بھی شامل تھا جو اب ضلع ایٹہ مین ہے

۲ — بروز قدیم یہی نام قدیم پرگنہ بیور ضلع مین پوری مین واقع ہے۔

۳ — بھونگام اسکو بھون گانون کبھی کہتے ہین ضلع مین پوری مین ہے اوس زمانہ مین اس مین پرگنہ مین پوری اور کشنی نبی گنج بھی شامل تھی۔

۴ — کمپل۔ اسکو اب کمپل قائمگنج کہتے ہین تحصیل قائمگنج ضلع فرخ آباد مین ہے۔

۵ — پٹیالی۔ ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے۔

۶ — سہاور۔ اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ مین ہے۔

۷ — سکیٹ۔ اب ایٹہ سکیٹ کہلاتا ہے ضلع ایٹہ مین ہے۔

۸ — مارہرا۔ نصف پرگنہ اب ضلع ایٹہ مین ہے زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور زمان فرخ سیر مین سنہ ۱۷۱۳ء مین جاگیر مین ملا تھا ایک سو ستر موضع و شہر کے بیلگران بیٹے نواب فرخ آباد کے نام سے باقی اور ساعہ موضعات وہرون بیٹے صفدر جنگ کے نام سے ٹھیکہ لکھدیا اور اور سنہ [illegible]ء مین زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور کا ٹھیکہ لکھدیا تھا اور سنہ [illegible]ء مین دیہات اول الذکر جو بنام قسمت اول مشہور تھا نواب وزیر نے قبضہ کرلیا۔

۹ — سورون بدریا واقع ضلع ایٹہ۔

۱۰ — اوسیت گنگا پار ضلع بدایون مین واقع ہے۔

۱۱ — مدہ پور — جسے میاوھی کہتے ہین ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۲ — مرہا سونہار۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔

۱۳ — کوراولی — ضلع مین پوری مین ہے۔

۱۴ — سڈہ پورہ۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔

۱۵ — کرسانہ — اب شامل سہاور ہے اور ضلع ایٹہ مین ہے۔

۱۶ — کھاکھٹ مئو دہلیا۔ گنگا پار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد مین ہے۔

۱۷ — مہر آباد۔ گنگا پار ضلع شاہجہانپور کے جنوب مین ہے سابق مین پرگنہ شمس آباد میں شامل تھا۔

١٨ امرت پور - گنگا پار تحصیل علیگڑھ ضلع فرخ آباد مین ہے -

١٩ چھبرامئو - تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی -

٢٠ سکندرپور - اب چھبرامئو مین شامل ہوگیا ہے ضلع فرخ آباد مین -

٢١ سوکھہ - تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہی -

٢٢ سکراوا - تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے -

٢٣ سکت پور - تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے -

٢٤ اوریا پھپوند - ضلع اٹاوا مین ہے -

٢٥ سوج - پرگنہ کرہل ضلع مین پوری مین ہے اور مین پوری سے ٤٢ میل ہی پرگنہ قدیم منقسم ہوکر ٢٥ موضع مین پوری مین شامل ہوئے اور ٧٠ موضع کرہل مین -

٢٦ اٹاوا - واقع ضلع اٹاوا سابق مین اسمین کرہل و برنایل شامل تھا -

٢٧ بھوجپور - صدر تحصیل فرخ آباد مین ہی اس مین پرگنہ پہاڑہ شامل تھا -

٢٨ تالگرام - تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اسی زمانہ مین اس مین تعلقہ ٹھٹھیا تروا شامل تھا -

٢٩ قنوج - تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد مین ہے -

٣٠ بلہور - ضلع کانپور مین ہی یہہ پرگنہ قنوج کے مشرق ہی -

٣١ شاہ پور اکبرپور - ضلع کانپور کے مغربی حصہ مین ہے -

٣٢ شیوراجپور - ضلع کانپور مین بلہور کے قریب سمت مشرق ہے -

٣٣ موسی نگر بھوگنی - ضلع کانپور سے جنوب دریاے جمنا کے بائین کنارے پر واقع ہے اور

اور لوح تاریخ مین عبارت پرگنہ جات بنگش کی حسب ذیل معلوم ہوتی ہے -

شمس آباد برور کمپل پٹیالی سہاور مارہرہ نصف نده پور تریا سونہار کوراولی کرسانہ کھاکھٹ مئو دہلیا چھبرامئو سکندرپور سکراوہ سوج بھوجپور ستّھہ پوہ

یہہ معلوم نہین ہی کہ ان مین سے کو ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے حوالہ ہوے تھے انتظام کل کا

احمد خان کے سپرد تھا مگر اسمین شک ہی کہ آیا کل محال کا انتظام اُسکے اختیار مین تھا یا فقط ساڑھے
سولہ محال کا لیکن ہم نے سُنا ہی کہ بعد نہای اخراجات انتظام و تنخواہ افواج کچھ باقی بچتا تھا وہ ملہر راو
کے حوالہ کیا جاتا تھا مرہٹون کی جانب سے دو صراف جنکو وہ   کہتے ہین متعین تھے ایک قنوج
مین رہتا تھا اور دوسرا علیگنج پرگنہ اعظم نگر مین جو بقایا مرہٹون کو واجب ہوتا تھا اُنہیں صرافون کو
دیا جاتا تھا اور یہہ ملہر راؤ کے حوالہ کر دیتے تھے اور ہر سال کی رسید نواب کے پاس بھیجدی
جاتی تھی اس صورت سے چند سال برابر روپیہ ادا ہوتا رہا جبتک ۱۷۶۱ء پانی پت کی لڑائی سے
روپیہ دینا موقوف ہوا مرہٹے ہندوستان چھوڑکر جمنا پار ہوکر دکھن کو چلے گئے چند مدت تک مرہٹے
خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اسمین کل ملک واپس ملنے کا موقع
ملا جو جانب ہندوستان جو مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بوندیل کھنڈ مین
جہانسی تک بڑھ گیا اور نواب احمد خان نے اسیطور کل پرگنہ جات جو کسی زمانہ مین اُنکے باپ کے قبضہ مین
تھے لے لیئے اور پھر کبھی مرہٹوں کو چوتھ یعنی چہارم حصہ دیا مگر اٹاوا اور پھپھوند و شکوہ آباد جو احمد شاہ
درانی نے حافظ رحمت خان کو عطا کیئے تھے فقط ہمیشہ کے واسطے ملک فرخ آباد سے نکل گئے
آٹھ سال زائد تک مرہٹے شمالی ہندوستان مین نظر نہ آئے فقط ۱۷۶۴ء مین تھوڑے عرصہ کے
واسطے دہلی مین یا ۱۷۶۶ء مین جنگ گوہد مین تو البتہ مرہٹے معلوم ہوتے تھے مگر ۱۷۶۹ء مین پیشوا
فوج تعدادی پچاس ہزار دریاے چنبل پار ہوئی یہہ فوج زیر حکم ویساجی کشن رام چند گنیش و   جی
سندیہہ و تکاجی ہولکر کے تھی اس فوج نے پہلے راجگان راجپوتانہ سے بقایا زر چہارم وصول کیا
بعد ازان بھرت پور کے قریب اونسے اور جاٹ راجاؤن سے ایک جنگ ہوئی جسمین مرہٹوں نے
فتحیاب ہوکر دس لاکھ روپیہ ان جاٹون سے بھی وصول کیئے نجیب خان نے مرہٹوں سے صلح کرلی
اور یہہ تجویز کیا کہ ہم دونوں کی افواج متفق ہوکر فرخ آباد مین کوچ کریں - ابتدای ۱۱۸۴ ہجری مطابق
۲۷ اپریل ۱۷۷۰ء لغایت ۱۴ اپریل ۱۷۷۱ء مین   خان دہلی سے روانہ ہوا حافظ رحمت خان نے

یہہ دیکھکر کہ میرے بیٹے کی جاگیر واقع اٹاوہ پر حملہ کا خوف ہے قادر چوک کی طرف جو دریاے گنگا کے
کنارے پر واقع ہے کوچ کیا - یہان اوسے خبر معلوم ہوئی کہ بخت خان علیل ہو کر ویل سے نجیب آباد
کی طرف روانہ ہوا راستہ پر ضلع میرٹھ مین ہاپڑ کے قریب نجیب خان نے اکتوبر ۱۷۷۰ء مین اس
جہان سے رحلت کی اُسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان مرہٹوں کے ساتھ فرخ آباد کی طرف بڑھا حافظ رحمت خان
نے سیزدہ ہزار سوار و پیادے احمد خان کی مدد کو بھیجے جب کہ یہہ خبر پہونچی کہ مرہٹے پٹیالی تک
آپہونچے ہین جو فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے حافظ رحمت خان خود فرخ آباد کو آیا اور دریاے
گنگا کے مشرقی کنارے پر خیمہ زن ہوا حافظ رحمت خان و احمد خان مین مشورہ ہو کر ایک پل کشتیونکا
دریاے گنگا پر تعمیر ہوا اور بیس ہزار سپاہ سوار و پیادہ دریاے گنگا کے پار ہوئی اور فتحگڑھ اور فرخ آباد کے
درمیان مین مقیم ہوئی اس عرصہ مین ضابطہ خان نے لکھ بھیجا کہ مین مرہٹون کے ہاتھ مین اسیر ہوگیا ہوں
اُنکے چھوڑانے اور مرہٹوں کے ملک سے چلے جانے کی بابت گفتگو شروع ہوئی مرہٹوں نے اٹاوہ
و شکوہ آباد مانگا یہہ دونون مقام قبل ازان کہ حافظ رحمت خان کو بطور جاگیر کے ملے مدت سے
مرہٹوں کے قبضہ مین تھے اس زمانہ مین بخت خان کی فوج غوث گڈہ و نجیب آباد سے آئی ضابطہ
خان موقع پاکر مرہٹوں کی فوج سے نکل بھاگا اور اپنے فوج مین آکر اپنے گھر کی راہ لی - اب صرف
مرہٹے جنگ کرتے رہے چند لڑائیوں مین انہوں نے افغانون کو جو اسوقت اچھی طرح سے مقابلہ
نہیں کرسکی شکست دی آخر کار قریب تھا کہ روہیلے گنگا پار ہو کر بھاگ جاوین کہ مرہٹے وہان سے
اٹاوے کی طرف روانہ ہوگئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان سے کہا کہ اٹاوہ کی جاگیر
چھوڑدے اُسنے انکار کیا اور آزردہ ہو کر بریلی مین گوشہ نشین ہوا دوندے خان نے شکوہ آباد کو چھوڑدیا
شیخ کبیر کو حکم پہونچا کہ اٹاوہ کا قلعہ مرہٹون کو خالی کردے شیخ کبیر نے اس عرصہ مین چند بار مرہٹون کو زک
دی تھی لہذا مفید شرائط اوسنے اُنسے حاصل کئے اور فرخ آباد مین حافظ رحمت خان سے آملا
اور روہیلے بعد غیر حاضری آٹھ مہینے کے یعنی اکتوبر ۱۷۷۰ء لغایت مئی ۱۷۷۱ء پھر بریلی مین پہونچے
اوسوقت سیندھیا نواب کے ملک مین داخل ہوا اور نبی گنج کے قریب خیمہ زن ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے

بیس میل جنوب مین بخشی فخر الدولہ نے چاہا کہ چالیس ہزار فوج مجتمع کرکے اوسے مقابلہ کرے لیکن
نواب احمد خان چونکہ اب پیر ضعیف و نابینا ہو چکا تھا کہنے لگا کہ یہہ تو مجھے بخوبی معلوم ہی کہ تم آخر تک
لڑو گے مگر بخشی مجھہ پیر نابینا کا عصا ہی اگر خدانخواستہ عصا ٹوٹا تو مجھہ نابینا کی پوری خرابی ہی
اور تاریخ بیان واقعہ کے ملاحظہ سے واضح ہی کہ نواب احمد خان ایک پاؤن سے کسیقدر لنگڑا تھا
لہذا میری راے یہہ ہی کہ کسی صورت سے صلح کر لینا چاہیے بخشی فخر الدولہ غازالدین خان عماد الملک
کو ہمراہ لیکر مرہٹون کے لشکر مین گیا اور اوسے پوچھا کہ تم کس شرط پر صلح کرتے ہو مرہٹون نے
ساڑھے سولہ محال طلب کیے جو عہد نامہ سابق مین انہیں مل چکے تھے اور کہا کہ اس مرتبہ ہم محال اپنے
قبضہ مین رکھینگے اور اسکا انتظام خود کرینگے جب نواب کے ہاتھہ مین انتظام تھا سالہا سال گذر گئے
مگر کچھہ روپیہ وصول نہوا بحالیکہ مجبوری ساڑھے سولہ محال حوالہ کیے گئے نواب نے کہا گو ملک
نصف رہگیا ہی مگر فوج کم نہو تین سال مین میری آنکھین اچھی ہو جاوینگی اسوقت مرہٹون سے انتظام
لے لونگا مگر چونکہ آمدنی کم رہنگی اور اخراجات بدستور سابق رہے لہذا جو روپیہ خزانہ مین تھا وہ بھی خرچ ہو گیا

احمد خان کی بطلان بصارت و وفات

انتقال سے دو ایک سال قبل احمد خان کو آشوب چشم شروع ہوا اور رفتہ رفتہ نظر بالکل زایل ہو گئی
بست رہے کحال نے اوسکا معالجہ کیا مگر کچھہ سودمند نہوا اول اوسکی آنکھون مین درد شروع ہوا اور تھوڑے
عرصہ مین ضعف بصارت مین ہو چلا دو ایک سال اسی حال مین گذری مگر روز بروز اوسکی بینائی گھٹتی
گئی اوسنے اس عیب کو جہان تک اوس سے امکان مین تھا مخفی رکھا وہ اپنے مقام معمولی مین بیٹھا کرتا تھا
اور سلام اور مجرا سب کا لیا کرتا تھا دربانیون نے اوسکی بعض حرکات خلاف عادت دیکھہ کر معلوم کیا
کہ اوسکی بصارت مین نقصان ہی مگر کچھہ نہ کہا آخر الامر نقص چھپ نہ سکا نواب کے بعض ملازمین نے حکیم
نور خان محمد شاہی کی سفارش کی اور کہا کہ اس حکیم کو عوارض چشم کے علاج مین دستگاہ کامل ہی نواب نے
حکیم مذکور کو بلوایا دو تین مہینے اوسنے معالجہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہوا ایک روز نواب کے دل مین

یہہ خیال آیا کہ فقرا کو کھلانے پلانے سے کیا عجب ہے کہ میری مراد دلی برآوے لہذا اوسنے بخشی
فخرالدولہ و مہربان خان کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر خیمہ نصب کریں اور طعام اقسام اقسام کا طیار کراکر فقیر اور
مسکینون کو کھلاویں۔ ایسا ہی کیا گیا فقیروں نے اُسکے واسطے دعا کی چالیس روز تک ایسی طور سے
کھانا کھلایا گیا۔ حسام الدین نے بہت سی تمثیلین بیان کی جن مین دعا بزرگوں کی مستجاب ہوئی ہے
مگر کہتا ہی کہ خاص اس امر مین دعا قبول نہ ہونے کا یہ باعث ہی کہ اونمیں کوئی ولی نہیں ہی تھوڑے
عرصہ کے بعد ایک چالاک بدمعاش پنجاب سے آیا اور نواب کی خدمت مین بتوسط رحمت خان ولد
جہان خان کے حاضر کیا گیا اُسنے اقرار کیا کہ جو شی مانع بصارت ہی مین اُسے صاف کر دونگا اُسنے
تھوڑا پانی چلو مین لیا اور اُسپر کچھہ پڑھکر نواب کی آنکھون مین لگایا اسیطرح کئی روز کیا آخر خیرات کرنے
کے حیلہ سے طلب کیا چنانچہ کچھہ روپیہ و اشرفیان اُسے ملین وہ دو تین روز کی رخصت لیکر گیا اور
پھر واپس نہ آیا۔ دوسرا بیکار سید باقر تھا اوسنے ایک جعلی خط لکھنو کے ایک بزرگ کی جانب سے
اس مضمون کا خان علی کے نام بھیجا کہ مین نے سنا ہی نواب احمد خان کی بینائی جاتی رہی ہی اور بجز دعائے
اولیا اور سب طرف سے اوسے بالکل مایوسی ہو گئی تھی نظر بران مین تم کو اطلاع دیتا ہون کہ اس زمانہ
مین فرخ آباد مین ایک درویش کامل تشریف رکھتے ہین کہ جنکو اگر سرگروہ اولیاے عصر کہئے تو بجا ہے
نام نامی اُوس بزرگ کا سید باقر ہے اگر اوس سے رجوع کیجاوے تو البتہ اوسکی دعا کے اثر سے
نواب کی مراد دلی برآنا ممکن ہی اور وہ بزرگ نواب کو بینائی دلیسکتا ہی۔ جان علی خان یہہ خط لیکر نواب
کے پاس آیا بخشی فخرالدولہ و جان علیخان اس بیکار کے پاس گئے اور بڑی عزت و حرمت سے
نواب کے پاس لائے فقیر نے کہا محتاجون مسکینوں کو طعام تقسیم ہو اور مین چلہ کھینچتا ہون اسکے واسطے
کوئی تنہا مقام مجھے بتلایا جاوے نواب نے جان علیخان کو حکم دیا کہ اپنے باغ مین درویش کو جگہہ دین
تب درویش بیکار نے نواب سے اقرار کیا کہ بروز عید الفطر تم کو بینائی حاصل ہوگی۔ جان علی خان
اپنے باغ مین درویش کو لیگیا اور اپنے نوکر اُسکی نگرانی کیواسطے متعین کئے جب وقت معزرہ قریب
پہونچا ایک رات رمضان کے آخر مین درویش مذکور باغ کی پشت کی دیوار پر سے کود کر بھاگ گیا بروز

سنگین خان علیخان مدد وبش کو بلانیکیواسطے بھیجا گیا تب وہ باغ میں گیا اور سب طرف پوکارا لیکن کچھہ
جواب نہ پایا اوسنے سب جگہہ باغ مین تلاش کیا مگر کہین اوسکا نشان نہ پایا ہاتھہ ملتا ہوا خالی
باغ سے نکلا اور اپنے پھاٹک پر جا بیٹھا شرم کے باعث نواب کے روبرو نہ جاسکا نواب نے بغرض
دریافت حال آدمی بھا نعلی خان کے پاس بھیجا تب یہ مجبوری خان علی خان کو نواب کے پاس جانا
پڑا اُسنے نواب سے اس مکر و فریب کا حال مذکور کیا اُسوقت سے نواب نے شکوہ و شکایت ترک کیا
اور خدا پر بھروسہ کیا اور کہا کہ مرضی مولی از ہمہ اولی بالآخر ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۵ ہجری مطابق
۲۸ جولائی ۱۷۷۱ع کو نواب احمد خان نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُسی روز علی گوہر شاہ عالم
الہ باد سے دہلی کو جاتے ہوئے مقام خدا گنج مین پہونچا مرتضی خان کے فساد برپا کرنے کے باعث
تھوڑی دیر توقف ہوا بعد ازان بہشت باغ مین ایک مقبرہ مین جو نواب نے اپنے حین حیات اپنے
واسطے بنوا رکھا تھا مدفون ہوا تاریخ اُسکے وفات کی یہہ ہے ۵ کنند گریہ خلایق بہ نالہ و افغان
ملایک آہ کشند از وفات احمد خان ۱۱۸۵ بعد تخرجہ عدد آہ یعنی ۶ کے کم کرنے سے ہوتے
ہین اور پورے الفاظ ۱۱۹۱ ہوتے ہیں ۔ دیگر ۔ ہے ہے حاتم طائی ثانی نماند

۱۱۸۵ ہجری

دوسرے روز بادشاہ معہ پانچ ہزار ہمراہیون و شجاع الدولہ و دوسرے سرداروں کے روانہ ہوکر موضع سریا
پرگنہ پہاڑہ میں پہونچا یہہ موضع شہر کے باہر گوشہ جنوب مغرب مین واقع ہے بخشی فخر الدولہ نے نواب
کے بیٹے مظفر جنگ کو ہاتھی پر بٹھا کر حضور سلطانی نذر گذراننے کیواسطے لیگیا اس ملازمت مین فرزند
بہادر کا لقب مظفر جنگ کو عنایت ہوا بعد ازان یہی لقب مہر پر کندہ ہوا چونکہ خزانہ مین بالکل روپیہ نتھا
لہذا فخر الدولہ نے سونے چاندی کا ہودہ اور دوسرے نقرئی و طلائی ظروف گلا کر تین لاکھہ روپیہ
کو فروخت کئے یہہ سب روپیہ اور سات ہاتھی اور گیارہ گھوڑے بادشاہ کو نذر دے اور رسول خان نے
و تصفیہ کرنے کے عوض میں ایک لاکھہ روپیہ لیا بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم نبی گنج کی طرف روانہ
ہوا اور یہان مہاجی سندیہہ کے دہلی سے آنے تک تین مہینہ مقیم رہا ۔

حکایات در باب احمد خان کے خلق و عادات و حرکات و سکنات

احمد خان کا پورا خطاب جو ایک توپ پر کندہ نظر آیا حسب ذیل تھا یہہ توپ ۱۱۷۳ ہجری مطابق اگست ۱۷۵۹ء سے
تا نہایت اگست ۱۷۶۰ء مین ڈھالی گئی تھی اور ۱۸۳۹ء تک موجود تھی بخشی الملک امیر الامرا غظفر الدولہ
محمد احمد خان بہادر غظفر جنگ سردار الملک ظفر اقتدار شیر ہند بہادر غالب جنگ اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہی کہ ۱۱۸۰ ہجری مین قیام الدولہ کا لقب زیادہ کر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہوتا ہی کہ احمد خان بالطبع
حوصلہ مند نہ تھا اصل تو یہہ ہی کہ وہ اون اشخاص مین سے تھا جنہون نے خود حصول جاہ و عظمت کیواسطے
کوشش نہ کی مگر از خود جاہ و جلال اوسپر ٹوٹ پڑا اوسکے حالات کے مذکور میں ہمنے خیال کیا ہی کہ اپنے
بزدلی اور بیمحل پیش بینی کے سبب سے بھوڑی سی فتحمندی پر اکتفا کر کے گھر بیٹھ رہا رام چھتونی کی جنگ
کے بعد ایسا تزلزل اور پریشانی خاص دار السلطنت مین پھیل رہی تھی اور وہان ایسی بے سروسامانی
تھی کہ اگر احمد خان چکنی چپڑی باتون مین آکر واپس نہ جاتا بلکہ بخلاف اسکے دہلی کیطرف بڑھ جاتا تو
بہ آسانی بادشاہ دہلی کو اسیر کر لیتا پھر جو تدابیر کی بعد دیگرے غازالدین خان و نجیب خان و نجف خان
منصوبے کی تھیں۔ اگر وہ بھی ایسی ہی تدابیر عمل مین لاتا تو اوسے سوای کامیابی حاصل ہوتی دوسرے
یہ کہ جب اسلام خان چیلہ کا سنگنج کا عامل تھا اوسنے میان دوآب کے اوپر کے حصے مین ایسے ایسے
یورشش کئے کہ اگر اوسکو اچھی طرح مدد دیجاتی تو بیشک وہ اپنے آقا کو دہلی کا مالک بنا دیتا اور خود
بادشاہ کو اوسکے اختیار مین کر دیتا۔ ایک نقل یہان مذکور ہوتی ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ یا تو احمد خان
بڑا سنکی مزاج تہا یا بڑا سادہ لوح۔ نواب کو صاف صاف اور نئے روپیہ کا کمال شوق تھا چنانچہ یہہ اوسکی
عادت تھی کہ وہ روپیون کے تئین دھوپ مین پھیلاتا تھا تاکہ وہ سیاہ نہ ہوجاوین اور ایک چھپر کے نیچے
مونڈھے پر بیٹھکر خود اوسکی نگرانی کرتا تھا جب وہ پانی خواہ پان خواہ حقہ منگواتا چیلے اپنے پیرون مین
موم لگا کر جاتے اور اس صورت سے پانچ چھہ گھنٹے کے عرصہ مین وہ کئی سو روپئے لے آتے جب
روپیہ شمار ہوکر رکھا جاتا بعض تھیلی خالی رہجاتی تب نواب متعجب ہوکر ہوتا نہین معلوم یہہ کیا بات ہی کہ

مینے خود اسکی حفاظت کی مگر یہہ روپیہ کم کیونکر ہوگئے شاید یہہ دھوپ مین دیر تک رہے اور زیادہ
سوکھہ گئے خیر تو توڑے لیجا کر خزانہ مین رکھو۔ نواب کی عادت یہہ تھی کہ ہر روز دو بار شہر کو جایا کرتا
تھا کبھی ہاتھی پر سوار ہوکر اور کبھی پالکی مین اور کبھی شہر سے باہر جاکر ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتا
تھا جب وہ راستہ مین گذرتا تھا اوسکے نوکر خیرات کیواسطے روپیہ کی تھیلی لئے اوسکے ہمراہ رہتے
تھے حکم یہہ تھا کہ محتاج و مسکین نابینا بیمار لنگڑے لولے سب کو پاس آنے دو ہر ایسے آدمی کو روپیہ دیا
جاتا تھا ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا تھا نواب کی خاص نظر توجہہ گھوسیے والوں کی جانب تھی غالباً
اوسکے معنے یہہ نہین کہ جو فقیر زمین کھود کر گھر بناسے اُنکے لئے سو گھر تھے اور قلعہ سے مُوسکے
پھاٹک تک راستہ پر اور قلعہ کے نیچے سے قدم شریف تالاب کے کنارے تک بستے تھے
یہ سب قوم کے لوگ تھے اور قحط سالی مین دہلی سے نواب کے ساتھہ آئے تھے جب نواب
دہلی مین تھا تب اوسنے قحط کے زمانہ مین اونکو پانچہزار روپیہ خوراک مین دئیے تھے اور یہہ گھوسیے
والے اس سبب سے کہلاتے تھے کہ وہ مٹی کے خام گھر بنا کر رہتے تھے اتنی مقدرت اُنکو نہ تھی
کہ مکان معمولی بناوین نواب اُنکو اکثر روپیہ بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ چونکہ گھر چھوڑ کر یہہ میرے
ساتھہ آئے ہین لہذا یہہ مناسب نہیں ہے کہ یہہ غریب فاقوں رہین جب نواب کی سواری نکلتی تھی تو
اُسکے ہمراہ سلاحہ بردار و برچھی بردار و بھالا بردار و چوبدار و نقیب و بادفروش و کڑکاگو اور گانیوالے
چلتے تھے سواری کے آگے نقیب نواب کا لقب مدح پکارتا جاتا تھا سواری سے تھوڑی دور
آگے چند لوگ بانس کی چھڑیاں رنگ برنگ کی کچھہ سنہری کچھہ لال کچھہ سادی کچھہ پھولدار لئے ہوئے
رہتے تھے اور یہہ چھڑیاں اُوپر سے دو ہاتھہ چیری یعنی شگاف ہوتی اگر کوئی سواری کے آگے
آجاتا تھا خواہ غریب ہو خواہ امیر ہو اوسکو ان چھڑی سے مارتے تھے اور جو شخص نواب کے عتاب
مین مبتلا ہوتا تھا اوسپر بھی یہی چھڑی پڑتی تھین ان چھڑیوں کی ضرب کی آواز بقدر ہوتی تھی کہ
پاؤ کوس تک جاتی تھی لیکن اوس سے کوئی زخم نہین ہوتا تھا جس کسی پر مار پڑتی تھی گویا اوسکا ستارہ
اوج پر ہوتا تھا کیونکہ نواب اوسے ضرور طلب کرتا تھا اور اوس سے کہتا تھا کہ تمہارے چوٹ نہین لگی وہ

شخص جواب دیتا تھا کہ حضور میری ہڈی ہڈی میں درد ہوتا ہی بالکل چور ہوگیا ہون تب اوسکو
حسب حیثیت نقد وجنس انعام ملتا تھا نواب بھاگ کے راگ کا ازحد شایق تھا نواب کی سالگرہ کے
روز ڈوم ومیراثی بھگت ہر جگہہ سے آکر مجتمع ہوتے تھے قریب پہر رات گئے نواب بیش بہا
زیور وجواہر پہنکر اور جھالردار فتح نصیب نام پالکی مین سوار ہوکر دیوان خانے مین ہمیشہ
اتا تھا پالکی کا نام فتح نصیب اسوجہہ سے تھا کہ جب اوسنے عبدالمنصور صفدر جنگ کو شکست
فاش دی اسمے مین سوار تھا پالکی کے اردگرد پٹھان سردار و نواب کے بھائی بھتیجے ساتھ چلتے تھے
اوس شب کو بڑی روشنی ہوتی تھی اور خوب آتشبازی چھوٹتی تھی اوسوقت سواے بھاگ کے اور
کوئی دوسرا راگ گانے نہ پاتا تھا نواب کو آراستگی مکان کا بھی بڑا شوق تھا اور جہان وہ رہتا تھا
خود اسکے اور اسکے حباب کی تصویرون سے دیوارین آراستہ رہتی تھیں اپنے عمر مین اوسنے چھہ محل
تعمیر کروائے اول خاص محل جس مین ۱۸۳۹ع مین بی بی اچپل بیوہ مظفر جنگ رہتی تھی اور کہتے ہیں کہ
اوسکے کواڑ راجہ ہرگوپال کے قلعہ مقام جہونسی سے نقل کروائے گئے تھے - دوم مبارک محل - سوم
صلابت محل یہہ مکان موتی مسجد کی پشت پر واقع تھا ابتدا مین دروازے اور چھت ملمع کار تھے لیکن
۱۸۳۵ع کے قبل اسکا رنگ اڑگیا تھا کیونکہ سونا لینے کی غرض سے لوگوں نے اوسکو چھیل ڈالا تھا
چہارم دیوان خانہ یہہ مبارک محل مین تھا اور ۱۸۳۵ع اس مین ولایتی بیگم بیوہ نواب ناصر جنگ سکونت
رکھتی تھی پنجم قلعہ کا کہنا نیا پھاٹک ۱۸۵۵ع یا ۱۸۵۹ع مین ایک پتھر اس میں سے اُکھاڑ کر صدر تحصیل
مین رکھا گیا ہی یہہ بصورت اوس پتھر کے جو حاشیہ ترک پر واسطے رہنمائی کے کاٹا جاتا ہی اور اوسپر
ابھرے ہوئے حرفون میں یہہ عبارت لکھی ہی زہے باب دولت برافراشتند + بنا لستش چو قطب فلک
ساختند + پر از نور ریزد ز چرخ برین + چو باران رحمت بروی زمین + متین محکم واستوار آمدہ + چو
افتادہ فلکے قرار آمدہ + پے سال آن ہاتف دلنواز + بگفتہ در فیض دیدیم باز +

۱۱۷۲ ھجری

دیگر نواب این دروازہ را تعمیر چون فرمودہ است + یکہزار و یکصد و ہفتاد انشا بودہ است +
۱۱۷۰ ھجری

ششم بعض اور مکانات تعمیر کروائے اور مُرشید آباد کے قلعہ کی مرمت کرائی جواب بالکل نابود ہین نواب قلعہ و شہرپناہ کی مرمت و حیات باغ کو از سرنو بنوانے کی طرف متوجہہ ہوا تھا باغ مین نواب کا باپ محمد خان اور اُسکا برادر قایم خان مدفون ہین دیوان خانے کے پھاٹک اور قلعہ کی دیوار کے درمیان مین جو جگہہ ہے وہاں گلال باڑا استادہ کیا یہان سردار و فوجدار و مسندار آکر کھڑے ہوتے تھے اور اداب و مجرا بجالاتے تھے اُنکی حاضری لینے کے بعد نواب اجلاس فرماتا تھا بہشت باغ جو مُو سرلسے کے جنوب شہرپناہ کے پاس ہے احمد خان نے لگوایا ہے۔ شہر کے سب مساجد سے یہہ مسجد نہایت خوشنما اور بہت بڑی ہے اسکے ایک طرف حمام گرم کے نشانات باقی ہین جو محلہ کہ اسکے جنوب کی طرف ہے احمد گنج کھانڈیا کے نام سے مشہور ہے اسمین کاچھی رہتے ہین مسجد کے علاوہ وہان احاطہ کے اندر نو ۹ بڑے بڑے گنبددار مقبرے ہین مقبرہ نمبر ایک مین اشخاص مفصلہ ذیل کی قبرین ہین احمد خان و دل دلیر خان و بنارسی نواب و اُسکا بیٹا و ظہور علیخان ولد بنارسی نواب و امداد حسین خان ولد دل دلیر خان برآمدہ مین ہمت علیخان ولد دل دلیر خان و تین خورد سال بیٹیان احمد خان کی و نواب ہمت بہادر احمد خان کا پوتا نواب چھوٹے خان ولد نواب قایم جنگ۔ مقبرہ نمبر ۲ مین اشخاص ذیل مدفون ہین نواب محمود خان احمد خان کا پسر کلان و اُسکا ایک بچہ و اُسکی بیگم۔ مقبرہ نمبر ۳ اسمین بیگمات دفن ہین بی بی صاحبہ بیوہ نواب محمد خان غضنفر جنگ و دو اور بیگمین اور برآمدہ مین ستارہ بیگم دختر احمد خان و فیروز جنگ کی مان یعنی زوجہ نواب بلاقی و بی بی اچھل زوجہ مظفر جنگ اور پانچ اور بیگمین جنکے نام نامعلوم ہین مقبرہ نمبر ۴ مین قابلہ خانم کی قبر ہے مقبرہ نمبر ۵ مین شوکت جنگ کی معشوقہ مدفون ہے مقبرہ نمبر ۶ مین قبرین ہین نام نامعلوم مقبرہ نمبر ۷ مین رانی صاحبہ کی قبر ہے جسکو احمد خان مشرق سے لایا تھا مقبرہ نمبر ۸ مین احمد خان کے چیلون طالع ور خان و روشن خان کی قبرین ہین۔ مقبرہ نمبر ۹ مین بخشی فخر الدولہ کی قبر ہے جو ۱۷۷۲ء لغایتہ ۱۷۷۳ء مین قتل ہوا لوح تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تنقیش محال کی آمدنی علاوہ معافی و جاگیر وغیرہ کے اسی لاکھ روپیہ سالانہ تھی حسام الدین نے لکھا ہے کہ نواب کی آمدنی ساٹھہ لاکھہ سالانہ تھی اور خرچ حسب تفصیل ذیل تہا۔

تین لاکھہ روپیہ ماہواری سپاہ و شاگرد پیشہ کی تنخواہ دیجاتی تھی اور ایک لاکھہ روپیہ ماہواری بیس تیس
بیگمات کو خرچ دیا جاتا تھا جواہرات و زیورات خرید ہوتے تھے اور محتاجون کو کھانا دیا جاتا تھا ایک
لاکھہ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور توپخانہ مین صرف ہوتا تھا۔ چھوٹی بڑی پانچسو توپین ہر وقت تیار ہتی تھین
اور کارخانہ گولہ بارود سازی ہمیشہ جاری رہتا تھا غرض نواب کا کم از کم پانچ لاکھہ روپیہ ماہواری کا خرچ
تھا اور اگر کبھی کچھہ باقی بچتا تھا وہ داخل خزانہ ہوتا تھا۔ احمد خان کی آخر عمر مین بخشی فخرالدولہ کو اوسکی
ریاست مین بڑا اقتدار حاصل تھا کل ملک اوس کے اختیار میں تھا اوسکی یہہ بڑی تعریف تھی کہ اُسنے
تمام شوریدہ پشت لوگون کو زیر کیا کبھی کبھی میانصاحب میان روشن خان کیطرف بغرض انتظام جایا کرتا
تھا یہہ میانصاحب کا لقب نواب کے بڑے عزیز مصاحب کو ملتا تھا بہت سے اشخاص ماہی مارہی
سے اس خطاب سے ملقب ہوئے سب سے پہلے سعادتمند خان نے یہ لقب پایا یہہ مدنسنگہ نام
ایک لڑکا تھا اور روشن خان جب شمسپور کو تاراج کرنے گیا تھا تب وہان سے اسکو گرفتار کرلایا تھا
جب احمد خان نے اُسے دیکھا تو اُسکی نظر توجہہ اُسکی طرف ہوئی اور فوراً مشرف باسلام کیا اور
سعادتمند خان نام رکھا ایک برس بعد اُسنے اُسے بڑے مرتبہ پرپہونچایا اور امیرزادہ اسکو خطاب
دیا اور بخشی فخرالدولہ کو حکم دیا کہ جو کام امیرزادہ سعادتمند خان کرے قطعی سمجھا جاوے اوسمین کوئی
مداخلت نہ کرے اوسکا والد مندل سنگہ قنوج کا حاکم مقرر ہوا دوسرے لوگ جنکو میانصاحب کا لقب ملا
یہہ تھے (۱) سعادت خان آفریدی (۲) سید نور علیخان (۳) میر جانعلیخان (۴) روشن خان
فقط سعادت خان برادر محمود خان بخشی قایم جنگ کا تھا اوسکو یہہ خطاب پہاڑ کی جنگ کے زمانہ
مین ۱۱۵۸ھ مین ملا ایک روز نواب نے اُسے سید نور علیخان کے بازار مین دیکھا اور بلوا بھیجا ایک
روز نواب کتاب دیکھہ رہا تھا اور سعادت خان پیچھے جانب راست بیٹھا مورچھل سے مکھیان جھل رہا
تھا مکھیان ہانکتے ہانکتے اوسنے ایک مورچھل نظر حقارت سے نور علی کے سر پر ماری جو اوسکے
پاس بیٹھا ہوا تھا نواب نے یہہ دیکھکر کہا کہ بزرگی فقط اللہ پاک کی ذات کو ہے اور یہہ شعر پڑھا ؎
بچشم حقارت مبین سوی کس + کہ او منتقم ہست فریادرس + سعادت خان کی یہہ عادت تھی

کہ پانچوین چھٹوین روز امیٹھی مین اپنے گھر کو ایک رات کے واسطے جایا کرتا تھا اور صبح کو واپس آیا تھا
بعد اس حرکت کے جو ابھی مذکور ہوئی سعادت خان رخصت لیکر اپنے گھر کو گیا اُس رات نے نواب نے نور علیخان
کو سعادت خان سے دو چند دولت و مرتبہ عطا کیا سعادت خان واپس آکر کیا دیکھتا ہے کہ سیدا
نور علی خان زیورات سے آراستہ نواب کی مسند کے گوشہ پر داہنی جانب بیٹھا ہے یہہ دیکھکر وہ نہایت
حیران ہوا جب وہ قریب آیا تو نواب سے اوس سے کہا اوس مسبب الاسباب کی کارسازی دیکھو اور
کل کی بات یاد کرو **نظم** چنان ہست آن خالق بے نظیر + بیک لحظہ سازد گدا را امیر + مکن سوی
کس از حقارت نگاہ + کند از تکبر شہان را فقیر + یہہ سُنکر سعادت علی نے شرم سے سر نیچا کر لیا تھوڑی
روز بعد وہ ایک تمن تعدادی دو ہزار پر حاکم مقرر ہوا نور علی کو میاں صاحب کا لقب عنایت ہوا اور سب
درباریوں سے دولت و عزت اوسکو زیادہ نصیب ہوئی بعد ازان اوس جگہہ پر میر جان علی مقرر ہوا اور وہ
تبدیل ہوکر دیرہ پور سنگل پور کے محال پر بھیجا گیا یہ دونوں مقام کانپور کے ضلع میں واقع ہین جان علی کے
والد کو میر فتح اللہ نے متبنی کیا تھا جب نواب نے جان علی کو دیکھا نہایت پسند کیا اور اپنے دربار
مین رکھا اوسکا خطاب میاں صاحب جان علیخان تھا خاص بازار سے نکلکر قلعہ مین تحصیل کو جاتے وقت
بائین جانب جو مسجد ہے اوسکی تعمیر کروائی ہوئی ہے تھوڑے زمانہ بعد نواب کی نظر عنایت اوس سے منتقل
ہوکر محمد روشن کی جانب ہوئی جو فوج کا رسالہ والا تھا میاں صاحب کا لقب پاکر اُسنے بھی بہت سی
دولت مثل شائقین حاصل کی اوسکو میاں صاحب روشن خان بہادر کے خطاب سے ملقب کرتے تھے۔

از بیگمات نواب احمد خان

نواب کی چار بیبیان تھیں۔ اول دولہن بیگم۔ سحر خان پٹھان زمیندار رودا ین پرگنہ کمپل کی بیٹی تھی
دوم رانی صاحبہ اسکو نواب شرق سے بوقت محاصرہ قلعہ الٰہ آباد سے لایا تھا۔ سوم بی بی فخر النسا
کرم خان کی ہمشیر تھی۔ چہارم بی بی خیر النسا مظفر جنگ اول دلیر خان کی مان تھی۔ علاوہ انکے
بہت سی حرم تھین جو بیبیان کہ مذکور ہوئین انمین سے ہمین نہین معلوم ہوتا ہے کہ شیر زمان خان دلاراک جو بیری

کی بیٹی کون ہی جسکی نسبت بلونت نامہ مین مذکور ہے کہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین نواب کی بیگمات مین تھی اوس کتاب
مین یہہ بھی لکھا ہی کہ کرم زمان خان شیر زمان خان کا بھتیجہ تھا لہذا ممکن ہی کہ حسین کرم خان کا مذکور
فرخ آباد کی کتابون مین ہی وہ بیگم کا حقیقی بھائی نہو بلکہ چچازاد بھائی ہو اس صورت مین فخر النسا جونپوری
بیگم ہو سکتی ہے —

اولاد نواب احمد خان

نواب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی اول محمود خان یہہ اپنے باپ کے سامہنے فوت ہوا اور بہشت باغ
مین دفن ہے محمود گنج واقعہ قصبہ چھبر امئو اوسکا بسایا ہی اُسنے ایک بیٹا چھوڑا جسکا نام ہمت بہادر تھا
جسنے عمدہ بیگم دختر مظفر جنگ کے ساتھہ شادی کی اور سنہ ۱۲۴۱ ہجری مطابق ماہ اگست سنہ ۱۸۲۵ع لغایت
اگست سنہ ۱۸۲۵ع مین فوت ہوا وہ ایک لڑکی ریاضت النسا نام چھوڑ گیا جسکے دو نکاح ہوئے اول امداد حسین خان
ولد دلیر خان سے اور نکاح ثانی ہمت علیخان شوہر اول کے برادر خورد سے - ۲ - دلیر ہمت خان
مظفر جنگ جو اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا مذکور آیندہ ہوگا - ۳ - دل دلیر خان وہ سنہ ۱۷۹۶ع
مین بنارس چلا گیا اور کہتے ہین کہ اُسنے وہان جنوری سنہ ۱۷۹۹ع مین وزیر علیخان کے بغاوت کے
زمانہ مین خودکشی کی اسکا بیان جلد ثانی مین آویگا - اجنبٹی کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ
۹ شعبان سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین فوت ہوا جو مطابق ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۰۰ع کے ہی اور یہہ واقعہ ٹھیک علیخان
کی بغاوت سے ایک برس بعد ہوا اوسنے چار بیٹے اور تین بیٹیان چھوڑین اسکے بیانات و تعلقات
و اولاد اوس نقشہ سے معلوم ہونگی جو اِس کتاب کے آخر مین منسلک ہی - ۴ - ستارہ بیگم - محمد زمان خان
ولد مرتضی خان بڑ بسیری نواب محمد خان کے پسر چہارم کے ساتھہ منسوب تھی جب مری تو قاسم باغ مین
اپنے پھوپھی روشن جہان نواب محمد خان کے بڑی بیٹی کے پاس دفن ہوئی کہتے ہین کہ اُسکے
اور اسکی پھوپھی کے نام سے بھوت و جن بھاگتے ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ اوس کی قبر بہشت باغ
مین ہی

نواب احمد خان کے چیلون کا بیان

حسب رواج اپنے خاندان کے نواب احمد خان نے تین چار سو اطفال ہنود کو مسلمان کیا ان مین سے جو لائق

مواضعات ومحال وغیرہ پر متعین ہوئے اُنہون نے بہت روپیہ کمایا مگر جنکو فقط تنخواہ وعطایا ملتی رہی
اُنہیں کچھہ حاصل نہین ہوا یہہ سب غالب بچہ کے نام سے موسوم تھے (۱) ذوالفقار خان احمد خان
کے عہد مین تین نوابون کے دروازہ پر نوبت بجانے کی اجازت تھی ایک تو نواب احمد خان جسکو بڑے
نواب کہتے ہین - دوسرے ذوالفقار خان جسکو منجھلے نواب کہتے ہین تیسرے دایم خان جنکو چھوٹے
نواب کہتے ہیں - ذوالفقار خان کا لقب یہہ تھا شرف الدولہ ذوالفقار خان بہادر شمشیر جنگ اوسکی
مہر پر یہہ شعر کندہ تھا شعر آنکہ در بازوے پاکش قوت خیبری درست + از عطای احمدی خوش
ذوالفقار حیدر یست + وہ پرگنہ شمس آباد کا عامل تھا اور اوسکا لشکر علیگنج پٹنہ اعظم نگر مین رہتا تھا
جو اب ضلع ایٹہ مین ہی ۱۸۵۳ع تک ایک عمدہ عمارت وباغ ومحلسرا وہان موجود تھی اوسنے شہر
پناہ وقلعہ تعمیر کردہ یاقوت خان کی جہان جہان سے مسمار ہوگئی تھی مرمت کروائی - (۲) دایم خان
اسلام خان چیلہ شمشیر خان جو نواب محمد خان کا چیلہ تھا اوسکے دو بیٹے تھے روشن خان و دایم خان
روشن خان نواب احمد خان کے درباریون مین سے تھا جب دایم خان چیلہ سات برس کا تھا ایک روز
روشن خان کو اوسنے اپنی پالکی مین بٹھلا کر نواب کے حضور مین لیگیا نواب نے پوچھا کہ یہہ کسکا بیٹا
ہی روشن خان نے جواب دیا کہ یہہ میرا چھوٹا بھائی ہی نواب نے اوسکا نام پوچھا کہا دایم نواب نے کہا
مین اسی متبنی کرتا ہون اور اسکا لقب اعظم جنگ محمد دایم خان بہادر مقرر کرتا ہون مگر یہہ علی العموم چھوٹے
نواب کے نام سے مشہور ہوا جب وہ سن شعور کو پہونچا تو اوسکی شادی بڑے دہوم سے منی بی بی
دختر بخشی فخر الدولہ کے ساتھہ ہوئی اوسکے بچپن میں احمد شاہ بادشاہ نے اُسے گود مین لیا تھا
اور اپنے ہاتھہ سے اوسکو کھلایا تھا اور اوسکے کندھے پر نقارہ اور ڈھول کے رکھے تھے گویا اوسے
اس صورت سے نوبت عطا کی ۱۷۳۹ع مین اس چیلہ کی تعمیر کروائی ہوئی عمارتین موجود ہین (۱) اسکا
بنایا ہوا ایک پختہ پل وسط شہر مین جو باوجود کثرت سے آمد رفت تجارت کے تقریباً اسی برس تک
باقی رہا اور نام اوسکا پل پختہ مشہور ہے (۲) ایک باؤلی معہ زینہ کے واقعہ مو دروازہ کے پھاٹک
اوسکا بنوایا ہوا ہی اور اگرچہ بے مرمت ہی مگر ہنوز موجود ہی (۳) ایک مکان قلعہ کے اندر امام باڑہ کے

شمال کی طرف ہے اس مین محمد یار خان نایب رہتا تھا جو ۹ دسمبر ۱۸۳۹ء مین فوت ہوا اور ۱۸۳۲ء مین
یہہ مکان بہت بہادر کے مکان کے نام سے مشہور تھا (۴) دایم خان کی محلسرا قلعہ کی ایک جانب
نشیب مین تھی اسکے چار طرف غربا کے گھر تھے اور اوس سے متصل ایک خانہ باغ تھا اوس کی
اولاد نے کھود کھود کر اس مکان کی اینٹ لکڑی سب فروخت کر ڈالی اور زمین کاشتکارونکے حوالہ
کر دی (۵) اوسنے مئو کے گھاٹ پر ایک باغ چار باغ نام لگایا تھا جو نواب زمیر کے قبضہ
مین تھا (۶) اوسنے ایک باغ مدار دروازہ کے پاس لگایا اور اوسمین پختہ کنوان بنوایا جسمین
چار لاٹ تھے اسکے نشانات ۱۸۳۹ء تک باقی تھے۔ (۷) چھبرامئو کے پاس دایم گنج نام
ایک موضع ہے جو اوسنے اپنے نام سے بسایا ہے جب تک یہہ پرگنہ فرخ آباد کے نواب کے قبضہ
مین تھا تب تک دایم خان پرگنہ ساہور اکبرپور کا برائے نام عامل رہا اب پرگنہ مذکور ضلع کانپور
مین واقعہ ہے جاگیر کھیرایان واقع پرگنہ مذکور پٹھان الیاس علیخان عامل اودھ نے اسکے قبضہ مین
رہنی دی یہہ جاگیر اوسکی اولاد کے قبضہ مین ۱۸۴۵ء تک رہی کہ اوس سن مین یہہ بپای ڈگری
دیوانی نیلام ہوگئے اور مثل جنٹی مقصلہ نومبر ۱۸۰۶ء کے دیکھنے سے واضح ہے کہ جسمین بحوال دلیر علیخان
پسر دایم خان شامل ہے کہ بعد وفات دایم خان جاگیر ضبط ہو کر بذریعہ چٹھی ۲۶ جنوری ۱۸۰۶ء
وثیقہ سو روپیہ ماہواری منظور ہوا دایم خان اپنے کام کیطرف توجہ نہین کرتا تھا اور کل کام اپنے کارندون
کے بھروسے پر چھوڑ دیا تھا اور وہ خوب کلب کرتے تھے اسوقت نواب دایم خان اپنی جیب خاص
سے مالگذاری ادا کرتا تھا یا احمد خان سے التجا کرنی پڑتی تھی اوسکو شب و روز اپنے کام سے
فرصت نہین ملتی تھی اوقات شبانہ روزی شکار مین یا باز وجرہ وبہری کے شکار مین تیتر و چیتے
کے شکار مین کشتی بازی وورزش مین اور گانا سننے اور ناچ دیکھنے مین بسر ہوتی تھی نواب
احمد خان نے اسکو لاکھوں روپیہ نقد و جنس مین دیا تھا مگر سب اُسنے عیش و عشرت مین اوڑا دیا
مِنی بی بی سے اوسکے تین بیٹے پیدا ہوئے اول دلیر علیخان جسکا لقب فتح جنگ تھا دوم
رستم علیخان سوم احمد علیخان ۔ دلیر علیخان کے مدار خان نام ایک بیٹا تھا جو فقیر ہوگیا اور تب

اوسکا لقب مہدی شاہ ہوا۔ رستم علیخان لاولد رہا لیکن ایک زوجہ پیاری بیگم نامے چھوڑی۔
احمد علیخان کی فقط ایک بیٹی مبارک النسا بیگم تھی جسکی شادی کوئل کے متصل ایک گانون کے پٹھان کے
ساتھہ ہوئی تھی۔ دایم خان کے بہت سے حالات ہمکو نہین ملتے جو کہ بہادر علی نے کہ وہ بھی کتاب لوح
تاریخ کی تصنیف مین شریک تھا مجتمع کئے ہین اوسکا دادا سید غلام حسین چالیس برس تک دایم خان کا
نوکر رہا اور فرخ آباد مین دایم خان کے پھاٹک پر سکونت رکھتا تھا غلام حسین مذکور نے ۱۲۲۶ ہجری
مطابق ۱۸۱۱ تا ۱۸۱۲ء مین جہان سے انتقال کیا (۳) فخر الدولہ یہہ شخص نواب محمد خان کا چیلہ
تھا یہہ نواب احمد خان کا بخشی اول تھا نواب احمد خان کے آخر عمر مین اور مظفر جنگ کے ابتدائے عہد
مین زمانہ اس سے بہت مساعد رہا ۱۷۷۰ء لغایت ۱۷۸۰ء مین قتل ہوا بہشت باغ مین مدفون ہوا
(۴) رحمت خان یہہ نواب محمد خان کے چیلہ جہان خان کا بیٹا تھا یہہ دوسرا بخشی مقرر ہوا تھا یہ اہل علم
کا دوست تھا تمام عمر اپنی صوم و صلواۃ مین بسر کی یہہ شخص سخاوت و شجاعت مین شہرت رکھتا تھا۔
(۵) حاجی سرفراز خان یہہ شخص تیسرا بخشی تھا اس شخص کا تکیہ کلام یہہ تھا کہ ہر جملہ کے ساتھہ
بسم اللہ کہتا تھا۔ (۶) نامدار خان نواب محمد خان کے چیلون مین اسکا نمبر ۲۹ ہی یہہ چوتھا بخشی تھا
(۷) مہربان خان یہہ نواب کا دیوان تھا اور یہہ شخص کسی راجہ کا بیٹا تھا جسکے پدر نے الہ آباد
کے محاصرہ مین اسکو نواب کے نذر کیا یہہ شاعر تھا اور صاحب دیوان ہوا ہی نہایت فصیح و فن تھا
و مفتی ولی اللہ نے کچھہ اوسکی نظم سے منتخب کیا ہی۔ اوسوقت کے مشہور شعرا مرزا رفیع السودا و میر سوز
عرصہ تک اوسکے ملازم رہے ہین (۸) اسلام خان کسی زمانہ مین یہہ تیسرا بخشی تھا قلعہ مین بلند محل
کے قریب اسکا ایک مکان تھا جسمین ۱۸۲۹ء مین نواب تجمل حسین خان ظفر جنگ سکونت رکھتا تھا ایکبار
نواب احمد خان نے اوس سے پوچھا کہ تمہارے کئے بیٹے ہین اُس نے جواب دیا کہ میرے پانچ بیٹے
ہین آمانا کرمنا لقوا رحمنا بربنا نواب نے اسکے بہت عیال دار ہونے پر ہمدردی کرکے
اُسے کاسگنج کا فوجدار مقرر کردیا کاسگنج ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے اسلام خان حسب معمول نواب کے چند
پیادی اور دو ضرب توپ لیکر اوسطرف روانہ ہوا جب صراف اور زمیندار فوجدار کو نظر دینے آئے اوسنے

اوسنے دربار عام مین سب سے کہا مین فقط روپیہ پیدا کرنے کے واسطے آیا ہون لہذا آٹھہ روز کے عرصہ
مین جتنے مالدار ہین سب ملکر ایک لاکھہ روپیہ مہیا کر دین اور مین اونکو تمسک لکھہ دونگا کہ زر مذکور مالگذاری
سے ادا ہوتا رہیگا سب نے عذر کرنا شروع کیا تب اوسنے ایک کو کوڑے لگوانا شروع کیا تب آبرو
کی ڈر سے دوسرون نے کہا کہ ہم روپیہ دیتے ہین سب نے متفق ہوکر ایک لاکھہ کی فکر کر دی اور
اسلام خان نے اونکو تمسک لکھدیا تب اوسنے شمس آباد و قایم گنج کے پٹھانون کو لکھہ بھیجا کہ
جو لوگ نوکری کرنا چاہین انکو میرے پاس بھیجدو اور بارہ سال کی عمر سے ساٹھہ برس کی عمر تک جسکو
نوکری کی خواہش ہو میرے پاس آوے اور اگر کوئی انکار کرے تو اوسپر لعنت ہو ایک مہینہ مین اوسکے پاس
پانچ ہزار آدمی جمع ہو گئے تب اوسنے کاسگنج سے باہر ا کیطرف کوچ کیا اور ہاتھرس اور مرسان کے
راجاؤن کے موضعات لوٹنے شروع کئے یہہ دونون مقام اب ضلع علیگڈھ مین واقع ہین لوگون نے
کہنا شروع کیا کہ یہہ کس قسم کا تحصیلدار ہے کہ بجاے اسکے کہ اپنے پرگنہ کی خبرگیری کرے یہہ
فوج جمع کرکے لڑنے گیا ہی۔ نواب احمد خان کو خبر پہونچی کہ اسلام خان نے کاسگنج کے مہاجنون کو دمکاکر
اونسے ایک لاکھہ روپیہ وصول کرکے ایک فوج جمع کی اور مرسان کے جاٹون کے گانون لوٹ لیئے
اور کہتے ہین کہ وہ فیروز آباد کو پہونچ گیا ہے اور اپنے سوارون سے اوسکا محاصرہ کر لیا ہی اور جب تک
بیس ہزار روپیہ نہین لے لیئے وہان سے نہین ہٹا۔ نواب احمد خان نے شتر سوار کے ہاتھہ ایک
پروانہ اس مضمون کا بھیجا کہ مین نے تم کو اسواسطے مقرر کیا کہ تمہاری اوقات بسری اچھی طرح سے
ہو تم نے یہہ کیا کر رکھا ہی غیرون کے ملک کو سب طرف سے لوٹ کر تم نے ہمین بدنام کر رکھا ہی
اسلام خان نے جوابدیا کہ آپ کی نارضامندی کی کوئی وجہہ نہین ہی دو مہینے کے عرصہ مین آپکو
مین دہلی کے تخت پر بٹھلا دونگا اب میرے پاس دس ہزار آدمی کے قریب جمع ہو گئے ہین ہاتھرس
کے راجہ نے نواب کو شکایت لکھہ بھیجی کہ ہمارے ملک پر پٹھانون نے حملہ کیا ہی نواب نے جوابدیا
کہ ایک چیلہ یعنی ہو گیا ہی تم اوسکو سزا دو تب ہاتھرس کے راجہ نے بھرتپور کے راجہ سے کہ وہ بھی
جات تھا اور اوس سے رشتہ رکھتا تھا مدد مانگی اور اوسنے ایک ہزار آدمی بھیجے کئی لڑائیان

ہوئین اور دونو جانب سے بہت سے آدمی کام آئے آخر الامر اسلام خان کی فوج نے شکست
کھائی اور اسکا سب روپیہ صرف ہوگیا تب اسلام خان اپنے ایرانی گھوڑے پر سوار ہوکر
ایک روز مین مرسان سے فرخ آباد پہونچا اوسکے آنے کی خبر سنکر نواب نے اسکو طلب کیا
اور اُس سے کہا کہ تمنے یہہ کیا بدذاتی کا کام کیا کہ ملک کو لوٹنا شروع کیا اوسنے جواب دیا کہ مین
نے یہہ منصوبہ کیا تھا کہ دہلی کو فتح کرکے نواب کو تخت شاہی پر بٹھالون مگر کیا کیا جاوے کہ
قسمت مین ایسا نہ تھا نواب مسکرایا بعد مدت دراز پر اوسکو بخشی کا عہدہ ملا اوسکی کل فوج بے سروا
ہوکر منتشر ہوگی کہتے ہین کہ یہہ چیلہ قوم کا کلار تھا اسکے پانچون بیٹے شیعہ ہوگئے اور دوان مین سے
فرخ آباد کی کربلا مین محرم مین قتل ہوئے اونکے نام یہہ ہیں ابراہیم خان رحمن خان
ایک بیٹا رحمت خان سوار لوائی کے دروازہ پر خانہ جنگی مین مارا گیا چوتھا بیٹا اپنی موت سے مرا
پانچوان بیٹا امان خان نام ۱۸۳۹ع تک یعنے جب کہ بہادر علی نے کتاب لکھی ہی زندہ موجود تھا
اسلام خان بارہ لڑائیون مین گیا تھا اور بہت سے زخم کھائے تھے ہر روز وہ شراب پیتا تھا
مگر مظفر جنگ کے زمانہ مین فرخ آباد مین شراب پینا معیوب نہ تھا اگر کوئی دوست اوس سے
اوسکا مذہب پوچھتا تو وہ کہتا کہ اللہ کے سواے مین کسی کو نہین جانتا میرا کلمہ یہہ ہے
لا الہ الا اللہ محمد خان رسول اللہ کیونکہ اوسنے مجھے ہندو سے
مسلمان کیا ہی وہ شراب کا اسقدر عادی تھا کہ مرتے وقت تک اوسکے پاس صراحی و پیالہ
موجود تھا اور وہ گھنٹہ دو گھنٹہ قبل از موت اپنے بیٹون سے مانگ مانگ کر پیتا جاتا تھا
اوسوقت ایک بیٹے نے کہا خانصاحب یہہ آپ کی موت کا وقت ہی آپ شراب سے توبہ کیجیے
خدا غفور الرحیم ہے آپ کو معاف کریگا اوسنے جواب دیا بیٹا حالت صحت مین مین نے توبہ نہ کی تو
اب کیا کرون جام لاؤ اور لب تک بھر دو اوسنے اوس جام کو پیا اور ذرہ دیر مین مرگیا چونکہ وہ
آزاد منش آدمی تھا ایک مرتبہ اُسنے مومن کو توال مقرر کرکے بھیجا اور وہان اوسنے بخوبی انتظام
کر لیا ایک روز ایک پٹھان ہنسنے اوسکے ایک چھڑی ماری وہ وہان سے چلا آیا اور نواب سے

کہنے لگا تمہارے داماد یعنے پٹھان تمہارے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنے آتے ہیں (۹) دلاور خان اسکو چیونٹی کہتے ہین بباعث اسکے زود رنج ہونے کے معلوم نہین کہ یہہ وہی دلاور علی خان ہے جسکا مذکور کالی راے کی کتاب مین ہے کہ وہ اعظم نگر کا عامل تھا وہ شخص قوم کا ٹھاکر دہان سنگہ کا بیٹا تھا اور تیج سنگہ کا بھائی تھا (۱۰) سلیمان خان داروغہ اشتران (۱۱) شجاعت دل خان اسکو شجاع الدولہ بھی کہتے ہین خانسامان کے عہدہ پر متعین تھا (۱۲) مشرف خان میر ترک یہہ محمد خان کے وقت کا چیلہ تھا (۱۳) جواہر خان عرض بیگی (۱۴) بخت بلند خان ظاہر مین یہہ یار بہادر کا بیٹا معلوم ہوتا ہے جسکا مذکور کالی راے نے کیا ہے (۱۵) مبارک خان (۱۶) بارند خان خانسامان (۱۷) صوفی خان اصل مین یہہ دولت آباد پرگنہ سکراوہ کا ٹھاکر گوہر سنگہ نام تھا پرگنہ سکراوہ مین مجھہ پور اوسکے جاگیر مین تھا (۱۸) کیفی خان (۱۹) جمال خان (۲۰) کمال خان (۲۱) ظرافت خان امراو زادہ فرخ آباد اور قنوج کے راستے پر اوسنے ایک گانون بسایا ہے لیکن ۱۹۰۳ع مین بجز ایک پختہ پھاٹک کے اور کچھہ نشان باقی نہ تھا (۲۲) آفتاب خان (۲۳) طالعور خان (۲۴) شمشیر خان (۲۵) بارا خان مسجد والے (۲۶) مہتاب خان (۲۷) پہاڑ خان (۲۸) شادل خان (۲۹) بادل خان (۳۰) منگل خان (۳۱) نیکنام خان (۳۲) مظفر دل خان (۳۳) منور خان (۳۴) کالیخان عرض بیگی (۳۵) محمد یار خان رائی پوری علاوہ انکے سیکڑون غلام تھے کوئی طلائی عصا بردار تھے اور کوئی رنگین بانس لیکر چلتے تھے بعض کے سر پر قزلباشی کلاہ رہتی تھی بہتیرے تو اسباب و آلات حرب پر متعین تھے اور دوسرے ذاتی کامون پر مامور تھے کوئی آبدار تھے کوئی مہتمم حمام تھے کوئی وضو کرانیوالے کوئی تسبیح لینے والے کوئی مگس ران کوئی پان بنانیوالے کوئی جوتا لینے والے اسی طرح کی خدمات پر متعین تھے نواب کی خوابگاہ پر ایک معتمد خادم شاہ بیگ خان بنگش مقرر تھا اور اندرونی و بیرونی دیوڑھی کے پہرہ پر شمشیر خان و گلشیر خان و نجابت خان جیسے مامور تھے قلعہ کی حکومت میر محمد فضل علی کے سپرد تھی —

حالات نواب مظفر جنگ

جب نواب مظفر جنگ اپنے باپ کا جانشین ہوا اُسوقت اوسکی عمر صرف ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی لیکن اختیار
حکومت کو چند عرصہ تک بخشی فخر الدولہ نے دیانتداری سے انجام کیا جسکا پہلا کام یہہ تھا کہ اوس
ہنگامی کو کہ جسکو مرتضی خان نواب محمد خان کے لڑکے نے اُٹھایا تھا فرو کرے اوس زمانہ مین اوسکی
حالت بہت نازک تھی سلطان شاہ عالم دہلی کو جاتے ہوئے اثناء راہ مین قنوج مین تھے جبکہ
اُنہون نے محمد خان کے وفات کا حال سنا۔ اوسکی خاص مشیر کار حسام الدین خان نے باراده
لینے ملک فرخ آباد کے ایک ضروری پیغام بغیر اعانت مہداجی سیندہیا کے بھیجا جو کہ اوسوقت دوآب
کی شمالی جانب مقیم تھا اور بادشاہ دفعتاً خدا گنج کی راہ سے ہوتے ہوئے فرخ آباد کو روانہ ہوئے
اور عین مقام موضع سرہا مین خیمہ زن ہوئے۔ اور دوسری جانب سے فخر الدولہ نے پٹھانوں کی ایک
بڑی فوج اکٹھائی اور قوی مقابلہ کے لئے ایک سامان کیا اوسوقت اوسنے بادشاہ کو بغرض مصالحت
ہو جانے کے عاجزی سے تحریر کیا۔ حسام الدین خان نے بامید اسکے کہ مرہٹوں کے پہونچنے پر
مین اپنے خاص طور سے اس معاملات کے طے کرنے کے قابو رکھونگا ہر قسم کی عداوت برپا کی اوسوقت
فخر الدولہ نے نواب نجف خان سے اسکی گفتگو شروع کیا جو سلطان کے جلو مین تہا اور چند لاکھہ روپیہ بادشاہ اور ایک لاکھہ
نواب نجف خان کو دیکر نواب مظفر جنگ نے جانشین کرانے مین کامیابی حاصل کیا۔ نواب مظفر جنگ
بہ ہمراہی اپنے ۶۳ بھائیوں اور خاص خاص آدمیوں کے بادشاہ کے لشکر مین بحفاظت تین ہزار فوج
کے داخل ہوا۔ نواب اور اوسکے بھائی دل دلیر خان حاضر ہوئے اور معمولی خلعت اُنکو عنایت
ہوئے اوسوقت سلطان شاہ عالم نبی گنج کو جو کہ ضلع مین پوری مین ہے روانہ ہوا جہان کہ وہ
تین مہینے تک مقیم رہا وہان مہداجی سیندہیا بھی بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہونچا اور
شریک ہوا اگرچہ وہ مرہٹا اپنے آنے سے پہلے اوس معاملہ کے طے ہو جانے اور اس امر کے
دیکھنے سے کہ میری دوسری تدبیرین فرخ آباد سے انتقام لینے مین رُک گئی نہایت رنجیدہ ہوا

اب مرتضیٰ خان اور عبد المجید خان نے اور زیادہ تر ہنگامے برپا کئے نواب قایم جنگ کی بیوہ عورت کو
اپنے ساتھہ شریک ہونے کی ترغیب دی اُسنے آفریدیوں کو بھرتی کیا اور امیٹھی مین جو کہ عین
حوالیہ شہر مین ہی اپنی سکونت کے لئے قلعہ بندی کرنا شروع کیا۔ فخر الدولہ نے اپنی فوج سے اوس
مقام پر پہونچکر حملہ کیا۔ مرتضیٰ خان زخمی ہوا اور قید کر لیا گیا۔ بعد ازان وہ قید خانہ مین مرگیا اُوسکے
تھوڑے عرصہ کے بعد فخر الدولہ کو نامدار خان چیلہ نے جو کہ مرتضیٰ خان کا رفیق تھا قتل کیا
بخشی کو بحیلہ ایک ضروری پیغام کے شب کو اُسکے مکان سے بولایا اور اوسکے باہر آنیکے ساتھہ ہی اُسکا
سر کاٹ لیا بعد ازان قاتل اوسکا دربار عام مین مرتضیٰ خان کے مکان پر قتل کیا گیا اوسوقت مین
سنہ ۱۱۷۲ و سنہ ۱۷۵۹ء بنگش اودھ کی سلطنت کا خراج گذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہہ ہمکو دریافت نہین ہوئے
اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا بعد چندے
ایک جزو اِس خراج کا انگریزی فوج کے کمپنو کی تنخواہ کیلئے تعین کیا گیا جو کہ فتحگڈہ مین مقیم تھی حسب حالت
جو فخر الدولہ کے بعد مقرر ہوا کچھہ فرخ آباد سے لشکر لیکر اکتوبر ۳۱ سنہ ۱۷۵۲ مین سراج الدولہ کے اٹاوہ فتح کرنے
مین شریک ہوا۔ نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اُسکے
ساتھہ تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈہ مین نوہ گنج
و ہردواگنج کو روانہ ہوا۔ اوس سال مین محرم کے رسومات اُسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی
بستی ہی انجام دئیے گئے حکایت یہہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا فی الحقیقت اس لڑائی
مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنہ جات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام و تروا و ٹھٹھیا اور
سکت پورا و کسیقدر حصہ سارخ سے مرہٹونکو بیدخل کردیا جو ٹکڑہ زمین کہ اسطرح سے اودہ مین حاصل
کی گئی تھی وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہوگئی ماسوائے چھبرامئو و سکراوان کے
اور شاید بہت سے حصہ سارخ کے اون دو پرگنون مین شامل ہین۔ بعد تھوڑے عرصہ کے الماس علے
خواجہ سرا جو اوس زمانہ کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہہ تھا
کہ اوسنے اپنے ماتحتون کو یہہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمین کو جنکی وہ قدیم مالک ہین چھین لیوین

راجہ تروا وٹھٹھیا و نیز چودھری کشنگڈھ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا۔ کالی ندی
کے جانب شمال مین جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ
کارروائی کا نہین ہونے پایا فی الحقیقت کہ سلطنت مین تفرقہ ہونے سے ایک بڑا اختلاف زراعت
کی حالتون مین پیدا ہوا اسمین شبہہ نہین کہ اوس دریا کے اوتر کنارہ کے رہنیوالونکی بہ نسبت دکھن کنارہ
کے رہنیوالون پر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہوگیا۔ اس فتح سے واپس آتے ہوے نواب شجاع الدولہ
مئو ہوتے ہوئے طرف شاہ آباد ضلع ہردوئی کے گیا جہان وہ انگریزی فوج سے جاملا جو کہ رحمت خان
اور روہیلون کے مقابلہ کو جاتی تھی اور لڑائی موضع کٹرا مین جو ضلع شاہجہانپور مین واقع ہے جہان حافظ
رحمت خان مارا گیا۔ نواب مظفر جنگ موجود تھا اور سرداران روہیلہ کی بہت سے سر کشتہ
بنگش نواب کے پاس واسطے شناخت کے لائے گئے اور یہہ واقعہ ۱۷۷۴ء مین وقوع مین آیا
بوقت واپسی فرخ آباد کے نواب مظفر جنگ اپنے ساتھ قواعد دان فوج لکھنو کی لایا جسکی اعانت سے
اوسنے بنگش کے سپاہیون کو جو کہ اوسکی دار السلطنت کے محلہ بنگش پورہ مین آباد تھے سخت سزا دی
اور قریب قریب سب کو خارج کردیا۔ چونکہ اس وجہہ سے کہ قوم مذکور بر وقت شامل ہونے مہم اٹاوہ کے
اُنہون نے نہایت بد طریق سے برتاو کیا وہ باغی ہوگئی اسوجہہ سے کہ اونکی تنخواہ باقیات ادا نہین کی گئی
اور ایک قرآن شریف کو ہاتھی پر رکھہ کر یہہ اشتہار دیتے ہوئے کہ ہم کسی نواب کی اطاعت نہ کرینگے
لشکر مین دھوم دھام مچائی اس زمانہ مین انگریزون کا تعلق اوس ضلع کے ساتھہ ہونا شروع ہوگیا
اور فتحگڈھ کے بازار کی بنیاد اور چھاونی کی تعمیر بھی ہونے لگی۔ بذریعہ عہدنامہ فیض آباد کے جسپر
شروع ۱۷۷۵ء مین اودھ کے نواب آصف الدولہ نے دستخط کیا تھا یہہ اقرار کیا گیا کہ اودھ کے ملکون
مین کمپنی کی ایک قواعد دان فوج مقیم رہنا چاہیے۔ نواب آصف الدولہ نے پھر دوسری فوج
کے واسطے درخواست کی جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھہ پلٹن سپاہیون کی اور ایک توپخانہ اور
ایک حصہ سوارون کا شامل رہے جو لشکر کہ اس طور سے تیار ہوئے وہ ۱۷۷۷ء مین کمپنی کے لشکر
مین شامل ہوئے اور فتحگڈھ مین تعینات ہوئے یہہ چندروزہ لشکر کے نام سے موسوم ہوا اور

سالانہ خرچ نواب اودھ کا اس مین ۲۲ لاکھہ روپیہ پڑتا تھا ۱۷۹۷ء مین نواب اودہ نے اس کمپو کی خرچ سے سبکدوشی پانے کی التجا کی لیکن اونکی درخواست نامنظور ہوئی بعد ازان اس فوج نے راجہ چیت سنگہ بنارس کے معاملہ مین بھی اچھی کارگذاری کی - ۹ ستمبر ۱۷۸۱ء اقرارنامہ کے بموجب وہ چند روزہ کمپنی بہادر کے ملک مین واپس آنیوالا تھا مسٹر ہیسٹنگ نواب گورنر جنرل نے اوس شرط کو پورا نہین کیا لیکن انہون نے ۱۷۸۰ء کو لکھنو مین جاکر عہدنامہ کی تجدید کی - جو حکم کہ اس معاملہ مین ہوا تھا اوسکو انہون نے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا - کلکتہ مین پہونچکر صاحب ممدوح کو دریافت ہوا کہ اوسکی تجویز کونسل سے منسوخ ہوئی - پھر معرفت حیدر بیگ خان کے جو خاص اس غرض کیواسطے کلکتہ مین تعینات کئے گئے تھے لارڈ کارنوالس کے حضور مین دوبارہ استدعا کی گئی لیکن نتیجہ اوسکا ویسا ہی بے سود ہوا - نواب مظفر جنگ کی بقیہ عہد سلطنت مین یہہ بات خاص کر کے مشہور تھی کہ نایب یعنی وزراے اعظم یکے بادیگرے کثرت سے مقرر ہوتے آئے ان نایبون مین سے اٹھارہ کے نام لکھے ہوئے ہین بہت سے پھانسی دیئے گئے اور دیگر جلا وطن کئے گئے - بلکہ نواب کے سسر غدا بندی خان اور اونکے سالے امین الدولہ بھی تھوڑی مدت تک اوس کام کے لایق انجام کرنیکے نہ تھے - منجملہ ان ظلمون کے ایک یہہ ظلم تھا کہ نواب نے تمام وظیفہ اور جاگیرین جو کہ اونکے چچیرے بھائیون یعنی اولاد محمد خان کو ملی تھین ضبط کر لیا - انہون نے بارہ برس تک اپنی کوئی دادرسی نہین پائی اور نہایت مفلس ہوگئی - یہہ صرف انگریزون ہی کے ذریعہ سے ہوا کہ انہون نے اپنے حقوق کو واپس پایا - تھوڑے عرصہ کے بعد چار لاکھہ روپیہ خراج کا جو انگریزون کے لئے مقرر کیا گیا تھا باقی پڑا - ایک انگریزی رزیڈنٹ ۲۲ مئی ۱۷۸۰ء کے بعد فرخ آباد مین مقرر کیا گیا اوسیوقت مین مسٹر سی صاحب بھی اوس عہدہ پر تھے - بعد ازان مسٹر جان ولیس صاحب مقرر ہوکر ۲۵ فروری ۱۷۸۲ء کو فرخ آباد مین پہونچے اور پھر وہ سولہہ ۱۶ ماہ کے بعد واپس کئے گئے جبکہ لارڈ کارنوالس گورنر ہوئے امین الدولہ اونکی عہد وراثت مین وزیر لکھنو کے ساتھہ کلکتہ روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جب کہ رزیڈنٹ یعنی سزاول جیسا کہ اوسوقت ہندوستانی اوسکو کہتے تھے

بولایا گیا تو نایب نے اپنی بہ نسبت یہہ مشہور کیا کہ ہماری کوشش سے یہہ ہوا ہی لیکن زیادہ یہہ سمجھنا
چاہیئے کہ حکام کلکتہ کی رای سے زیادہ تر یہہ تبدیلی ہوئی اور اس زمانے مین معلوم ہوتا ہے کہ نواب
کا چھوٹا بھائی دلدلیر خان مخفی طور پر نواب مظفر جنگ کے خلاف سازش رکھتا تھا نواب مظفر جنگ
کے مخالف چند معاملون مین ہوئے اوسکا وظیفہ بند کر دیا گیا اور جبکہ انگریزی رزیڈنٹ چلا گیا تو
اونہون نے بھی فرخ آباد کو چھوڑکر بنارس مین قیام اختیار کیا۔ اوسکو ایک معقول وظیفہ فرخ آباد سے
ملنے لگا اور وے اوسوقت تک بنارس مین مقیم رہے جبکہ اونہون نے جنوری سنہ ۱۸ع مین خودکشی کی
فرخ آباد کے معاملات وارن ہیسٹنگ صاحب کے الزام کا پانچوان دفعہ قایم ہوا یہہ معلوم
ہوتا ہے کہ اس الزام کے قایم ہونے کی بنیاد یہہ تھی کہ رزیڈنٹ کو مقرر کیا باوجود اسکے کہ اوسکو
بولا لینے کا وعدہ کیا تھا یہہ بیان ہوا کہ نواب ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا۔ ملک کے
نسبت یہہ مذکور ہے کہ الماس علیخان عامل اودھ نے قصبہ دھرہرہ کو ایک غیر کافی خراج پر
لے لیا تھا۔ پرگنہ حافظ مئو اور سوج ہمیشہ تاراج ہوتے رہے فتحگڑہ کے قریب کے گھاٹ اور اونکے
کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون نے زبردستی لے لیا تھا اور اوسیوقت چار پرگنون کے زمینداران
نے اپنے اپنے قلعہ مین اپنے کو مضبوط کر رکھا تھا۔ فرخ آباد ویران ہو گیا۔ وہاں پر کوئی مستقل
حکومت کئی برسون تک نہین رہی نواب وزیر اور اوسکے نایب در لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون
اور فتحگڈہ کے کمپو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور بینل و دیوان یعنی صلاح کارون نے
باری باری سے دست اندازی کی تھی اپنے عہد سلطنت کے اخیر حصہ مین نواب مظفر جنگ نے
چار لاکھ روپیہ خراج کے تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی۔ اگرچہ وہ بذات خود
ایک مرتبہ وہان گئے لیکن اونکی کوشش نے کچھ فائدہ نہیں اوٹھایا وہ اوس شخص کے ہاتھ سے
چھوٹ بچ گیا جسکو وہ یقین کرتا تھا کہ آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک
شخص بھاگو خان نامی جس نے اس مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی اب تک سنہ ۱۸۲۳ع مین زندہ تھا
اور مبلغ ایکہزار دوسو روپیہ سالانہ پنشن پاتا تھا۔ سنہ ۱۷۹۴ع مین فرخ آباد کے کمپو نے تدبیر حکومت

سر رابرٹ ابرکومی کے دریاے گنگ کے پار کوچ کرتے ہوئے رامپور کے باغیون کو بریلی کے قصبہ ہتوڑہ مین شکست دی۔ نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد بتاریخ ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۷۹۶ء انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لیڈن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملہ کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین آئے۔ جرم نواب کے بڑے لڑکے رستم علیخان پر ثابت ہوا جو لکھنؤ مین جلاوطن کیا گیا جہان وہ سنہ ۱۸۲۳ء کے بعد مر گیا اس معاملہ کی تفصیل ایک خط مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۸۲۳ء مین جو کہ منجانب امین الدولہ حسب فہمایش ایجنٹ بحضور نواب گورنر جنرل صاحب تحریر کیا گیا لکھی گئی ہے اوس وقت مین کہ جب رستم علیخان فرخ آباد کو واپس آکر نواب شوکت جنگ کے انتقال پر گدی نشینی کا دعویٰ پیش کیا تھا لیکن اوس وقت مین خونریزیان اوس ضلع مین عام ہوگئی تھین سنہ ۱۷۹۸ء مین رعایا کی شکایتین نسبت ڈاکوؤن کی اور اونکی بیشمار خونریزیون کی تحریر ہونے لگین۔ نواب مظفر جنگ کی زوجہ اولی امراو بیگم دختر خدابندہ خان کی تھی جو جاگیردار قصبہ سکراوان اور بارھوین بیٹے نواب محمد خان کی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے سنہ ۱۷۶۶ء مین اونسے شادی کی اور اونکے بطن سے پانچ لڑکیان اور کئی لڑکے پیدا ہوئے مگر لڑکے اپنے باپ کے حین حیات مین انتقال کر گئے۔ امراو بیگم جنہنے بتاریخ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۱۰ء کو انتقال کیا اپنی کل جائداد مذکور بمطابق رپورٹ صاحب کلکٹر ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۱۰ء مشتمل اوپر ۸۰۰۴ ایکڑ اراضی واقع پرگنات شمس آباد و بھوجپور و کمپل و محمد آباد و احاطہ مئو و پہاڑہ اپنے لڑکے اور اپنے بھائی نواب دلاور جنگ ولد حسین علیخان ولد امین الدولہ کو چھوڑ گئے۔ نواب مظفر جنگ کی چار اور بیبیان تھین اول عاشق محل مادر امداد حسین جو اوسکا جانشین ہوا دوئم بی بی کریما سوئم جینسرہ چہارم بی بی اچپال جو سنہ ۱۸۴۳ تک زندہ تھی بموجب دستور خاندان کے اوسکی لڑکیون نے اپنے چچازاد بھائیون سے شادی کی۔ ساڑھے سولہہ پرگنہ جات مشہورہ جو کہ فرخ آباد کے ملک مین شامل تھا احمد خان کے گذشتہ سنوات سے لیکر سنہ ۱۸۰۲ء مین قایم رہا ہے سابق حالات مین مذکور ہوچکی ہین منجملہ ۳۲ محال سابق جو مقبوضہ احمد خان کے تھے مفصلہ ذیل ضائع ہوگئے اول سنہ ۱۷۹۲ء میں اور بعدہ بطور دوامی سنہ ۱۷۶۹ء

مین قبضہ سے نکل گیا۔ اول بھون گانون سکیٹ شوروں ادساخت تالگرام قنوج بلہور شاہ پور اکبر پور شیوراجپور موسی نگر بھوگنی پور سارن سکت پور ارمی پھپوند اناوا مہرآباد امرت پور لیکن محال دو اور تین اور سترہ کے ضایع ہونیکے نسبت جو اس فہرست مین ہے شبہہ ہے اونکے جو موقع وقوع سے معلوم ہوتا ہے کہ وے علاقہ نواب بنگش بدستور شامل تھے۔ نواب مظفر جنگ کے زمانہ مین بیان کیا جاتا ہے کہ مالگذاری ساڑھے سولہ محال کے قریب پندرہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ نواب مظفر جنگ کے ایک لڑکے نے اپنے باپ کو زہر دیا اور دوسرے لڑکے نواب نصیر جنگ نے اپنے موروثی ملک کو انگریزون کے سپرد کر دیا یہہ امر صاف حسب ذیل کے فارسی بیت مین جو اوس خاندان کے ایک شخص کی زبان سے سنا گیا ہی درج ہی؎

ہر نواب شد دو پسر بدنہاد ٭ یکے زہر داد و یکے شہر داد ٭

یعنی یہہ کہ نواب کے دو اولاد مین سے ایک نے زہر دیا اور دوسرے شہر دیا۔ گدی کے دو دعویدار ہوئے۔ چیلہ کان پریل اور محمدی خان نے نواب سابق کے مجھلے لڑکے امداد حسین نصیر جنگ کو پیش کیا جو اوس وقت مین ۱۳ خواہ ۱۴ برس کا تھا۔ دوسری طرف سے امراؤ بیگم نواب مظفر جنگ کی پہلی زوجہ نے مددگاری اپنے بھائی امین الدولہ کی اپنے بیٹے بڑے بھتیجے دلاور جنگ بیٹے امین الدولہ کو پیش کیا فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخرش وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب ناصر جنگ بنگرانی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہہ شرط ہوئی کہ نئے نواب کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملنا چاہیئے لیکن اور دوسرے معاملات مین امین الدولہ اختیار تام رکھین۔ لارڈ ولیہ صاحب بہادر جو ماہ گست سنہ ۱۸۰۲ء مین فرخ آباد کو تشریف لیگئے تھے کہ جس سے بیان کرتے ہین کہ امین الدولہ نے اپنی ذاتی کجی اور اوس خراب طریقہ اپنے بھتیجے کو فریب دیا تھا انگریزون مین ریچرڈ نسیوم کا خطاب حاصل کیا۔ ریچرڈ سوم کا قصہ صفحہ ۱۴۹ مین علیحدہ درج ہے۔ نواب ناصر جنگ اکثر اپنی اوقات گویون کے ساتھ برباد کرتا اور خود بھی اوس فن مین ماہر تھا وہ ایسا ہی اچھا گانا تھا

جیسا کہ پیشہ ور گویا۔ شاعرون اور گوتیون کا ایک ماہانہ جلسہ اوسکی یہان ہوا کرتا تھا اور اوسکی مابقیہ
اوقات پتنگ اور کبوتر اوڑانے مین بالکل صرف ہوتی تھی وہان یکے باد دیگرے بہت سی عورتین تھین
جو اسپر زہی انتساب تھیں سب سے زیادہ مشہور بی بی فرخوا اور بی بی غنیمون تھین۔ نواب نے ایک
مہر کندہ انگشتری بی بی غنیمون کو عطا کی تھی۔ یہہ بات دیکھکر کہ نواب صاحب اس ضعیف الحرکاتی
مین مبتلا تھے امین الدولہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ نانکار سے پچیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا
حکایت یون مشہور ہی کہ بسبب اس تخفیفی وظیفہ کے خود بخود ایک جھگڑا پیدا ہوا جسکی بنیاد ظاہرا ایک
نازنگی بلا اجازت نواب امین الدولہ توڑ لینا بیان کیا جاتا ہے جس کے جہت سے سنہ ۱۸۰۱ء مین
بریلی تک جانے کی نوبت پہونچی جہان انربیل ہنری ولیسلی صاحب اوسوقت نئے ملکون کے بندوبست
کے لئے مقرر کئے گئے تھے جسکو نواب وزیر نے سپرد کمپنی انگریز کیا تھا۔ بذریعہ عہدنامہ مورخہ ۱۰ نومبر
سنہ ۱۸۰۱ء کے صرف نواب وزیر کے پرگنہ جات واقع ضلع ہذا سپرد نہین کئے گئے۔ بلکہ اوس ساڑھی
چار لاکھہ روپیہ خراج کے ساتھہ جو کہ فرخ آباد سے حاکم اودھ کو ملتا تھا اب نواب امداد حسین نے یہہ
قصد کیا کہ ہمارا ملک فرخ آباد بھی انگریز کے سپرد کر دینگے چنانچہ بتاریخ ۴ جون سنہ ۱۸۰۲ء بمقام بریلی
مین ایک عہدنامہ پر نواب کا دستخط ہوا جسکے ذریعہ سے نواب نے اپنے ملک کو بعوض مبلغ ایک
لاکھہ آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ کے جسکو واسطے اپنے اور اپنے متعلقین کے مقرر کیا سپرد کیا
عبارت عہدنامہ بتفصیل ذیل ہے عہدنامہ درمیان انربیل ایسٹ انڈیا کمپنی اور نواب امداد حسین خان
کے واسطے سپرد کرنے انربیل ایسٹ اینڈیا کمپنی کو دائمی حکومت کے لئے صوبہ فرخ آباد اور اوس کے
متعلقات کو بعوض خراج باداے مالگذاری نواب مذکور سے انربیل کمپنی کو طی پایا ایک جانب بذریعہ
انربل ہنری ولیسلی صاحب لفٹنٹ گورنر سپرد شدہ صوبہ جات اودھ کے باختیار کامل جو اسکو
دیا گیا نواب گورنر جنرل سے اوس غرض کے لئے اور دوسرے جانب نواب امداد حسین خان
بہادر نصیر جنگ بذات خود اور اوسکے ورثہ اور اوسکی جانشینون کے ۔

شرط اول

یہہ اقرار اور شرط کیجاتی ہی کہ صوبہ فرخ آباد اور اوسکے متعلقات دایمی حکومت کے لئے انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کیا جاوے من ابتداے سنہ ۱۲۱۸ فصلی نواب اپنے حقوق اور ملکیت کو بتشتمای ذیل کے کمپنی کو مستقل کرتے ہیں۔

شرط دویم

بنظر پرورش اور اقتدار نواب امداد حسین خان بہادر کے یہہ اقرار کیا جاتا ہی کہ اونکو نو ہزار روپیہ ماہواری یعنے ایک لاکھہ آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا جو کہ اونکے ورثہ اور جانشینون تک جاری رہیگا اور کسیوجہہ موجہہ سے اوسمین کوئی تخفیف نہ ہوگی اور یہہ بھی اقرار کیا جاتا ہی کہ نواب مذکور کے ساتھہ تمام مواقعہ بموجب اونکے درجہ کے اعزاز و اکرام کا برتاو منجانب برٹش گورنمنٹ بطور ایک دوست کے کیا جاویگا۔

شرط سیوم

انریبل لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر یہہ اقرار کرتے ہین کہ دو ہزار روپیہ سالانہ واسطے اخراجات امام باڑہ کے دیا جاویگا اور تین ہزار چھہ سو روپیہ سالانہ نواب مظفر جنگ کے دیگر محل کے وظیفہ میں جسکو کہ امراؤ بیگم اب تک دیتی آتی تھین نواب کے ذریعہ سے تقسیم کیا جاویگا جو کہ کمپنی کے سول افسر کو اوسکی رسید دیویںگے بشرطیکہ دیکھا جاوے کہ یہہ وظیفہ امراؤ بیگم برابر اداء انہین کرتی تھین

شرط چہارم

نواب کی خواہش کے موجب باغات جو کہ سابق مین انکے باپ کی ملکیت تھی اور موضع سرایت نعمت پور اور فرخ آباد کے قلعہ کے مکانات اور رانی صاحبہ کی جائداد ملکیت جداگانہ سمجھی جاوینگی بشرطیکہ کوئی دوسرا شخص اس ملکیت کا جائز طور پر مستحق نہ ہو۔

شرط پنجم

وہ تفصیل وار فہرست جسکو کہ نواب نے نامہ متعلقین اور مصاحبین خاندانی کیواسطے پنشن کے دیا۔ فہرست پیش کردہ خردمندان سے بہت اُمورات میں مختلف ہیں اور بموجب ارادہ برٹش گورنمنٹ کے وہ شرط اُن اشخاص کے لئے کی گئی جنکے استحقاق پنشن کی پوری بنیاد اسکے ہو یہہ شرط کیجاتی ہے کہ حقوق مختلف دعویداروں کا بذریعہ اوس سول افسر کے تحقیقات کیجاویگی جسکو کہ برٹش گورنمنٹ مقرر کرے بشمول نواب کے اور اسناد بدستخط اور مہر مشترکہ منظور کیجاویگی کہ جسکے اسناد کی رو سے پنشن یافتہ لوگ نواب کے ذریعہ سے روپیہ پایا کرینگے جو کہ کمپنی کے سول افسر کو انکی رسید دیوینگے۔

شرط ششم

عدالت کی حکومت نواب کی ذات پر موثر نہین ہوسکتی لیکن اُنکے توابعین اور متعلقین کے تفصیل نہیں کیجاتی اور بموجب منشا برٹش گورنمنٹ کے بلا جانب داری حکومت انصاف فرخ آباد کے صوبہ کے درمیان جاری رہے اسلئے یہہ اقرار کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دعوی بنام متعلقین نواب کے پیش کیاجاوے تو اول مرتبہ نواب کے پاس حوالہ کیاجاویگا اور بحالت نہ ہونے دادرسی یعنی بر ناراضی فیصلہ نواب وہ دعوی عدالت دیوانی سے فیصل کیاجاویگا۔

شرط ہفتم

بموجب درخواست نواب اشخاص مذکورہ ذیل کو وظیفہ دیاجاویگا اور اوسوقت تک قایم رہیگا جب تک اونکی چال چلن برٹش گورنمنٹ اور نواب کے نزدیک خوشنودی کی ہو۔ امام خان مبلغ پانچہزار روپیہ سالانہ ہرمل خان اور محمد خان پانچہزار روپیہ سالانہ۔ حار الخش نے وکیل منجانب جسکو کہ حاضری عدالت وغیرہ کے لئے فرخ آباد مین مقرر کیا چار ہزار روپیہ سالانہ۔ احمد بخش اور محمد صالح دو ہزار روپیہ سالانہ

شرط ہشتم

معافی اراضیات اور روزانہ اور سالانہ پنشن اور جاگیر بحال رہیگی اگر تحقیقات جائز سے یہہ معلوم ہو کہ وہ نواب مظفر جنگ کے انتقال سے پہلے سے مقرر کئے گئے تھے ۔

شرط نہم

یہہ صلحنامہ مشتمل او پر نو شرائط کے شہر بریلی مین ۴ جون سنہ ۱۸۰۲ع مین مطابق ۳ صفر سنہ ۱۲۱۷ کے طے پایا انریبل ہنری ولسلی لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر سپرد شدہ صوبہ جات اودہ نے نواب امداد حسین نصیر جنگ بہادر کو ایک نقل اسکی انگریزی اور فارسی مین مصدق بمہر و دستخط اپنے عنایت کیا اور نواب ممدوح نے انریبل ہنری ولسلی لفٹنٹ گورنر بہادر سپرد شدہ صوبجات کو اوسکی دوسری نقل بہ ثبت اپنے دستخط اور مہر کے عنایت کیا انریبل ہنری ولسلی لفٹنٹ گورنر بہادر اقرار کرتے ہین کہ تین روز کے عرصہ مین ایک تصدیق صلحنامہ کی بہ ثبت مہر اور دستخط حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے دیوینگے ۔ تصدیق اقرار نامہ منجانب گورنر جنرل بہادر ۲۴ جون سنہ ۱۸۰۳ع دست برداری کے ایکسال گذرنے سے پہلے جب ہنری ولسلی صاحب حاصل شدہ ضلع کے انتظام مین مصروف ہوئے تو اونکے بھائی ارتھر صاحب دکھن مین مرہٹہ کی سازش دور کرنے کے طیاری کر رہے تھے ۔ جنگ کے شروع ہونے پر لڑائی کا انتظام دکھن ہند مین جنرل لیک صاحب کے سپرد کیا گیا ۔ ماہ اگست سنہ ۱۸۰۳ع مین اونسے کانپور سے علیگڈہ کو کوچ کیا اسوقت جان بار فرانسیس پیرن سپہ سالار کی طرف سے مقابلہ کے مقرر ہوا تھا اور قلعہ پر دھاوہ کرنیکے بعد مین پوری کے ضلع مین ایک دستہ فوج کا بعرض چھوڑا لینے شکوہ آباد کے مرہٹہ رسالوں کے ہاتھوں سے بھیجا اس بات کے تصور سے جرات پاکر کہ برٹش کی فوج ہمہ تن مصروف ہے چتر سال راجہ ٹھٹھیا نے بغاوت کی ۔ اوسکے قلعہ پر محاصرہ اور حملہ کیا گیا مگر کمانڈر نگ افسر اور محاصرہ کرنے والے نقصان ہوئے ۔ باغی کا ملک ضبط کر لیا گیا جبکہ وہ جمنا کے پار دکن جانب کو بھاگا خاص گنگا ہر ست فائدہ اوٹھاکر میواتیوں نے ضلع کے پچھم مین خفیف حملہ کیا تمام زمینداروں کو لوٹ لیا

جنہون نے اُنکی خواہش پوری کرنے مین انکار کیا تھا لیکن مرہٹہ کی پہلی لڑائی اس ضلع مین ایک تماشا
بعوض جانثاری کے ہوئی ماہ دسمبر مین جب دشمنون سے صلح ہوگئی اسمین بارہ پرگنے اوسمین شامل کردیئے
گئے جوکہ دوسری برس نوآباد ضلع علیگڑہ مین منتقل کیئے گئے - لڑائی ختم ہوجانے کے قبل کسی اور
جگہہ قحط شروع ہوا تھا اور معاً قحط بند ہوجانے کے دوآب مین مرہٹون نے ایک جدید لڑائی سے
اوس ضلع کو پریشان کیا باعث ہنگامہ اسوقت ہولکر تھا جسنے شاید یہہ خیال کیا کہ برٹش کی قوت
سیندھیا کے عاجز کرنے مین گم ہوگئی ہے - شرائط مذکور کے بعد جو نزاع سے پہلے ہوئی تھی اوس مین
اٹاوا اور دوآب کے اکثر اضلاع کی دست برداری کے طلب کرنے مین اوسنے گستاخی کی تھی
جواب اوسکا جنگ تھا اور ماہ اکتوبر ۱۸۰۴ مین ہولکر نے دہلی کا بذات خاص محاصرہ کیا تھا - مگر
لیک صاحب کے پہونچنے پر اوسنے جلدی سے دریاے جمنا کو عبور کیا بارادہ اسکے کہ دوآب کو
آگ اور تلوار سے غارت کرے - لیک صاحب کے تعاقب کرنے سے وہ دو روز قبل روانہ ہوا تھا
دونون فوجون نے اپنے اپنے پیدل سپاہیون کو پیچھے چھوڑ دیا اور کسی نے اون مین سے زیادہ
سامان لشکر نہین لیا تھا - یہان تک کہ اب یہہ دیکھا گیا کہ اُن دو عمدہ فوجون مین سے مرہٹہ کی فوج
موافق اپنی شہرت دوروی کے بہت تیز کوچ کر رہی تھی - ملک کے پورب طرف ہولکر اون گانون کو
جو اوسکے رستہ مین پڑتے تھے جلاتا ہوا بھاگا - اوسکے پیچھے ہر ایک شخص نے اپنی اپنی چھہ روز کی
خوراک لیکر آگے جلدی جلدی بڑھتے جاتے تھے جنکے پیچھے توپ خانہ اور سوار لیک صاحب کے تعاقب
کرتے تھے اور سولہہ نومبر کی شام کو جب انگریزی فوج ضلع ایٹہ کی علیگنج مین پہونچی تو اوسنے دیکھا
کہ وہ قصبہ ابتک جل رہا ہے - مرہٹہ اوس شب کو شراب پی رہے تھے اور دیکھہ رہے تھے کہ ایک
بڑی فوج فرخ آباد کے نزدیک ڈہلاول مین ۳۶ میل پر ہے اور لیک صاحب کے سوار ۲۲ میل روز
روز آتے تھے - باوجود اسکے اوسنے دشمنون پر رات کو چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا نو بجے شام کو
اوسنے بغیر خیمہ یا کسی دوسرے قسم اسباب کے آگے بڑھا جب اوسکے سوار گھوڑے پر چڑھہ رہے
تھے تو یہہ خوشخبری پہونچی کہ اونکی پیدل فوج نے ماتحت جنرل فریزر صاحب کے ہولکر کے پیدل

سپاہیوں کو مقام ڈگ مین شکست دیا اس خبر نے اُنکے جوش کو مغرور مرہٹہ کے رسالہ پر حملہ کرنین
دو چند کر دیا۔ میسکفرلن صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ماہتاب بلند تھا اور رات خوشنما معلوم ہوتی
تھی جب وے لوگ سڑک پر چلے جا رہے تھے وے لوگ اس خبر کے سننے سے بہت خوش
تھے کہ دشمن اپنی لشکرگاہ مین بلا حس و حرکت اور ہمارے آنے سے بالکل ناواقف ہی ۱۷ تاریخ کی
صبح کو اوسکی فوج کا سردار مرہٹہ کے لشکر کے دامن پر پہونچ گیا۔ مرہٹوں کے گھوڑے میخون مین بندھے
تھے اونکی بغلون مین آدمی پڑے سو رہے تھے۔ جب ہمارے سپاہیوں نے چند گراپ کی آوازیں
اور اونکی گولیاں لشکر غنیم مین شُرین تب اونکو لیک صاحب کی آمد کی خبر ہوئی۔ بندوق کی آوازون
نے اُنہین جگا دیا مگر اکثر کو دائمی خواب مین ڈالدیا۔ بادشاہ کے آٹھوین لائیٹ ڈیراگون نے پہلے
اونپر حملہ کیا اور پھر چہار طرف اُنکو کاٹ کر گرا دیا۔ ہماری دوسری رجمنٹ نے بھی معاً آنے کے ویسا
ہی کیا یہانتک کہ قلیل عرصہ مین تمام لشکر کو قتل اور زخمی کر ڈالا خود ہولکر سب سے پہلے بھاگ گیا
اور اوسکے پیچھے تھوڑے سے سوار جو کہ گھوڑے پر چڑھنے کے قابل تھے وہ بھی بھاگ گئے اور
ہولکر نے جبتک کہ کالینی دریا کو عبور نہ کیا اپنے گھوڑے کی باگ کو نہ روکا جو کہ ۱۸ میل کے
فاصلہ پر پایاب تھا۔ جب آتے مرتبہ اوسنے جمنا کو عبور کیا تھا تو اوسکے ساتھ ۶۰ ہزار سوار تھے
اور پھر کالینی کے عبور کے بعد وہ دس ہزار فوج جمع کر سکا تین ہزار فوج اوس کی چھاپہ مین کام آئی اور
مابقی بھاگ گئی اور منتشر ہو گئی اور پھر ہرگز اوسکے شریک نہ ہوئی۔ بااینہمہ لیک صاحب نے اپنی کامیابی
کے واسطے ہولکر کا ۱۰ میل تک تعاقب کیا۔ جب لیک صاحب نے شکار کو چھوڑ دیا تو اونہوں نے
دیکھا کہ ہمین نے ۲۴ گھنٹہ مین ۷۰ میل اور ۳۵۰ میل گذشتہ دو ہفتوں مین طے کیا صرف دو انگریز
دہیکے ساتھ کے مارے گئے تھے اور کوچ کی تکان اور انکے گھوڑوں پر سخت ہوئے تھے منجملہ
اوسکے بچھتر مر گئے خواہ بیکار ہو گئے اُنکے نقصان کا کم خیال ہوا کیونکہ [illegible] نے اپنے بہوتیرے
گھوڑے کام کے لایق پیچھے چھوڑے تھے کرنل ڈنس کے پیدل فوج کے پہونچنے [illegible] لیک صاحب
کی [illegible] الوسع جلد ہوی مین پیروی کی تھی سوار و پیدل شہر فرخ آباد میں داخل [illegible] اونکی آمد پر [illegible]

روز مبارک تھی کیونکہ سرکش پٹھان اوس قصبہ اور ضلع کے فتحگڑھ کے قلعہ کا محاصرہ کئے تھے جہان
انگریزی رزیڈنٹوں نے اور اونکی کمروز ہندوستانی فوج کے سپاہیوں نے پناہ لی تھی۔ اوس شہر
کے پولیس کا خاص افسر دریاے گنگ کے پار بھاگ گیا تھا۔ نواب کے خاندان کے دو امراد
مرہٹون کے شریک ہوگئے تھے منجملہ اونکے ایک سرمست خان جدید شکست مین قتل کیا گیا تھا۔ خود
نواب نے ہولکر کی ملاقات کی حکم کی تبعیت کی تھی۔ اور جب کہ جج مجسٹریٹ نواب سے بڑی توب
مانگنے آیا تو اوسکے جواب مین عذر پیش کیا گیا مسٹر بابٹ فتحگڑھ کو واپس آتے ہوئے چند مرہٹون سے
جنہوں نے اوسکا پیچھا کیا تھا بمشکل بچگئے۔ چھاونی میں رسالہ کا اصطبل اور قدیم ضرب خانہ اور
انگریزی افسروں کے بنگلون کو پھونک دیا۔ یہہ ضلع جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے اول ہی اول ہاتھ آیا
ہوا۔ قلعہ کے محاصرہ کرنے کی غرض سے باغیوں نے لام باندھا تھا اور تین ضرب توپ کی سلامی
واسطے اظہار فتحیابی جنرل فریزر صاحب کے کی گئی اور بعد ازان انگریزی فتحیابی کے لئے ایک
صاحب نے ۲۰ نومبر کو ہولکر کا تعاقب کیا۔ اوسکا راستہ واپسی کا دہلی کی طرف سے تھا اور اگرچہ
سنہ ۱۸۰۶ء تک صلح نہین ہوئی تھی تاہم اوسکی روانگی کے بعد اوس ضلع پر حملہ نہیں کیا گیا جنگ کی
سابق تواریخون مین فتحگڑھ ایک مشہور توپخانہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہی اور فرخ آباد کی ٹکسال ہونے کا
ثبوت اس واقعہ کے ذریعہ سے دیا گیا ہی کہ بھرتپور کے راجہ پر دو لاکھ روپیہ سکہ بنانے کے لئے
جرمانہ کیا گیا تھا سنہ ۱۸۱۱ء مین صاحب بورڈ نے نواب کے مکان آسائش کا خرچ ساٹھ ہزار روپیہ
منظور کیا لیکن سنہ ۱۸۱۳ء مین نواب نصیر جنگ نے انتقال کیا۔ اگرچہ وہ صرف ۳۰ برس کی عمر کی
تھی جب اونہوں نے انتقال کیا تاہم وہ بہت سے اپنی یادگاریان چھوڑ گئے۔ ایک مکان اندر
قلعہ کے۔ ایک نقارخانہ امام باڑہ کے اندر۔ ایک پائین باغ معہ ایک مکان عمدہ اور چہار دیواری کے
ایک مکان شکار اندر رمنہ کے جواب منہدم ہوگیا۔ چند اصطبل تارن دروازہ پر۔ بازار بنام نصیر گنج
احاطہ جو نصیر گنج سے پائین باغ تک ہی۔ وہ اپنے گھرانہ کا آخر شاہزادہ تھا۔ اور سابق تواریخ مین
اوسکے خاندان کا بہت ہی مختصر ذکر ہے۔ اونکا بیٹا نواب خادم حسین اونکی عزت و تعلقہ جات جانشین ہوا

جنکا لقب شوکت جنگ ہوا اور اوسوقت اوسکی عمر دس برس کی تھی - اس لڑکے کی بابت صرف
اتنا ہی بیان کرنا ضرور ہے کہ اوسنے نواب گورنر جنرل بہادر سے بلیسبہت مین ملاقات کی اور ۱۸۴۳ع
مین اوسنے دہلی مین وفات پائی جہان وہ بغیر اجازت جنٹ نواب گورنر جنرل بہادر کے گیا تھا در حقیقت
اوسکی موت بوجہہ عارضہ چیچک کے ہوئی لیکن بہت سے واہیات وجوہات بیان کیجاتی ہین بعض
کہتے ہین کہ اوسکو جن کا دخل ہوگیا جب کہ وہ اوس ... مین جہان کہ جن رہتا تھا نشہ کی حالت مین
گیا دوسرے یہہ بیان کرتے ہین کہ ایک ہندو جوگی نے خفا ہوکر بد دعا دی جب کہ نواب نے ایک سانڈ
کو گولی ماردیا تھا تیسرا قصہ یون ہے کہ کسی عورت نے اوسکے گہر زہر دیا - اوس کا لڑکا نواب تجمل حسین جو کہ
ایک برس کا بھی نہین تھا اوسکے جانشین ہوا لیکن پھر نواب تجمل حسین ۱۸۴۸ع مین ۲ برس کی عمر
مین لاولد مرگیا اور اوسکا چچازاد بھائی نواب تفضل حسین اوسکا جانشین ہوا - نواب تفضل حسین نواب
عنایت حسین نصرت جنگ کا لڑکا تھا جو کہ نواب شوکت جنگ کا چھوٹا بھائی تھا - نواب نے فروری ۱۸۵۸ع
مین برٹش گورنمنٹ سے ہاسے تبس کا خطاب حاصل کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کررہے تھے

ہم کو اب دوسرے قاتلون کی بابت بیان کرنا ہے

حالات رچرڈ سیوم

بعد بادشاہ اڈورڈ پنجم کے رچارڈ سیوم جوکہ خاندان پلنجینٹ کا آخر بادشاہ تھا تخت انگلستان کا مالک
ہوا یہہ بادشاہ ۱۴۵۲ع مین پیدا ہوا تھا اور ۱۴۸۳ع مین تخت نشین ہوا اول بار معہ اپنی زوجہ کے شہر ویسٹ
منسٹر مین تخت پر بیٹھا۔ جوکہ اوسنے چند آدمیون کے مدارج دربار مین از حد بڑہا دیے اسلیئے اورون نے
بوجہہ حسد کے اس سبب بھی بغض رکھنا شروع کیا اور علاوہ اسکے یہہ اوس خزانہ کو جسے کہ شاہ اڈورڈ نے
بڑی جانفشانی سے جمع کیا تھا فضول و محض بیجا صرف کرنے لگا اسوجہہ سے اور بہت سے لوگ اس سبب
ناراض ہوئے آخر کو نتیجہ ہوا کہ سب نے باہم مشورہ کرکے اس سے بغاوت اختیار کیا مگر چونکہ یہہ بادشاہ
نہایت ہوشیار تھا بطور دورہ کے ہر شہرون مین جہان کہ اوسکے خلاف سازش ہوتی تھی معہ سپاہ کے
گیا اور یہہ اشتہار کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ کل کام ہماری عملداری مین انصاف کی رو سے ہو اور ہماری
رعایا امن او چین سے بسر کرین اور اوسکے انجام کے لئے وہ دوبارہ شہر یارک مین تخت نشین ہوا
قبل اسکے کہ یہہ بادشاہ یارک مین داخل ہوا ایک سانحہ عظیم وقوع مین آیا جس نے سب سے
لوگون کی کمر کو بھی اوسکے خلاف بغاوت سے چست باندھا یعنی جمیس ٹیرل داروغہ اصطبل شاہی
وارویک سے ایک شاہی نامہ بنام سر برکنبری افسر قلعہ لندن کے اس مضمون کا لیگیا کہ مکتوب الیہ فوراً
بمعائنہ حکم شاہی حامل نامہ کو قلعہ کی کنجی چوبیس گھنٹہ کے لئے دیدے اوس قلعہ مین اڈورڈ وارث
بادشاہ سابق معہ اپنے بھائیون کے نظربند تھا ٹیرل نے چند بدمعاشون کو پہلے سے مقرر کر رکھا
تھا اور کنجی لیکر اونکو قلعہ مین بھیجکر بیچارے قیدیون کو قتل کرایا اور اونکی لعشون کو زینہ کے نیچے
دفن کر دیا اس سازش کا حال زبانی قاتلون کے معلوم ہوا مگر جب بادشاہ نے سنا اوسنے تخفیف لاعلمی
بیان کی اور بہت سے ثبوت اس امر کے پیش کئے کہ یہہ امر بالکل اوسکی بے اجازت ہوا اور
اوسکی یہہ سازش نہ تھی گوکہ بادشاہ تو اوسوقت ظاہراً بچ گیا مگر تاہم لوگون کے دلون مین شک
رہ گیا کچھہ تو پہلے سے اوسکی بے اعتنائی سے رنجیدہ خاطر تھے اب تو ظاہراً بہت لوگ
باغی ہو گئے اور یہہ سازش کرنے لگے کہ ہنری ہفتم کو جوکہ رچمنڈ کا امیر تھا بادشاہ کرین روز بروز

خطرہ ترقی پذیر تھا ایک بیک اون لوگون نے بھی جو کہ بادشاہ کے جانثار اور یار غار تھے اوس سے
سرکشی کرنا شروع کیا اور تمام باغی جمع ہو کر ہنری کے پاس گئے اور اوسکو اپنا سردار بنا کر بادشاہ
پر حملہ کرنا چاہا لیکن بوجہہ طوفان و سیلاب کے اوسکے جہاز کنارہ پر نہ آسکے اور اس باعث سے
وہ لوگ ناکامیاب رہے لیکن جب کہ باغیون نے یہہ امر چاہا کہ ہنری کی شادی شاہزادی الیسبہ
کے ساتھہ کرکے اوسکے حق کو اور مستحکم کردین اوسوقت بادشاہ نہایت گھبرایا اور مخوف ہوا کیونکہ اوسکا
یہہ ارادہ تھا کہ اوس شاہزادی کی شادی اپنے بیٹے سے کرتا مگر قضا کار وہ لرکا مر گیا اب اوسنے
ارادہ کیا کہ اوسکی شادی وہ خود اپنے ساتھہ کرلے کیونکہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ جب ہنری کی شادی
الیسبیہ کے ساتھہ ہو جاویگی تو وہ ضرور مستحق تخت کا ہو جاویگا اس خبط مین پڑکر اوسنے اپنی زوجہ
کو زہر دیکر مار ڈالا اور بندش کی کہ اپنی شادی الیزبہ کے ساتھہ کرے مگر ان کو کچھہ اور ہی منظور تھا
اودھر باغی دن بدن خوب بگڑتے جاتے تھے یہانتک کہ بڑی فوج کے ساتھہ بادشاہ کے قتل پر
آمادہ ہوئے اور بادشاہ کی خاص خاص لوگ سب سرکش ہونے لگے بقول شخصے جب تقدیر بگڑتی
ہے تو اپنا بیٹا ہی خون کا پیاسا ہوتا ہے جبکہ لارڈ اسٹنلی جو کہ بادشاہ کا ہمراز و دمساز تھا بادشاہ سے
کچھہ سرکشی کرنے لگا اور بادشاہ کو بھی اوسکی جانب سے شبہہ ہونے لگا اب بادشاہ کی بری حالت
ہوئی اسطرف باغیون کا روزا اودھر اپنی بی بی کو ایک خیال موہوم پر مار ڈالنا اور احباب کا ساتھہ
چھوڑ دینا ان چند باتون نے بادشاہ کو بہت گھبرایا اوسپر خواب و خور حرام ہو گیا یہانتک کے یہہ
خبر سُنی گئی کہ باغی لوگ معہ ہنری کے حملہ کرنے کو آتے ہین بادشاہ نے بھی بہت سے سوارون کو
اونکے جاسوس و خبر رسانی کے لئے تعینات کیا دمبدم یہی خبر پہنچتی تھی کہ اب آئے تب آئے
غرض یکم اگست ۱۴۸۵ع کو سب لوگ شہر ملفورڈھون معہ ہنری کے داخل ہوا۔ بعد پندرہ روز کے
موسل ورد ھپیر لڑائی شروع ہوئی اور یہی روز کے اخیر لڑائی تھی عین حالت لڑائی مین جو ہین
رچاڈ نے رجمنٹ پر حملہ کرنا چاہا رجمنٹ نے خود ہی اوسپر حملہ کرکے کام تمام کیا اوسکا تاج کھائی مین
پایا گیا اور لارڈ اسٹنلی نے اوسے بڑے دھوم دہام سے فاتح کے سر پر پہنایا اور رچاڈ کی نعش تبہہ

لائے سٹر مین کری فرایر کے گرجے مین دفن ہوئی اس بادشاہ کو تمام مورخین نے نہایت ظالم دغاباز
سفلہ طبیعت لکھا ہی اور اس سے بہت سے بیقصور از حد بیجا دناحق ہوئے اور اوسکے مزاج کی خلقی
خاصیت خبث اور دشمنی جانب مائل تھی ۔

جدول نوابزادگان فرخ آباد جو سنہ ۱۷۱۳ء سے سنہ ۱۸۵۸ء تک حکمران رہے

نمبر شمار	نام معہ ولدیت	ماں کا نام	تاریخ پیدایش	تاریخ تخت نشینی	تاریخ وفات
۱	نواب محمد خان غضنفر جنگ ولد ملک علی خان	نامعلوم	نامعلوم	سنہ ۱۱۲۵ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۷۱۳ء و جنوری سنہ ۱۷۱۴ء	۲ ذیقعد سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق ۹ دسمبر سنہ ۱۷۴۳ء
۲	قایم خان ولد نمبر ۱	عالیہ بانو عرف بیبی صاحبہ	ایضاً	ذیقعد سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق ماہ دسمبر سنہ ۱۷۴۳ء	۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۳ نومبر سنہ ۱۷۴۸ء
۳	امام خان ولد نمبر ۱	نامعلوم	مقام پیدایش محمد آباد تاریخ نامعلوم	۱۶ ذوالحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۷ نومبر سنہ ۱۷۴۸ء	سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ماہ نومبر سنہ ۱۷۴۹ء و نومبر سنہ ۱۷۵۰ء
۴	احمد خان غالب جنگ ولد نمبر ۱	ایضاً	ایضاً	شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق جون و جولائی سنہ ۱۷۵۰ء	۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء
۵	دلیر ہمت خان مظفر جنگ ولد نمبر ۴	خیر النسا بیگم	سنہ ۱۱۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۸ء و سنہ ۱۷۵۹ء	۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء	۸ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری مطابق ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۷۹۶ء
۶	امداد حسین خان ناصر جنگ ولد نمبر ۵	نامعلوم	مقام فرخ آباد [illegible] مطابق نومبر سنہ [illegible]	۲۲ اکتوبر سنہ ۱۷۹۶ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری	۲۸ محرم سنہ ۱۲۲۸ ہجری مطابق یکم فروری سنہ ۱۸۱۳ء
۷	خادم حسین خان شوکت جنگ ولد نمبر ۶	سرفراز محل	۱۰ رمضان سنہ ۱۲۰۷ ہجری مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۷۹۳ء	محرم سنہ ۱۲۲۸ ہجری مطابق فروری سنہ ۱۸۱۳ء	۲۹ شوال سنہ ۱۲۳۸ ہجری بمقام دہلی مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۲۳ء
۸	تجمل حسین خان ظفر جنگ ولد نمبر ۷	ممتاز محل	جمادی الثانی سنہ ۱۲۳۱ ہجری مطابق ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۱۶ء	ذیقعد سنہ ۱۲۳۸ ہجری مطابق ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۲۳ء	۱۸ ذیقعد سنہ ۱۲۶۲ ہجری مطابق ۹ نومبر سنہ ۱۸۴۶ء
۹	تفضل حسین خان ولد نصرت جنگ پوتہ نمبر ۶	سلطان عالیہ بیگم	۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۸۲۷ء	ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۶ء	اور سنہ ۱۸۵۹ء میں جلاوطن ہوکر مکہ معظمہ کو بھیجے گئے اور وہاں سنہ ۱۸۸۲ء میں قضا پائی

شجرۃ النسب سعادتخان برہان الملک
سید محمد نیشاپوری
جوکہ مشہد سے ۵۰ یا ۶۰ میل جانب پچھم ہے
مرزا ناصر
مرزا یوسف
نام نامعلوم
دیکھو عماد السعادت صفحہ ۲۹ سطر ۹ اخیر
مرزا محمد باقر سعادت خان
جوکہ سنہ ھ مطابق جون ء
جون ء کو فوت ہوا
مرزا محمد امین سعادتخان برہان الملک
دختر زوجہ جعفر بیگ خان
شاہ بیر
زوجہ دختر مرزا ناصر کی اور ہمشیر برہان الملک سعادتخان کی
خانم صاحبہ سے
بی بی صاحبہ سے
نثار محمد خان شیر جنگ صوبہ دار کشمیر
دختر زوجہ صفدر جنگ
ہینگا بیگم زوجہ نصیر الدین حیدر
محمدی بیگم زوجہ محمد قلیخان بھتیجا صفدر جنگ
امینہ بیگم زوجہ سید محمد خان
بندی بیگم زوجہ سعادتخان پسر سعادتخان کلاں
مرزا محمد مقیم صفدر جنگ
ناصر الدین حیدر زوجہ دختر برہان الملک سعادت خان

پشت نامہ صفدر جنگ
یوسف خان
شاہجہان
بیداغ شاہ
حسن علی مرزا
منصور مرزا
جو کہ نیشاپور تبریز سے بھیجا گیا
محمد قُلی بیگ
محمد شفیع خان بیگ
جعفر خان بیگ
زوجہ ہمشیرۂ برہان الملک
سعادت خان
مرزا محسن عزت الدولہ
زوجہ ہمشیرۂ نواب نجف خان
جو ربیع الاول ۱۱۶۱ھ
مین فوت ہوا
مرزا محمد مقیم صفدر جنگ
زوجہ دختر سعادت خان
برہان الملک جو ۱۷۵۴ء
مین فوت ہوا
محمد قُلیخان
(نائب الہ آباد ۱۷۵۶ء
۱۷۶۱ء) زوجہ
دختر برہان الملک
فاطمہ بیگم
زوجہ
مرزا اسمعیل
برادر نجف خان
جلال الدین حیدر شجاع الدولہ
جو جنوری ۱۷۷۵ء مین
فوت ہوا
مرزا امانی
آصف الدولہ جو ۱۷۹۷ء مین
فوت ہوا
سعادت علیخان
جو ۱۸۱۴ء مین فوت ہوا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ تاریخ خاندان بنگش سابق والی فرخ آباد کی اختتام کو پہونچی۔ اس کتاب کو جناب مسٹر ولیم آروین صاحب بہادر کلکٹر و مجسٹریٹ نے (جب ضلع ہذا مین رونق افروز تھے) بتلاش تمام کتب تواریخ قدیم و جدید بہم پہونچا کر دو جلد مین بزبان انگریزی تالیف اور انتخاب کیا ہی۔ اختصار مخل اور اطناب ممل سے ہر موقع پر اجتناب کیا ہی۔ بعدہ بنظر افادۂ خاص و عام حسب استدعاے خاکسار شیخ حسین بخش مہتمم مطبع حسنی کے زبان اردو مین بالفاظ سلیس و عبارت نفیس ترجمہ کیا اور ازراہ توجہ و عنایت خاص حق تالیف بھی مرحمت فرمایا۔ بندہ نے سر دست اوسکی اشاعت کو امر ضروری خیال کیا اور اوسکی طبع مین فی الجملہ استعجال کیا۔ بعد چندے انشاء اللہ تعالی یہہ کتاب لاجواب بکمال اہتمام و انتظام و صحت مالا کلام بار دگر معرض طبع مین آئیگی۔ اور لطف تازہ دکھائیگی۔ ازانجا کہ علم تاریخ کی عظمت و وقعت علی العموم ظاہر ہی لہذا کچھ حاجت تعریف نہین۔ ضرورت توصیف نہین اسی قدر کافی ہے کہ ؎ خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست ✽ اب خدمت بابرکت مین شایقین علم تاریخ کے عموماً۔ اور روساے ضلع ہذا کی خصوصاً۔ یہہ التماس ہی کہ جلد اس کتاب کو ملاحظہ فرمائین حظ وافر اوٹھائین۔ اور ضلع فرخ آباد کے واقعات گذشتہ سے کماحقہ واقف ہو جائین۔ اور احوال ماضی و حال کا مقابلہ کر کے عبرت حاصل کرین کہ ایک وقت مین اس خاندان بنگش کا کیا حال تھا۔ کیسا اولو العزم اور صاحب اقبال تھا اور اب انقلاب زمانہ سے بالکل کیفیت اوسکی برعکس نظر آتی ہی۔ اور حالت موجودہ عبرت دلاتی ہی فی الواقع ؎ بیک گردش چرخ نیلوفری ✽ نہ نادر بجا ماند و نے نادری ✽ فاعتبروا یا اولی الابصار ✽ تاریخ ختم طبع نثر مین تحریر ہے۔ اور اوسکے پر خاتمہ تقریر ہے

تاریخ

تالیف مسٹر ولیم آروین صاحب بہادر

[illegible]ء

از نتائج افکار حاجی الحرمین الشریفین نواب محمد اصغر حسین خانصاحب بہادر حسینی قادری المتخلص بہ ناطق خلف حاجی الحرمین الشریفین جناب نواب محمد تفضل حسین خانصاحب بہادر مغفور والی سابق فرخ آباد شاگرد منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر سلمہ اللہ القدیر - قطعۂ تاریخ

ہے بشرح طور پر تالیف مسٹر آردین	حال نوابین بنگش کا کیا ہی خوب صاف
ہاتف غیبی سے ناطق یہہ کہی تاریخ طبع	ترجمہ اردو زبان مین بھی لکھا ہی خوب صاف ۱۸۸۶ء

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار حاجی الحرمین الشریفین نواب محمد اقبال حسین خانصاحب بہادر حسینی قادری المتخلص بہ مضطرب برادرزادہ حقیقی جناب نواب صاحب بہادر مرحوم والی سابق فرخ آباد خلف نواب محمد سخاوت حسین خانصاحب بہادر مغفور شاگرد حضرت صفیر

ہے اصل انگریزی مین تالیف آروین	ہر چند جسکا بحر ہے حال صحیح کا
چھاپی حسین بخش نے سعی بلیغ سے	دکھلا دیا کمال کلام صبیح کا
با فرق طبع ہے یہی تاریخ مضطرب	بے مثل ترجمہ ہے کتاب فصیح کا ۱۸۸۶ء

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا من تصنیف منشی نندلال صاحب حضور تخلص تحصیلدار حضور تحصیل فرخ آباد ۱۸۸۶ء

فرخ آباد کی یہہ ہے تاریخ		اس مین مضمون ہے دلکی راحت کا
ڈبلیو آردن نے کی تالیف		ہے نتیجہ یہہ خالص ہمت کا
ہے ضلع کا مفصلاً احوال		اور آبادیون کی وسعت کا
فکر تاریخ کی تھی مجھکو حضور		تھا مگر انتظار فرصت کا
غیب سے یہہ مجھے ندا آئی		ہے یہہ اچھا چراغ برکت کا
	دیگر	۱۸۸۶ء

دیگر

طبع شد این عجب کتاب خرد — یعنی تاریخ انتخاب خرد
ہست تالیف آردون صاحب — گشت ترتیب ز آب و تاب خرد
گلشن حال فرخ آباد ست — تازہ و تر ز فیض آب خرد
گر بخوانند دُر ہمین بارد — بر سر ناظران سحاب خرد
سال تاریخ جستم از ہاتف — او بمن گفت آفتاب خرد

سنہ ۱۸۸۶ع

قطعہ تاریخ طبع از نتائج افکار پنڈت شیو کشن لال صاحب متخلص بہ فدا

فدا تاریخ شہر فرخ آباد — عجب دلچسپ دلکش داستان ہے
ہوئی اردو مین انگریزی زبان سے — خریدار اوسکا ہر پیر و جوان ہے
مؤلف اوسکے ہین وہ ولیم اردن — کہ جنکا مدح خوان ہر نکتہ دان ہے
صف آرائی کے ہین حالات اسمین — سراسر تیغ رانی کا بیان ہے
وہ دی ہے داد حرب و ضرب تحریر — کہ روح پاک بنگش مدح خوان ہے
چھپی ہی کیا ہی خاطر خواہ مطبوع — نہین حاجت بیان کی خود عیان ہے
کوئی اسکا سواد خط تو دیکھے — سواد دیدۂ حور جنان ہے
لکھے یون مینے اوسکے عیسوی سن — یہہ تاریخ آج بے مثل جہان ہے

سنہ ۱۸۸۶ع

قطعات تاریخ طبع تاریخ فرخ آباد من نتائج طبع منشی محمد صدیق حسین صاحب مِنّت

چھپی فرخ آباد کی یہہ تواریخ — بطرز عجائب بستان غرائب
جو ہو فکر تاریخ ہجری کی منت — تو فی الفور لکھد و غریب و عجائب

سنہ ۱۳۰۴ھ

ایضًا

چھپی تاریخ شہر فرخ آباد — نہایت صاف بہتر خوب کیا خوب
برای طبع ای منت لکھو تم — سنین عیسوی مرغوب کیا خوب

سنہ ۱۸۸۶ع

صحت نامہ تاریخ فرخ آباد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١	١٠	جبرامئو	جھبرامئو	٥٠	١٧	بھاگھل گھنڈ	بگھیل کھنڈ
١٢	۴	سنہ ١٦٨٥ء	سنہ ١٦٨٦ء	٥١	١٠	ایضاً	ایضاً
١٥	١٠	جھاؤنی	چھاؤنی	٥١	١١	سنگرات	سنگرات
١٩	١٦	سے	کے	٥١	١٦	کھانڈے امر نرداری	کھانڈی رام نرداری
٢٠	٧	اورسر	اودرمر	٥٢	٣	لوگ	لگ
٢٠	٨	کاغدائی	کاغزئی	٥٢	۴	پرسنگ پور	برسنگ پور
٢١	١٢	کاغوائی	کاغزئی	٥۴	٥	اچونی یا اچولی	اجونی یا اجولی
٢١	١٣	ایضاً	ایضاً	٥٥	٥	چنگلون	جنگلون
٢٣	١۴	ایضاً	ایضاً	٥٥	٩	چنگل	جنگل
״	١٧	مثواتر	متواتر	٥٥	١٧	کھانڈی راؤ نرداری	کھانڈے رای نرداری
٢٦	٣	توخیر ورنہ	توخیر ورنہ	٦٢	١١	محمد بشارت خان حاکم راٹھہ	محمد بشارت ملتانی حاکم راٹھہ
٢٧	١	ڈہر	دہڑ	٦٣	٩	اجھیتر	اجھینر
٣٠	٦	مئو رشید آباد خیر پور	مئو رشید آباد کبیر پور	٦٦	٣	چاہزار	چار ہزار
٣١	١١	گل کا کھیڑا	کال کا کھیڑا	٦٨	۴	گوٹا	کوٹہ
٣٣	٢	حاطہ	احاطہ	٦٨	١٥	پجیت پور	جیت پور
٣٥	١٧	نلک سنگھ گور	تلک سنگھ گور	٧٧	١	نسبت	بہ سبب
٣٧	١٧	دلدار خان	دلدلیر خان	٧٨	٥	نایت	نایب
٣٨	٢	ملوہ	ملبہ	٧٩	١٦	سیرسندی	سرسیندی
۴١	١٣	٢ر نومبر سنہ ١٨٢١ء	٢ر نومبر سنہ ١٨٢٢ء	٨٠	٣	قصا	حصار
۴۴	٨	ماڑھوار	ماڑوار	٨٠	٦	مالگذاری	مالگزاری
۴٦	٢	ارج	ایرج	٨٠	٥	پینچی	نیچی
۴٩	١۴	ماڑھوار	ماڑدار	٨٠	١٣	اکبرآباد	اکراباد
٥٠	٣	بھاگنی پورہ	بھوگنی پور	٨٠	١٨	سلخانہ	سلخ خانہ
٥٠	٩	آیا محل	آیامل	٨٢	٣	عبرت خان	غیرت خان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۹	سدہوڑی	سدہواڑی
۸۵	۱۳	تاوری	تلودری
۸۶	۲	سندیوی	سندلوئی
۸۸	۸	اطفاے	انطفاے
۸۸	۱۰	بہیج	تہیج
۸۸	۱۶	کنہیا جی	کنہیا جی ناظر
۸۹	۹	جمنا	پچمنا
۸۹	۱۰	کھاٹی	کھاٹی
۹۱	۲	برادانی	ہراولی
۹۱	۷	نربورہ	نورپورہ
۹۲	۸	لکاا	اوکلا
۱۰۰	۱۳	کدرودالا	کدرولا
۱۰۱	۲	[illegible]	ہرجہ
۱۰۱	۹	فیصلہ	قبضہ
۱۰۵	۱۳	کھنڈلی	کندالی
۱۱۲	۱	داماد	سالا
۱۱۳	۳	الہ آباد	اکبرآباد
۱۱۴	۱	ایضاً	ایضا
۱۱۴	۵	بحالہا	بحال و
۱۲۱	۱۲	جملہ	حملہ
۱۲۷	۴	معین الدینخان	میر معین الدینخان
۱۲۸	۱۰	امور کا تجربہ	امور کا محمد خان کے تجربہ
۱۳۳	۱۵	پٹھا	پٹھان
۱۳۷	۱۱	کور	گوڑ
۱۳۹	۵	جوتیس	بجوتیس
۱۳۹	۹	اکبرآباد	اکراباد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۰	۱۶	۱۷۳۸ء	۱۷۴۸ء
۱۴۱	۲	سفیل	فصیل
۱۴۱	۲	کنکر کی ہر یہہ مقبرہ	آنکر کی ہر اوسکی قبر کی بابت ایک قصہ ہے جسکو لوگ کہتے ہین کہ اوسکی ہاتھی کی قبر ہے
۱۴۱	۱۰	سابق مین بیان کر چکے ہین	[illegible]
۱۴۳	۱۱	امرتپور	امرتپور واقع ضلع فرخ آباد
۱۴۴	۱۱	تیرا غبار	تیرا اعتبار
۱۴۵	۱	اسلام خان	امام خان
۱۴۵	۲	غریب خان	غیرت خان
۱۴۶	۲	دورسے	دوری
۱۴۶	۵	چھوٹے	جنوبی
۱۵۶	۴	نام آور خان	متور خان
۱۵۷	۷	دوست خان	دوست محمد خان
۱۵۹	آخر	جب مظفر جنگ سے اور ہلمی خاندان	مظفر جنگ کی سند عطا ہو
۱۶۰	شروع	سے صلح ہو گئی تو	
۱۶۰	۴	پوشش	پوشش تھی
۱۶۰	۸	خبرگیری کی	خبرگیری کی اسکا حال حصہ دوم مین درج ہے
۱۶۰	۱۰	منجر خان	سنجر خان
۱۶۰	۱۲	مقرر کرایا - ایک	مقرر کرایا ۱۷۹۱ء تا ۱۸۱۱ء ایک
۱۶۱	۴	- ارربیع الاول	۱۷ - ربیع الاول
۱۶۱	۸	خدہ بندہ خان نے	خدا بندہ خان نے
۱۶۱	۸	بعد اوسنے کہا	وقت معلوم کیا
۱۶۱	۱۱	سمجھانے پر منور علیخان کے بے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا	کہنے پر منور علیخان کا وظیفہ بند کر دیا
۱۶۱	۱۳	سے قاضی کے یہان	[illegible]

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۴	عنایت علیخان	عنایت علیخان [illegible]
۱۶۳	۳	۱۳ نا معلوم	۱۳ نام نامعلوم
"	۴ ۵	۱۴ نا معلوم	۱۴ نام نا معلوم
۱۶۶	۴	جسمین	جسنے
۱۶۷	۳	خرق عادات	معجزات
۱۶۸	۱	سید حامد	سید حامد بخاری
۱۷۰	۲	گلاب سنگه	راجه جگت سنگه
۱۷۰	۹	اله ورد	اله داد
۱۷۱	۲	چهوچهار سنگه	چهوجهر سنگه
۱۷۲	۸	صوبه کا	صوبه برهانپور کا
۱۷۴	۳	سنه ۱۶ع	سنه ۱۶۴۵ع
۱۷۴	۱۰	می سنه ۱۶۵۲ع	۱۰ می سنه ۱۶۵۲ع
۱۷۴	۱۲	مارچ سنه ۱۶ع	مارچ سنه ۱۶۵۹ع
۱۷۴	۱۵	الله داد	الهداد خان
۱۷۵	۴	منصب هزاری	منصب سه هزاری
۱۷۵	۱۶	رام پور واقع پرگنه [illegible]	ندارد
۱۷۶	۱	کسی پور فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصله پر جانب جنوب واقع ہے	ایضاً
۱۷۶	۲	کهسے پور	کهمسے پور
۱۷۶	۴	قوم راٹهور سردار	ندارد
۱۷۶	۳	مرہان خان	برہان خان
۱۷۷	۷	بی بی صاحبه	بی بی ربیعه
۱۷۷	۸	سید پور	سید فرید پور
۱۷۷	۹	عنایتیکن	[illegible]
			[illegible]
۱۷۷	۱۴	کهلا	کہا
۱۷۸	۹	اول	دوم
۱۷۸	۱۰	ایک بسوه	۱۲ بسوه
۱۷۸	۱۵	بهی قریب	بر دن مین
۱۷۹	۳	بندوبست	بندوبست باندھ
۱۷۹	۶	سنوا	سنا ہی
۱۷۹	۱۷	چهه	چوده
۱۸۰	۱	پیرونداسے ہے	پیرونداسی شمال و مغرب
۱۸۰	۱۰	واپس جاؤ اور کہا	واپس جاؤ دلیل خان نے اونکی صلاح نه مانی اور کہا
۱۸۰	۱۵	بهونڈی	بهدری
۱۸۱	۵	کورٹهانان پر	کوٹهانان پر نزدیک اونکے
۱۸۱	۱۳	قریب	قبر
۱۸۲	۶	مگالون	نیاگاؤن
۱۸۴	۱۲	بیعزتی ہے	بیعزتی ہی یعنی اپنی اور اپنی بیٹی کرنیوالی جبر سالکی اشغا ور وح دلیل خان جو شاکر محمد لاہوری سے حاصل ہوئے دوہا
۱۹۰	۴	دوہا	
۱۹۲	۹	سنه ۴۳ع	دسمبر سنه ۱۷۴۳ع
۱۹۲	۹	قائم خان	قائم خان ٹراڑه کا
۱۹۲	۱۱	مرہٹون نے گهیرلیا	[illegible]
۱۹۳	۱۱	مجھے	بخشے
۱۹۳	۱۴	اپنی گهوڑی پر	اپنی گهوڑی پر بر
۱۹۴	۱۵	یهه نہی	یهه نہی اپنی
۱۹۴	۶	ہے	تہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	۷	سردار	سرفراز
۱۹۵	۸	کے بیٹے کو	کے چھوٹے بیٹے کو
۱۹۵	۱۰	قفل	قفل یعنی اپنی دکانون مین تالا لگانا
۱۹۶	۱	خضر خان	خضر خان یعنی
۱۹۷	۱۳	حکم	عالم
۱۹۹	۱	احمد شاہ	احمد شاہ درانی
۱۹۹	۳	فدوی خاکسار	ندارد
۱۹۹	۴	رکھتا ہے	رکھنا چاہیے
۱۹۹	۸	[illegible]	ندارد
۱۹۹	۱۲	نواب	قاصد
۱۹۹	۱۳	اس نواب در	ندارد
۲۰۰		بخشیے محمود خانی بہادر	[illegible]
۲۰۰	۷	محمد خان	ندارد
۲۰۱	۵	باوجودیکہ	بوجہ اسکے کہ
۲۰۱	۷	اس یتیم	اس یتیم یعنی سعد اللہ خان
۲۰۲	۱۱	جانے سکتے	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۱۶	نومبر سنہ ۱۸۴۲ء	نومبر سنہ ۱۸۴۳ء
۲۰۲	۶	ہاتھہ	ہاتھی
۲۰۴	۶	پڑ ڈالے	[illegible]
۲۰۴	۱۲	کو	تو
۲۰۴	۱۳	تڑپنے	بڑھنے
۲۰۵	۵	اور اس کہیت کی	اور اس خندق کی
۲۰۶	۴	نقل امام	فضل امام
۲۰۶	۱۰	ہاتی اوتر	ہاتھی سے اوتر
۲۰۶	۱۱	مان سنگھ	مان رائے
۲۰۷	۱	ہوئے اور	ہوئے سوار اور
۲۰۷	۹	پدرم تہا [illegible]	[illegible]
۲۰۸	.	پھوڑا	پچھوڑا
حصہ دوم ۱	۱۱	احمد خان	امام خان
۲	۶	سنہ ۱۲۶۳ ہجری	سنہ [illegible] ہجری
۲	۷	سنہ ۱۸۴۹ء	سنہ [illegible]ء
۲	۱۳	چکوا فائدان	چکوا اور پرانا خاندان
۳	۶	پچیس ہزار نو سوار	پچیس ہزار سوار
۳	۱۳	[illegible]	[illegible]
۵	۱۵	[illegible]	[illegible]
	.	جعفر خان [illegible]	
			[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	٦	یعقوب خان بہادر	یعقوبخان خان بہادر
٦	٦	ناظر نے	یعقوب خان نے
٦	١٥	کاغذ ناظر	کاغذ مہر کرکے ناظر
٦	١٧	[illegible]	جعفر خانکو طلب کیا
٦	٢٠	سات لاکہہ	ساٹھہ لاکہہ
٨	١٢	اوسی میدان مین	اوسی امید مین
٨	٢١	دیکہا کہ	دیکہا اور کہا کہ
٩	١	الفاظ زبانپر	الفاظ تہنیت آمیز زبانپر
١٠	١٩	منصبی کے ہوا	منصبی کے رنگ ملین ہوا
١٠	٢١	متوالا تہا	متوالا بنا
١١	٣	نول رای جوابدیا	نول رای نی جوابدیا
١١	١٢	نے ایک تحریری	نی مدہوشی مین ایک تحریری
١١	١٣	حکم پر	حکم رہائی پر
١٢	٤	افغانون سے	افغانون نے
١٢	٧	ایک ہندو نے	ایک ہندو ملازم نول راے نے
١٢	٨	چلا گیا بعد	چلا گیا عورت و روپیہ اپنی خرچ مین لائی
١٣	٣	دیگر مواضعات	دیگر پانچ پرگنہ
١٣	٥	ہوادار	ہودہ
١٣	١٦	قبل کے قلعہ	قبل کی قلعہ
١٣	١٩	ایک روز پندرہ	ایک روز یعنی ساون یعنی جولائی مین پندرہ
١٥	٦	ایک کورمی	ایک ہنمند کسا نامی کورمی
١٥	١٧	مشتاق علیشاہ	میان علیشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٦	١	نہ پڑ وبہر	نہ پڑ جب تک نول راے کو فتح نہ کر وبہر
١٦	٨	شاہ آباد سے	شاہ آباد قنوج سے
١٧	٣	ابراہیم خان	براہیم خان
١٧	٣	سرفرار خان	سرفراز خان
١٧	١٠	رسالدار ودیپی دت	رسالدار و راجہ دیپی دت
١٧	١٠	کوئل کو	کوئل کے
١٧	١١	نواب خان	نواب احمد خان
١٨	١	شب جمعہ	شب جمعرات
١٨	٢	بارہ سوار	بارہ سو سوار
١٨	١٦	ہلاک کرے نگر	[illegible]
١٨	١٩	اوتر پڑے و رستم خان	اوتر پڑے اور میدان کی طرح ہو تا کہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو اور رستم خان
١٩	١	دہال تلوار	ڈہال تلوار
١٩	٩	با تہیو نیر زرکار	با تہیو نیز شب و روز کار
٢٠	١	افغانون کو	افغانون کی
٢٠	١٠	والد نے	والد کے ایک غلام نے
٢١	٧	جب احمد خان	جب محمد خان
٢١	٢١	شیخ کے تیس	شیخ کے سینتیس
٢٢	٢	واقع ہی علی الصباح	واقع ہی اس رات وہ قنوج رہا دوسرے روز علی الصباح
٢٢	٩	زخمی بھی ہے بروز	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱۰	مشرق	مغرب
۲۳	۷	بی بی صاحبہ کو	بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی ماں کو
۲۳	۷	محل	محال
۲۳	۹	بھوے	بھوئی
۲۴	۲	اسمعیل بیگ خان جیلہ	[illegible]
۲۴	۱۷	جلال الدین	جلال الدین حیدر
۲۵	۵	پہونچا اوسنے	[illegible]
۲۵	۶	اور چیلون سے کہا کہ	اور کہا کہ شمشیر خان
۲۶	۲۰	بیان کی غرض	[illegible]
۲۸	۸	شروع کی مگر دو ہون نے اوسکا کچھ خیال نکیا	ندارد
۲۸	۹	اونز پڑا	[illegible]
۲۸	۱۰	مگر رستم خان	[illegible]
۲۸	۱۱	تا علیلگنج	علیلگنج کیطرف بہت دور تک
۲۹	۸	دیکھا کہ	دیکھا کہ اوسکے آدمیون نے
۲۹	۱۵	چند	پانچ
۲۹	۱۵	تلوار کے لگے	[illegible]
۳۲	۱۴	تیرہوان بیٹا	تیرہوان بیٹا منصور علیخان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۰	بھونگاؤن	بھونگاؤن بہبور
۳۲	۲۰	محمد خان	محمود خان
۳۳	۱۰	محاصرہ قلعہ الہ آباد	[illegible]
۳۳	۱۹	ویرتاب نرائن	ویرتاب نرائن و خان عالم خان ابرخانی
۳۳	۲۰	ایک ہزار پانسو	نوسو یا ہزار
۳۴	۱	علی قلی خان صوبہ	علی قلی خان گرگی نائب صوبہ
۳۴	۲	سادی	سادی خان
۳۴	۱۳	بلونت راؤ	بلونت سنگھ
۳۴	۱۴	مستجاب خان	مستجاب خان ورکزی
۳۵	۱۴	محمد خان	محمود خان
۳۵	۱۶	صاحب خان	صاحب زمان خان
۳۶	۱۱	عزت خان	غیرت خان
۳۶	۱۹	کام آئے	کام آئے یا زخمی ہوئے
۳۷	۱۸	مول	محول
۳۸	۲	بینسل	بتیس ۳۲
۳۸	۳	سردار خان	حاجی سرفراز خان
۳۸	۷	فاصلہ پر	فاصلہ پر مغرب مین
۳۸	۱۲	روانہ ہوا صاحب زمان خان	[illegible]
۳۸	۱۶	تو اودکھون نے	[illegible]
۴۰	۱۵	لکھا	کہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۷	حاضر ہوئے	معہ میر تزک حاضر ہوئے
۴۲	۹	بنسر	[illegible]
۴۲	۹	کیے گئے	[illegible]
۴۲	۱۰	کورہ	کوٹہ
۴۳	۵	فوج شاہی	فوج شاہی یعنی بائیسی [illegible]
۴۳	۱۳	قادر جوک کو پہونچا	[illegible]
۴۳	۱۳	گل خان	گل حال
۴۳	۱۸	واپس آتا ہون	شکست دیکر واپس آتا ہون
۴۴	۳	بھاگ گئے تھے	[illegible] بھاگ گئے تھے
۴۵	۲	للیا	دوندہ
۴۶	۴	گھاٹ پر	[illegible]
۴۶	۱۰	کشتی موجود ہوتی	ندارد
۴۶	۲۰	ناہر راؤ	ملہر راؤ وآیا
۴۷	۱۳	فتحگڑہ سے	قلعہ فتحگڑہ اور حسین پور
۴۷	۱۳	جنوب	جنوب مغرب
۴۹	۵	طلب کیا	[illegible]
۵۰	۴	دوندے خان	دوندے خان وملا سردار خان
۵۰	۵	دوسرا	دوسرے روز
۵۰	۱۲	کاظم خان	کاظم علی خان
۵۱	۸	ناہموار زمین تھی	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۱	ممکن ہوا	[illegible]
۵۳	۱۴	صلح	[illegible]
۵۳	۱۷	عزت خان	غیرت خان
۵۳	۱۷	ہمت خان	[illegible]
۵۴	۸	مرہٹون	ملہر راؤ
۵۵	۳	مقابلہ کرتے ہین	[illegible]
۵۶	۱۸	کے مقابل	سے دور
۵۷	۶	مارچ	مئی
۵۷	۱۸	طرف	طرف چلدیا
۵۹	۵	زن خان	رسول خان
۶۱	۸	گوالیاری کا	[illegible]
۶۳	۲	جنگ کرینگے	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۷	روہیلے سردار	سرداران آنولہ
۶۶	۱۱	ہوجانے	ہوجانے سے
۶۷	۹	احمد خان	حافظ رحمت خان
۶۸	۸	وزیر نے	ندارد
۶۹	۱۰	احمد خان	احمد خان و روہیلے
۷۲	۱۴	قیام پذیر ہوا	[illegible]
۷۵	۱۰	تکو	ہمکو
۷۶	۱۲	سرداران	سرداران مرہٹہ
۷۶	۱۲	صف	ندارد
۷۸	۳	تمام	[illegible]
۷۸	۴	سرانچہ	سرانچہ مین
۷۸	۱۰	پہونچا	پہونچا ہین
۷۹	۲۱	بھائی تھا	[illegible]
۸۰	۱۹	دیا	دیا اور جواب مانگا
۸۲	۳	سردار خان	سرفراز خان
۸۳	۶	لشکر مین	احمد خان کے لشکر مین
۸۳	۸	بیس	تیئس
۸۳	۱۰	گنگادہر	گنگادہر اپنے دیوان
۸۴	۴	پتر ون	ڈوتیر دن
۸۴	۱۳	قنوج کی روانگی کے بعد	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۱۴	کوچ کیا اور	[illegible]
۸۵	۱۷	غائبا	نواب غائبانہ
۸۵	۱۹	شراب	سے
۸۶	۱۳	نے	کے
۸۶	۱۷	شاہزادون	دو شاہزادون وہ
۸۶	۱۹	روانہ کردی	[illegible]
۸۶	۲۰	دہاری	ندارد
۸۷	۵	عہدہ پر	عہدہ شاہی بخشی پر
۸۷	۲۱	ابراہیم	ابراہیم خان
۹۰	۷	بسواس	بسواس راو
۹۰	۱۱	غازی الدین	غازی الدین خان
۹۱	۱۱	ٹھہرایا تھا	[illegible]
۹۱	۱۲	رہنیوالون	رہنے والون
۹۱	۱۳	[illegible]	[illegible]
۹۲	۱۵	سج پور	سج نگر
۹۳	۴	ہوگی	ہوا سکے پاس
۹۳	۱۱	گزشت	[illegible]
۹۳	۱۴	ہنو بیگم	گنا بیگم
۹۳	۱۸	ایضاً	ایضاً
۹۳	۱۸	عماد الملک	عماد الملک کی زوجہ
۹۳	۲۱	ہنو بیگم	گنا بیگم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۳	۲۱	مارچ	۴- مارچ
۹۴	۲	۱۷۵۵ء	جون ۱۷۵۵ء
۹۵	۳	تھا	ندارد
۹۵	۴	بنگالہ	بنگالہ کا
۹۵	۵	حاکم	رہنے والا
۹۵	۱۲	قلعہ	قلعہ کی
۹۶	۱	صوبہ دار تھا	[illegible]
۹۶	۳	۱۷۵۱	۱۷۷۱
۹۶	۱۰	واپس گیا	[illegible]
۹۷	۱۱	غازی الدین	غازی الدینخان وزیر
۹۸	۴	ہین رہتا تھا	سے چلا گیا
۹۸	۱۰	جوگی	جی کی
۹۸	۱۲	خان	گنج
۹۹	۳	امیر	ایک امیر
۹۹	۱۰	معین الدین دلدار خان	معین الدین ولد دلیر خان
۹۹	۱۱	منصوری	منشی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۱۶	سج نگر	سج نگر و راجہ ترزوا
۹۹	۱۷	سونڈھا	سونڈھا و اور جا
۹۹	۱۸	شاہ آباد	شاہ آباد کرد گی
۹۹	۱۸	ہم	ہم سے
۱۰۰	۱	سرائے سید راجہ	سرائے راجہ
۱۰۰	۲	[illegible]	[illegible]
۱۰۰	۱۹	امراؤ گر	امراؤ گر گوشائین
۱۰۰	۲۱	الدین	الدولہ
۱۰۱	۵	امراؤ سنگہ	امراؤ گر
۱۰۲	۱۰	دوست تھا	[illegible]
۱۰۲	۲۱	بدایون	بدایون و آنولہ
۱۰۳	۱۳	اٹاوہ	اٹاوہ شیخ کبیر
۱۰۳	۲۱	نہین ہے	[illegible]
۱۰۴	۱۵	چار	پانچ
۱۰۶	۳	ایک	ایک سو
۱۰۶	۱۲	نجیب خان	نجیب خان یوسفزئی
۱۰۷	۵	نہین جاری کی	بہی ہوئی
۱۰۸	۶	عہد و پیمان	صلاح
۱۱۱	۱۹	و مہربان خان	بخشی و مہربان خان
۱۱۲	۶	گذرسے	[illegible]
۱۱۳	۷	[illegible]	۵۲
۱۱۳	۸	بیس	تیس
۱۱۳	۲۱	نہوئی	ہوئی تہی

قطعه تاریخ طبع من تصنیف منشی شنکر لعل صاحب متخلص به ساقی سکندرآبادی

فرخ آبادست شهرِ پُر سُرور | وسعتش مشهور گشته دور و دور
حکمرانش بود ڈیلو آرون | ذی‌حشم ذی‌جاه زیرک ذی‌شعور
کرد تاریخ بنایش را رقم | بعد تحقیقات و ادراکِ وفور
چونکه آقاء خداوندمست | سال تاریخش نوشتن شد ضرور
گفت ساقی هاتفِ غیبی من | ای اگر داری بخود عقل و شعور
از سرِ طرزِ نکو تحریر کن | این کتابِ نادر و عمدهٔ حضور

۶ ۱ ۸ ۷ ۸
۹

۶ ۱ ۸ ۸ ۷